اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم

بطرز شائستہ و بالفاظ بالستہ کتاب بے نظیر در باب اثبات حق مذہب جعفری اثنا عشری

اسمے

انوار الہدیٰ

سنہ ۱۳۱۳ھ

از تصنیف جدید جناب مولوی شیخ احمد صاحب وکیل دیوبندی سابق اہلسنت

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

بار سوم — تعداد طبع ۶۰۰

قیمت فی جلد — عہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض ولہ الحمد فی الاخرۃ وھو الحکیم الخبیر وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد سید المرسلین والہ الطیبین الطاہرین اما بعد خاکسار ذرہ بیمقدار شیخ احمد ابن جناب مولانا مولوی محمد وجیہ الدین صاحب عثمانی ساکن دیوبند ضلع سہارنپور مضاف صوبہ دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت ارباب تحقیق مین عرض کرتا ہے کہ سن شعور سے از روے عقیدہ آبائی یہ عاجز متمسک طریقہ اہل سنت والجماعت کا تھا اور اس مذہب کے حق ہونے پر نہایت درجہ غلو رکھتا تہا - اور فرقہ شیعہ سے بالخصوص ایک قسم کی نفرت تھی گو خارج از مذہب ایک یہ عقیدہ کہ جناب علی مرتضیٰ جمیع صحابہ سے افضل ہین درحقیقت ورثہ پدری مین پہونچا تہا اور اگرچہ متمسکان طریقہ امامیہ سے ایک کاوش تہی لیکن اس عقیدہ پر نہایت مستقل طور سے قائم تہا سنہ ۱۸۶۶ء مین کہ یہ خاکسار ضلع بجنور مین نائب سررشتہ دار فوجداری تہا یہ اتفاق ہوا کہ اکثر اوقات دلمین یہ خیال آیا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ باوجودگی جناب علیؑ کی اصحاب ثلثہ کو خلافت ہوئی اور مرتبہ چہارم مین بہی بڑی دقتونسے نوبت خلافت پہونچی - یہ تصور کرکے خاموش ہوجاتا کہ شاید یہ

عمل درآمد کسی حکم خدا یا حکم رسول اللہ کی پابندی سے ہوا ہوگا لیکن جب کبھی زیادہ غور کرتا تو
اس طفل تسلی سے اطمینان نہوتا رفتہ رفتہ طبیعت پر اسکا خلش رہنے لگا - اور جویائے اصلیت ہوا
جسوقت یہ راز کھلا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت صرف امت کے اجماع یعنی پنچایت سے ہوئی اور
کوئی حکم اونکی خلافت کی بارہ مین صادر نہین ہوا - اور خلافت حضرت عمر کی بذریعہ استخلاف و
ولیعہدی کے حضرت ابوبکر نے قائم کی اور حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت پانچ شخصون مین سے ایک کو خلیفہ
کرنیکی رائے دی کہ بالآخر حضرت عثمان از روئے شوری خلیفہ مقرر ہوے تو وہ خلش جو رہتی تھی پہر اچھا خاصہ زخم بلکہ
ناسور ہوگیا کہ جسکا اندمال کسیطرح نہو سکا تب اس زخم اندمال کی التجا درگاہ خداوندی مین کی اور
میرا ورد ہوگیا کہ ہر وقت بحضوری قلب خداوند کریم سے یہ دعا کرتا کہ الٰہی مجھکو راہ راست اور صراط المستقیم کی
ہدایت کر اور مذہب حق مجھپر ظاہر فرما چنانچہ اس التجا کی تہ نیسے سعادتمین یہ بات آئی کہ یہ معاملہ کچھہ مشکل نہین ہے
مگر ہمارے علمائے کسی مصلحت سے ان امورات کا اظہار نامناسب سمجھا ہے اور طالب حق کو بھی اس معاملہ
مین زیادہ گفتگو نہین کرنی دی ہے محض سکوت اختیار کر رکھا ہے تم کتب مذہبی کا خود مطالعہ کرو خداوند
تعالی ضرور رہبری کریگا چنانچہ اسیوقت سے کتب بینی اپنا شعار کیا اور خدا کے فضل سے ہر قسم کی کتابین گھر
مین موجود تہین کچھہ دقت ہی اونکی جمع کرنے مین نہوئی دو تین برس تک خوب کتب کی سیر کی - ممکن تہا کہ
مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی کتب سے مین اس معاملہ مین استعانت کرتا لیکن اس زمانہ مین مجھکو ہرگز انکی کتب اور
اقوال کے صحیح ہونیکا گمان نہ تہا اور نہایت ہستی کے طور پر اونکے اقوال معروفہ مشہورہ کو غیر صحیح جانتا تہا
چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کی تالیف کے ختم ہونے تک مذہب شیعہ کی کسی کتاب کو مطالعہ نہین کیا
اور ایک لفظ بھی اونکی کتب سے اسمین اخذ نہین کیا گیا - الغرض جبکہ بلا روو رعایت کسی مذہب کے
مطالعہ کر چکا تو یہ معاملہ بالکل منکشف ہوگیا اور پردہ اختفا درمیان سے اٹھہ گیا اور بہت سے امورات
ایسے متیقن ہوگئے کہ اس سے پیشتر کوئی قرآن کا جامہ بھی پہنکر مجھسے بیان کرتا تو ہرگز یقین
نہ آتا - اب مذہب اہل التسنن کی نسبت میرے دل مین بہت سے شکوک واقع ہوئے اور
شیعونکے تمام اقوال کی تائید اپنے مذہب کی کتب سے پائی گمان قوی ہوا کہ شاید مذہب شیعہ

برحق ہی مگر بعد اسقدر کارروائی کے مین مستعفی ہوکر وطن مین آیا اور یہان ایک بہت بڑا مجمع
اہل سنت کے علما و فضلا کا دیکھا تو خیال آیا کہ شاید تیرا گمان غلطی پر ہوا اور دلائل حقیت مذہب
التسنن تیری سمجھ مین نہ آئی ہون علما سے اس معاملہ میں رجوع کرنا چاہئیے شاید انہی ہی ذہن کی
غلطی ہو یہ سمجھکر علماء موصوف کی طرف اس معاملہ کو رجوع کیا اور جو جو شبہات اور شکوک نسبت
مذہب اہل التسنن واقع ہوئے تھے اُنمین سے صرف چند شکوک لکھکے استفسار حال کیا گیا - اسپر جو کچھ برتاؤ
اُن حضرات کی طرف سے ہوا وہ ناگفتہ بہ ہے علم و فضل کے برخلاف جاہلانہ برتاؤ ہوا اور وجہ اسکی ظاہر یہی
معلوم ہوئی کہ اُن شبہات کے جواب سے وہ قطعی عاجز تھے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے
علم و فضل کا اُس زمانہ مین نہایت درجہ شہرہ تھا اونکے حواشی بلکہ عوام کا یہ قول تھا کہ علم و فضل
مین اب آپکا ثانی مملکت ہند مین نہین ہے - اونہون نے شبہات مذکورۂ بالا کا جواب
لیکن باوجودیکہ اونکے جوابات کا مخاطب یہ حقیر تھا مگر نہین معلوم کہ میرے پاس جوابات
کیون مرسل نہ فرمائے اور بالا بالا شائع ہوئے مین نے بھی ایک آدمی سے نقل اوسکی حاصل
کی - جسوقت مولانا صاحب کے جوابات پر نظر پڑی جسقدر شکوک تھے مبدل بیقین
ہوگئے اسکا رد جواب بہت آسانی سے مین نے لکھدیا بلکہ جواب الجواب کی کوئی
اہل انصاف کے نزدیک نہین ہے - اب بالکل یقین اس بات کا ہوگیا کہ مذہب اہل سنت
والجماعت کسیطرح مذہب حق نہین ہے بلکہ مذہب امامیہ اثنا عشریہ برحق ہے اور معلوم
کہ میان جعفر زٹلی کا یہ مقولہ صحیح ہے کہ التسنن متمسک مذہب ناحق بزور مجادلہ
لیکن مین نے اسپر بھی اکتفا نہین کیا بلکہ نہایت عمدہ طریقون اور وسائل سے مذہب
تلاش کیا اور اون وسائل کو مین وقتاً فوقتاً ضبط تحریر مین لاتا رہا تاکہ دیگر طالبان حق
بھی کسیقدر امداد ملے چنانچہ یہ مجموعہ بحیثیت ایک رسالہ کے ہوگیا اسکو جمع کرکے
مقدمہ اور چند مقالات پر ترتیب دیا اور نام اس رسالہ کا **انوار الہدیٰ** رکھا
خداوند کریم طالبان حق کو اس سے مستفید کرے - **بمنہ و کرمہ**

مقدمہ

یہ امر مشہور بعوام ہی کہ اسلام مین تہتر فرقے ہین اور انہین سی صرف ایک فرقہ ناجی ہے اور سب ناری ہین۔ پس ظاہر ہی کہ بہتر فرقے کا اصول یکسان ہے اور تہترموین فرقے سے مختلف و برعکس ہے اسلیے کہ فروعی مسائل کا اختلاف ایسا تضاد پیدا نہین کرسکتا وحدانیت خدا اور رسالت مصطفےٰ کے تو جملہ فرقہ ہاے اہل اسلام قائل ہین پس اگر اختلاف اصولی ہے تو اسیقدر ہے کہ کوئی فرقہ متمسک بہ اہلبیت نبوی ہی اور بعض فرقات نہین ہین۔ دیگر فرقات سے قطع نظر کرکے دو مشہوری فرقات پر جو نظر کی گئی ہی تو ایک فرقہ اہلسنت والجماعت ہی اور دوسرا فرقہ شیعہ ہی بموجب عقائد اہلسنت کی مسلمان وہ شخص ہے کہ جو وحدانیت خدا اور نبوت انبیا اور کتب ربانی و ملائکہ و مبدء و معاد کا قائل ہو اور چونکہ شیعہ ان سب باتونکے قائل ہین اسلیے بحسب عقیدۂ اہلسنت اونکی ایمان مین کچھہ فرق نہین ہی اور بحسب عقیدۂ شیعہ متمسک باہلبیت ہونا اور امامت کو داخل رکن ایمان تصور کرنا علاوہ امورات متذکرۂ بالا کے اصل اصول ایمان ہی لیکن باوجودیکہ اہل التسنن قائل ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر وقت مین یہ بھی وصیت کی ہی کہ میرے بعد تم لوگ قرآن و اہلبیت سے متمسک رہنا لیکن پھر بھی داخل رکن ایمان نہین سمجھتے نہ اونکے سلف نے اس حکم کی تعمیل کی نا خلف نا انصاف اسکی پیرو ہین ثبوت اس امر کا خاص اونکے کتب سے حاصل ہی یعنی حدیث ثقلین کی صحت مین تو اونکو کلام نہین رہی تعمیل اوسکی سو ظاہر ہے کہ صحابہ نے اہلبیت سے تمسک نہین کیا اور قول حضرت عمر حسبنا کتاب اللہ بروایت بخاری دلالت عدم تعمیل ارشاد نبوی پر کرتا ہی۔ آئندہ کتب احادیث اور فقہ اہل التسنن کو دیکھا جاوی کہ کوئی مسئلہ بھی حضرات اہلبیت نبوی سی اخذ نہین کیا گیا کہ عنقریب ہم اسکا کامل ثبوت دینگی اور اجلۂ علما کا اعتراف پیش کرینگے اور ثابت کر دینگے کہ ائمہ اربعہ اہل التسنن نے صرف اجتہاد فاروقی کو مدون کیا ہی اور اجتہاد مرتضوی کو قصداً ترک کرکے بہ تخلف حدیث اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من

دکہائی ومن تخلف عنہا غرق محیط ناپید اکنار ضلالت و ظلمت مین ڈوب گئے۔

اس اعتبار سے کل مسلمانون کا انقسام دو فرقون پر ہوتا ہے - ایک بعد عقیدہ خدا اور رسول و کتب و ملائکہ کے متمسک باہلبیت نبوی ہین اور دوسرے متمسک اہلبیت نہین ہین - فرقات حنفی شافعی مالکی حنبلی معتزلہ ناصبی خارجی جبریہ قدریہ وغیرہ ۷۲ بہتر فرقے متمسک باہلبیت نہین ہین صرف ایک فرقہ شیعہ متمسک باہلبیت ہے -

اب متمسکان اہلبیت کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضرت علی مرتضیٰ ع بلا فصل خلیفہ اور امام برحق ہین اور اونکے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام اسیطرح تا بامام دوازدہم علیہم السلام امام برحق ہین اور اپنے قول کی تائید مین دلائل عقلی و نقلی و اکثر نصوص صریحہ پیش کرتے ہین اور حدیث ثقلین و حدیث سفینہ وغیرہ بھی موید اسی امر کے ہین - اور اہل السنن بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیق کو خلیفہ برحق اور اونکے بعد حضرت عمر فاروق کو اور انکے بعد حضرت عثمان کو پھر علی مرتضیٰ کو خلیفہ رسول مانتے ہین اور ان چارون خلافتون کو راشدہ کہتے ہین اور ضرورت خلافت اور اسکی تعیین مین بھی دونون فرقے مختلف ہین شیعون کا قول ہے کہ دوازدہ امام منجانب خدا اور رسول مقرر ہین اسلیے انپر عقیدہ رکھنا داخل رکن ایمان ہے اور سنی اسکے برخلاف ہوکر کہتے ہین کہ دینیات مین کچھہ تعلق خلیفہ کا نہین ہے بلکہ انتظام سلطنت کے لیے امت کو اختیار ہے کہ کسیکو اپنا حاکم مقرر کر لے -

اب ہمکو تحقیق کرنا دو امور کا لازم ہے اول یہ کہ خلافت و امامت کیا شی ہے اور تعین اسکا منجانب خدا یا رسول خدا ہونا ضروری ہے یا منجانب امت دوم یہ کہ بروے تحقیقات بعد رسول خدا کے خلیفہ و امام برحق اصحاب ثلثہ ہین یا بلا فصل حضرت علی مرتضیٰ ہین - اور ہم چاہتے ہین کہ یہ مقدمہ صرف کتب اہل سنت سے تصدیق کیا جاوے اور تحقیق ہو جانا اس امر کا دشوار نہین ہے اول خلیفہ و امام کے صفات قائم کر لیے جاوین اوسکے بعد کتب سے دیکھہ لیا جاوے کہ کس شخص مین وہ صفات موجود ہین جبکہ کوئی امام یا خلیفہ متصف بصفات مذکورہ تشخیص ہو جاوے اوسوقت نصوص و احکام

پر بھی غور کیا جاوے اور زمانۂ حیات رسول خدا اور اوسکے بعد کے عملدرآمد پر بھی لحاظ کیا جاوے تو پھر کوئی خرخشہ باقی نہ رہے گا۔

مقالہ اول در بیان ضروریات امامت و خلافت و اختیار تعین امام و خلیفہ

واضح ہو کہ جمیع علمائے اہل تسنن کا یہ مقولہ ہے کہ خلیفہ رسول کو دینیات سے کچھ تعلق نہیں ہے صرف امورات دنیاوی کے لئے امت کو اختیار ہے کہ اپنی طرف سے جس شخص کو چاہیں خلیفۂ رسول مقرر کرلیں اور یہی وجہ ہے کہ درباره تعین خلفاء کوئی حکم صاف خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہیں دیا چنانچہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء مین شاہ ولی اللہ صاحب تعین خلافت کے پانچ طریقے جائز قرار دیتے ہین۔ ایک بروے اجماع اہل حل و عقد کہ جسطرح حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہوئے دوسرے استخلاف کہ ایک خلیفہ دوسرے شخص کو اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے مقرر کرے جیسے حضرت عمر کا تقرر ہوا۔ تیسرے بروے شوریٰ جیسا کہ حضرت عثمان کی خلافت پر ہوا چوتھے خلیفہ امت کو خوشی سے خواہ جبر سے اپنی طرف رجوع کرے اور اوصاف خلافت اوسمین ہون اور متنازعین کو صلح کرکے دور کرے جیسے امیر معاویہ پانچوین خلیفۂ امت کو اپنی طرف رجوع کرے خواہ اوسمین اوصاف خلافت ہون یا نہون جیسے مروان اور اُسکی اولاد کو خلافت ہوئی۔ مگر حضرت علی مرتضیٰ کے خلافت کو شاہ صاحب نے کسی قسم مین داخل نہین کیا شاید اُنکے نزدیک خلفا مین وہ حضرت داخل نہین ہین۔ اور واقعی اگر غور کیا جاوے تو وہ حضرت خلفائے منصوص مین داخل ہین یعنے خدا و رسول کے مقرر کیے ہوے خلفا مین ہین۔ نہ کہ انسان کے مقرر کیے ہوئے خلفا مین یہ پانچ اقسام خلافت کے جو بیان کیئے گئے ہین سب کے سب انسان کے اختیاری ہین خدا و رسول کی اُنمین مطلق مداخلت نہین ہے اگر اس معاملہ مین بغور دیکھا جاوے تو ظاہر ہے کہ سلطنت یا امامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نیابت سے مراد ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلطنت دنیاوی صرف ہمارے حضرت کی رسالت کا ضمیمہ تھا اصلی عہدہ

حضرت کا رسالت تہا اصلی نائب حضرت کا وہی ہے کہ جو رسالت مین نائب ہو جیسا حضرت کی
رسالت کے ساتھ انتظام سلطنت بہی ایک امر زائد تہا اوسیطرح نائب کے ساتھ بہی ایک امر
زاید ہے۔ مثلاً اگر امتی کسی مرسل کی اطاعت نہ کرین تو رسالت مین کچھ فرق نہ آئیگا گو سلطنت
دنیاوی بوجہ عدم اطاعت امت قائم نہ رہے اسیطرح نائب حقیقی کی بہی متابعت اگر امت
نہ کرے تو ہرگز اوسکی نیابت مین فرق نہ آئیگا۔ جبکہ یہ حال ہے تو صاف بات ہے کہ جن جن صفات
و علامات سے کسی شخص کو رسول اللہ مانا جاتا ہے جبتک کہ تہوڑا بہت حصہ اون صفات مین سے
نائب مرسل کو نہ ملیگا تو کسیطرح پر اوسکو نائب رسول اللہ نہین کہہ سکین گے اور یہ بات بہت
بڑی عام فہم ہے کہ نائب اپنے منیب کا ایسا قائم مقام ہوتا ہے کہ منیب کی غیبت مین تمام اختیارات
عمل مین لاتا ہے تو لازمی امر ہے کہ وہ جملہ صفات منیب کی کہ جنپر انصرام کام عہدہ کا منحصر ہے نائب
مین بہی پائے جاوین ورنہ وہ ناقابل انصرام ہے۔ پس اب جتنا فرق رسالت اور بادشاہت
مین ہے اتنا ہی فرق دونون صیغون کی نیابت مین بہی ضرور ہے۔ انسان کا اجماع ضرور
ایک شخص کو بادشاہ بنا سکتا ہے اور ایسا ہی ہمیشہ ظہور مین آتا ہے لیکن انسانون کا کوئی گروہ یا مجمع
کسی شخص کو رسول اللہ یا نبی نہین بنا سکتا۔ پس لامحالہ صیغہ سلطنت مین نائب مقرر کرنے کا
امت کو اختیار ہے اور صیغہ رسالت مین امت کا مطلق اختیار نہین یا تو خداوند کریم کہ جو اپنی
طرف سے رسول مقرر کرتا ہے نائب رسول مقرر کریگا یا خود رسول بہی ایسا اختیار رکہہ سکتا ہے
لیکن بالضرور منظوری لینے کی رسول اللہ کو بہی حاجت پڑیگی۔ معاملات دنیاوی مین بہی
اسکے نظائر موجود ہین یعنی اللہ تعالی کی طرف سے مرسلین جو مبعوث ہوتے ہین وہ ایسے ہین
کہ جسطرح بادشاہون کی طرف سے رعایا کے اوپر عامل و حاکم ذی اختیار مقرر ہوتا ہے رعایا کے
اختیار مین اوس حاکم یا اوسکے نائب کی موقوفی و بحالی نہین ہوتی۔ پس نائب رسول
مین ضرور ایسے اوصاف ہین کہ وہ عام اشخاص مین نہین ہو سکتے اور اسلیئے اختیارات
اونکو عطا کیئے جاتے ہین جو حیطۂ اختیار انسانی سے باہر ہین اور جب وہ

اس کام پر مقرر ہوتی ہین تو ضرور موافق قاعدہ اونکو سند بھی عطا ہوتی ہے کہ جس سے امت کے لوگ یقین لادین جیسا کہ عہدہ رسالت و نبوت کی لئے سند معجزہ و خوارق عادات و عصمت وغیرہ ہین ویسی ہی نیابت کے لئے بھی ضرور ہین اب اہل التسنن اگرچہ بظاہر بیان کرتی ہین کہ خلافت کا تقرر خدا تعالیٰ کی طرف سے نہین ہے نہ رسول اللہ کی طرف سی بلکہ امت کا اختیاری امر ہے لیکن یہ امر صریح خلاف عقل اور خلاف عملدرآمد قدیم کے ہے۔ اول تو اگر امت کا ہی اختیاری امر تھا تو خلیفہ رسول اللہ اس عہدہ کا نام نہ رکھنا چاہیے تھا بادشاہ امیر وغیرہ کہنا لازم تھا۔ دوسری جبکہ یہ امر ثابت ہے کہ ہماری حضرت رسول بھی تھے اور امور سلطنت سے بھی تعلق رکھتے تھے تو یہ کب ممکن ہے کہ ایک صیغہ سلطنت مین تو نائب مقرر کیا جاے اور دوسرے صیغہ رسالت مین جو اہم تر اور ضروری تر سلطنت سے ہے نائب مقرر نہ کیا جاے ورسالت کا نائب وارث علوم انبیا ہے کلام ربانی کی تفسیر و تعلیم بعد رسول وصی کی متعلق ہوتی ہے اگر بعد مرسل کے نائب باقی نہ رہے تو دین و ایمان کا مطلق ٹھکانا نہیں ہے چنانچہ یہ امر بروئے نص قطعی ثابت ہے اگر امت بعد مرسل کے کتاب اللہ اور نائب مرسل سے جو اوسکی تعلیم دینے والا ہے متمسک نہو تو وہ امت قطعی گمراہ ہو جاوی چنانچہ فرمایا ہے جناب سید المرسلینؐ نے حجۃ الوداع کے دن ایک بہت بڑے مجمع اہل اسلام مین کہ ایها الناس انی تارك فیکم الثقلین کتاب الله وعترتی ان تمسکتم بهما لم تضلوا بعدی یعنی ای آدمیو مین تم مین دو شے جلیل القدر چھوڑتا ہون ایک قرآن دوسرے اپنی عترت اگر تم انسے متمسک رہو گے تو گمراہی مین نہ پڑو گے۔ یہ حدیث صحیح و متواتر اور مسلمہ اہل التسنن ہے اور بحث اسکی اپنے موقع پر بہت تشریح کے ساتھ کیجاویگی۔

اب غور کرنا چاہیے کہ اگر بقول اہل التسنن دینیات کے بشہادت آیہ الیوم اکملت لکم دینکم ایسی تکمیل ہو چکی تھی کہ آئندہ دینیات مین ضرورت نائب رسول کی باقی نہ رہی تھی تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی تاکید سے حکم تمسک عترت

کیون فرمائے علاوہ اسکے جو جو طریقے مشعر بعثت انبیاء و مرسلین ابتدائے آفرینش سے اللہ جلشانہ نے مقرر کئے ہین وہ بجنسہ اونہین اطوار و اوضاع سے آخر تک جاری رہے ہین کسی مین اختلاف واقع نہین ہوا چنانچہ ماہران تفسیر و تواریخ پر مخفی نہین ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے تا ایندم طریقہ بعثت انبیاء و مرسلین یہ جاری ہے کہ جیسے سب سے اول حضرت آدم نبی مرسل صاحب شریعت پیدا ہوئے اور اونپر نزول وحی کتاب ہوا بعد اونکے تا زمانہ حضرت نوح علیہ السلام بہت سے نبی ایسے مبعوث ہوئے کہ اونپر کتاب نازل نہین ہوئی بلکہ صحف آدم کی مطالعت کرتے آئے پھر بعد اسکے یہ قاعدہ رہا کہ جسوقت اہل علم ضلالت و گمراہی مین پھنسکر صراط المستقیم سے منحرف ہوئے اور دنیا مین جہالت کی تاریکی پھیل گئی تو خداوند عالم نے اپنے نہایت فضل و کرم سے ایک نبی مرسل صاحب شریعت و کتاب کو مبعوث کیا اور بعد اونکے پھر جب کہ وہی کیفیت جہالت و ضلالت کی دنیا مین ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی مرسل مبعوث ہوئے اور پھر اوسیطرح ضرورت شدیدکے اوقات مین حضرت موسیٰ اور اونکے بعد حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور اونکے بعد جناب ختم المرسلینؐ صاحب شرع اور کتاب مبعوث کیے گئے۔ لیکن جو انبیا کہ درمیان مین حضرت نوح و ابراہیم علیہما السلام کے یا درمیان حضرت ابراہیم و حضرت موسیٰ کے اور درمیان حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے و درمیان حضرت عیسیٰ و جناب رسولخداؐ کے علی التواتر اور مسلسل بغیر شریعت اور کتاب کے فقط نبی غیر مرسل مبعوث ہوئے انکی کیا حاجت اور ضرورت تھی انھین ہزار ہا انبیا ایسے گذرے ہین کہ اونپر وحی بھی نازل نہین ہوئی صرف خواب والہام اور اپنے سے مقدم نبی کی تعلیم سے تعلیم نبوت کرتے تھے اور ایک ایک وقت اور ایک ایک شہر مین متعدد انبیا موجود ہوتے تھے خداوند عالم کا کوئی فعل فضول اور بے ضرورت

نہین ہے خصوصاً بعثت انبیا اور کیونکر ایک امر فضول ہو سکتا ہے اور یہ امر بھی ظاہر
ہے کہ ہر نبی مرسل اپنی شریعت کی تکمیل اپنی حیات مین کر چکا کسی نبی غیر مرسل نے
بعد مین کسی کتاب یا اپنی شریعت کی تکمیل نہین کی بلکہ اپنے اپنے مرسل کی شریعت
کی متابعت کی ہے اور اہالیان امت کو اوسکی تعلیم کی ہے۔ اور وجہ اسکی صرف یہ ہے
کہ کلام ربانی کی تاویلات اور تعلیمات اور اشارات اور تمثیلات عوام الناس کی فہم
کے قابل نہین ہوتی ہین اونکو وہی لوگ سمجھ سکتے ہین کہ جنکو علوم انبیا یعنی لدنی
سے ورثہ ملا ہے اسلیئے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی مرسل کے بعد کسی قدر انبیاے
غیر مرسل کے واسطے تعلیم کلام ربانی کے ضرور پیدا کیے کہ بارہ سے کم مقدار انکی کسی
مرسل کے زمانہ مین نہین ہوئی غور کا مقام ہے کہ حضرت ابراہیم مرسل پیدا ہوئے اور
شریعت انپر نازل ہوئی اونکے بعد حضرت اسمٰعیل و اسحٰق دونون صاحبزادے
نبی بغیر شریعت کے ہوے اور حضرت اسحٰق کے بعد حضرت یعقوب اور اسباط اونکے
بعد حضرت موسیٰ و نزول توریت کے صدہا انبیا مبعوث ہوئے بجز تعلیم توریت اور
وراثت علوم انبیا انکا کیا کام تھا حتی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بھی انجیل کی
تعلیم کے لیئے بارہ نبی پیدا ہوے کہ جو حواری کہلاتے ہین پس مین بڑا متعجب ہون کہ جو
امر ہر کتاب الٰہی کے لیئے مسلسل و متواتر ہوتا رہا وہ کیون ایک لخت قرآن شریف کیلیے مسدود
ہو گیا ہان اگر کوئی فرقہ قرآن مجید کو کلام ربانی نہ سمجھتا ہو تو وہ البتہ قائل اس بات کا ہو سکتا
ہے کہ مثل دیگر کتب ربانی کے قرآن مجید کی تعلیمات کے لیئے کچھ ضرورت ایسے لوگون کی نہین
ہے۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ پہلے مرسلون کے بعد نبوت ختم ہوئی تھی اور ہمارے حضرت پر
نبوت کا اختتام ہو چکا اسلیے قرآن شریف کی تعلیم و تفہیم کے لیئے جو لوگ کہ خداوند
کریم نے پیدا کیے اونکو بلفظ نبی نہ پکارا جاوے جیسا کہ حضرت مسیح کے بعد کی
انبیا کے لیے بھی صاف طور سے لفظ نبی انبیا کے لیے صاف طور سے نبی بلفظ

بی مستعمل نہیں ہوا اور حواری کہلائے اسی طرح انبیا تابع قرآن مجید کو بھی لفظ
امام بولا گیا حالانکہ ہم اسی رسالہ مین اچھی طرح ثابت کردینگے کہ پیشتر کے زمانہ کے
انبیا غیر مرسلین سے ہمارے حضرت کی رسالت کے نائب جو امام کہلاتے
ہین کسی صفت مین بجز نام نبی کے کم نہین ہین بلکہ جیسا کہ سید المرسلین کو
دیگر مرسلین پر فضیلت اور فخر ہے ویسے ہی ہمارے حضرت کے اوصیا بھی
سید الاوصیا ہین اور دیگر رسالتون کے تابعین انبیا سے بدرجہا اونکو فخر ہے۔
اس بارہ مین جو یہ خاکسار گفتگو کر رہا ہے یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ صرف عقلی دلائل
سے ہے اثبات امامت و خلافت منجانب اللہ کیا جاتا ہے اور ثبوت نصبی موجود
نہین ہے۔ نہین یہ دلائل عقلی تو صرف اس غرض سے بیان کیے گئے ہین کہ پہلا حال
بھی لوگون پر ظاہر ہو جائے اب ہم ثبوت نصبی یاد دلاتے ہین۔

اللہ جل شانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر
منکم اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول اور اپنے والیان امر کی لفظ
اطیعوا اللہ اللہ تعالیٰ کے لئے جدا آیا ہے اور رسول واولی الامر کے لئے جدا ہے
کیونکہ ظاہر ہے کہ جو قسم اطاعت خدا کے لیے واجب ہے جیسے مثل عبادات اور
سجدہ اس قسم کی اطاعت نبی کے لیے واجب نہین اور لفظ اطاعت رسول واولی الامر
ایک ہی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اولی الامر وہی ہین کہ جنکی اختیارات مثل نبی کے
ہین اگر عوام ہوتے تو تیسرا لفظ اطیعوا کا ضرور آتا۔ اور جیسے اطاعت خدا اور
اطاعت رسول یکسان نہین ہے ویسے ہی اطاعت بادشاہ اور نبی یکسان نہین
ہے ہان اطاعت نبی و نائب نبی یکسان ہے دوسرے آیہ انما ولیکم اللہ بھی
شاہد مدعا ہے تفسیر آیات قرآنی احادیث سے ہوتی ہی چنانچہ اس بارہ مین حدیث صحیح
منقول ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ہذا الامر لا ینقضی حتی یمضی فیہم اثنا عشر

خلیفۃ کلہم من قریش اور بروایت دیگر لایزال ھذا الامر۔ یا لایزال امر الاسلام قائماً حتی تقوم الساعۃ ویکون فیہ اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش اور بہت سی احادیث مخصوصۂ عترت کا اپنے موقع پر مذکور ہونگے اس امر پر کہ نائب رسول کے اختیارات مثل رسول کے ہوتے ہیں قصۂ تبلیغ سورہ برائت یاد آتا ہے کہ دیکھو جب رسول ؐ نے حضرت ابوبکر کو سورہ برائت کے اوائل آیات دیکر مکہ کو واسطے سنانے کفار کے بھیجا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تم میں سے ہو چنانچہ بموجب حکم خدا تعالیٰ کے حضرت علی مرتضیٰؑ کو واسطے تبلیغ سورہ برائت کے بعقب حضرت ابوبکر کے روانہ فرمایا۔ اگر نیابت کوئی شے نہوتی اور عوام لوگ اوسکے مستحق ہو جایا کرتی تو حضرت ابوبکر اس کام سے معزول نہ کیے جاتے۔

طریقہ تقرر رسالت و نبوت من جانب اللہ قدیم سے دو طرح پر ہوتا آیا ہے رسالت بعثت ہمیشہ بروے وحی الٰہی و نزول جبرئیل ہوئی ہے نبی ما تقدم کا ذریعہ اسمین ضروری نہیں ہے کیونکہ اکثر مرسلین کی بعثت ایسے اوقات مین ہوئی ہے کہ باب ہدایت قطعی مسدود تھا اور بعثت نبوت ہمیشہ بذریعہ وصیت مرسل یا نبی ما تقدم کے ہوتی رہی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہما السلام کو اور حضرت اسحٰق نے یعقوب علیہ السلام کو بذریعہ وصیت و عطاے برکت و تعلیم علوم لدنیہ کے نبی کیا اور طریقہ اسکا قدیم سے یہ رہا ہے کہ مرسل یا نبی نے اپنی رحلت کے وقت تعلیم علم لدنی کے بذریعہ لعاب دہن و ملانے سینہ بسینہ کے کری اور وصیت فرمائی اور دعا اور برکت دی ایسے بعثت کے قصص اکثر کتب تواریخ انبیا و توریت شریف و دیگر صحائف مین موجود ہین۔ پس ضرور ہے کہ انبیا رسالت محمدی یعنے ائمہ و خلفاے اثنا عشریہ کا تقرر بھی اسی طرح پر ہوا ہو کہ جناب رسالت مآب نے خلیفہ یا امام اول کو بذریعہ لعاب دہن و دیگر طریق

مقررہ کے تعلیم علم لدنی کے ہو اور وصایا ے مقررہ فرمائے ہون اور دعا اور برکت
دی ہو اور اسیطرح امام اول نے دوم کو دوم نے سوم کو اور سوم نے چہارم کو علی الترتیب
وصیت وتعلیم فرمائی ہو مفصل تذکرہ اس امر کا یہ کہ طریقہ خلفاء ثلثہ کے لیے مرعی نہین رہا
اور ائمہ اثنا عشرہ کے لیے اول سے آخر تک علی الترتیب جاری رہا خلیفہ کی صفت پنجم کے
ثبوت مین بیان ہوا ہے۔ اور ہمکو سخت تعجب اس بات کا ہے کہ اگر ائمہ اثنا عشر منجانب اللہ
ومنجانب رسول مقرر نہین ہوتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ بجنسہ اوسی طریقہ سے جو سلف سے
انبیا کے لئے جاری ہے یہ ائمہ مقرر کیئے گئے حتیٰ کہ اگر اتفاق سے بوقت وفات امام جانشین
پاس موجود نہین ہے تو فوراً قدرت خدا سے اوسی وقت پاس آگئے جیساکہ قصہ
شہادت امام موسیٰ رضا علیہ السلام اور وصیت امام محمد تقی علیہ السلام سے
ظاہر ہوگا۔ اور اس بات کا بھی بڑا تعجب ہے کہ بوقت وفات جناب سید المرسلین حضرات
ابوبکر نہ اونکے پاس آئے نہ کوئی وصیت کی اونسے نہ علوم لدنیہ کی انکو تعلیم دی پھر کسطرح یہ
سمجھا جاوے کہ وہ نائب برحق حضرت کے تھے اور اگر کوئی ہٹ دھرمی سے یہ کہے کہ شاید
کسی وقت مین نوبت تعلیم وصیت ہوگئی ہو اور خبر نہ ہوئی ہو تو خلیفہ دوم کے بعد سلسلہ
منقطع ہوچکا کیونکہ اس تعلیم اور وصیت کا سلسلہ تو درجہ بدرجہ پہونچنا چاہیئے اور خلیفہ
دوم کی وفات کے وقت خلیفہ سوم کوئی شخص نامزد نہین ہوا تھا یہ بحث اس مقام کے
قابل نہین ہے اپنے موقع پر لطف دیگی اس مقام پر صرف اسقدر ظاہر کردینا مقصود ہے کہ بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب رسول مقرر ہونا ضروری امر ہے اور تقرر ایسے نائب کا
کہ جو بہمہ صفات موصوف ہو امت کا اختیاری امر نہین ہے بلکہ خداوند کریم اور اوسکے رسول کیطرف سے ہے
اور بحمد اللہ کہ ہمنے بڑے احکام وعملدرآمد سلف اس بات کو ثابت کردیا اور جبکہ یہ امر ثابت ہوگیا کہ نائب کا
تعین منجانب اللہ ہے تو اس امر کا یقین کرنا ضرور داخل رکن ایمان ہے اور جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھیگا وہ ضرور ناقص الایمان
ہے اسلیئے اب ہمپر فرض ہوگیا تشخیص کرنا امام اور خلیفہ برحق کا۔ اگرچہ اہل تسنن خود قائل ہین

کہ خلفائے راشدین منجانب اللہ مقرر نہیں ہیں ورنہ دینیات میں انکو کچھ مداخلت نہ
حضرت نے ان لوگونکو نامزد کیا ہے مگر بعض ہٹ دہرم لوگ کسی دباؤ پر اس بات کا دعوے
کر بیٹھتے ہیں یا مگر خلیفہ سوم کی تقرری کیوقت جو شور ہوا اور خلیفہ دوم نے پانچ شخصونکی لیے رائے دی
اس سے دندان شکنی اونکی ہو جاتی ہے مگر تاہم بر زد کتب اہل التسنن تشخیص کرنا خلیفہ منجانب اللہ کا نہایت مناسب ہے

مقالہ دوم در بیان تشخیص اس امر کے کہ نائب برحق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کون ہے

واضح ہو کہ حدیث خلفائے اثنا عشر صحیح احادیث مین داخل ہے۔ مگر بارہ خلیفون
کے نامزد کرنے مین پہر فریقین مختلف ہین اکثر علمائے اہل التسنن نے بارہ امام کا تعین
اسطرح کیا ہے۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی۔ علی مرتضیٰ۔ معاویہ بن ابی
سفیان۔ عبد الملک سے تا بہ عمر و بن عبد العزیز یہ سات امام خلفائے امیہ سے۔ اور شیعہ لوگ بارہ
امام انکو بیان کرتے ہین۔ اول علی ابن ابی طالب۔ امام حسن۔ امام حسین۔ امام زین العابدین
امام محمد باقر۔ امام جعفر صادق۔ امام موسیٰ کاظم۔ امام علی رضا۔ امام محمد تقی۔ امام علی نقی
امام حسن عسکری۔ امام محمد مہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین۔ اہل التسنن کے بارہ امام
مین صرف یہ اختلاف ہے کہ بعضون نے یزید کو ترک کیا ہے اور آل مروان سے اچھے اچھے
خلیفون کو چھانٹ لیا ہے کیونکہ حساب کے رو سے اونکی تعداد بارہ سے بھی زیادہ ہے اور
جن لوگون نے یزید کو بھی شامل کیا ہے انہون نے اوس شخص پر ختم کر دیا ہے جہان تعداد بارہ
کی ختم ہو جاوے اور باقی خلفای مروانیہ کو ترک کر دیا ہے اور خلفای عباسیہ کو کسی نے شامل
نہین کیا۔ علمای اہل التسنن ظاہری معنی حدیث پر گئے ہین اور جو جو شخص یکے بعد دیگرے بادشاہ
ہوا اوسکو خلیفہ قرار دیدیا ہے اور کچھ خیال اس امر کا نہین کیا کہ وہ خلفا جو اس حدیث مین
مذکور ہوئے ہین متعلق بدینیات ہین اور لا یزال امر الاسلام مذکور ہے او نہین ایسے فساق
و فجار کسی طرح شامل نہین ہو سکتے۔

اب یہ امر فیمابین فریقین متنازع ہوگیا اور جو شخص طالب امر حق ہے وہ اسکو لازم ہے کہ کما حقہ تحقیقات اس امر کی کرے کہ آیا فریقین مین سے کسکا قول راست ہے اور کون دروغگو ہے - اور یہ بات بھی یاد رہے کہ اگر شیعہ اپنے قول کو صرف اپنی کتب سے ثابت کرادین تو ہم ہرگز یقین نہ کرینگے اپنی حقیت کے دلائل تو اپنی کتب مین ہوتے ہی ہین ہم یقین اوسی وقت کرینگے کہ جب کتب اہل تسنن سے حقیت اہل تشیع ثابت ہوجاوے اور اونکے اقوال فریق ثانی کے کتب سے تصدیق کیئے جاوین لیکن ہم اسلیئے مناسب نہین سمجھتے کہ کتب اہل تشیع مین اہل تسنن کے اسلاف کی صاف طور سے تشیع موجود ہے اسلیئے وہ کسی قسم کا ثبوت اپنے فریق ثانی کے کتب سے نہین دیسکتے اسلیئے دونون گروہ کے اقوال کی تصدیق کا مدار کتب اہل تسنن پر رکھا گیا اب ہم کہتے ہین کہ طالب حق کے لیے بڑی دشواری ہے کہ وہ نائب برحق کو کس ذریعہ سے تشخیص کرے علمائے فریقین تو اپنے اپنے اقوال کی تائید کرتے ہین اسلیئے مناسب ہے کہ ہم اول نائب نبی کے صفات وعلامات مقرر کرلین تاکہ مقیاس شناخت نبی برحق کے ہمارے ہاتھہ مین آجاوے اوسوقت کتابون سے ہر مدعی نیابت کے حالات کی منصفانہ تصدیق و تطبیق کیجاوے اور تشخیص کرلیا جاوے کہ جملہ صفات نیابت برحق کس شخص مین موجود ہین اور کچھہ خیال نکیا جاوے کہ امت اوسکی طرف رجوع ہوئی ہے یا نہین کیونکہ صفات نیابت رسالت بالکل ہم پلہ صفات نبوت کی ہونگی اور یہ ممکن نہوگا کہ صفات مذکورہ عوام الناس مین پائی جاوین بلکہ جو شخص کہ بقصد اصفات مذکورہ منجانب اللہ عطا ہوئی ہونگی اوسی مین پائی جاوینگی نہ تو ایسی صفات اتفاقیہ کسی شخص مین پیدا ہوسکتی ہین نہ خود کوئی شخص بزور تصنع ان صفات سے متصف ہوسکتا ہے یہی طریقہ تشخیص ایسا لاثانی اور بے نظیر ہے کہ طالب حق فوراً منزل مقصود پر پہونچ جاویگا -

تشریح وتفصیل اُن صفات اور علامات کی جو برحق نائب رسول اللہ

مین ہونی لازم و ضروری ہین

صفت اول - نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جسطرح مرسلین کی رسالت اور انبیا کی نبوت کی تصدیق کے لیئے صدور معجزات و خوارق عادات دلیل کافی اور شہادت بین سمجھے جاتے ہین ویسے ہی نیابت رسول اللہ اور امامت کی تصدیق کیلئے اعجاز و خوارق عادات کا ظاہر ہونا ضروری ہے کیونکہ انبیا تابعین رسالت سلف سی بھی اصدار معجزات ہوا ہے پس جس شخص مین یہ صفت پائی جاویگی وہ نائب برحق سمجھا جاویگا اور جسمین یہ صفت نہو گی اوسکو مدعی باطل تصور کیا جاویگا

صفت دوم - نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ جسطرح انبیاء مرسلین معصوم ہین ویسے ہی نائب رسول اللہ بھی معصوم ہونا چاہیئے کیونکہ کام نائب و منیب دونونکا یکسان ہے گنہگار کی ہدایت موثر نہین ہوا کرتی - اور یہ صفت ضرور محتاج بہ نص ہے کیونکہ معجزہ اور خرق عادت تو ہر شخص بچشم معاینہ کر سکتا ہے اور یہ صفت بغیر شہادت خدا و رسول کے ثابت نہین ہوسکتی

صفت سوم نائب نبی کی یہ ہے کہ جسطرح انبیاو مرسلین روز پیدائش سے شرک و کفر سے مبرا ہین ویسے ہی اونکا نائب بھی آلائش شرک و کفر سے پاک ہوئے کبھی سجدہ اصنام کو سر نہ جھکایا ہووے بلکہ اونکے نائب کا بھی ایسا ہی حال ہونا چاہیئے کیونکہ علمائے شیعہ تو اس صفت کو ضروری صفات انبیا مین داخل کرتے ہین -

صفت چہارم - نائب برحق کی یہ ہے کہ باتفاق علما و مجتہدین اہل سنت یہ امر ثابت ہے کہ رسالت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مخصوص بطبقہ انسان ہی نہین ہے بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات و مخلوقات پر مبعوث ہوئے ہین جنمین ملائک بنی جان حیوانات نباتات جمادات زمین و آسمان ستارے عناصر وغیرہ سب شامل ہین پس جسطرح ہر کہ ان جملہ طبقات موجودات کے جناب رسول خدا کی اطاعت

وفرمانبرداری کی ہے ویسی ہی اونکے نائب کی کرنا ثابت ہووے اگر کسی مدعی خلافت کے صرف طبقہ انسان نے اطاعت کی ہو اور دیگر طبقات ملائکہ اور جن اور حیوانات وغیرہ نے مطلق تعلق اور سروکار نہ رکھا ہو تو ہم اوسکو ہرگز نائب برحق نہ کہینگے کیونکہ یہ امر ممکن نہیں ہی کہ جس طبقے نے اطاعت رسول اللہ کی ہو اوسی نے اونکے نائب کی نہ کی ہو۔ پس ہمکو تحقیق کرنا چاہیے کہ سوا انسان کے اور طبقات نے کس کس دعویدار نیابت وامامت کی اطاعت کی ہی۔

صفت پنجم۔ یہ ہے کہ علم لدنی جیسا کہ انبیاء و مرسلین کو حاصل ہوتا ہی ویسا ہی مرسل کے نائب کو حاصل ہونا چاہیے۔ اور جن جن طریقون سے پہلے انبیائے تابعین رسالت کو یہ علم حاصل ہوا ہی اونہین طریقون سے اس رسالت کے نائبان کو حاصل ہوا ہو

صفت ششم۔ یہ ہی کہ علم قرآن وسنت اور حلِ مسائل وقضایا مین بدرجۂ اتم کمال رکھتا ہو کبھی کسی کے جواب مین قاصر نہو۔

صفت ہفتم۔ یہ ہی کہ نائب رسول وہ شخص ہے کہ جو خداوند کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور سبسے زیادہ محبوب خدا و رسول صلعم ہووے اور سبسے زیادہ وہ خدا اور رسول صلعم کو دوست رکھتا ہو اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس اور اعدل الناس ہو اور قربت قریبہ بھی نبی سے بہ نسبت اورون کے زیادہ رکھتا ہو

صفت ہشتم۔ یہ ہی کہ کوئی حکم خدا اور رسول صلعم کا نسبت امامت وخلافت اوس کے صادر ہوا ہو یا بحین حیات نبی کوئی معاملہ اوسکی استخلاف کا وقوع مین آیا ہو یا بعض اختیارات رسالت مین مشارکت ہو یا نبی نے اوسکی بارہ مین مشورہ اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

اوصاف ثمانیہ متذکرۂ بالا مین سے پانچ علامات اول الذکر ایسے ہین کہ جو انبیاء

و مرسلین کے لیئے مخصوص ہین اور بنظر توحد کار تبلیغ رسالت یہ اوصاف نائب نبی سے
بہی متعلق ہین اور مابقی تین صفات خاص نائب نبی سے متعلق ہین اب ان صفات
کی نسبت اگر وہ بہی فرقہ جو بظاہر اپنی خلفا و ائمہ مین ان صفات کا ہونا تعجب سمجہی اور اسوجہ سے
معترض ہو کہ انبیاء و مرسلین کی صفات خلیفہ و امام مین نہین ہو سکتے ہین تو وہ صرف
اس خوف سے معترض ہے کہ جنپر نائب نبی ہونے کا اونکو اعتقاد ہے اونمین وہ صفات نہین
ہین ورنہ غور کا مقام ہے کہ جب ایسے صفات کے لوگون کا وجود ثابت ہو جاوے تو صاف
ظاہر ہے کہ وہ نائب برحق رسول اللہ کے ہین کیونکہ خداے تعالیٰ نے یہ اوصاف انکو بیوجہ
اور فضول عطا نہین فرمائے ہان بعد رسول خدا کوئی شخص ان صفات سے متصف
ثابت نہو تو بیشک کہہ سکتے ہین کہ یہ صفات نبی کے نائب کے نہین ہین اور جبکہ
ایک شخص مین انبیاء کے صفات پائے جاوین اور پہر نائب نبی تک بہی اسکو نہ کہا
جاوے تو بڑے ظلم کی بات ہے ہم اس بات کے تو قائل نہین کہ جس شخص پر ہمارا گمان نائب نبی
ہونیکا ہے اور اسمین یہ اوصاف موجود نہین ہین تو ہم کہنے لگین کہ ان صفات کا ہونا نائب
نبی کے لیے لازمی نہین اور جو صفت اونمین ہمکو پائی جاوے اوسی کو صفت نائب قرار
دیدین جیساکہ شاہ ولی اللہ صاحب نے جس جس طریق سے خلفا کو خلافت پہونچی اوسیکو
اصول اور طریقہ جائز تعین خلافت کا قرار دیدیا اور کچہہ خیال نہ کیا کہ ملوک امویہ
و مروانیہ کو خلفاے راشدین سے ہمسری ہوتی ہے انصاف شرط ہے ہر شخص اپنے دل مین
خیال کرے کہ اوصاف متذکرہ بالا تشخیص نائب نبی کے لیئے بہت بڑی مقیاس ہین
اور جس شخص مین یہ صفات ثابت ہو جاوین اور پہر بمقابلہ اوسکے کوئی شخص ایسے لوگون کو
نائب رسول مانے کہ جنمین یہ اوصاف نہین ہین تو صاف پایا جاویگا کہ بجاے خداوند تعالیٰ
کے شیطان کی پرستش کرتا ہے اور صاف طور پر بیدین ہے۔

اب ہم ہر صفت نائب رسول کی بابت جدا جدا صرف کتب اہل تسنن سے تحقیقات کرتے

ہیں اور ہر مدعی خلافت کے حال کو بنظر تعمق تطبیق کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کس شخص
میں یہ صفات موجود ہیں اور کس میں نہیں ہیں

صفت اول نائب رسول کی تحقیقات

بہت تفصیل سے ہم اس صفت کو اوپر مذکور کر چکے ہیں کہ جیسا انبیائے مرسلین کے دعویٰ
نبوت کے لیئے صدور معجزات وخرق عادات شہادت بین ہے ویسی ہی نیابت رسالت کے
دعویٰ کے لیئے بھی صدور کرامات وخوارق عادات شہادت کافی اور علامت روشن ہے
جبکہ دعوائے امامت کی اس شہادت سے تائید ہو جاویگی تو پھر اوسکے قبول کرنے میں
کسی شخص کو جائے گفتگو نہیں ہے اسلیئے ہم جمیع مدعیان خلافت کی نسبت کما حقہ تحقیقات
کرتے ہیں کہ آیا اونمیں سے کسی شخص میں یہ صفت موجود تھی یا نہیں

حضرت ابوبکر صدیق - کی نسبت یا خلفائے ثلثہ کی نسبت اہل السنن کو یہ دعویٰ نہیں ہے
کہ اونسے کرامات یا خوارق عادات ظہور میں آئے ہیں - اور گروہ شیعہ کو حضرت علی
مرتضیٰ بلکہ جمیع ائمہ اہلبیت کی نسبت بڑے شد ومد سے صدور معجزات وکرامات کا
دعویٰ ہے اور اونکے کتب ایسے حالات سے بھرے ہوے ہیں مگر ہم اس تحقیقات میں
صرف کتب اہل سنت وجماعت سے اقتباس کرینگے

دلائل النبوۃ وشواہد النبوۃ وغیرہ کتب میں حضرت ابوبکر کی نسبت دو چار امور
مفصلۂ ذیل بطور کرامات بیان کیے ہیں مگر دراصل وہ داخل کرامات یا اعجاز حضرت ابوبکر
کے نہیں ہیں ازانجملہ ایک یہ قصہ ہے کہ قبل از بعثت جناب سرور کائنات کے ایک درخت نے
حضرت ابوبکر کو بشارت بعثت جناب سید المرسلین کی دی اور اونہوں نے اوس سے عہد لیا
تھا کہ جب حضرت مبعوث ہوں تو تو مجھکو اطلاع کرنا چنانچہ جس روز حضرت مبعوث
ہوے اوس درخت نے اطلاع دیدی اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں اوسیوقت آئے اور حضرت نے دعوت اسلام کی اونہوں نے ثبوت نبوت کا

طلب کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نبوت کا ثبوت یہ
ثبوت درخت ہے۔ مگر اول تو یہ قصہ داخل کرامات نہین ہی کیونکہ اوسوقت تک حضرت
ابوبکر مسلمان بہی نہ ہوے تہے اور قبل از اسلام معجزہ و کرامات کیسی علاوہ اسکو آثار
بعثت جناب رسول خدا علی العموم ظاہر ہوئی اور علاوہ اسکی اس قصہ سے زیادہ معتبر یہ
قصہ ہی کہ بزمانہ بعثت جناب رسول خدا حضرت ابوبکر ملک شام مین تہی اور وہی ملک مین
ایک شیخ راہب نے اونکو حضرت کی بعثت کی خبر دی تہی اور جبکہ حضرت ابوبکر مکہ معظمہ مین
سفر سے باز آئی تو حضرت مبعوث ہو چکی تہی اور جبکہ مکہ مین پہونچکر لوگون سے پوچہا کہ کوئی نئی خبر
ہی تو اوسوقت لوگون نے حضرت کے دعوی نبوت کرنیکا حال بیان کیا اور تمام محدث و مفسر
اس قصہ کی تصدیق کرتے ہین اور یہ بہی اس قصہ مین مذکور ہے کہ بوقت دعوت اسلام
جب حضرت ابوبکر صدیق نے ثبوت دعوی نبوت کا حضرت سے طلب کیا تو فرمایا کہ
وہی راہب میرا ثبوت ہی پس صاف ثابت ہی کہ وہ قصہ بالکل مصنوعی ہی کیونکہ بروز
بعثت بالاتفاق عدم موجودگی حضرت ابوبکر کے مکہ معظمہ مین ثابت ہے پہر درخت کا بروز بعثت
اطلاع دینا اور اوسیوقت حاضر ہونا کیسے ممکن ہی۔ یہ دونون قصے حضرت ابوبکر کی ہی زبانی روایت
کی گئی ہین۔ اگر یہ نظیر دعوی شہادت فدک ہم علمای اہل التسنن کی تقلید کرین تو مدعی کی شہادت بہی
کسیطرح قابل اعتبار نہین ہے جبکہ صاحبان تطہیر کی شہادت پر اعتراض کیا گیا ہی تو ایسی
شہادت کو تو بدرجۂ اولی نامعتبر خیال کیا جائیگا۔ علاوہ اسکو دو روایات کرامات کی اور
کتب اہل التسنن مین نظر پڑتے ہین مگر خوبی تقدیر سے اون روایات کی راویہ حضرت عائشہ ہین
اور یہ سنکر اہل التسنن کو بڑی ندامت ہوگی کہ جناب معصومہ کی شہادت بمقدمہ فدک قبول
نہین کی گئی تو اونکی شہادت کس منہ سے قبول کرینگے اور فقہا صاف فتوی دیچکی ہین کہ
ماں باپ کی گواہی اولاد کی حق مین اور اولاد کی گواہی ماں باپ کے حق مین مقبول نہین ہے
کیونکہ ممکن ہے کہ اپنی نفع کے لیے دروغ گواہی دیوین۔ مگر جنکی بارہ مین آیت تطہیر نازل ہوئے

ہے اونپر گمان دروغ گوئی کرنا تو قریب کفر ہی - اور حضرت عائشہ اگرچہ ام المومنین ہین
لیکن آیت تطہیر مین امہات المومنین داخل نہیں ہین اور ثبوت اسکا اپنی موقع پر لکہا
جائیگا - پہر ہم اہل السنن سی خلاف اونکی شرع کے ایسی روایت پر اعتبار کر نہیکو باور نہیں
کہہ سکتی مگر ہم اسی بہی قطع نظر کرکے اون روایات کو بیان کرتے ہین اور اہل انصاف سی داد
چاہتے ہین اول یہ قصہ ہی کہ حضرت ابوبکر نے قریب رحلت اپنی اولاد کو جب حضرت
عائشہ کے سپرد کیا تو یہ بیان کیا کہ دو ہمشیرہ تمہاری تمکو سپرد کرتا ہون حالانکہ اوس وقت
ایک ہمشیرہ آپکی اسمار موجود تہین - کون اسمار زبیر کی زوجہ اور عبداللہ بن زبیر کی والدہ
جو حضرت عائشہ سی عمر مین بزرگ ہین - بی بی عائشہ نے فرمایا کہ میری تو صرف ایک بہن ہے - اوسوقت
کہا کہ زوجہ میری حاملہ ہے اور ظن غالب میرا یہ ہی کہ اوسکی بطن سے دختر پیدا ہو - اول تو حضرت ابوبکر
کی پسری اولاد موجود تہی اور از انجملہ عبدالرحمن بن ابی بکر سب سے بڑے لعمر جو ان
قریب چالیس سال کے موجود تہے اگر وہ اپنی اولاد کے حق مین کچہہ وصیت کرتے
تو اونسے کرتے اور اگر کوئی معاملہ متعلق بہ نسوان ہی فرض کیا جاوی تو زوجہ زبیر اسمار
بنت ابی بکر انسے بڑی موجود تہین اونسی وصیت کرتے اور بالفرض محال اگر مان بہی لیا جاوے
کہ شاید بوجہ ام المومنین ہونیکے اونکی ہی سپرد کیا ہو تو یہ کوئی کرامات اور معجزہ نہیں ہے
اتفاقات سے اکثر ظن و گمان صحیح بہی ہو جاتے ہین اور خصوصًا معاملات حمل مین تو اکثر
تجربہ کار طبیب قابلہ وغیرہ رائے زنی کیا کرتے ہین اور اطبانے تو عام طور پر حمل دختر
و پسر کی علامات جدا جدا تحریر کی ہین بہت لوگ ایسی صاحب تجربہ ہوتے ہین اور
اندازہ اونکا بہت کم غلط ہوتا ہے تو اوسکو کرامات اور معجزہ سے کیا علاقہ ہے
خوب یاد آیا یہ لڑکی محمد بن ابی بکر کی ماں جائی بہن ہے اسما بنت عمیس سے پیدا ہوئی ہی نام
اسکا ام کلثوم ہے جسکا عقد حضرت عمر فاروق سے ہوا اور بعضے ناواقف مورخان
نے ام کلثوم بنت فاطمہ علیہا السلام سمجہہ لیا

غرضکہ اس قصہ کی تو یہ کیفیت ہے۔ اب دوسری داستان سنیئے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب رحلت فرمائی حضرت ابوبکر صدیق نے تو اونکے دفن کرنے کے مقام مین اختلاف ہوا ہین یہ کہتی تہی کہ اپنے حبیب کے پاس اپنے حجرہ مین دفن کرونگی اور بعض لوگ کہتے تہے کہ بقیع مین دفن کرین کہ اسی حالت مین مجہپر غلبہ نوم کا ہوا اور خواب مین مجہہ سے کسی نے یہ الفاظ کہے ضموا الحبیب الی الحبیب فقط اور بعض روایات مین یہ ہے کہ یہ آواز مسجد نبی مین سنی گئی۔ اگرچہ فوراً بے محل غلبۂ نوم ہونا اور خواب کی بات کا مسجد مین سنا جانا دل مین شک پیدا کرتا ہے اور اعتراض فقرہ جو اوپر مذکور ہو چکا ہے اسکے قبول کرنے کو روکتا ہی لیکن ان سب سے قطع نظر کر کے جو غور کیا جاتا ہی تو الہام حضرت عائشہ داخل معجزات ابوبکر نہین ہو سکتا اس مقام پر جو ہمارا مقصود ہی وہ حاصل نہین ہو سکتا پہر ہمکو اوسکی صدق و کذب پر بحث کرنا فضول ہی۔ اور اگر مارمر کی وفات کی بعد کوئی معجزہ دستیاب بہی ہو جاتا تو ہمارے کس کام کا تہا۔ تلاش علمائے اہل السنن انکی کرامات کے بارے مین صرف اسی قدر ہی۔

حضرت عمر فاروق۔ کی نسبت بہی اعجاز و کرامات کا دعویٰ نہین کیا گیا بہت بڑی تلاش سے معلوم ہوا ہی کہ امور مفصلہ ذیل داخل کرامات حضرت عمر کے کہی جاتی ہین۔ اول یہ کہ ایک روز حضرت عمر خطبہ پڑہتے تہے اور مسجد مین بہت لوگ جمع تہے کہ خطبہ پڑہتے پڑہتے دفعتاً آپ نے آواز دی یاساریۃ الجبل یعنی ای ساریہ پہاڑ پہاڑ (جیسے کوئی کسیکو ہدایت کرتا ہی) لوگونکو اس بات کا نہایت تعجب ہوا اور گمان اونکی ہذیان وغیرہ کی طرف رجوع ہوئے جو لوگ خدمت مین گستاخ تہے اونہون نے باعث اوسکا دریافت کیا تو فرمایا اسوقت فلان ملک مین مسلمان کافرون سے لڑ رہی تہے اور غلبہ کفار کو تہا کہ مین نے اونکو یہ آواز اس غرض سے دی کہ پہاڑ کی آڑ لے لو چنانچہ میرے کہنے سے اون لوگون نے پہاڑ کی آڑ لے لی اور غلبہ کفار کا فرو ہو گیا بعض راویون نے اس روایت کو

زیادہ صحیح بنانے کے لیئے یہ اضافہ بہی کیا کہ بعد انفراغ نماز جمعہ لوگون نے اس بات کا ذکر حضرت علیؑ سے جا کر کیا اونہون نے فرمایا کہ عمر کا کہنا ہذیان مت سمجھو بلکہ اسمین کچھہ بات ہے - پہر راوی نے لشکر اسلام سے تصدیق ہونا بہی بیان کیا ہمکو اس روایت کی صداقت مین بچند وجوہ اشتباہ ہے -

اول - یہ کہ حضرت علیؑ کا حوالہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس وجہہ سے دیا گیا ہی کہ لوگونکو یقین زیادہ ہوے - اور اوسوقت لوگونکا متحیر ہونا اور بعد سننے اصلی کیفیت کی کہ حضرت عمر نے بیان کی لوگون کو یقین نہ آیا اور بعد اوسکے حضرت علیؑ کے روبرو اسی تحیر کے ساتھہ مذکور ہونا صاف دلیل تصنع ہی اور اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عمر کو پیشتر کبھی ایسے الفاظ کہنے کا اتفاق نہ ہوا تہا - ورنہ اس درجہ لوگون کو حیرت نہوتی اور اگر اس معاملہ مین غور کیا جاوے تو ایک قسم کا کشف ہے نہ معجزہ و کرامات اور کشف بہی کیسا کہ تمام عمر مین ایک ہی مرتبہ واقع ہوا اور یہ امر ظاہر ہے کہ جنکو کشف ہوتا ہے تو ہمیشہ ہوتا ہی - عمر مین ایک مرتبہ اگر ایسا اتفاق پیش بہی آجاوے اور اوسکو صحیح بہی مان لیا جاوے تو اتفاقی بات سمجھی جاویگی ایسے واقعات حاضرات کرنے والے پیرزادے اور مسمریزم والے انگریز روزمرہ دکہاتے ہین مگر نہ معلوم کہ لوگون کو حضرت عمر کے کہنے پر کیون حیرت ہوئی - جن لوگونکو اصلی و مصنوعی واقعات مین تمیز کرنے کا ملکہ حاصل ہے وہ راویون کے ایسی ہی قسم کے اصرار و تاکیدات سے صاف بناوٹ پہچان جاتے ہین -

دوم یہ کرامات بیان کی گئی ہے کہ ہرقل بادشاہ روم کو مرض صداع لاحق تہا حضرت عمر نے ایک ٹوپی بنا کر اوسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھکر بہیجی اوسکے اوڑہنے سے درد سر جاتا رہا - مجھکو افسوس اوس شخص کی عقل پر آتا ہے کہ جسنے ایسے معاملات کو داخل کرامات کیا ہے کیونکہ روزمرہ ہم ملاؤن پیرزادون کو تعویذ گنڈہ کرتے ہوئے دیکھتے ہین بلکہ سفلی اعمال سے جنتر منتر ایسے تاثیرات پیدا کرتے ہین اسمین کوئی بات فخر کی نہین - اور

اور حضرت عمر نے تو خالص تعویذ سے بھی کام نہین نکالا بلکہ ٹوپی کسی ایسی شئے کی
بنی ہوئی ہو کہ بالخاصہ مزیل صداع ہو جیسا کہ اطبا نے لکھا ہے کہ قلنسوہ کی کھال
کی ٹوپی بالخاصہ صداع کو دور کرتی ہی لو فرضنا اگر ٹوپی کی بھی آڑ نہوتی اور صرف
بسم اللہ الرحمن الرحیم کا تعویذ ہی دیا جاتا تو ضرور اثر کرتا مگر یہ بات داخل
معجزات و کرامات نہین ہے۔
کیا ہم اون لوگون کو بھی صاحب معجزہ سمجھ لین کہ جو ایک کیل گاڑکر ہر قسم کا درد فوراً
زائل کر دیتے ہین یا جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈے والون اور جنتر منتر سفلی والون کو
صاحب کرامات سمجھ لین۔ سوم ایک عجیب واقعہ بیان کیا گیا ہے اور راوی اسکا
عمرو بن العاص اموی حاکم مصر بیان کیا گیا ہے جو حضرت علی مرتضٰی سے باغی ہو کر
شریک معاویہ ہوا۔ قصہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ دریای نیل مصر کے بیچ ہر سال خشک ہوجایا
کرتا تھا اور اوس ملک کے آدمی ایک عورت حسین صاحب جمال زیور و پوشاک سے
آراستہ کرکے نذر کرتے تھے۔ یعنی دریا کے اندر ڈالدیتے تھے جب دریا جاری ہوتا تھا۔
جب حضرت عمر کو یہ حال عمرو بن العاص نے لکھا تو آپنے ایک خط دریای نیل کے نام لکھا کہ
بتعمیل اوسکے دریائی نیل نے یہ عادت ترک کی واضح ہو دریاے نیل دنیا کی مشہور انہار
مین سے ہی اور مورخین اور حکما نے اوسکی طولانی اور عمیق اور کلان دریا ہونا شرح لکھا ہی
لیکن یہ عادت اوسکی کسی مورخ نے نہین لکھی اور اگر اس بات کو مان بھی لیا جاوے کہ دریا کسی
کسی وقت یا موسم مین خشک ہو جایا کرتا تھا اور یہ بھی ثابت ہو جاوے کہ وہان کے
باشندے براہ جہالت عورت کو بھینٹ چڑھاتے تھے تو جسوقت اہل اسلام
کا دخل ہوا تو رسم جہالت کی بات تھی کہ بھینٹ لیکر دریا جاری ہوتا ہے بلکہ کسی اور سبب
سے ایسا اتفاق ہو گیا ہو کہ دریا خشک ہو گیا اور قوم نے جہالت سے بھینٹ
چڑھائی اور وہ دریا اوس سبب کے رفع ہو جانے سے پھر جاری ہو گیا۔ لیکن ہمکو

تعجب اس بات کا ہی کہ واضع قصہ نے دریاے نیل کو کوئی تالاب یا چاہ سمجھ لیا ہے اور منبع ہی اوسکا شہر مصر مین ہی خیال کیا گیا ہی ورنہ ظاہر بات یہ ہی کہ دریا کا جریان وخشکی منبع سے متعلق ہے اور منبع نیل کا شہر مصر اور مملکت مصر سے بہت فاصلہ پر ہے یہ مقولہ بہت سچ ہی کہ دروغگو را حافظہ نباشد اسی روایت مین راوی کی قلعی کہل گئی اوسنے لکہا ہی کہ دریای نیل خشک ہوجایا کرتا تہا اور وہان کا بادشاہ عورت اکرہ حسینہ کو دریا مین ڈالدیتا پس جبکہ دریا خشک تہا تو عورت کو کسی چاہ مین ڈالدیتے تہا افسوس بات بنانی نہ آئی اگر وہ پانی کا بیان کردیتا تو بناوٹ اوسکی دفعتاً ظاہر ہوتی ناظرین اہل انصاف ایسے قصون کی تصنیع کا تعجب سمجہین صدہا سال تک حکام و سلاطین کا یہ وطیرہ رہا ہی کہ شیخین کی فضائل کی روایت بیان کرنے والون کو انعام اور خلعت عطا ہوتے تہے اور اہل بیت کی فضائل بیان کرنیوالونکی زبان نکالی جاتی تہی اور یہ سب کچہ موضوعات اونہین معصومین کی ضد مین ہوئی ہین مگر پہر یہ ہی کہ کلمہ حق نہین چہپ سکتا اور جہوٹ پیر دن نہین چل سکتا باوجود اس جبر و تشدد کی خاص اہل بیت کے فضائل سے کتب اہل السنۃ مالامال ہین اور انعام و خلعت کے روایات خواہ مخواہ معتبر کتب سے نکال دی گئین اور جو کچہ باقی ہین وہ مخفی نہین رہ سکتین —
یہ موقع زیادہ بحث کے قابل نہین ہی ورنہ مین بہت سے نظائر پیش کرتا مگر تاہم دو نظیر ین بیان کرتا ہون کہ یہ صحیح حدیث صرف اسقدر ہے کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یہ سنکر دشمن جل گئے کہ کیون صرف حضرت علیؑ کی نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تب اسمین الحاق کرکے یون درست کیا کہ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَاَبُوْبَکْرٍ اَسَاسُھَا وَعُمَرُ حِیْطَانُھَا وَعُثْمَانُ سَقْفُھَا وَعَلِیٌّ بَابُھَا مطلب رسول خدا کا یہ تہا کہ جو شخص میرا علم حاصل کرنا چاہے وہ علی مرتضی کی معرفت حاصل کرے دشمن نے اسکو بہی خلافت سمجہا مگر سبحان اللہ یہ معجزہ جناب رسالتمآب کا ہے کس کو

مجال ہی کہ تحریف کرسکے اور ظاہر ہو دشمن کی جو کمبختی آئی او سنے مدینہ یعنی شہر کو ایسا کوٹھا سمجھا (جیسا نیل کو چاہ سمجھکر قصہ بنایا) جب عقل آرائی کرکے بنیاد دیوارین اور سقف یعنی چہت تعمیر کی اور شیطان نے ایسا اندھا کیا کہ ایسے بڑے شہر پر تو سقف بنائی مگر میزاب یعنی پرنالہ بنانا بھول گیا کہ دو چار ہی برسات مین دیوارین گیا بنیاد تک جاتی رہین چنانچہ کسی ظریف کا قول ہے کہ راوی پرنالہ لگانا بھول گیا اسلیئے یہ فقرہ اور بڑہانا واجب تہا اَلْمُعَاوِیَۃُ مِیْزَابُہَا ایسا ہی حدیث سیدا شباب اہل الجنۃ مین شیوخ الجنۃ و کہول الجنۃ بڑہایا اور اطفال الجنۃ بھول گیا اور ایسا مبہوت ہوا کہ یہ بھی بھول گیا کہ بہشت مین شیخین یعنی بوڑہے لوگ نہونگے بلکہ جمیع اہل جنت نوجوان عمر کے ہونگے خواہ اطفال شیر خوار ہون یا مشایخ صد سالہ ہون معتقدان فاروقیہ کی رگ غیرت اوسوقت بہت جوش مین آئی کہ جب متواتر نوحہ جنات کے امام حسین علیہ السلام کے شہادت کے زمانہ مین سنے گئے۔ اور کمال ندامت ہوئی کہ تسویت کو درکنار کرکے ہم دعویدار افضلیت ہین مگر حضرت عمر کی وفات پر کسی دیو جن وغیرہ کا رونا بیان نہین کیا گیا۔ اسلیئے ایک روایت وضع کی گئی کہ نوحہ جنات کی آواز بوقت وفات حضرت عمر کے سنی گئی۔ جاے غور ہے کہ زندگی مین کوئی معاملہ داری انکی جنات سے ثابت نہین جیسا کہ حضرت علیؑ سے بیر العلم وغیرہ مقامات پر یا امام حسین علیہ السلام سے معرکہ کربلا مین زعفر وغیرہ کا اتفاق پڑا نہ کوئی جن انکی ہاتھ پر مسلمان ہوا پھر کیا وجہ جنات کی نوحہ کی تھی۔ اور یہ بھی معلوم نہین کہ وہ نوحہ کرنے والے مسلمان جن تھے یا اخوان الشیاطین اور یہ بات بڑے تعجب کی ہی کہ شیاطین کو تو انکی وفات سے خوش ہونا لازم تہا انکا ہمدردی سے نوحہ کرنا سنیون کے عقیدے کے بالکل خلاف ہے۔ مگر ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ روایت محض مصنوعی ہی مگر کیا کرین کوئی صحیح روایت اگر اسکی خلاف ملجاوے تو سب کو ہماری کہنی کا یقین آجاوے لیکن اہل انصاف بڑی فکر مین ہونگے کہ کسی شخص نے

خواہ جھوٹ خواہ سچ ایک بات یا واقعہ ثابت کیا لیکن معتبر انکار اوسکا بڑی تلاش و تجسس سے ملتا ہے مگر شکر ہے خداوند کریم کا کہ اس واقعہ کے بطلان کے لیئے ہمکو شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی صاحب تحفہ کی تحریر ملی جو سر الشہادتین مین اونھون نے روایت نقل کی ہے واخرج ابو نعیم من طریق حبیب بن ثابت عن ام سلمۃ قالت ماسمعت نوح الجن منذ قبض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا اللیلۃ وما اری ابنی الا قد قتل واذا الجنۃ تنوح الخ یعنی روایت کی ابو نعیم نے بطریق حبیب بن ثابت حضرت ام سلمہ زوجۂ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا اونھون نے کہ نہین سنا مینے رونا جنون کا جب سے انتقال ہوا پیغمبر خدا کا مگر آج رات کو سنا تو جانا مینے کہ بیٹا میرا حسینؑ شہید ہوا - اور جن یہ نوحہ کہتے تھے الی آخرہ - راوی نے یہ روایت حضرت ام سلمہ ام المومنین سے بیان کی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ بی بی بعد وفات جناب سرور کائنات کے کبھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف نہین لے گئین اگر بوقت انتقال حضرت عمر کے جنات نوحہ کرتے تو کیا اونکو خبر نہوتی ایسا کبھی نہ فرماتین انتقال رسول خدا کے بعد پھر کبھی نوحہ جنات کا آجکی رات کے سوا نہین سنا اہل انصاف کو معجزہ مابعد الموت کی سب کیفیت کھل گئی

حضرت عثمان غنی - کی نسبت افسوس ہے کہ کوئی کرامت بڑی تلاش سے بھی دستیاب نہوئی دیکھتے دیکھتے ایک امر معجزات سرور کائنات مین ایسا پایا گیا کہ جناب رسول خدا نے سات کنکری ہاتھ مین اوٹھائین اور وہ تسبیح کرتی تھین حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ہاتھ مین دین اور ایسے ہی تسبیح کرتی رہین - یہ بات اگر سچ ہو تو معجزہ جناب رسول خدا کا ہے نہ کہ اصحاب ثلثہ کا ایک قصہ اونکی وفات کے بعد کا بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب بلوائیون نے اونکو قتل کیا اور شہر مدینہ پر آشوب ہو گیا تو تین روز تک نعش اونکی کسی ویران جگہہ پڑی رہی اور کسی نے دفن نہ کیا تیسرے دن مروان کچھہ اپنے آدمی لیکر آیا اور رات کو بقیع مین دفن

کیا۔ کہتے ہین کہ اوسوقت ندا ہوئی کہ تم لوگ اسکی نماز نہ پڑہنا کیونکہ خود جناب باریؔ نے انکی نماز پڑہی ہے اس فقرہ سے ہمکو کمال تعجب آتا ہے کہ خداے تعالیٰ نے نماز پڑہی۔ مگر اس سے بہی زیادہ یہ تعجب انگیز بات ہے کہ آدمیون کو نماز پڑہنے سے منع کیا۔ شاید رسولخداؐ کی نماز کی نسبت بہی بیان ہے کہ خداوند تعالیٰ نے پڑہی مگر آدمیون کو ممانعت نماز ہوتے سنی نہین گئی اور شاید بعض صحابہ نے حضرت کے جنازہ کی نماز اسی وجہ سے نہ پڑہی ہو مگر یہ قول محض لغو ہے راوی اسکا مروان ہے کسی طرح قابل اعتبار نہین نہ اوس کے قول کو سنی مانتے ہین نہ شیعہ اور اگر بفرض محال یہ قول سچ بہی ہو تو حضرت عثمان کا معجزہ نہین ہے بلکہ حضرت مروان کو معراج مین رتبہ کلیم اللٰہی ملنا ثابت ہے مصرعہ

برین عقل و دانش بباید گریست

اعجاز و کرامات حضرت مظہر العجائب والغرائب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالبؑ

اعجاز و کرامات حضرت علی ابن ابیطالب

جسقدر معجزات و خوارق و عادات حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے ہم لکھتے ہین وہ سب کتب معتبرہ اہل سنت و جماعت سے لکھتے ہین تاکہ کسی شخص کو موقع حرف گیری کا نہ ملے اور یہ بات بخوبی واضح رہے کہ استقصا تمام معجزات کا قطعی محال ہے اور خصوصًا اس عجالہ مین اسقدر گنجائش نہین لہذا بعض معجزات مشہورہ پر اکتفا کیا گیا بلکہ استقصا اسکا بہی محال نظر آیا۔

اول۔ ملا عبد الرحمن جامی نے کتاب شواہد النبوت مین یہ معجزہ نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ جسوقت سوار ہونے کو رکاب مین پیر دیتے تھے تو تلاوت قرآن شروع کرتے تھے اور جبکہ دوسرا پیر دوسری رکاب مین پہونچتا تہا یا بقولے پشت فرس پر راست ہوکر بیٹھتے تھے تو قرآن شریف ختم کر دیتے تھے اگرچہ یہ امر متعلق بکمال علم ہے اور قابل تذکرہ صفت ششم کے ہے اور قابل لحاظ اس امر کے ہے کہ ایک مدعی خلافت ایسے ہین کہ بارہ برس تک سورہ بقر کو

یاد کیا اور حفظ نہوئی اور ایک ایسے ہین کہ اوپر مذکور ہوا لیکن اس موقع پر جو اسکا ذکر کیا گیا ہی فقط اسلیئے ہی کہ یہ بات بروے اعجاز حاصل ہے ورنہ کوئی شخص اسقدر عرصہ مین ایک سورۂ فاتحہ پر بہی پوری طرح عبور نہین کر سکتا جسکو شک ہو آزما کر دیکہ لے۔

دوم۔ فرمایا جناب سیدۃ النسار فاطمہ زہرا علیہا السلام نے کہ جب علیؑ سے میری شادی ہوئی تو مین نے دیکہا کہ زمین اونسے باتین کرتی تہی مین اس مشاہدے سے ڈری اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ذکر کیا تو آپنے شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ای فاطمہؑ بشارت ہو تجہکو پاکیزگی نسل سے کہ اللہ تعالی نے ساری مخلوقات مین سے برگزیدہ کیا تیرے شوہر کو۔ کذا فی الشواہد۔ اور بعض روایات مین فاختار رجلین احدھما ابوك والاخر بعلك یعنی اللہ تعالی نے اختیار کیا جمیع مخلوقات سے دو شخصون کو کہ ایک باپ تیرا ہے اور ایک شوہر تیرا ہی۔

سوم۔ محدثین اور مورخین اہل سنت کو اس امر پر اتفاق ہے کہ حضرت مرتضی علیہ السلام کے لیئے خاص اونکی دعا سے دوبار رد شمس ہوا یعنی سورج چہپکر پہر لوٹا روایت کی اس حدیث کی طحاوی نے اپنی کتاب شرح مشکل الاثار مین اسمار بنت عمیس سے اور تصحیح کی حافظ جلال الدین سیوطی نے کتاب کشف اللبس فی حدیث رد الشمس مین اور حدیث ابو عبد اللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی نے کتاب مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس مین اور نقل کی اسکی قاضی عیاض نے شفا مین اور حافظ ابن سید الناس نے بشری اللبیب اور حافظ علاؤ الدین مغلطائی نے اپنی کتاب زہر الباسم مین اور تصحیح کی اسکی ابو الفتح ازدی نے اور حسن لکہا اسکو ابو زرعہ بن العراقی نے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے در المنتشرہ فی الاحادیث المشتہرہ مین بہی لکہا ہی اور راوی اسکے سب ثقہ ہین اور صحیح لکہا اس حدیث کو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین اور شیخ عبد الحق محدث محقق دہلوی نے مدارج النبوۃ مین اور پورا قصہ لکہا دونون مرتبہ کا ملا عبد الرحمن جامی نے شواہد النبوۃ مین

اور نیز تاریخ گزیدہ وغیرہ کتب تواریخ مین تشریح سے دونون قصہ مذکور ہین بوری
نقل حدیث کی مع ثبوت کے باب فضائل مین مذکور ہوگی۔ قصہ اول بروایت اسماء
بنت عمیس یہ ہی کہ ایک روز بوقت نزول وحی رسول خدا سر اپنا جناب علی مرتضیٰ کے
زانو پر رکھے ہوئے تھے کہ سورج چھپ گیا تب رسول خدا نے دریافت کیا کہ ای علی نماز عصر
فوت ہوئی آپنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اشارون سے ادا کی ہی فرمایا کہ تم دعا کرو کہ
اللہ تعالیٰ چھپے ہوئے سورج کو لوٹا دی چنانچہ حضرت مرتضیٰؑ نے دعا کی اور سورج لوٹ
آیا۔ اور نماز عصر وقت پر ادا کی۔ دوسری مرتبہ بعہد خلافت جناب امیر المومنین علیہ
السلام جنگ صفین پر جبکہ دریا اوترتے ہوئے دیر ہوگئی اور لوگون کی نماز عصر قضا ہوگئی
تو آپنے دعا کی اور آفتاب بعد غروب کے طالع ہوا اور تمام لشکر نے وقت پر نماز عصر
ادا کی مختصر عبارت جامی اسطرح پر ہے۔ (خدائے تعالیٰ برائے وے دوبار روشمس کرد
یکے بعہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویکی بعہد خاص او)
چہارم۔ روایت ہے ابن عباس سے کہ جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بروز حدیبیہ
متوجہ مکہ کے ہوئے اور جحفہ پر ٹھہرے تو کہین پانی نہ ملا اور کئی مرتبہ بہت سے اصحاب کو ہمراہ
گروہ سقایان پانی لینے چاہ پر بھیجا مگر بسبب خوف جنات کے کوئی شخص وہان تک جا سکا
وہ کنجان درختون مین تھا وہان سے آوازین ہولناک اور سر بے تن اور تن بے سر نظر
آتے تھے شعلے آگ کی دکھائی دیتے تھے جب اصحاب قریب درختان پہونچتے تھے خوف سے
لوٹ آتے تھے ہر چند حضرت نے صلہ آب آوری مین وعدہ بہشت فرمایا مگر افسوس کہ
کسی کی قسمت نہ جاگی تب حضرت علیؑ کو روانہ فرمایا۔ راویان کہتے ہین کہ ہم اپنے دل مین سمجھے تھے
کہ حضرت علیؑ بھی شاید اورون کی طرح واپس آجاوین مگر وہ ہمارے آگے ہنو لیے اور
بولے کچھ مت ڈرو اور پیچھے پیچھے چلے آؤ جب اون درختون مین پہونچے تو طرح طرح
کی شکلین مہیب اور سر بے تن اور عجیب الخلقت صورتین نظر آئین اور ہر چند اونھون نے

ڈرایا مگر وہ حضرت برابر چاہ پر پہونچگئے اور ہم لوگون نے چاہ مین ڈول ڈالے مگر جناتؔ نے رسی ہمارے ڈول کی کاٹ ڈالی تب حضرت نے فرمایا کہ جاؤ لشکر سے اور ڈول لاؤ مگر ہم لوگ بوجہ خوف کے نہ جاسکے کہ حضرت علی ذو الفقار لیکر چاہ مین کود پڑے کچھہ عرصہ تک چاہ سے ایسی آوازین آتین کہ جیسے کسیکو خناق ہوتا ہی بعد تہوڑی دیر کے حضرت علیؑ نے نعرہ اللہ اکبر کیا اور چاہ اور درختان مین امن ہوگیا اور پانی اچھی طرح بھر لیا۔ اس معرکہ مین بہت جنات قتل ہوے اور پہر مسلمان ہوے اور ایک جن نے منقبت جناب امیرؑ مین شعر پڑہا کہ سب نے سنا۔ چنانچہ پیغمبر خدا کے پاس پانی لیکر آئے تو آپنے سب حال بیان فرمایا اور پہر اوس چاہ پر کوئی صورت نظر آئی آوازین آئین۔

پنجم۔ بروز خیبر پتھر مین اسطرح نیزہ گاڑنا کہ جیسے کوئی مٹی مین گاڑتا ہی۔ مرحب طویل القامت کے سر سے بوقت جنگ آپکا دست مبارک ایک گز اونچا نظر آنا۔ مع گھوڑے اوسکو چار ٹکڑے ایک ضرب مین کرنا قلعہ کو ایسا ہلانا کہ جسکے صدمے سی لوگ اندر اوسکے منہ کے بہل زمین پر گرے جسمین حضرت صفیہ کے دانت گرے پہر کواڑ قلعہ کا جسکو چالیس آدمی نہ اوٹھا سکے ہاتھ مین بطور سپر لیکر جنگ کرنا اور پہر لشکر اسلام کو اوسی کواڑ کی اوپر سے اسطرح اوتارنا کہ ایک سر اوسکا دوش مبارک پر اور دوسرا سرا خندق کے کنارے پر اور بوجہ عمیق ہونی خندق کی پیر زمین پر نہ رکھنا بلکہ ہوا مین معلق کھڑے رہنا اور اسیطرح لشکر کو پار اوتارنا مفصل طور پر شواہد النبوۃ جامی اور دلائل النبوۃ امام مستغفری مین درج ہی۔ افسوس کہ ہم ایسی لوگونکی حالات کی مطابقت کر رہی ہین کہ جو تین روز بیشتر اسی جنگ مین فرار ہوکر واپس آئے۔

ششم شواہد مین لکھا ہی اور دیگر کتب تواریخ مین بہی اسکا مذکور ہی کہ بہنگام جنگ صفین جبکہ علی مرتضیٰ مقام کربلا مین پہونچے تو قصہ جناب امام حسین علیہ السلام یاد فرماکر بہت روئے اور اونکو وصیت صبر کرنے کی فرمائی اور لوگون سے مفصل قصہ

بیان کیا بلکہ ایک ایک شہید کا نام لے لیکر اوسکا مقتل دکھلایا اور خیمہ ہای اہل حرم کی نصب ہونیکی جگہ کا نشان دیا۔ اوربیس پچیس برس کی بعد اوسیطرح یہ معرکہ پیش آیا ہفتم۔ شواہد مین لکہا ہو کہ ایک شخص نے آپکی شیعون مین سے نکاح کیا شب زفاف مین باہم اونکی نزاع ہوگیا اور نوبت خلوت نہ پہونچی صبح تک لڑائی رہی کسیکو اس حال سے آگاہی نہ تہی بعد نماز صبح جناب امیر علیہ السلام نے مرد اور عورت کو اپنے روبرو طلب فرمایا لڑائی کا حال پوچھکر غیر آدمیون کو الگ کردیا اور عورت سے فرمایا کہ تو اس مرد کو جس سے رات نکاح کیا ہے شناخت کرتی ہے بولی کہ نہین آپنے فرمایا کہ جو مین تجہسے سوال کرون اوسکا جواب راست راست دیگی اوسنے قبول کیا تب آپنے فرمایا کہ تو فلانی ہے اور فلان کی دختر کہا کہ ہان فرمایا کہ کوئی تیرا ابن عم تہا کہ وہ تجہپر عاشق تہا عرض کیا کہ ہان تہا فرمایا کہ وہ تجہسے خواہش نکاح رکھتا تہا اور والدین تیرے راضی نہ تہے عورت نے اقرار کیا پہر فرمایا کہ ایک شب تو واسطے قضائے حاجت کے نکلی اور اوسنے تجہسے مجامعت کی اور تجہکو حمل رہا اور یہ ذکر تونے اپنی مان سے کیا عرض کیا کہ سچ ہے یا حضرت پہر فرمایا کہ جب ایام وضع حمل کے قریب پہونچے تو تو اور تیری مان بستی سے باہر جہان لوگ قضائے حاجت کی لیے جاتی تہے گئی اور وہان تونے لڑکا جنا اوسے قبول کیا پہر فرمایا کہ اوس لڑکے کو تمنی کپڑے مین لپیٹ کر اوس مقام مین رکہا اور تم وہان سے چلدین کہ ایک کتا آیا اور اوس بچہ کو سونگہنے لگا تیری مان نے ایک اینٹ ماری اور وہ اینٹ اوس بچہ کے سر مین لگی کہ خون جاری ہوا کہ تیری مان نے اپنی ازار سے کپڑا پہاڑ کر بچہ کے سر مین پٹی باندہی عورت بولی کہ یا امیر المومنینؑ یہ بات سچ ہے اور اسی طرح ہوئی ہے لیکن اسکی خبر سوائے میرے اور میری مان کے اور کسی شخص کو نہین ہے پہر آپ نے اوس مرد کو حکم دیا کہ عمامہ سر سے اوتار چنانچہ نشان اوس زخم کا سر پر موجود تہا عورت سے

فرمایا کہ یہ شخص وہی تیرا لڑکا ہے اللہ جلشانہ نے تمکو حرام سے بچایا اور تمہارے درمیان خلاف اور نزاع ڈالا یہ وہی لڑکا ہے کہ اوسکو فلان شخص فلان قبیلہ کا اوٹھا کر لے گیا تہا اور پرورش کیا جا اپنے پسر کو لیجا۔

ہشتم۔ جس زمانہ مین جناب امیرؑ کوفہ مین تشریف رکھتے تھے تو ایک سال فرات مین طغیانی ہوئی اور اہل کوفہ نے شکایت حضرت سے کی تو آپ لباس جناب رسولخدا کا پہنکر اور عمامہ سر پر رکھکر عصا ہاتھہ مین لیکر حضرات حسنین علیہما السلام کو ہمراہ لیکر لب فرات پہونچے اور عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا اور ساتھہ ہی اشارہ کے ایک گز پانی کم ہوگیا لوگون نے اور کمی کی درخواست کی پہر اشارہ کیا کہ ایک گز پانی اور کم ہوگیا اسیطرح تین مرتبہ اشارہ کرنے سے تین گز پانی کم ہوگیا۔ کذا فی شواہد النبوۃ۔

نہم۔ جندب بن عبد اللہ الازدی کہتا ہے کہ مین جنگ جمل و صفین مین حضرت علیؑ کے ساتھہ تہا اور مجھکو کچھہ شک نہ تہا کہ حق اونکی طرف ہے جب نہروان مین پہونچے تو میرے دل مین وسوسہ پیدا ہوا کہ طرفین مین مسلمان اور قران ہین انکا قتل کرنا کار عظیم ہے اسی خیال مین تہا کہ ایک سوار آیا اور حضرت سے عرض کیا کہ دشمن اب نہروان سے پار ہوگئے حضرت نے فرمایا کہ نہین سوار نے اصرار بہی کیا مگر پہر بہی آپنے فرمایا کہ پار نہین ہوئے اتنے مین دوسرا سوار آیا اور موافق بیان پہلے سوار کے بیان کیا آپنے پہر فرمایا غلط ہے پہر تیسرا سوار آیا اور اوسنے بہی اسیطرح بیان کیا آپنے ارشاد فرمایا ہرگز نہین وہ پار نہین گئے کیونکہ اونکے خون کرنے کی یہی جگہ ہے اوسوقت مین نے اپنے دل مین کہا کہ الحمد للہ یہی موقع امتحان کا ہاتھہ آیا اگر مقولہ حضرت کا سچ ہے تو بیشک یہ حق پر ہین اور اگر یہ سوار سچے نکلے تو سب سے اول وہ شخص حضرت علیؑ سے لڑے گا یہ منصوبہ خوب دل مین قرار دے لیا بعد اسکے جو تحقیقات اس امر کی گئی تو واقعی سوار غلط کہتے تھے دشمن آب نہروان سے نہ گذرے تھے اوسوقت جناب امیر المومنینؑ نے اپنے دونو

ہاتھ میرے شانون پر رکھدیئے اور فرمایا کہ اے جندب اب بھی تیرا شک رفع ہوا جندب کہتا ہے
کہ اوسوقت مین نے بہت معذرت کی۔ کذا فی الشواہد النبوۃ۔

دہم۔ اوسی روز جب لڑائی کو چلے تو آپنے فرمایا دشمن کی لشکر مین دس سے کم آدمی زندہ بچینگے اور ہمارے لشکر میں دس سے کم مارے جاوینگے چنانچہ دشمن کے لشکر مین کل نو آدمی زندہ بچے اور اپنے لشکر کی طرف نو آدمی شہید ہوئے شواہد النبوۃ

یازدہم۔ ایک شخص کو آپنے خبر دی کہ تجکو فلان موضع مین فلان درخت خرما پر صلیب دیجاویگی اور جیسا کہ آپنے فرمایا تھا بعینہ اوسیطرح واقع ہوا۔ شواہد النبوۃ۔

دوازدہم۔ کمیل بن زیاد کو آپنے خبر دی تھی کہ تجکو حجاج ثقفی ظلم سے قتل کریگا اور بالآخر ویسا ہی ہوا۔ شواہد النبوۃ۔

سیزدہم۔ حضرت قنبر کو آپنے خبر دی تھی کہ حجاج ثقفی تمکو ظلم سے قتل کریگا چنانچہ ویسا ہی ہوا منہ

چہاردہم۔ براء ابن عاذب کو آپنے فرمایا کہ میری فرزند حسینؑ کو شہید کرینگے اور تو زندہ ہوگا اور اوسکی مدد نہ کریگا چنانچہ براء ابن عاذب ہمیشہ اس بات پر حسرت و افسوس کرتے تھے۔ منہ

پانزدہم۔ بوقت جانے صفین کے آپکے لشکر اور ہمراہیان کو ضرورت پانی کی ہوئی اور پانی کسی جگہہ نہ ملا دریافت کیا تو اوس مقام سے پانی کئی فرسخ نہ تھا حضرت امیر اپنے ہمراہیان کو لیکر ایک طرف کو چلے تھوڑی دور پر ایک دیر نظر آیا کہ لوگ اوس دیر مین گئے اور راہب نے دیر سے پانی دریافت کیا اوسکے پاس بھی پانی نہ تھا اور معلوم ہوا کہ پانی یہان سے تین فرسخ ہے اوسوقت لوگ بہت ناامید ہوئے مگر جناب امیرؑ نے روبقبلہ ہوکر اپنے مرکب چند قدم چلایا اور سواری سے اوتر پڑے اور ایک جگہ کو نشان دیکر کھودنے کا حکم دیا تھوڑا سا کھودا تھا کہ ایک سل پتھر کی نمودار ہوئی آپنے حکم اوسکے اوکھاڑنے کا دیا مگر بہت آدمی جمع ہوئے اور کسی سے وہ پتھر ہلا نہ کوئی اوزار اوسپر کارگر ہوا آپ سواری سے اوترے اور آستین چڑھاکر اوس پتھر کو اوکھاڑ دیا اور بہت دور پھینکدیا اوسکے نیچے سے ایک چشمہ ظاہر ہوا نہایت صاف اور سرد اور شیرین پانی ایسا کبھی کسی نے نہ پایا تھا برآمد ہوا سب سیراب ہوگئے اور پھر اوس چشمہ کو پوشیدہ کردیا

یہ حال راہب دیکھکر فوراً حاضر ہوا اور دریافت کیا جناب امیرؑ سے کہ تم پیغمبر ہو یا فرشتہ ہو کیونکہ
ہمارے کتب مین لکھا ہی کہ اس چشمہ کو سوا پیغمبرؐ یا وصی پیغمبرؐ یا فرشتہ کی اور کوئی نہین نکال سکتا
آپنے فرمایا کہ مین وصی ہون محمدؐ پیغمبر آخر الزمان کا چنانچہ وہ راہب ایمان لایا اور اسطرح
کلمہ شریف پڑہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً رسول اللہ واشہد انک وصی
رسول اللہ پہر وہ راہب دیر چھوڑ کر آپکے ہمراہ ہوگیا۔ کتب اہل سنت مین اسیطرح راہب کا کلمہ
پڑہنا لکہا ہی مگر نہ معلوم کہ اب شیعون پر کیون اعتراض ہی۔ اس چشمہ کا کتب مین مذکور ہونی سی ہمکو
یاد آیا کہ کچھہ پہلی ہی کتب مین یہ امر درج نہ تہا بلکہ قرآن شریف مین بہی اسکا مذکور ہی دیکھو تفاسیر آیہ
وتفجرونہا تفجیرا سورہ ہل اتی مین صاف لکھتے ہین کہ یہ چشمہ بہشت جسکا نام کافور ہی متعلق بہ
اہل بیت محمدؐ ہی جہان چاہتے ہین اوسکو نکالتے ہین چنانچہ اس موقع پر جناب امیرؑ نے غالباً اسی
چشمہ کو نکالا اور بوقت شہادت جناب امام حسین علیہ السلام نی بہی یہ چشمہ درویش کو دکھلایا۔
تفسیر مواہب علیہ مین ذکر چشمہ صاف درج ہی جسکو اعتبار نہو دیکھہ لے اور یہ سارا قصہ شواہد النبوۃ جامی مین درج ہے

شانزدہم۔ ایک شخص جناب امیرؑ کے لشکر کی خبرین معاویہ کو پہونچایا کرتا تہا آپ نے اوس سے
دریافت کیا اوسنے انکار کیا اور قسم کہائی آپنے فرمایا کہ اگر قسم تیری دروغ ہو تو اندہا ہو جائیگا
چنانچہ ایک ہفتہ گذرا تہا کہ بالکل اندہا ہوگیا منہ

ہفدہم۔ بعد وفات جناب رسولخداؐ اور بوقت نزاع آپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم گواہی دو کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرمایا ہی چنانچہ منجملہ صحابہ کے
صرف بارہ شخصون نے انصار مین سے گواہی دی کہ بیشک ہمارے سامنے فرمایا ہی اور لوگ خاموش ہوگئے
اور منجملہ اونکے ایک شخص تہا کہ نام اوسکا جامی نے نہین لکہا مگر اور کتابون سے انس بن مالک صحابی پائے
جاتی ہین اوس سے آپنے فرمایا کہ تو نے کیون گواہی نہین دی حالانکہ تو اوسوقت موجود تہا۔ اوسنے کہا
کہ مین بوڑہا ہوگیا ہون اسلیے مجہکو یاد نہین رہا اسپر حضرت امیرؑ نے دعا کی کہ الٰہی اگر یہ جھوٹا ہے تو
اسکے چہرے پر سفیدی ظاہر کر کہ عمامہ اوسکو پوشیدہ نہ کرسکے اوسیوقت وہ مبروص ہوگیا اور چہرہ پر بہین

دو چشم کے برص ظاہر ہوا۔ منہ

ہیجدہم۔ زید بن ارقم نے کہ صحابی معتبر اہل تسنن کے نزدیک ہے روایت کی ہے کہ مین بہی اون آدمیون مین سے تہا کہ جنہون نے باوجود گواہی طلب کرنے کے حضرت علیؑ کے حق مین شہادت چہپائی چنانچہ حضرت امیرؑ کی بددعا سے اللہ تعالیٰ نے میری بینائی چشم کی لی اور اندہا کر دیا زید بن ارقم ہمیشہ اس اخفای شہادت سے ندامت کرتے اور اللہ تعالیٰ سے طلب مغفرت کیا کرتے تہے

نوزدہم۔ ایک روز جناب امیر خطبہ پڑہتے تہے ممبر کے اوپر کہ آپنے فرمایا۔ عبارت مضمون خطبہ مندرجہ شواہد یہ ہے انا عبد اللہ واخو رسول اللہ وارث نبی الرحمۃ منم۔ ناکح سیدۃ نساء اہل الجنۃ منم۔ سید اوصیای وخاتم الیشان منم۔ ہرکہ غیر از من این دعوی کند خدا تعالیٰ اورا به بدی گرفتار گرداند ایک شخص اوس مجلس مین سے بولا کہ وہ کون ہے کہ جسکو یہ کہنا خوش معلوم نہو کہ انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ اس طنز کے ایسی سخت مرض جنون مین مبتلا ہوا کہ لوگون نے اوسکو مجلس سے کہینچکر باہر ڈالدیا

بستم۔ ایک مرتبہ منجملہ جنگ ہای صفین کے آپنے فرمایا یا سلماہ محمد بن حنیفہ نے عرض کیا کہ وہ آخری صف مین ہین آپنے فرمایا کہ مراد میری ابو مسلم خولانی سے نہین ہے بلکہ مقصود میرا صاحب جیش ہمارے سے کہ مشرق کی طرف سے رایات سیاہ لیکر ظاہر ہوئے اور اللہ تعالیٰ اسکے ذریعہ سے حق کو اپنے مرکز پر قرار دے خوشا وقت اون لوگون کا کہ جو اوسکے ساتہ موافقت کرین۔ پیشین گوئی امام مہدی علیہ السلام کی ہے شواہد النبوۃ

بست و یکم۔ اہل کوفہ کو واسطے فریادرسی محمد بن ابی بکر کے حضرت مرتضی علیہ التحیۃ والثنا نے بہت کچہ تحریص کی مگر اون لوگون نے نہ مانا اوسپر آپنے دعا کی کہ آلہی ان لوگون پر ایسی ظالم کو متسلط کر کہ وہ انپر رحم نکرے ایک غلام ثقیف سے انپر مامور فرما۔ روایت ہے کہ اوسی شب طائف مین حجاج پیدا ہوا اور اہل کوفہ پر جو ظلم اوسنے کیے ظاہر ہین۔ منہ

بست و دوم۔ ایک روز معاویہ نے اپنے یارون سے پوچہا کہ کوئی وجہ ایسی ہے کہ جس سے مجہے اپنی عاقبت کا حال معلوم ہوجاوے لوگون نے کہا یہ معاملہ مشکل ہے ہم نہین جان سکتے

اسیر معاویہ بولا کہ یہ حال بیشک علی ابن ابیطالبؑ سے معلوم ہو سکتا ہی کیونکہ مین یقین کرتا
ہون کہ جو کچھہ اونکی زبان سی نکلیگا وہ حق ہوگا۔ چنانچہ اس حال کے دریافت کرنیکے لیے تین آدمی
معتبر مقرر کیے اور یہ منصوبہ ٹہرایا کہ تینون شخص یکے بعد دیگرے درپے کوفہ مین جاوین اور امیر شام
یعنے معاویہ کا مرجانا ظاہر کرین اور مرض اور معالجہ اور یوم وفات اور دفن و نماز وغیرہ کی کیفیت
یکسان بیان کرین اوسوقت ضرور حضرت مرتضیٰؑ کی زبان سی نسبت انجام عاقبت اوس شخص کے
کوئی کلمہ نکلیگا چنانچہ اونکو روانہ کیا۔ اول ایک شخص کوفہ مین پہونچا اور اوسنے بیان کیا کہ
معاویہ فوت ہوگیا اور حقیقت مرض اور اوفات دفن وغیرہ مفصل بیان کی۔ لوگ یہ سنکر خوش
ہوے اور جناب امیرؑ سے حال عرض کیا آپ خاموش ہو رہے اور کچھہ جواب نہ دیا۔ دوسرے دن دوسرا
آدمی پہونچا اور وہی حال بلا اختلاف ہو بہو بیان کیا لوگ اور زیادہ خوش ہوی اور جناب امیرؑ سے
عرض کیا آپ اوس روز بھی خاموش ہو رہے تیسرے دن تیسرا شخص پہونچا اور سب ماجرا مفصل اوسنے
بھی بیان کیا تب تو لوگون سے نہ رہا گیا اور حضرت امیر علیہ السلام سی عرض کیا کہ اب کچھہ شک موت معاویہ
مین نہین رہا تین روز سے متواتر خبر آتی ہی تب آپنے فرمایا کہ ہرگز نہین یہ لوگ کاذب ہین معاویہ نہین مرا
اور وہ جبتک نہین مرسکتا کہ (ریش مبارک پر ہاتھہ رکھکر فرمایا) کہ یہ اسکے (سر مبارک کا اشارہ کرکے
فرمایا) خون رنگین نہو جاوی یعنی جبتک کہ مین شہید نہو جاؤن معاویہ نہین مرسکتا۔ بجنسہ یہ خبر
معاویہ کو پہونچی۔

بست و سوم۔ ایکروز جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے خطبہ مین ایک خلیفہ بنی عباس کے حال سے
خبر دی لوگونکو تعجب ہوا تو فرمایا کہ اگر تم کہو تو مین اون سبکے نام اور لقب اور کنیت بتلا دون۔

بست و چہارم۔ ایکروز عبدالرحمٰن بن ملجم لعین سے کہ قاتل جناب امیرؑ ہے خود فرمایا کہ ای ابن ملجم زمانہ
جاہلیت یا طفولیت مین کوئی لقب بھی تیرا تھا۔ ہان اس دریافت کرنے سے پیشتر اوسکو دیکھکر آپنے
چند اشعار اپنی نفس سے مخاطب ہو کر پڑھے جنکا مطلب قربت موت سے تھا بعد اوسکی اوس سی لقب کی
نسبت دریافت فرمایا تو اوسنے عرض کی کہ مجکو یاد نہین۔ تب آپنے فرمایا کہ کوئی یہودیہ عورت تیری دایہ تھی اور

وہ تجہکو بلفظ شقی اور عاقر ناقہ صالح کہکر پکارتی تہی اوسنے عرض کیا کہ ہان بیشک اوسی طرح پکارتی تہی۔ چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے کہ اے علیؑ تمہارے قاتل کا لقب عاقر ناقہ صالح ہے۔

بست و پنجم۔ جسوقت کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام امت سے بہت تنگ اور دق ہوگئے تو آپنے دعا کی کہ الٰہی مجہکو انسے بہتر عوض دے اور مجہسے بدتر انپر مقرر فرما۔

بست و ششم۔ جس روز آپ شہید ہوگا اوس روز اوس سے پیشتر آپ اپنی رحلت کی خبر دے چکے تہے۔

بست و ہفتم۔ روایت ہے امیر المومنین امام حسین علیہ السلام سے کہ جب جناب امیرؑ نے وفات پائی تو غیب سے ایک آواز آئی کہ سب لوگ باہر چلے جاؤ اور اس بندہ خدا کو ہمارے ساتہہ چہوڑ دو ہم باہر چلے آئے۔ تہوڑی دیر بعد یہ آواز ہمنے سنی (عبارت جامی) کہ محمد علیہ السلام درگذشت و وصی او شہید شد نگہبانی امت کہ تواند کرد دیگرے گفت ہر آنکہ سیرت ایشان ورزد پیروی ایشان کند چون آواز ساکن شد در آمدیم و یرا غسل کردہ و در کفن پیچیدہ یافتیم۔

بست و ہشتم۔ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی موضع قبر سے خبر دی اور فرمایا کہ فلان جگہ لیجانا کہ ایک تختی سفید نکلیگی وہان دفن کرنا۔ منہ آگے کی طرف سے خود بخود جنازہ چلنا اور بصورت سوار برقع پوش آپکا ظاہر ہونا روایت کیا گیا ہے۔

بست و نہم۔ موضع قبر جناب امیر علیہ السلام عرصہ دراز تک ظاہر نہین ہوا ہارون رشید ایک روز اس مقام پر شکار کہیلنے گیا اور جانوران شکاری کو شکار پر چہوڑا ہرن وغیرہ شکار جسقدر اوس جنگل مین تہا ایک مقام پر جمع ہوگئے اور کسی شکاری جانور کی تاب نہوئی کہ اونکے پاس جائے سامنے کہڑے ہورہے یہ حال دیکہکر ہارون رشید کو سخت تعجب ہوا اور گرد و نواح کے باشندونکو طلب کیا اوسوقت معلوم ہوا کہ اس جگہ مزار پر انوار جناب مرتضی علیہ السلام کا ہے کاتب حروف عرض کرتا ہے کہ کہانتک اعجاز و خارق عادات جناب امیر علیہ السلام کی لکہون مطلب اصلی جو اس رسالہ سے ہے وہ فوت ہوتا ہے یہ اکیلا باب ایک دفتر کا دفتر ہو جاوے آپکے معجزات بیشمار اور لاانتہا ہین سب سے مشہور معجزات بہی نہین لکہے ہین جیسے حضرت سلمان فارسی کو

آپنے پیدائش سے سو ڈیڑہ سو برس پیشتر دشت ارژن مین شیر سے چہوڑایا - اژدر کا چیرنا -
نصیری کو مارنا جلانا ستر مرتبہ قیس بن مرہ کو قبر سے دو انگشت نکالکر دکہلانا معجزہ سحاب
تخت سلیمانی اپنے اصحاب کو دکہلانا اصحاب کہف سے ملانا وغیرہ وغیرہ ہزارون معجزات
ہین کہانتک لکہون صرف کتاب شواہد النبوت سے مختصر مختصر معجزات لکہدیئے ہین طالبان
حق کو اگر اسکا شوق ہو کتاب دلائل النبوت وحبیب السیر وغیرہ کتب سیر سے اخذ فرما دین اگرچہ ام
معجزہ غرض اسقدر ہی کہ نائب برحق بعد نبی کے ابو بکر صدیق ہین یا علی مرتضی ہین مگر چونکہ امام اثنا عشر
بروایات اہل تسنن اصحاب ثلثہ ومعاویہ ویزید وعبد الملک وغیرہ ہین اور بقول اہل تشیع خلفائے
اثنا عشر ائمہ اہل بیت پیغمبر ہین اسلیئے ہمنے حضرت ابو بکر کے علاوہ دوم وسوم خلیفہ کے معجزات
کی تلاش کی تو واجب ہوا کہ ائمہ اہلبیت مین سے جو گیارہ امام باقی رہے وہ اہل تشیع اونکو بعد
حضرت علی علیہ السلام کے یکے بعد دیگرے نائب رسول قرار دیتے ہین اونکا معجزات وخوارق عادات
بہی کتب اہل تسنن سے تلاش کیئے جاوین تاکہ مقابلہ کے وقت معلوم ہو جاویگا کون فرقہ حق پر ہے
اور کون باطل پرست ہے اصحاب ثلثہ کی معجزات جو کچہہ ہمکو ملے جہوٹ خواہ سچ لکہہ ہی چکے ہین اور
مابقی نو خلیفہ انکے حالات عیان راچہ بیان کا مضمون ہی معاویہ سے لیکر تا بہ خلیفہ نہم اموی
بجائے معجزہ وکرامت کے ارتداد بغاوت منافقت فسق وفجور ظلم وستم مکر وفریب صفت نہ نگانہ ہر
اشخاص مین ملینگے اسلیئے اونکے حالات ناگفتہ بہ سمجہکر اس پاک رسالہ کو اونکی نجاست ذکر سے بچایا -

معجزات جناب خلیفہ برحق امام حسن مجتبی امام دوم از ائمہ اثنا عشر علیہم السلام

واضح ہو کہ فرقہ اہل تسنن نے بوجہ عدم تعلق حالات سبطین بلکہ جمیع آئمہ اہل بیت علیہم السلام
بہت کم اپنے کتب مین لکہی ہین مگر تاہم ان حضرات کے اعجاز وخوارق عادات اسقدر مشہور
خلایق ہین کہ کتابین انکی حالات سے پر ہو جاوین -

اول - ملا جامی نے شواہد النبوت مین لکہا ہے کہ ایک شب جناب حسن مجتبی رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پاس تہے اور بہت کم عمر تہی جب وہ گہر مین والدہ شریفہ کے پاس جانے لگے

آغاز معجزات امام حسنؑ

تو رات اندہیری تہی مگر قدرت خدا سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور ساتھہ ساتھہ آپکے گھر تک پہونچی جسوقت آپ مکان مین پہونچگئی روشنی غائب ہوگئی۔

دوم ایک مرتبہ جناب امام حسن علیہ السلام مکہ شریف کا سفر پیادہ کرتے تہے کہ پیر آپ کا زخمی ہوگیا راستہ مین خادم سے فرمایا کہ منزل کے اوپر ایک غلام حبشی ملیگا اور اوسکے پاس ایک تیل ہے کہ اوسکے لگانے سے یہ زخم اچھا ہوجائیگا اوس سے مول لے لینا چنانچہ جب منزل پر پہونچے تو حبشی غلام ملا اور خادم نے اوس سے تیل خریدا مگر جبکہ حبشی کو معلوم ہوا کہ امام حسنؑ کے لیے خریدتا ہے تو اوسنے قیمت نہ لی بلکہ خواستگار دعا کا اپنی زوجہ کے لیئے ہوا کہ وہ سختی دردزہ مین مبتلا تہی آپنے فرمایا کہ گھر کو جا خدا تعالیٰ نے تجھکو فرزند عطا فرمایا ہے اور وہ ہمارے شیعون مین سے ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

سوم جناب امام حسن علیہ السلام ایک مرتبہ سفر مین تہے اور ساتھہ آپکے ایک شخص اولاد زبیر مین سے تہا۔ اتفاقاً ایک مقام پر اوترے کہ چند درخت خرما کے خشک ہوگئے تہے۔ ایک درخت کے نیچے حضرت کا بستر لگا اور ایک درخت کے نیچے جو قریب تہا ابن زبیر کا بستر لگا بیٹھے ہوئے تہے کہ ابن زبیر نے کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ یہ درخت خرما تر و تازہ ہوتے اور پہل اسمین لگا ہوتا آپ نے فرمایا کہ تیرا جی خرما کہانے کو چاہتا ہے اوسنے عرض کی کہ ہان آپنے دعا کے لیے ہاتھہ اوٹھائے اور زیر لب آہستہ کچھہ کہا کہ کوئی نہ سمجھا فوراً ایک درخت سرسبز ہوگیا اور خرما تازہ لگ گئے کہ درخت پر چڑہ کر توڑے گئے اور سب نے کہائے ایک شتربان جو یہ حال دیکھہ رہا تہا بولا یہ بڑا جادو ہے ابن زبیر نے کہا کہ یہ جادو نہین ہے دعائے مستجاب ابن رسولؐ ہے۔

چہارم۔ کتاب اعلام الوریٰ مین ابو علی الفضل بن حسن الطبری نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ ایک روز جناب بتول عذرا فاطمۃ الزہرا علیہا وعلی ابیہا وابنیہا السلام گریان رسولخداؐ کے پاس تشریف لائین حضرت نے سبب دریافت کیا عرض کی حسنین علیہ السلام بہت دیر ہوئی کہ گھر سے باہر گئے ہین اور واپس نہین آئے حضرت نے فرمایا کہ ای فاطمہؑ خدا تعالےٰ نے کہ جسنے

اونکو پیدا کیا ہے اوپر بہت مہربان ہے تم کچھ فکر مت کرو بعد ازان حضرت نے دعا کی کہ الٰہی اونکی محافظت کر کہ اتنے مین جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ یا احمد کچھ غم نہ کرو کہ دونون صاحبزادے آپکے دنیا مین فاضل اور آخرت مین بزرگ ہین اور باپ اونکا اونسے بہتر ہے اور وہی دونون اسوقت خطیرہ بنی نجار مین ہین اور اللہ جلشانہ نے اوپر دو فرشتے موکل رکھے ہین کہ حفاظت اونکی کرین - ابن عباس کہتے ہین کہ یہ سنکر رسولخدا اوٹھے اور مین بھی ساتھ ہوا خطیرہ بنی نجار مین پہونچکر دیکھا کہ دونون بھائی باہم گردن مین ہاتھ ڈالے ہوئے سوتے ہین اور فرشتے نے ایک بازو اپنا بجائے بستر نیچے بچھا رکھا ہے اور ایک سے اوپر سایہ کیا چنانچہ حضرت نے امام حسن علیہ السلام کو گود مین لیا اور فرشتہ نے امام حسین علیہ السلام کو گود مین لیا اور گھر مین لائے اور خطبہ بلیغ حضرت نے اونکی شان مین پڑھا -

پنجم - پوشاک بہشتی اور میوہ جنت آپکے لیے آنا بروایت صحیحہ ثابت ہے - بعض اعجاز و فضائل آپکے جو مشترک ہین ہمراہ جناب امام حسین علیہ السلام کے وہ بذکر جناب سید الشہدا مذکور ہونگے فضائل آپکے حد سے زیادہ افزون ہین اس رسالہ مین اسقدر گنجائش نہین ہے لہذا اختصار پر اکتفا کیا گیا

اعجاز جناب خامس آل عبا سید الشہدا امام سوم یعنی حسین ابن علی علیہما السلام

آغاز اعجاز حضرت امام حسین ع

اعجاز اور خوارق عادات آپ سے حیات مین اور بعد ممات لاتعد و لاتحصیٰ ظاہر ہوئے ہین تفصیل اونکی محال و غیر ممکن ہے ہان مختصراً کچھ بیان کیا جاتا ہے -

اول - جبکہ جناب امام حسین علیہ السلام متولد ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام تہنیت کے لیے جناب باری کی طرف سے آتے تھے تو فطرس فرشتہ کو کہ سردار فرشتگان آسمان سوم کا ہے غضب الٰہی مین پر و بال سوختہ نالان و فریاد کنان پایا حال ولادت شاہزادہ جبرئیل امین سے سنکر مُصر اس بات پر ہوا کہ مجھکو خدمت رسولخدا مین لیچلیے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اوسکو لائے اور بموجب حکم رسولخدا کے فطرس نے جسم اطہر جناب سید الشہدا کا اپنے بدن سے مس کیا اور پر و بال جو غضب الٰہی سے جل گئے تھے از سر نو حاصل ہوئے اور آسمان پر گیا - اور اب وہ فرشتہ

ہے ستر ہزار ملائکہ کے مزار شریف امام حسین علیہ السلام پر متعین ہے۔ روضۃ الشہدا ملا کشفی واعظ
دوم۔ شیخ کمال الدین ابن الخشاب اور ملا عبدالرحمن جامی و دیگر علماء لکھتے ہیں کہ ایک روز
روبروی جناب رسولخداؐ اور حضرت فاطمہ زہرا صلواۃ اللہ علیہما کے حضرات حسنین بزمانۂ
طفولیت باہم کشتی کر رہے تھے کہ حضرتؐ نے دفعتاً امام حسن علیہ السلام سے فرمایا پکڑو
حسینؑ کو اسپر خاتون نے عرض کی واہ بابا آپ بھی بڑے سے کہتے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ یعنی بڑے
لڑکے کی حمایت کرتے ہیں تب فرمایا جناب سرور کائنات نے اے فاطمہ جبرئیلؑ حسینؑ سے کہتے ہیں
کہ حسنؑ کو پکڑ۔ یعنی وہ حمایت امام حسینؑ کر رہے ہیں۔

سوم۔ ملا حسین واعظ کشفی نے کنز الغرائب سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ ایک اعرابی بچہ آہو
زندہ پکڑکے خدمت جناب رسولخداؐ میں لایا اور اوسوقت حضرتؐ کے پاس بڑی شاہزادی
تشریف رکھتی تھی کہ اونکو وہ بچہ عطا فرمادیا۔ چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام بہت خوش
ہوکر اوس بچہ آہو کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ امام حسین علیہ السلام نے دیکھا اور بھائی سے پوچھا
کہ یہ بچہ آہو تمہارے پاس کہاں سے آیا بولے کہ ہمارے نانا جان نے ہمکو دیا ہے یہ سنکر مسجد میں دوڑے
ہوے گئے اور بولے یا جداہ بھائی کو تو آپ نے بچہ آہو دیا اور مجھکو نہ دیا اور بار بار یہ فقرہ فرماتے تھے
اور دل میں بسبب رنج کے ملول تھے جناب رسولخداؐ ہر چند بہلاتے اور تسلی دیتے تھے مگر تسلی نہوتی
اور قریب رونیکے نوبت پہنچی اور چاہا امام حسین علیہ السلام نے کہ گریہ کریں کہ ناگاہ مسجد سے
ایک شور و غوغا کی آواز بلند ہوئی بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مادہ آہو کی مع بچہ کے دوڑتی
ہوئی آتی ہے اور بچہ کو بھی اشارہ پہلو سے ہمراہ بھگاتی ہے اور اوسنے کچھ خوف آدمیوں کے
مجمع کا نہ کیا اور بزبان فصیح بیان کیا یا رسول اللہ دو بچہ میرے تھے ایک صیاد نے پکڑا اور
اور دوسرا میرے پاس ہا میں اوسکو دودھ پلاتی تھی کہ ندا ہوئی کہ فوراً رو برو رسولخداؐ کے
حاضر ہو کہ حسینؑ اونکے روبرو کھڑا ہوا ہرن کا بچہ طلب کرتا ہے اور قریب ہے کہ اوسکی آنکھوں سے
آنسو نکلیں پس قبل رواں ہونے اشک کے وہاں پہونچ ایسا نہو کہ آنسو نکلے بحمد اللہ کہ میں اچھے وقت

پہونچی - امام حسین علیہ السلام آہو بچہ کو لیکر خوش ہو گئے -

چہارم - ابن شہر آشوب نے حسن بصری اور حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت کی ہی کہ اکثر حضرت جبرئیل بشکل دحیہ کلبی پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لاتے ایک روز حسنین علیہما السلام رسولخدا ؐ کے پاس تھے اور حضرت جبرئیل دحیہ کلبی کی صورت مین تھے اور دحیہ کلبی کی عادت تھی کہ جب سفر سے آتے تھے تو کچھہ تحفہ شاہزادون کیلئو ضرور لاتی تھی حضرت حسنین ؑ دحیہ سمجھکر حضرت جبرئیل ؑ سے لپٹ گئی اور جیب و آستین تلاش کرنے لگے حضرت جبرئیل کا پاس و لحاظ کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ گودی سے اونکے علیحدہ کرین تب جبرئیل بولے کہ یا حضرت آپ میری گود مین صاحبزادونکا بیٹھنا گران خیال فرماتے ہین اور اکثر راتون کو جب والدہ شریفہ انکی طاعت و عبادت سی فرصت پاکر سوجاتی ہین اور صاحبزادی چونک پڑتے ہین تو مجھکو حکم باری ہوتاہی کہ فوراً زمین پر پہونچکر گہوارہ جنبانی صاحبزادونکی کرو اسکا آپ کچھہ خیال نفرمائین لیکن یہ فرمایئے کہ میرے جیب و دامن مین کیا تلاش کرتے ہین تب آپنے دحیہ کلبی کا حال بیان کیا کہ وہ اکثر میوہ وغیرہ لایا کرتی ہین اور تمکو دحیہ سمجھہ رہی ہین تب حضرت جبرئیل ؑ نے ہاتھہ اپنا آسمان کی طرف بلند کیا اور ایک سیب اور ایک بہی اور ایک انار شاہزادون کو دیا -

پنجم - روایت ہے کہ ابو خالد کابلی نے یحییٰ ابن الطویل سے کہ ایکروز ایک جوان روتا ہوا خدمت مین جناب امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوا اور عرض کی کہ ماں اوس شخص کی مالدار تھی اور بلا وصیت مر گئی یہ سنکر حضرت مع اصحاب اوس شخص کے مکان پر پہونچے اور خداوند تعالی سے دعا کی کہ پہر روح اوس عورت مین واپس آگئی اور زندہ ہو گئی اور دربارہ مال وصیت کی اور بعد فراغ وصیت عرض معروض کی پہر فوت ہو گئی -

ششم - بروایت صحیحہ ثابت ہی اور ابو عبد اللہ نیشاپوری سے کتاب امالی مین منقول ہے کہ ایک سال عید قریب آئی اور بوجہ بے بضاعتی مادر و پدر کے حضرات حسنین کے پاس کوئی لباس

قابل عید کے نہ تھا اور ظاہر ہے کہ بچون کو اعیاد مین لباس کی بہت خوشی ہوتی ہو آپ نے والدہ شریفہ سے عرض کیا کہ مدینہ کے سب اطفال کے مان باپ نے عمدہ لباس اپنے بچونکے لیے بنوائے ہین اور وہ سب لباس پہنکر عید کرینگے ہمکو بہی لباس بنوا دو جناب فاطمہ ؑ اپنی ناداری اور بچونکی چاہ پر خیال کرکے بہت روتین اور یہ ذکر اسوقت کا ہی کہ جسکی صبح کو عید ہونیوالی ہو دونون شاہزادے ضد کر رہے ہین ہر چند آپ تسلی فرماتی ہین اور کہتی ہین کہ درزی تمہارے لیے کپڑے لائیگا تو پہنا دونگی غرضکہ شاہزادے تو ضد کرکے سو گئے رات مین کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور پکارا کہ مین خیاط ہون اور آپکی صاحبزادونکے کپڑے سیکر لایا ہون دیکھا تو واقعی ایک بقچہ کپڑونکا اوسنے دیا جسمین دو جوڑے معہ موزے سیاہ بندہے ہوئے ہین جناب سیدہ نے خیال کیا کہ شاید میرے پدر بزرگوار نے درزی کو سینے کیلیے دیے ہونگے آپنے حضرت کی خدمت مین سب حال بیان کیا آپنے فرمایا کہ اے فاطمہ وہ خیاط نہ تھا رضوان تھا ہفتم- معجزات کثیرہ وخرق عادات متعددہ آپسے درمعرکہ کربلا اور بعد شہادت واقع ہوئے ہین اور ابتک برابر معجزات صادر ہوتی ہین چنانچہ فی الحال بمقام جاورہ تین سال سے برابر معجزات صادر ہوتے ہین اور رسالہ متعدد تالیف ہوئے ہین- اگرچہ آپکے معجزات کا ذکر کرنا تحصیل لا حاصل ہے لیکن مختصر بعض بعض حالات بیان کیے جاتے ہین-

معرکہ کربلا مین جعدہ مزنی بوجہ دعائے حضرت کے تشنگی سے ہلاک ہوا اور ابن اشعث کہ جسنے قربت رسولخدا و امام حسینؑ سے انکار کیا آپکی دعاے بد سے فوراً نہایت سختی سے ہلاک ہوا نوحہ جنیان و ملائک وگریہ آسمان وخون برسنا بوقت شہادت کہ مفصل مذکور اسکا اپنے موقع پر ہوگا کتب معتبرہ سے ثابت ہے سر امام حسینؑ کا تلاوت آیہ ام حسبت اور آیہ وسیعلم الذین ظلموا کرنا پرندونکا نعش پر سایہ کرنا جوپایونکا حفاظت کرنا طلاے مغروقہ جو شمر نے زرگر کو دیا گم ہوجانا اور خاک مین ملجانا آمد جنیان و ملائکہ برائے امداد- غرضکہ کہانتک قلم فرسائی کرون ممکن نہین ہی کہ حیطہ تحریر و تقریر مین سمائی ابتک تیرہ سو برس کے بعد روزمرہ تازہ معجزات

ظاہر ہوتے ہین۔

معجزات حضرت امام زین العابدین علیہ الصلوٰۃ والسلام

اول۔ بوقت مقیدی واسیری اہل حرم بہت معجزات آپکے ظاہر ہوے ویران مکان دمشق کے سانپ بچھوؤن کا پیرون پر گرنا وغیرہ وغیرہ۔

دوم۔ سلاسل وطوق وغیرہ سے خودبخود رہا ہوجانا اور ہمراہ معجزات بوقت شب ابن زیاد پر ظاہر ہونا اور اوسکا ڈرجانا اور پھر در بے اسیری نہ ہونا۔ شواہد جامی۔

سوم۔ روایت ہی کہ حضرت محمد بن حنفیہ صاحبزادی جناب علی مرتضیٰؑ نی بعد شہادت امام حسین علیہ السلام کے حضرت امام زین العابدینؑ سی کہا کہ امامت کیلئے مین زیادہ مستحق ہون کہ عم اور رشتہ مین تمسی بڑا ہون اسپر جناب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عم خدا سے ڈرو اور یہ حق تمہارا نہین ہے بلکہ بنی فاطمہ سے متعلق ہے غرضکہ نوبت دونو صاحبون مین یہانتک پہونچی کہ مکہ شریف مین حجر اسود کو حکم قرار دیا اور دونون بزرگوار روبرو حجر اسود کے گئے جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ سے فرمایا کہ اول تم اپنا دعوی بیان کرو اور حجر اسود سے شہادت طلب کرو محمد بن حنفیہ نے اپنا مدعا حجر اسود سے بیان کیا اور ہرچند شہادت طلب کی لیکن کچھ جواب نہ آیا بعد اسکے جناب امام زمان نے وضو کرکے دو رکعت نماز ادا کی اور حجر اسود سی اپنا دعوی بیان کیا اور شہادت طلب کی شواہد مین لکھا ہے کہ حجر اسود بجنبید وبزبان عربی گفت ای محمد مسلم دار امامت ووصایت بعد از حسینؑ ابن علی حق ابن الحسین است علیہم السلام۔

چہارم۔ طواف کعبہ مین ایک عورت اور مرد کے ہاتھ حجر اسود پر چسپان ہوگئے اور کسی طرح نہ چھٹے لوگ آمادہ ہاتھ کاٹنے کے ہوئے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام اپنا دست مبارک مس کیا دونون کے ہاتھ چھوٹ گئے۔ شواہد النبوت۔

پنجم۔ عبدالملک بن مروان نی ایک خط خفیہ حجاج کے پاس بھیجا کہ قتل ابوطالب مین اجتناب کر

کہ آل ابوسفیان نے اسمین بہت مبالغہ کیا اور مدت حکومت اونکی جلد منقطع ہوگئی۔ ہنوز وہ خط حجاج کے پاس نہ پہونچا تہا کہ آپ نے عبدالملک کو شکریہ لکہا اور اطلاع دی کہ رسولخدا نے مجہے آگاہ فرمایا اور یہ فعل تیرا خدا تعالیٰ کو پسند آیا اور تیری بادشاہت کا قیام ہوگا۔
ششم۔ منہال بن عمر کہتا ہی کہ مین حج کو گیا تہا امام زین العابدین ع سے ملنے کو گیا مجہہ سے حال حرملہ بن کاہل اسدی کا پوچہا مینے عرض کی کہ کوفہ مین زندہ ہی آپنے بددعا کی کہ اللھم اذقہ حر الحدید اللھم اذقہ حر النار جب مین واپس کوفہ مین پہونچا تو مختار نے خروج کیا تہا اتفاقاً مین اوس سے ملنے کو گیا تو دیکہا مین نے کہ وہی حرملہ گرفتار ہوکر روبرو اوسکے آیا اور مختار نے جلاد کو بلواکر اول دونون ہاتہہ اوسکے قلم کردئے اور پہر ہیزم منگواکر زندہ کو جلوایا اوسوقت میری زبان سے نکلا کہ سبحان اللہ مختار نے سبب پوچہا مین نے حضرت علی بن حسین ع کی دعا قبول ہونے کا ذکر کیا مختار بہت خوش ہوا۔
ہفتم۔ جنگل مین ہرن کا آنا اور اپنے بچے کی اسیری کی نسبت ایک قریشی کی شکایت کرنا شواہد مین درج ہی تفصیل اوسکی اپنے موقع پر جہان تعلقات دیگر موجودات بیان کیے جاوینگے لکہی جاویگی۔ ایساہی دوسرا قصہ ہرن کا دسترخوان پر آنا درج ہی۔ منہ۔
ہشتم۔ حلم ماننا ناقہ کا اور مزار شریف پر بعد وفات تین روز تک ناقہ کا رہنا اور مرجانا۔ منہ۔
نہم جس روز آپکی وفات ہوئی اوسکی شبکو آپ نے امام محمد باقر ع سے پانی وضو کے لئے طلب فرمایا آپ پانی لائے مگر آپنے فرمایا کہ اور پانی لاؤ اسمین جانور مردہ ہی شب تاریک تہی حضرت محمد باقر علیہ السلام نے چراغ سے دیکہا تو درحقیقت چوہا مرا ہوا تہا۔ منہ۔
دہم۔ حضرت کا تسلی دینا۔ عصافیر کا ہجوم کرنا۔ زہری کی روایت قید وبند سے ازخود علیحدہ ہوجانا اور اوسیوقت ابن یادپر ظاہر ہونا۔ ندای غیبی انت زین العابدین اور دوسری ندا این الزاھدون فی الدنیا والراغبون فی الاخرۃ اور جواب اسکا غیب سے یہ آنا کہ وہ علی بن الحسین علیہم السلام ہین۔ شواہد مین مفصل درج ہین اور علاوہ اسکے بہت سے اعجاز مشہور ومعروف ہین

معجزات جناب محمد بن علی الباقر علیہ الصلوٰۃ والسلام

اول - یہ کہ مکان ہشام بن عبدالملک کا تعمیر ہوتا تھا آپ نے فرمایا کہ واللہ یہ مکان گرا دیا جاویگا اور بنیاد تک پھینکی جاویگی لوگونکو تعجب ہوا کہ اس مکان کو کون گرا سکتا ہے مگر جبکہ ولید بادشاہ ہوا تو اوسنے فوراً اوسی مکان کو بیخ و بنیاد سے گرا دیا -

دوم - اپنے بھائی زید بن علی کی نسبت پیشین گوئی فرمائی کہ یہ کوفہ مین خروج کریگا اور قتل کیا جائیگا اور سر اوسکا مدینہ مین تشہیر کیا جاوے گا اور قصبہ پر رکھا جائے گا چنانچہ فی الواقع ویسا ہی ہوا اور قصبہ مدینہ مین نہین ہوتا مگر سر کے ساتھ لائے تھے -

سوم آپنے اپنے صاحبزادے امام جعفر صادق علیہ السلام سے بوقت وفات وصیت کی کہ تمہارا بھائی دعوائے امامت کریگا لیکن تم صبر کرنا کہ عمر اوسکی کوتاہ ہے اور غسل میت تم مجھکو دینا کہ امام سوائے امام کے اور شخص غسل نہین دے سکتا چنانچہ ایسا ہی قصہ پیش آیا یہ جملہ بھی قابل غور ہے کہ جامی نے قول امام محمد باقر علیہ السلام لکھا ہے کہ امام را جز امام نشوید گویا یہ بھی شرط امامت مین سے ہے اور جبکہ امام کے لیے یہ بات ہے تو نبی کو بھی غیر شخص غسل نہین دے سکتا ضرور ہی بات ہے کہ نبی کو بھی اوسکا قائم مقام غسل دے مگر روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا کو حضرت علیؑ نے غسل دیا بلکہ یہ بھی ثابت ہے کہ فرمایا آپنے کہ اگر سوائے میرے کوئی اور شخص حضرت کو برہنہ دیکھتا تو اندھا ہوجاتا - اور حضرت رسول خداؐ نے بھی فرمایا ہے اور خلفائے ثلثہ مین سے کسی کا اوس موقع پر حاضر ہونا ثابت نہین - مفصل بحث اسکی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر آئیگی -

چہارم فیض بن مطہر بیان کرتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس اس مسئلہ کے دریافت کرنے کے لئے گیا کہ رات کو سفر مین راحلہ کے اوپر چلتے ہوئے کس طرف کو نماز پڑھنی چاہیے حالانکہ مین نے ہنوز زبان تک ہلائی تھی اور کچھ نہ بولا تھا کہ آپ نے خود بخود فرمایا لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی علیٰ راحلتہ حیث توجہت

ب۸۔ شواہد النبوت۔

پنجم۔ اگروہ بنی جان کا بنا بر دریافت مسئلات وحصول ہدایت خدمت امام محمد باقرؑ مین جانا تحقیقات صفت چہارم مین درج ہے۔

ششم۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میری عمر مین پانچ برس باقی ہین۔ بروے حساب صحیح نکلے۔

ہفتم۔ امام محمد باقر علیہ السلام ایک روز سوار ہوئے جاتے تھے کہ پہاڑ سے ایک بھیڑیا اوترا اور آپکے پاس آیا اور طالب دعا ہوا مفصل تذکرہ اسکا بھی تحقیقات قسم چہارم مین درج ہوگا۔ شواہد النبوت۔

ہشتم۔ راوی کہتا ہے کہ مجھکو کمال اشتیاق قدمبوسی امام محمد باقرؑ کا ہوا او مین مدینہ کو اسی غرض کے لیے روانہ ہوا اور جب مین پہونچا رات کا وقت تہا سردی اور بارش سے مجھکو سخت تکلیف ہوئی جب مین دروازہ پر پہونچا تو متردد تہا کہ آواز دون یا نہ دون کہ خود حضرت نے جاریہ کو آواز دی کہ دروازہ کہولدے کہ فلان شخص آتا ہے اور اوسکو سردی اور بارش سے بہت تکلیف پہونچی ہے۔ شواہد النبوت۔

نہم۔ راوی کہتا ہے کہ مین درمیان مکہ اور مدینہ کے سفر مین تہا کہ دور سے ایک سیاہی نظر آئی کہ کبھی ظاہر ہوتی تھی اور کبھی پوشیدہ ہو جاتی تھی۔ جب قریب آیا تو معلوم ہوا ایک طفل ہفت سالہ ہے کہ اوسنے سلام علیک کی مین نے پوچھا من این قال من اللہ فقلت الی این فقال الی اللہ الخ یعنی مین نے کہا کہان سے آتے ہو بولا کہ مین اللہ کے یہان سے مین نے کہا کہ کہان کو جاتے ہو بولے کہ اللہ کی طرف پھر مین نے پوچھا کہ زاد راہ تمہارا کیا ہے بولا کہ تقویٰ پھر مین نے پوچھا کہ تم کون ہو بولے کہ عرب کا آدمی ہون پھر پوچھا تو کہا قریشی ہون پھر ہاشمی پھر بیان کیا کہ علوی ہون پھر زیادہ جب تفتیش مین نے کی تو کہا کہ مین محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہون پھر آنکھ اوٹھا کر

جو دیکھتا ہون کہ غائب ہین خدا جانے کہ آسمان پر چلے گئے کہ زمین مین
دہم - راوی کہتا ہی کہ مینے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ مَا حَقُّ الْمُؤْمِنِ عَلَى اللهِ مکرر
سوال پر آپنے فرمایا کہ مومن کا حق اللہ جلشانہ پر یہ ہی کہ اگر اس درخت سے اشارہ درخت
کی طرف کرکے فرمایا کہے کہ یہان آ تو وہ یہان چلا آوے - اشارہ کرتے ہی درخت
حرکت مین آیا اور اپنی جگہ سی چلا کہ حضرت نے روکا اور منع کیا تب درخت اپنی جگہ پر قایم ہوا
یازدہم راوی بیان کرتا ہی کہ مینے امام محمد باقرؑ کے دروازہ پر دستک دی اور ایک چھوکری قریب
بلوغ پہونچی ہوئی آئی مینے اوسکے سینہ پر ہاتھ مارا اندر سے امام نے عتاب کیا اور فرمایا کہ یہ
دیوارین ہماری نظرون مین بہی حائل ہوں تو ہم مین اور تم مین کیا فرق ہی شواہد النبوۃ -
دوازدہم - ایک شخص نے بال سفید ہو جانے کی شکایت کی آپنے ہاتھ اپنا بالون سے
مس کر دیا بال بالکل سیاہ ہو گئے -
سیزدہم - منصور دوانقی مورث سلاطین عباسیہ کو خبر دی کہ تو بادشاہ ہوگا - اسنے
سوال کیا کہ آپکی بادشاہی سی پہلے یا بعد فرمایا کہ پہلے پہر پوچھا کہ بعد میرے میری اولاد بہی
بادشاہ ہوگی فرمایا ہوگی - پہر پوچھا کہ بنی اُمیہ کی سلطنت سی زیادہ رہیگی یا کم فرمایا زیادہ شواہد النبوۃ
چہاردہم - ابو بصیر نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا کہ تم ذریت رسولخداؐ ہو فرمایا ہان رسولخداؐ نے
انبیاء سابق کے علوم سی میراث پائی ہی - فرمایا کہ ہان پہر پوچھا کہ تمنے بہی علم پیغمبر کی میراث
پائی ہی فرمایا کہ ہان پہر پوچھا کہ تمکو یہ قدرت ہی کہ مردہ کو زندہ کردو اور کور مادرزاد کو بینا اور ابرص وغیرہ کو
اچہا اور لوگونکے گہرونکا ذخیرہ وغیرہ تمکو معلوم ہین فرمایا کہ ہان حکم خدا سے ہم سب کر سکتے مین
یہ کہکر مجھکو فرمایا کہ آگے آؤ اور ہاتھ میری آنکھون مین پہیرا کہ ہاتھ کے پہیرتے ہی بالکل بینا
ہو گیا اور سب شے نظر آنے لگی پہر جب ہاتھ ہٹایا تو اصلی حالت پر نابینا ہو گیا - پہر فرمایا کہ دو
بات مین سے ایک کون سی پسند کرتا ہی ایک یہ کہ بینا ہو جاوے اور حساب محشر تیرے
ذمہ رہے دوسرے یہ کہ نابینا رہے اور بلا حساب بہشت مین جاوے مین نے اپنی حالت

سابق پسند کی

پانزدہم۔ فرشتہ خبر دیتا ہے کہ کون مومن ہے اور کون کافر ہے اور کون دوست ہے اور کون دشمن ہے۔ صفت چہارم مین یہ تفصیل ذکر ہے۔

شانزدہم۔ چورون کو مع مال مسروقہ گرفتار کرلائے اور بے گناہون کو رہا کیا۔

ہفدہم۔ اہل مدینہ کو پیشین گوئی کی خبر دی کہ قتل عام ہوگا جسکو جان بچانی ہو وہ چلا جاوے کسی نے آپکی بات کا خیال نہ فرمایا جو لوگ آپکے معتقد تھے وہ چلے گئے کہ نافع بن الازرق نے آکر قتل عام اہل مدینہ کا کیا۔ شواہد النبوت۔

معجزات حضرت امام جعفر صادق امام ششم از ائمہ اہلبیت علیہ السلام

اول۔ یہ کہ خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو طلب کیا اور حکم قتل کا اس قصور مین دیا کہ تم مسلمانونکی خونریزی چاہتے ہو کہ فلان شخص نے یہ حال مجھسے بیان کیا ہے آپنے فرمایا کہ اسکو میرے روبرو بلا چنانچہ وہ شخص بلایا گیا اور قسمیہ اسنے بیان کیا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھسے فلان بات کہی تھی آپنے فرمایا کہ اسطرح نہیں بلکہ جسطرح مین کہتا ہون قسم کہا اول تو اوسنے انکار کیا پھر قسم کہائی کہ اسیوقت سے مجلس مین زمین پر گرا اور مر گیا منصور نے یہ کھوا کر باہر پھینک دیا۔

دوم۔ ربیع بیان کرتا ہے کہ منصور کیسا ہی غضبناک ہوتا اور امام جعفر صادق علیہ السلام زیر لب کچھہ پڑھتے فوراً غضب وسکا دور ہوجاتا۔

سوم۔ ایک روز منصور نے حاجب سے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو میرے پاس آنے سے پہلے قتل کر ڈال مگر امام جعفر صادق علیہ السلام آکر منصور کے پاس بیٹھہ گئے منصور نے حاجب کو طلب کیا تو اوسنے امام کو بیٹھے ہوے دیکھا پھر وہان سے تشریف لے گئے اور حاجب کو بلایا اور پوچھا کہ مین نے تجھکو کیا حکم دیا تھا اوسنے قسم کہائی کہ مین نے اونکو آتے دیکھا نہ جاتے ہوئے۔

چہارم مقربان منصور مین سے ایک شخص بیان کرتا ہو کہ ایک روز منصور نہایت متفکر بیٹھا ہوا تھا مین نے سبب دریافت کیا تو بولا کہ مین نے علویون کی ایک جماعت کثیر کو فانی کیا اور اونکے پیشوا کو ابتک چھوڑ رکھا ہے مین نے پوچھا وہ کون ہے بولا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام مین نے کہا کہ وہ عبادت خدا مین مشغول ہین دنیا پر توجہ نہین کرتے بولا کہ جانتا ہون کہ تو اونکی امامت کا اعتقاد رکھتا ہو اور مین نے قسم کھائی ہو کہ جبتک اونکی طرف سے خاطر جمع نہ کرلون آرام نہ کرون یہ کہکر جلاد کو بلایا اور کہا کہ جسوقت جعفر بن محمد آوین اور مین اپنے سر پر ہاتھہ رکھکر اشارہ کرون تو اونکو فوراً قتل کرنا چنانچہ یہ منصوبہ مقرر کرکے حضرت کو بلایا جب وہ تشریف لائے تو مین اونسے قریب تھا دیکھا مینے حضرت نے لب ہلائے اور قصر منصور کا جنبش مین آیا جیسے کشتی تلاطم امواج سے جنبش کرتی ہو۔ پھر منصور کو دیکھا مینے کہ سر و پا برہنہ کانپتا ہوا استقبال کو آیا اور بازو اونکے پکڑکے اپنی مسند پر بٹھایا اور پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ کیا وجہ آپکی تشریف آوری کی ہوئی فرمایا کہ تو نے بلایا مین آیا منصور بولا کہ جو حاجت آپکی ہو وہ فرمائیے فرمایا کہ میری یہ حاجت ہے کہ تو مجھکو طلب نکرے جسوقت مین چاہون حاضر ہون یہ کہکر تشریف لیگئے منصور بستر خواب پر گیا اور نصف شب تک بستر خواب پر رہا نماز ین سب قضا ہوئین جب ہوش آیا نماز قضا پڑھین اور مجھسے بیان کیا کہ جسوقت حضرت جعفر صادق علیہ السلام تشریف لائے تھے تو مین نے ایک اژدہا دیکھا کہ ایک لب اوسکا زمین پر اور دوسرا بالای قصر تھا اور بزبان فصیح اوس اژدہے نے کہا کہ مجھکو خدائے تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ اگر جعفر صادقؑ کو کچھ بھی گزند پہونچے تو مین تجھکو مع تیرے قصر کے نگل جاؤن یہ سنکر وہ شخص بولا کہ یہ سحر ہے منصور نے کہا خبردار یہ خاصیت اسم اعظم کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آیا تھا۔ شواہد النبوت۔

پنجم۔ ابن جوزی نے کتاب صفوۃ الصفوہ مین باسناد خود لیث بن سعد سے روایت کی ہے کہ وہ موسم حج مین مکہ مین تھے کوہ بوقبیس پر ایک شخص کو دیکھا کہ اوسنے

یارب یارب ایک سانس مین اور پہر یاربّاہُ ایک سانس مین یاحیّ یاحیّ ایک سانس مین اسیطرح
یارحیم ویاارحم الراحمین ایک ایک سانس مین کہکر خدا تعالی سے عنب اور لباس کے
خواستگاری کی کہ ایک خوان پراز انگور اور دو برد موجود ہوگئین حالانکہ انگور اوسوقت
روئے زمین پر موجود نہ تہا۔ راوی کہتا ہی کہ مین نے کہا کہ مین بہی شریک ہون حضرت نے
فرمایا کہ کس وجہ سے بولا جب آپ دعا کرتے تہے تو مین آمین کہتا تہا آپنے انگور مجہکو دئے اور
فرمایا کہ ذخیرہ مت کر مین نے شکم سیر ہوکر کہائے مگر وہ کم نہوئے ایک چادر بہی مجہکو دینے
لگے مینے کہا کہ اسکی مجہکو حاجت نہین ہے آپنے ایک ازار کی اور ایک کی ردا اوڑہ لی
راستہ مین ایک شخص ملا اور یا ابن رسول اللہ کہکر سائل ہوا پرانے کپڑے اوسکو دیدیے
مین اوس شخص کے پیچہے چلا اور دریافت کیا کہ یہ حضرت کون ہین وہ بولا کہ یہ جعفر صادق
علیہ السلام بن محمد بن علی بن حسین علیہم السلام ہین پہر مین نے اونکو ہرچند تلاش کیا
کہ استماع حدیث آپ سے کرون مگر مجہکو نہ ملے۔

ششم۔ داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے آپکے موالیان مین سے کسی کو مار کر
مال اوسکا لے لیا تہا حضرت نے فرمایا کہ مین تجہپر دعاء بد کرونگا اوسنے بروے استہزا کہا
کہ مجہکو دعاے بد سے ڈراتے ہو رات کو آپ قیام و قعود مین بیدار رہے صبح ہوتے ہی بددعا
کی اوسیوقت داؤد قتل کیا گیا۔

ہفتم۔ ابوبصیر بیان کرتا ہے کہ مین آیا کنیز میری ہمراہ تہی شب کو مجامعت کی صبح کو بارادہ
غسل حمام مین جاتا تہا کہ جماعت اصحاب مجہہ کو ملی کہ واسطے زیارت حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام کے جاتے تہے مین بہی اونکے ساتہہ ہولیا جسوقت مکان پر حضرت کے پہونچا
اور مجہکو دیکہا تو فرمایا کہ اے ابوبصیر کیا تو نہین جانتا کہ پیغمبران اور فرزندان پیغمبر کے
گہر مین بحالت جنب نہین آیا کرتے مین نے توبہ کی اور معذرت چاہی۔

ہشتم۔ راوی کہتا ہے کہ میرے ایک دوست کو منصور نے قید کر رکہا تہا مین نے

حج کے روز عرفات مین امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا اونہون نے میرے دوست کا حال دریافت فرمایا مین نے عرض کیا کہ بدستور قید منصور مین ہی عصر کا وقت تھا کہ آپنے دعا کی تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ وہ قید سے چھوٹ گیا چنانچہ جب گھر واپس آیا اور دوست سے وقت رہائی دریافت کیا تو کہا عرفہ کے دن عصر کے وقت رہا ہوا۔

نہم۔ راوی کہتا ہے کہ مکہ معظمہ مین مینے ایک بردا اسلیے خریدی تھی کہ اسکا کفن بناؤنگا جب عرفات سے مزدلفہ مین پہونچا تو وہ غائب ہو گئی نہایت مغموم ہوا اور مزدلفہ سے مکہ معظمہ مین آیا اور مسجد حنیف مین بیٹھا تھا ناگاہ آدمی امام جعفر صادق علیہ السلام کا پہونچا کہ تجھکو طلب فرماتے ہین چنانچہ خدمت امام مین حاضر ہوا تو فرمایا کہ ہم تجھکو ایک برد دیتے ہین اوسکا کفن بنانا غلام سے برد منگائی تو وہ ہی تھی جو غائب ہو گئی تھی فرمایا کہ لے اور شکر خدا کر۔

دہم۔ راوی کہتا ہے کہ مکہ مین مین ہمراہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی پھر رہا تھا کہ ایک عورت ضعیف کی مادہ گاو مر گئی اور وہ عورت اور اوسکے بچے رو رہے تھے کہ ہمارا قوت اسی کے شیر پر منحصر تھا حضرت امام نے فرمایا کہ اے ضعیفہ کیا تو چاہتی ہے کہ یہ گاے تیری زندہ ہو جاے وہ بولی میان کیون ایسی مصیبت کے وقت ہنسی کرتے ہو۔ آپنے دعا کی وہ گاے زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی۔

یازدہم۔ راوی کہتا ہے کہ مین ہمراہ حضرت امام جعفر صادق ع کے حج کو جاتا تھا خرماے خشک کے نیچے اوترے آپنے کچھ زیر لب پڑھا اور درخت خشک کی جڑ کیطرف اشارہ کیا ایک بہت بڑا خوشہ خرماے تر کا پیدا ہو گیا مین نے بھی کھائے نہایت شیرین تھے۔ ایک اعرابی جو یہ حال دیکھ رہا تھا بولا کہ ایسا جادو آج ہی دیکھا ہے حضرت نے فرمایا کہ ہم وارث پیغمبران ہین ہم سحر نہین کرتے خداوند تعالیٰ سے دعا کرتے ہین اور وہ مستجاب کرتا ہے اگر تو کہے تو دعا کرون کہ تو مسخ ہو جاوے اور کتا بنجاوے اعرابی کہ جاہل سخت تھا بولا کہ اچھا دعا کرو آپ نے دعا کی وہ فوراً کتا بن گیا اور اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ راوی کہتا ہے کہ مین بھی

اسکے پیچھے چلا جب وہ اپنے گھر میں پہونچا تو اوسکی جورو اور لڑکوں نے اوسکو مارکر نکالدیا پھر وہ اعرابی لوٹکر حضرت کے پاس آیا حضرت کو رحم آیا اور دعا کی کہ وہ پھر اصلی صورت پر ہوگیا۔

دوازدہم۔ راوی کہتا ہے کہ ہم بہت آدمی خدمت میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے حاضر تھے کہ کسی نے سوال کیا کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا خذ اربعۃ من الطیر فصرھن الیک تو وہ چاروں طائر ایک ہی جنس سے تھے یا مختلف آپنے فرمایا کہ کیا یہ چاہتے ہو کہ ویسا ہی تمکو کرکے دکھلاؤں لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم بھی چاہتے ہیں تب آپنے آواز دی کہ اے طاؤس پس ایک طاؤس حاضر ہوا پھر آواز دی کہ اے غراب تو ایک غراب حاضر ہوا پھر آواز دی کہ اے باز۔ باز بھی حاضر ہوا۔ پھر کبوتر کو آواز دی وہ بھی حاضر ہوا۔ پس سب کو مار ڈالا اور گوشت و پوست و بال و پر سب ریزہ ریزہ کر ڈالے اور سب کو ایک جگہ ملا دیا مگر سب کے سر علیحدہ رکھ لیے پھر آپنے طاؤس کا سر اوٹھا کر آواز دی کہ اے طاؤس۔ دیکھا ہمنے کہ گوشت پوست اوسکا سب سے جدا ہوکر سر سے چسپاں ہوا اور جسم طاؤس درست ہوگیا اور زندہ ہوکر اڑگیا اسی طرح تینوں پرندوں کا حال ہوا۔

سیزدہم۔ ایک شخص نے ہزار درہم مکان خریدنے کے لئے حضرت کو دیے آپنے اوس سے فرمایا کہ مین نے تیرے لئے بہشت مین عمدہ مکان خرید دیا ہے اور سند اوسکی قبر میں دفن کی گئی اگلے دن اس سند کو قبر کے اوپر دیکھا اور پشت پر اسکے لکھا ہوا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے وعدہ پورا کیا۔

چہاردہم۔ جبکہ زید شہید رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور دار پر کھینچا تو حکم بن عباس کلبی نے یہ دو بیت تصنیف کئے۔

صلبنا لکم زیدا علی جذع نخلۃ ؛ ولم ار مھدیا علی الجذع یصلب

وقسم بعثمان علیا سفاھۃ ۞ وعثمان خیر من علی واطیب

جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ اشعار اوس ملعون کے سُنے تو آپ نے دعا کی اور فرمایا اللھم ان کان عبدک کاذبا فتسلط علیہ کلبک چنانچہ بنی امیہ نے اوسکو کوفہ مین بھیجا اور راستہ مین شیر نے چیر ڈالا لعنت اللہ علیہ۔ جب یہ خبر حضرت کو پہونچی سجدہ شکر ادا کیا۔

معجزات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام

اول۔ یہ کہ مہدی نے مدینہ سے بلا کر آپ کو بغداد مین اول مرتبہ جب قید کیا تو آپ نے مہدی پر یہ آیت پڑہی فھل عسیتم ان تولیتم تفسدوا فی الارض الخ اوسیوقت مہدی نے رہائی دی اور حضرت کو مدینہ بھیجدیا۔

دوم۔ یحییٰ بن خالد بر مکی نے بحسب حکم ہارون رشید کے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو زہر دیا آپنے فرمایا کہ آج مجھکو زہر دیا گیا کل میرا بدن زرد ہوگا پھر سرخ پھر سیاہ ہوگا اوسکے بعد میری وفات ہوگی۔ ویسا ہی ہوا۔

سوم شفیق بلخی سے روایت ہے کہ سفر حج مین مین قادسیہ پہونچا ایک جوان خوبرو گندم گون کو دیکھا کپڑون کے اوپر پشمینہ پہنے ہوئے اور شملہ کتف پر ڈالے ہوئے آدمیون سے علیحدہ تنہا بیٹھا ہوا ہے مجھکو خیال ہوا کہ کوئی صوفی ہے آدمیون کو ٹھگنے کو بیٹھا ہے چلکر اوسکی سرزنش کرون جب مین قریب گیا تو اوس جوان نے فرمایا یا شفیق اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم جب مین نے یہ سنا تو تعجب ہوا اور خیال آیا کہ یہ کوئی مرد بزرگ ہے معافی چاہون مگر وہ اوسوقت چلے گئے تھے دوسری منزل پر مین نے اونکو نماز پڑھتے دیکھا کہ تمام اعضا مین لرزہ اور انکھون سے اشک جاری تھی مین نے صبر کیا اسقدر کہ نماز سے فارغ ہون تو معافی چاہون تو آپنے بعد نماز بشیرہی فرمایا کہ اے شفیق یہ آیت پڑہ وانی لغفار لمن تاب وعمل صالحا ثم اھتدی یہ کہکر چلے گئے مجھکو خیال ہوا کہ یہ

جوان ابدال ہین کہ سر باطن پر آگاہ ہین اگلی منزل پر مینے دیکہا کہ کوزہ لیے کہڑے ہین اور پانی لینے کا ارادہ ہی ہاتہہ سے کوزہ چہوٹ کر چاہ مین گر پڑا آسمان کی طرف دیکہکر فرمایا انت ربی الخ واللہ مین نے دیکہا کہ پانی چاہ کا بلند ہوا اور کوزہ اوپر آگیا پہر کوزہ مین پانی لیکر وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑہی پہر ایک ریگ کے ٹیلہ پر گئے اور وہان سے ریگ اپنے ہاتہہ سے کوزہ مین بہرا اور اوسکو نوش فرمانے لگے مین قریب گیا آپ سے طعام مذکور طلب کیا تو دیکہا کہ سویق اور شکر ہے مین نے کہایا نہایت لذیذ کہ ایسا طعام کبھی نہ نوش کیا تہا چند روز اوسکی تاثیر سے محتاج آب و خورش نہوا۔ پہر بہی مجہے ظن فاسد کرنے سے ممانعت فرمائی پہر مکہ تک مین نے اونکو نہ دیکہا مکہ مین دیکہا بڑے حشم و خدم کے ساتہہ کہ جس جگہہ کو نکلتے تہے لوگ سلام کرتے تہے تب مین نے لوگون سے پوچہا کہ یہ کون ہین بولے ہذا موسیٰ ابن جعفر بن محمد بن علی بن حسین ابن علی ابن ابی طالب علیہم السلام ہین تب مین نے کہا کہ ایسے عجائب و غرائب ایسے سید بزرگ سے کیا بعید ہین۔

چہارم۔ ہارون رشید نے علی بن یقطین کو ایک خلعت گران بہا اور کچہہ روپیہ عطا فرمایا علی بن یقطین حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کمال عقیدت رکہتا تہا وہ خلعت گران بہا اور روپیہ خدمت مین حضرت کے بہیجدیا آپ نے روپیہ تو رکہہ لیا مگر وہ خلعت واپس کیا اور کہا کہ اسکو بہت احتیاط سے رکہہ کہ تیرے کام آویگا تہوڑے عرصہ کے بعد کسی نے بادشاہ سے مخبری کی کہ آپ نے جو خلعت علی بن یقطین کو عطا کیا تہا اسنے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیدیا کہ وہ یقیناً امامت کا قائل ہے ہارون رشید نے اوسیوقت طلب کیا اور خلعت کا حال دریافت کیا اوسنے گہر پر آدمی بہیجکر وہ خلعت منگا دیا بادشاہ نے مخبر کو سیاست کی۔

پنجم جسوقت خلیفہ مہدی نے حضرت موسیٰ کاظم علیہ السلام کو طلب کیا تو آپکی متعلقین مین سے ایک شخص کو نہایت صدمہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تم مت گہبراؤ مین فلان ماہ کی تاریخ فلان روز

فلان وقت آجاؤن گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ششم۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مین مدینہ مین وارد تھا اور روزمرّہ حضرت موسی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا ایک روز بارش ہورہی تھی مین خدمت امام مین حاضر ہوا مگر امام علیہ السلام نے مجھکو بیٹھنے نہ دیا اور کہا کہ واپس جا تیرا گھر گر گیا اور اسباب دب گیا مین واپس آیا تو دیکھا کہ گھر گر پڑا تھا اسباب نکلوایا مگر وضو کا ظرف نہ ملا جب خدمت امام مین حاضر ہوا پوچھا کہ اسباب سب ملگیا مین نے عرض کی کہ سب ملگیا مگر ظرف وضو نہین ملا فرمایا کہ تو اوسکو اور جگہ بھول گیا ہے مالک خانہ کی کنیز نے اوٹھایا ہے اوس سے جاکر لے لے چنانچہ مین آیا اور ظرف وضو اوس سے لے لیا۔

ہفتم۔ کشتی سے ایک عروس کا زیور دریا مین گر پڑا امام موسی کاظم علیہ السلام بھی دوسری کشتی مین تھے جبکہ اونکو بھرے لیئے جاتے تھے آپکے فرمانے سے پانی کے اندر صاف نظر آنے لگا۔ اور ملاح کو بھیجکر نکلوا دیا اوس موقع پر پانی بہت تھوڑا رہ گیا تھا۔ مفصل قصہ شواہد مین ہے۔

ہشتم۔ ایک شخص کہتا ہے کہ مین خدمت مین امام علیہ السلام کی حاضر ہوتا تھا دوسرے نے صُرّہ دینار یک صد عدد نذر امام کے لیئے دیا جب مدینہ مین پہونچا تو آپنے نذر کو بھی اور اسکو بھی پانی مین سے خوب صاف کرکے خوشبو دی بعد ازان دوسرے شخص کے صُرّہ کے دینارونکو شمار کیا تو ۹۹ نکلے گمان ہوا کہ مجھہ سے گر گیا اپنے پاس سے ایک دینار اور ملادیا اور خدمت امام مین اپنے اور دوسرے شخص کے پیشکش حاضر کیئے امام علیہ السلام نے صُرّہ کو زمین پر اولٹوا دیا اور دیکھکر وہ دینار جو مین نے اپنے پاس سے ملا دیا تھا نکالکر علیحدہ کردیا اور فرمایا کہ اوسنے وزن پر اعتماد کیا ہے شمار پر اعتماد نہین کیا اسلیئے اوسکی صرہ کو ۹۹ دینار ہین

نہم۔ راوی کہتا ہی کہ علی بن یقطین نے مجھکو کوفہ مین بھیجا اور کہا کہ دو راحلہ وہان سے خرید اور یہ مال لے اور خدمت امام موسی کاظم علیہ السلام کے پہونچا اور چند خطوط بھی دیئے

چنانچہ کوفہ سے دو راحلہ خرید کر مدینہ کو راہی ہوئے جب قریب مدینہ پہونچے ایک مقام پر ٹہر کر کچھہ کہانا کہاتے تہے کہ امام موسی کاظمؑ بغلہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ سب شے جو لائے ہو دو مین نے وہ سب اسباب اور راحلہ حاضر کر دیا اور خطوط بہی دیدیے آپنے جیب مین ہاتہہ ڈالکر جواب خطوط نکالکر مجہکو دیئے اور فرمایا کہ لوٹ جاؤ مین نے عرض کی کہ زاد راہ ہمارے پاس نہین رہا اگر اجازت ہو تو ہم مدینہ مین قیام کرین اور زیارت رسولخداؐ سے بہی مشرف ہون فرمایا کہ کچھہ زاد راہ تمہارے پاس باقی ہے اوسکو لاؤ آپنے اوس پر دعا پڑہی کوفہ تک وہ کافی ہوگئی

معجزات حضرت امام علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثنا

اول - جبکہ مامون خلیفہ عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تو حاجب وغیرہ حضرت سے عداوت رکہنے لگے اور آپس مین مشورہ کیا کہ نہ انکا استقبال کرو نہ پردہ اوٹہاؤ مگر روزمرہ جسوقت امام تشریف لاتے تو بیساختہ وہ لوگ استقبال کو اوٹہتے اور سلام کیا مگر پردہ نہ اوٹہایا جبکہ امام پردہ کے قریب پہونچے قدرت سے ایک ہوا آئی اور اوسنے پردہ کو اوسیطرح اوٹہا دیا کہ جیسے حاجب لوگ اوٹہاتے ہین اوسوقت وہ لوگ نادم ہوئے

دوم - ایک شخص کوفہ سے خراسان مین آیا اور اوسکو بہت مسائل حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کرنے تہے مگر چند بار در دولت پر حاضر ہوا مگر بسبب انبوہ نوبت عرض کرنیکی نہ پہونچی اکروز اندر سے غلام آیا اور ایک کاغذ اوسکو دیا اوسمین تمام اوسکے سوالات کے جوابات مشرح درج تہے

سوم - ایک شخص نے خواب مین دیکہا کہ جناب رسولخداؐ مسجد مین تشریف لائے اور ایک مشت خرمے مجہے عنایت فرمائے انکو جو شمار کیا تو سترہ نکلے - بیس روز بعد امام رضا علیہ السلام اوسی مسجد مین تشریف لائے اور طبق خرما اونکے روبرو آیا اونہون نے ایک مشت بہر کر اوسکو دیئے اوسنے جو شمار کیئے تو وہی سترہ نکلے تب اوسنے عرض کی یا ابن رسول اللہ اور عنایت فرمایئے آپنے فرمایا کہ تو شمار کرے جتنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ نے تجھکو دیے تھے اتنے ہی مین نے بھی دیئے۔

چہارم۔ ایک سوداگر کے منہ مین چورون نے برف بہر دی تہی زبان اوسکی بیکار ہو گئی ہر چند علاج کیا سود مند نہوا اوسنے ارادہ کیا کہ نیشاپور مین امام رضا علیہ السلام تشریف رکھتے ہین وہان چل او نہین سے علاج ہو گا چنانچہ بعزم نیشاپور روانہ ہوا ایک روز خواب مین امام کو دیکھا اور آپنے یہ دوا بتلائی کہ کمونی و سعتر و نمک پانی مین تر کرکے زبان پر لگا مگر اوسکو خواب کا اعتبار نہوا خدمت امام مین حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ تیری یہی دوا ہے جو خواب مین بتلائی ہے

پنجم۔ ابو اسمعیل سندہی عربی نہ جانتا تہا آپنے دعا کی اور انگشت اپنی لب نا بیردہ سے مس کی فوراً عربی زبان جاننے لگا۔

ششم۔ ایک شخص نے کوئی مسئلہ دریافت کرنیکو خط اور چند اوراق مع ہدایا خدمت امام رضا علیہ السلام مین روانہ فرمایا مگر خط مین اور حال تو لکہا اور مسئلہ لکہنا بہول گیا بعد مین یاد آیا مگر آپنے جواب خط مین جواب مسئلہ درج فرمایا۔

ہفتم۔ ایک چڑیا روبرو حضرت کے آئی اور زمین پر لوٹنے لگی حضرت امام رضا علیہ السلام نے ایک شخص سے ارشاد کیا کہ یہ کہتی ہے کہ میرے گہر مین سانپ آگیا ہے تو جا کر اوسکو مار دے چنانچہ اوسنے جا کر گہو نسلے سے سانپ کو مارا۔

ہشتم۔ ایک شخص آیا اور اپنی زوجہ کے دردزہ کا حال بیان کرکے طالب تولد فرزند ہوا آپنے فرمایا کہ تیری زوجہ دو فرزند سے حاملہ ہے وہ شخص یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ایک کا نام محمد اور ایک کا نام علی رکھونگا امام علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک کا نام علی اور دوسری کا نام ام عمرو رکھنا گہر جا کر دیکھا تو وہی ایک لیر اور ایک دختر تولد ہوئی ام عمرو نام رکھنے پر اپنی والدہ سے اس شخص نے گفتگو کی کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت نے یہ نام رکھا اسپر اوسکی مان نے کہا کہ ام عمرو میری والدہ کا نام تہا

نہم۔ امام رضا علیہ السلام کو جبکہ مدینہ سے طلب کیا تو آپنے سب اہل و عیال کو جمع کیا اور فرمایا کہ خوب رو لو اے دوستو میرے اور مین پہر تمہارے پاس لوٹ کر نہ آؤن گا۔

دہم۔ جبکہ مامون عباسی نے امام رضا علیہ السلام کو ولی عہد اپنا مقرر کیا تو آپ نے انکار کیا اور ادہر سے اصرار ہوا اور نوبت تہدید کی پہونچی تو آپنے مجبوری قبول کیا لیکن فرمایا کہ یہ بات ہمارے کتب جفر اور جامع کے برخلاف ہے۔

یازدہم۔ ابو صلیت بردی روایت کرتا ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھکو حکم دیا کہ ہارون رشید کے مقبرہ سے چارون طرف کی خاک لا چنانچہ مین لایا آپنے سونگھکر ایک طرف کی نسبت اشارہ کیا کہ یہان میری قبر کھودنا اور بوقت کھودنے کے سر کی طرف ایک تری پیدا ہوگی جو کلام مین تجھکو بتلاؤن اوسکو پڑہنا کہ پانی جوش مین آویگا اور لحد بہر جاویگی اور مچھلیان چھوٹی چھوٹی پیدا ہونگی اور روٹی جو مین تجھکو دیتا ہون توڑکر اسمین ڈالنا کہ مچھلیان کہا جاوینگی پہر یہ کلمہ پڑہنا کہ پانی خشک ہو جاویگا اور یہ سب امور مامون کے روبرو کرنا۔ اور مین کل مامون کے روبرو بلایا جاؤنگا جب وہان سے واپس آؤن اگر میرے سر پر کپڑا ہو تو مجھ سے بات نہ کرنا۔ دوسرے دن صبح ہی غسل کر کے کپڑے بدلکر امام علیہ السلام منتظر بیٹھے کہ آدمی مامون کا آیا آپ ہمراہ اوسکے چلے گئے جب وہان پہونچے مامون نے استقبال کیا بغلگیر ہوئے پیشانی پر بوسہ دیا پاس بٹھلایا انگور زہر آلود سامنے رکھے ہوئے تھے تواضع کی اور تعریف کی کہ ایسے انگور آپنے نہین دیکھے ہونگے آپنے فرمایا کہ بہشت مین اس سے بہتر ہوتے ہین مامون نے انگور کھلانے مین اصرار کیا اور کہا کہ آپ اسلیئے تناول نہین فرماتے کہ مجھکو متہم رکھتے ہین اس کہنے پر آپ کھانے لگے کہ ایک خوشہ مامون نے اوٹھا کر دیا اور آپنے اوسمین سے دو انگور کھائے اور اوٹھکر تشریف لے چلے مامون بولا کہ کہان جاتے ہو فرمایا کہ جہان تو نے بہیجا۔ اوسیوقت سر پہ کپڑا ڈالکر چلے مکان مین تشریف لائے دروازہ مکان کا بند کر دیا اور بستر پر تشریف لے گئے مین نہایت غمگین مکان مین کھڑا تھا کہ دیکھا مین نے ایک نوجوان حسین کہ نہایت شبیہ امام رضا علیہ السلام سے ہے باہر سے چلا آتا ہے مین اوسکے آگے گیا اور پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو

دروازۂ مکان بند ہی فرمایا کہ اوسنی پہونچا یا جو ایک ساعت مین مدینہ منورہ سے یہانتک لایا پہر مین نے عرض کی کہ آپ کون ہین فرمایا حجت اللہ محمد بن علی الرضاؑ ہون پہر اپنی والد کے پاس تشریف لیگئے اور مجہہ سے فرمایا کہ آؤ۔ امام رضا علیہ السلام انکو دیکہکر اوٹہے اور معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور بستر پر لے گئے۔ صاحبزادی نے اپنا منہ اپنے باپ کے منہ پر رکھدیا اور کچہہ باتین مخفی ہوئین کہ مین اونکو نہین سمجہا بعد ازان میں دو لب امام رضا علیہ السلام پر کف دیکہا نہایت سفید کہ امام محمد بن علیؑ اوسکو چاٹتے تہے پہر ہاتہہ اپنے والد کے جامہ مین بجانب سینہ ڈالا اور ایک شی مثل گنجشک وہان سے نکالکر منہ مین ڈال لی اور نگل گئے۔ بعد امام رضاؑ نے وفات پائی صاحبزادہ نے مجہکو حکم دیا کہ خزانہ سے پانی اور تختہ لاؤ مین نے عرض کی کہ خزانہ مین نہ پانی ہے نہ تختہ ہے آپنے فرمایا کہ میرے حکم کی تعمیل کرو اور جاکر دیکہو مین خزانہ مین گیا تو پانی اور تختہ موجود پایا لے آیا اور مین نے غسل مین مدد دینا چاہا لیکن صاحبزادے نے فرمایا کہ غسل کی مدد کے لئے میرے پاس دو اور آدمی ہین تم جاکر خزانہ سے جامدانی جسمین کفن اور حنوط ہے لے آؤ۔ مین نے بیشتر خزانہ مین جامدانی نہ دیکہی تہی عذر کیا پہر بہی فرمایا کہ حکم کی تعمیل کرو دیکہتا ہون کہ خزانہ مین جامدانی موجود ہے لے آیا اور اوسمین سے کفن اور حنوط نکالا اور غسل دیکر کفن پہنا کر خزانہ سے تابوت طلب کیا حالانکہ پہلے وہان نہ تہا لیکن اوسوقت جاکر دیکہا تو تابوت موجود تہا اوٹہا لایا۔ تابوت تیار کرکے نماز پڑہنے لگے۔ ہنوز ختم نہوئی تہی کہ تابوت اپنی جگہ سے ہلا اور چہت مکان کی کہل گئی اور تابوت اوپر چلا گیا۔ اتنے مین مامون آیا اور دروازہ کہلوانا چاہا مین نے اطلاع کی فرمایا ذرا ٹہر جا ابہی تابوت آیا چاہتا ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر نبی مشرق مین اور وصی اوسکا غرب مین فوت ہو تو بعد وفات جسم سے جسم اور روح سے روح ملائی جاتی ہے اسی نظر سے تابوت گیا ہے۔ یہ بات ختم نہونے پائی

پھر چھت شق ہوئی اور تابوت واپس آ گیا۔ تابوت سے امام کو نکال کر پھر بستر پر لٹا دیا
تب مامون آیا اور بہت گریہ وزاری کی اور حکم قبر کھودنی کا دیا مین نے وہ جملہ امور
جو امام نے تعلیم کیے تھے روبرو مامون کے کیے اور مچھلیون کا قصہ دیکھکر مامون
متعجب ہوا اور بعد تجہیز و تکفین مجھکو بلایا اور مصر ہوا کہ وہ کلمات جو اوسوقت
پڑھے تھے مجھکو سکھلا دے مگر اوسی وقت بھول گیا تھا مگر مامون کو یقین میرے
بھول جانیکا نہ آیا اور مجھکو قید کر دیا۔ برس روز تک قید مین رہا ایک روز نہایت ملول
ہوا اور خدای تعالیٰ سے دعا مانگی دیکھتا ہون کہ امام محمد تقی علیہ السلام میرے پاس
زندان مین تشریف لائے اور فرمایا کہ ابو صلیت تو بہت تنگ دل ہوا مین نے
عرض کی کہ ہان یا ابن رسول اللہ مجھکو بہت اذیت ہوئی آپنے فرمایا کہ ابو صلیت
تو میرے ساتھ چل آپنے اپنا ہاتھ میری قید و زنجیر پر مس کیا سب ٹوٹ کر الگ ہو گئے
اور مین ہمراہ حضرت کے چلا آیا۔ شواہد النبوت جامی۔

معجزات امام محمد تقی بن علی الرضا علیہ التحیۃ والثنا

اول۔ جبکہ امام رضا علیہ السلام نے وفات پائی تو عمر امام محمد تقی علیہ السلام کی
گیارہ سال کی تھی مامون رشید شکار مین گیا باز کو چھوڑا وہ دیر مین واپس آیا اور
چونچ مین ایک مچھلی لایا۔ مامون جب واپس آیا اور امام محمد تقی علیہ السلام کو لڑکون
مین کھیلتے ہوئے دیکھا امتحاناً پوچھا کہ ای محمد یہ کیا شی ہی فرمایا کہ یہ مچھلی ہی جسکو اللہ تعالیٰ
دریا مین پیدا کرتا ہی اور بادشاہون کے باز شکار کر کے لاتے ہین اور ذریت پیغمبر خدا خبر
دیتے ہین اوسوقت سے مامون بہت الفت کرنے لگا اور اپنی دختر کی شادی
آپ سے کر دی۔

دوم۔ جبکہ امام محمد تقی علیہ السلام دختر مامون سے شادی کر کے مدینہ کو چلے راستہ مین ہنگام عصر
کوفہ کی ایک مسجد مین ایک درخت تھا کہ ہنوز بارور نہوا تھا آپ نے اوس سے وضو کیا وہ فوراً

بارور ہوگیا لوگوں نے تبرکاً اسکو کہایا

سوم۔ راوی کہتا ہے کہ یہ بات مشہور ہوئی کہ ایک شخص کوفہ میں دعویٰ نبوت کرتا ہے
اور وہ حاکم کی قید میں ہے اوسکو دیکھنے کو گیا اور اوس سے حال پوچھا تو کہا کہ مین نے دعویٰ
نبوت تو نہیں کیا مگر اصلیت یہ ہے کہ ملک شام مین اوس مسجد میں میں موجود تھا کہ
جہان سر امام حسین علیہ السلام کا رکھا گیا تھا کہ ایک شخص آیا اوسنے مجھہ سے کہا کہ اوٹھہ
مین اوٹھا اور اپنے تئین مسجد کوفہ میں پایا اور پھر وہان سے مدینہ مین لائے اور پھر
مکہ لے گئے اور وہان سے وہ تشریف لیگئے تو مین نے آپ کو اوسی مسجد مین پایا۔ اگلے سال
پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ مسجد کوفہ اور مدینہ اور مکہ مین آنا فانا مین لیگئے تب مین نے اونسے
دریافت کیا کہ تم کون ہو تو فرمایا محمد بن علی الرضا ہون یہ حال مین نے لوگون سے کہا
لوگ مجھہ سے عداوت رکھنے لگے اور حاکم سے دروغ تہمت یہ لگائی کہ یہ شخص دعویٰ نبوت کا کرتا ہے
اسنے مجھکو بلا دریافت قید کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھکو جب یہ حال معلوم ہوا تو حاکم کو اس
حال کا رقعہ لکھا اوسنے جواب دیا کہ اگرچہ شخص اسکو طرفۃ العین مین شام سے کوفہ اور کوفہ سے
مدینہ اور مدینہ سے مکہ اور مکہ سے پھر شام مین لیگیا ہے تو وہ ہمارے قید سے بھی چھڑا
سکتا ہے۔ یہ جواب مجھکو نہایت گران معلوم ہوا مگر دوسرے روز سن لیا کہ وہ شخص
زندان سے غائب ہے۔

چہارم۔ بعد وفات مامون کے آپنے فرمایا کہ میری زندگی ۳۰ ماہ اور ہے چنانچہ
بروے حساب یہ بات صحیح نکلی۔

پنجم ایک عورت صالحہ نے کسی شہر سے امام کے پاس قاصد بھیجا کہ آپ اپنے کپڑون
مین سے کوئی کپڑا کفن کے لیے دین جبکہ قاصد نے یہ پیغام دیا تو آپ نے فرمایا کہ اب
اوسکو اسکی حاجت نہیں ہے قاصد جب واپس آیا تو معلوم ہوا کہ چودہ روز ہوے
وہ عورت مرگئی۔

معجزات امام علی النقی علیہ السلام الملقب بہ ہادی و عسکری

اول متوکل عباسی بیمار ہوا ہر چند معالجات ہوئے سود مند نہوا حضرت ہادی علیہ السلام سے عرض کی گئی اور کچھہ چیز لگانے کو فرمایا کہ اوسکے لگاتے ہی اچھا ہوگیا۔ اور متوکل نے دس ہزار دینار آپکی نذر کئے۔

دوم۔ دوسرے روز کسی نے متوکل سے مخبری کی کہ امام علی نقی علیہ السلام کے گہر مین بہت کچھ ہتہیار ہین اوسنے ایک شخص کو حکم دیا کہ رات کے وقت امام کے مکان مین جاکر سب مال لے آ چنانچہ وہ شخص رات کے وقت زینہ لگاکر مکان مین داخل ہوا مگر اندہیری کیوجہ سے اوسکو کچھہ معلوم نہوتا تھا آپنے اوس شخص کا نام لیکر فرمایا کہ ای سعید ابہی ٹہر مشعل آ ئی جاتی ہے کہ اتنے مین مشعل آ ئی سعید داخل مکان مین ہوا دیکھا کہ ایک لباس پشمی اوڑہے ہوئے چٹائی کے مصلے پر تشریف رکہتے ہین اور وہ تہیلی جو مادر متوکل نے بہیجی تھی رکھی ہوئی آپنے وہ تہیلی اور مصلے کے نیچے سے ایک تلوار اوٹہاکر سعید کو دی کہ لیجا۔ سعید بادشاہ کے روبرو لایا وہ بہت نادم ہوا اور معذرت کی۔

سوم۔ جبکہ ہادی علیہ السلام کو متوکل عباسی نے مدینہ منورہ سے عراق مین طلب کیا تو جو لوگ لاتے تہے اونہون نے بوجہ عداوت ایک نہایت ویران جگہ مین ٹہرا دیا راوی کہتا ہے کہ مین نے مکان کو دیکہکر اون لوگون کی دشمنی کی شکایت کی مگر حضرت کی برکت سے اوس مکان مین طرح طرح کے ایوان اور باغیچے ظاہر ہوئے۔

چہارم۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میری بی بی حاملہ ہے دعا کیجیے کہ لڑکا ہو آپنے فرمایا کہ ہان لڑکا ہوگا اور محمد نام رکہنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پنجم۔ ایک شخص نے عرض کی میرے لڑکا ہو آپنے فرمایا کہ نہین لڑکی ہوگی۔ چنانچہ لڑکی پیدا ہوئی۔

اس قصہ کو قصہ ابوبکر صدیق سے نسبت نہین ہے کیونکہ وہ اپنے گہر کا معاملہ تھا ہر طرح پر آثار

حمل معلوم تھے اور یہ معاملہ غیر شخص کا تھا اسلیئے نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ کیا کیا آثار کس
کس قسم کے حمل سے ظاہر ہیں اس لیئے اس قصہ کو داخل کشف قرار دینگے۔

ششم۔ ایک شخص نے قاضی کوفہ کی شکایت کی آپنے فرمایا دو ماہ اور صبر کر چنانچہ بعد
دو ماہ کے وہ شخص یعنی قاضی معزول ہو گیا

ہفتم۔ متوکل کے مکان میں بہت جانور تھے اور ایسا شور و غل کرتے تھے کہ کسی کی آواز سنائی
دیتی تھی لیکن جبکہ امام تشریف لے جاتے تو وہ سب خاموش ہو جاتے اور جبکہ واپس
آجاتے تو پھر وہی شور و غل ہوتا۔

ہشتم۔ ایک شعبدہ باز جادوگر ہندوستان سے متوکل کے پاس گیا اور بادشاہ کو بہت سے
شعبدے اور سحر دکھلائے بادشاہ نے اوسکو کہا کہ میں ایکہزار دینار تجھکو دونگا تو کسی طرح
امام علی النقی علیہ السلام کو خجل کر اوسنے اقرار کیا اور امام کو کھانا کھانے کے لیے بلوایا اور روٹیاں
بہت نازک پکوائیں جبکہ کھانا کھانے بیٹھے اور امام علیہ السلام نے چپاتی ہاتھ میں اوٹھائی
تو نالایق نے ایسا عمل کیا کہ روٹی ہاتھ سے نکل گئی آپنے دوبارہ روٹی اوٹھانی چاہی
اوسنے پھر وہی عمل کیا یہانتک کہ تین مرتبہ یہ نالایقی اوس شخص نے کی اور حاضرین نے
قہقہہ لگایا یہ بات حضرت کو بہت ناگوار معلوم ہوئی ادھر اودھر آپنے دیکھا کسی جگہ دیوار
پر ایک شیر کی تصویر بنی ہوئی تھی آپ نے اوسکی طرف اشارہ کیا وہ تصویر معاً
جسم دار شیر بنکر حاضر ہوئی اور اوس شعبدہ باز کو کھا گئی۔ ہر چند متوکل نے سفارش اوس
نالایق کی کی مگر آپنے نہ مانا۔

نہم۔ ایک شخص ولیمہ میں کھانا کھانے گیا حضرت بھی وہاں موجود تھے وہ شخص نہایت بے ادب
اور گستاخ تھا بیہودہ بکتا تھا آپنے منع فرمایا اوسوقت وہ باز آیا مگر حضرت ناراض رہے تیسرے
روز معلوم ہوا کہ وہ نالایق جہنم کو گیا۔

دہم۔ اسیطرح اور ایسی تقریب میں ایک اور بیہودہ بے ادب ترک ادب حضرت کا کرتا تھا

کہ آپنے فرمایا کہ اوسکو کھانا کھانے کی بھی نوبت نہ پہونچیگی اور زندگی اوسکی تلخ ہوجائیگی چنانچہ اوسیوقت گھرسے اوسکا غلام آیا اور کہا کہ تیری ماں کوٹھے سے گرکر مرگئی۔ کلا اوسیوقت وہان سے چلا گیا۔ شواہد النبوت۔

معجزات حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

اول۔ محمد بن علی بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہم و علیہ السلام روایت کرتے ہین کہ ہم بہت مفلس ہوگئے اور ارادہ حاضری خدمت امام حسن عسکریؑ کا کیا اور آپس مین ہم نے صلاح کی کہ اگر امام اسقدر روپیہ دین تو اسقدر کی فلان شے اور اسقدر کی فلان شے اور سو روپیہ کا دراز گوشت خرید کرین۔ چنانچہ جب حضرت کے پاس پہونچے تو اوسیقدر روپیے دئیے جو خیال کرگئے تھے۔

دوم۔ خلیفہ مستعین عباسی کے یہان ایک گھوڑا نہایت شریر اور بدطینت تھا کہ کسیکی مجال نہ تھی کہ اوسکو لگام دے یا زین کسے ایک وزیر نے بادشاہ سے کہا کہ امام حسن عسکریؑ کو اسپر چڑہاؤ یا وہ اسکو رام کرینگے یا یہ اونکو ہلاک کریگا اوسنے پسند کرکے امام کو بلایا اور سوار ہونے کی تکلیف دی آپنے لگام اوسکو دی اور زین کسا اور سوار ہوکر خوب پھرایا مطلق شوخی بھی نہ کی۔

سوم۔ راوی کہتا ہے کہ مین نے امام سے شکایت مفلسی کی کی ہاتھ مین اونکے چابک تھا اوس سے کسیقدر زمین کھودی اور پانچ سو دینار مجھکو عطا فرمائے۔

چہارم ایک شخص محبوس تھا اوسنے امام کو شکایت لکھی اور چاہتا تھا کہ مفلسی کی شکایت بھی لکھے مگر شرم سے نہ لکھہ سکا آپنے جواب مین لکھا کہ آج ظہر کے وقت انشاء اللہ تعالیٰ تو رہا ہوجائیگا۔ چنانچہ اوسیوقت رہا ہوگیا اور جبکہ وہ رہا ہوگیا تو اوسیوقت قاصد امام کا سو دینار لیکر آیا اور رقعہ امام کا دیا اوسمین لکھا تھا کہ تمکو جو حاجت ہوا اوسمین شرم کبھی مت کرو۔

پنجم- راوی کہتا ہے کہ مجھکو مسئلہ دریافت کرنے کی امام سے ضرورت ہوئی اور تپ لرزہ کی بھی شکایت لکھنی چاہی مگر خط مین مسئلہ تو تحریر کردیا اور تپ و لرزہ کا ذکر بھول گیا امام نے مسئلہ کا جواب لکھکر آخر خط مین یہ بھی تحریر فرمایا کہ تپ لرزہ کے لیے آیہ کریمہ یانار کونی بردا وسلاما علی ابراھیم لکھکر باندھ شفا ہوگی- چنانچہ ایسا ہی ہوا

ششم- راوی کہتا ہی کہ اُم غانم کے پاس ایک سنگ پارہ تہا کہ جمیع ائمہ اہل بیت علیہ السلام کے مواہیر اوسپر ثبت تھے ایک روز ایک شخص اوس سنگ پارہ کو مہر کرانے کو لایا مین امام کے پاس بیٹھا ہوا تہا مین نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ کون شخص ہے حضرت نے میری طرف دیکھکر فرمایا کہ یہ ام غانم کا لڑکا ہے پہر آپ نے اپنی مہر کردی کہ اوس پتھر پر اوبھر آئی اور صاف پڑہا جاتا تہا حسن بن علی- شواہد النبوت-

معجزات حضرت امام محمد بن عسکری ملقب بہ امام مہدی علیہ السلام

بروایات صحیحہ ثابت ہی کہ آپکی حمل کی آثار آپکی والدہ شریفہ پر مثل اُم موسیٰ علیہ السلام کے نمایان نہ تھی- یہانتک کہ مخدرات عصمت مین بھی کسیکو اطلاع نہ تھی- امام حسن عسکری علیہ السلام نے جبکہ ذکر پیدائش آپکا اپنی عمہ شریفہ سے کیا اوسوقت اونکو حال معلوم ہوا-

حضرت حکیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عمہ شریفہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتی ہین کہ مجھہ سے زکی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمہ آج یہان ہی رہو کہ اللہ تعالیٰ آج میرے گہر مین فرزند عطا فرمائیگا مین نے کہا کہ کس سے پیدا ہوگا نرجس مین کوئی علامت حمل کی مجھکو معلوم نہین ہوتین آپنے فرمایا کہ ہان نرجس بھی مثل ام موسیٰ ہے کہ سوائے وقت تولد کے آثار حمل مطلق ظاہر نہونگے پہر بعد ادا ر نماز تہجد آپ نرجس کے مکان مین تشریف لے گئین دیکھا نرجس کے بدن کو لرزہ ہی آپنے قل ہو اللہ اور سورۂ انا انزلناہ اور آیۃ الکرسی پڑہکر دم کین چنانچہ جناب حکیمہ فرماتی ہین کہ جو سورتین مذکورہ بالا مین پڑہتی تھی وہی سورتین نرجس کے شکم مین بچہ پڑہتا تہا حضرت حکیمہ فرماتی ہین کہ بعد اسکے دیکھا مین نے کہ تمام مکان روشن

ہو گیا اور لڑکا پیدا ہوا اور لڑکے نے تولد ہوتے ہی سجدہ کیا۔ اوسیوقت دوسرے مکان سے ابو محمد زکی علیہ السلام نے آواز دی کہ عمہ میری فرزند کو میرے پاس لاؤ میں اونکی پاس لیگئی اونہون نے گود مین لیا اور زبان اپنی بچہ کے منہ مین دی اور فرمایا کہ ای فرزند اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولو چنانچہ لڑکے نے کہا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین۔ پھر دیکھا مین نے کہ مرغان سبز نے مجھکو گھیر لیا۔ پھر ابو محمد علیہ السلام نے اونمین سے ایک سبز مرغ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا خذہ فاحفظہ حتے باذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ فرماتے ہین کہ مین نے ابو محمد سے پوچھا کہ یہ سبز مرغ کون ہین فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ رحمت ہین۔ پھر مین اونکو اونکی والدہ شریفہ کے پاس لے گئی۔ اور بیان فرمایا کہ یہ صاحبزادہ ناف بریدہ و ختنہ کردہ پیدا ہوا ہے اور ذراع ایمن یعنی بازوے راست پر آپ کے لکھا تھا کہ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا یہ بھی روایت ہے کہ جب وہ پیدا ہوئے تو دوزانو بیٹھے اور انگشت سبابہ بجانب آسمان اوٹھائی اور چھینک آئی اور الحمد للہ رب العالمین فرمایا۔

روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت ابو محمد حسن عسکری علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپکے بعد کون آپ کا خلیفہ و جانشین اور امام امت ہوگا آپنے پردہ مکان اوٹھایا اور اوسمین سے ایک لڑکا بہت خوبصورت تین چار سال کی عمر کا نکلا پھر آپنے پردہ اوٹھا کر اندر مکان یعنی حجرہ کے بھیجدیا۔ راوی کہتا ہے کہ پھر مین نے پردہ اوٹھا کر تمام حجرہ کو دیکھا تو اوس مین صاحبزادے کو نہ پایا۔

روایت ہے کہ جب امام محمد زکیؑ شہید ہوے تو صاحبزادے آنکی امام محمد بن حسنؑ سرداب مین غائب ہوگئے اور جبکہ مکان کو لوٹا تو ان حضرت کو دجلہ کے اندر پانی پر مصلے بچھائے ہوے بیٹھے دیکھا لوگ دریا مین گھسے تو غرق ہو گئے۔

بعقیدۂ علماے شیعہ یہی حضرت صاحب الامر مہدی آخر الزمان ہین آخر وقت ظہور آپ کا ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

راقم الحروف کی گذارش

ارباب تحقیق کی خدمت مین کاتب رسالہ ہذا کی یہ التماس ہی کہ حضرات اصحاب ثلثہ کے معجزات و کرامات کی تلاش مین نہایت درجہ جد و جہد کیگئی ہی اور ائمہ اہل بیت کے معجزات بیان کرنے مین بخوف تطویل بہت اختصار کیا گیا ہی کتب فریقین ان حضرات کے اعجاز و کرامات سے مملو ہین استقصا اونکا محال ہے کوئی روایت کتب اہل تشیع سے نہین لکھی گئی اور اگرچہ مطلب اصحاب ثلثہ کی مقابلہ مین صرف حضرت علی مرتضیٰ کے اعجاز و کرامات لکھنے سی تہا مگر مین نے بنظر احتیاط دیگر دعویداران نیابت رسالت کے حالات کی بہی تفتیش کی ہی جو ناظرین تعصب کو ایک طرف رکھکر بنظر انصاف غور فرماوین کہ کس کا دعویٰ ثابت ہوتا ہے اہل انصاف کے روبرو مجھ اپنی رای ظاہر کرنے کی کوئی حاجت نہین ہے البتہ جسوقت جمیع مراتب تفتیش و تحقیقات ختم ہو جاویگی اوس وقت راے دینا ضروری امر ہوگا۔

اس وقت صرف اسقدر لکھدینا کافی ہی کہ حضرات ائمہ اہل بیت کی اعجاز بالکل ہم پلۂ اعجاز انبیاء علیہم السلام ہین پس جس شخص مین اس قسم کی اعجاز پائی جائینگے لامحالہ اوسکو نائب رسول ماننا پڑیگا۔ یہ امر غور طلب ہے کہ اگر یہ حضرات بزعم اہل التسنن نائب رسول نہین ہین تو خدای تعالیٰ نی اونکو ایسی عظمت و جلالت قدر کیون بخشی اور خوارق عادت کیون انسی ظاہر ہوئی اور اپنی اپنی امامت کا دعویٰ جملہ حضرات نے کیا ہی اور یہ امر باحسن الوجوہ ثابت ہی اگر یہ حضرات دعویدار امامت نہوتی اور پہر انسی اعجاز صادر ہوتی تو خیال کیا جاتا کہ جیسا بحسب عقیدہ اہل التسنن دیگر اولیاء اللہ سی کرامات صادر ہوئے ہونگے لیکن ایسے صاحب کرامات لوگ دروغ دعوے نہین کرسکتے نہ یہ بات عقل مین آسکتی ہی کہ اس طرح

سلسلہ وار یکے بعد دیگرے نسلاً بعد نسلاً ایک ہی قسم کے جلیل القدر صاحب عظمت
اہل معجزہ بارہ شخص حسن اتفاق سے پیدا ہوگئے ہوں بڑے سے بڑا اتفاق یہ ہو سکتا ہے
کہ دو تین پشت تک یکسان ایک درجہ کے لوگ پیدا ہوجاوین یہ بات ہرگز اتفاقی نہین ہے
کہ بارہ امام بطناً بعد بطن ایک ہی طرح کے معجز نما معصوم عالم عابد زاہد متقی وارثان علم پیغمبر
پیدا ہووین۔ دیکھو اصحاب ثلثہ کو تینون کا رنگ ڈہنگ جدا جدا ہر ایک کو دوسرے سے نہ
صفات مین الحاق ہی نہ طریقہ تعین خلافت مین حضرت ابوبکر صدیق کی رقیق القلبی بیان
کیجاتی ہی تو حضرت عمر کی عدالت بیان کیجاتی ہی اور حضرت عثمان کی قبیل پروری مشہور ہی۔
یہ بارہ بزرگوار ہر صفت مین مشابہ ہین یکسان طریقہ سے ایک نے دوسرے کو اپنا وصی اور جانشین کیا
ہی حتی کہ اتفاق سے جانشین بوقت وفات پاس نہین ہے تو صدہا کوس سے بروا اعجاز وقت پر
پہونچا اور وصیت وغیرہ کے جو طریق معینہ ہین اوسی کے بموجب عمل ہوا پہر جنکے دلمین ذراسا
مادہ بہی انصاف کا ہوگا اور تعصب اور عداوت خاندان نبوی سے بری ہوگا بلا تامل بول اوٹہیگا کہ حق
کسکی طرف ہی۔ لیکن ابہی ایک رای قائم کر دینا احتیاط سے بعید ہی منجملہ آٹہہ شرائط کے ابہی
ایک ہی شرط کا بیان ہوا ہے اور احکام ونصوص کا بیان بالکل ہی باقی ہے اس لیئے
ابہی موقع رائے زنی کا نہین ہی۔

صفت دوم نائب برحق کی تحقیقات موسوم بہ عصمت وطہارت

ہم صدر کتاب مین اس امر کو قرار دیچکی ہین کہ جسطرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم
وطاہر ہوتے ہین ویسے ہی انبیائے غیر مرسلین جو درحقیقت مرسلین کے نائب ہین
معصوم ثابت ہوئے ہین اور یہ امر بہی ہم ثابت کرچکی ہین کہ ابتدای آفرینش سے تا ایندم ہر مرسل صاحب
شریعت کے ماتحت اور نیابت مین بحسب ضرورت کسیقدر انبیای غیر مرسل ضرور بالضرور
مبعوث ہوئے ہین پہر کیا وجہ ہے کہ ایسے نائب اور ماتحت جناب سید المرسلین کے بعد
مبعوث نہ کیے جاوین جمیع لوازم دعوت وہدایت ابتدا سے یکسان طریقون پر جاری ہین

تو خاص معاملہ مین کوئی وجہ اختلاف کی نہین ہی۔ ہان اگر ختم نبوت کو دلیل گردانا جاوے تو ممکن ہی کہ وہ نائبان برحق کسی دوسرے نام سے موسوم کئے جاوین جیسے خلیفہ رسولؐ امام امیر المومنینؑ وغیرہ لیکن چونکہ کام مین اون انبیای سلف اور ان ائمہ حال کے کچھہ فرق نہین ہی اسلیے صفات دونون کے یکسان ہونے چاہئیے اسلیئے ہمنے نائب برحق کی تحقیقات مین دوسری صفت عصمت وطہارت قائم کی ہی اور وجہ اسکی ظاہر ہی کہ نیابت رسالت بغرض دعوت وہدایت کے ہے اور جبکہ ہادی خود گنہگار اور گمراہ ہوگا تو اوسکی ہدایت مین کیا تاثیر ہوگی اسلیئے بغرض تحقیقات نیابت رسالت کی ہمپر واجب ہے کہ دعویداران امامت وخلافت مین سے ایسے شخص کو تلاش کرین کہ جسکی طہارت وعصمت ثابت ہووے۔ اگر دعویداران امامت مین کوئی بھی معصوم نہ پایا جاوے تو شاید کہہ سکتے ہین کہ نیابت رسالت کے لئے عصمت وطہارت کا ثابت ہونا ضروری نہین ہی لیکن اگر کوئی معصوم وطاہر ثابت ہوگیا تو اوسکے علاوہ جسقدر دعویدار امامت اوسکی موجودگی مین ظاہر ہونگے اونکے بطلان کی بڑی قوی دلیل ہاتھہ آجاویگی اور منصف مزاج آدمی کو پھر کسی دوسری دلیل کی حاجت ہی نہ رہیگی۔

واضح ہو کہ عصمت وطہارت کوئی ایسی شے نہین ہی کہ بروے کسب یا ریاضت حاصل ہوجاوے کہ جسکی نسبت جھگڑنے کا موقع کسیکو ملے کہ امر یکسوہے تھا اتفاق سے کسیکو حاصل ہوگیا بلکہ محض بعنایت ایزدی عطا فرمائی جاتی ہی۔ انسان کا کچھہ اسمین اختیار نہین ہے محض حکمی بات ہے۔ پس جس شخص کی عصمت وطہارت ثابت ہوگی وہ صاف طور پر برحق نائب رسول سمجھا جاویگا۔ اور چونکہ عصمت وطہارت صرف خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے عطا ہوسکتی ہے۔ اسلیئے بغیر نص صریح کسی شخص کی طہارت وعصمت ثابت قرار نہین پاسکتی۔

واضح ہو کہ دعویداران خلافت وامامت کے دو گروہ ہین خلفای اہل التسنن یعنی

جنکی نسبت خلیفہ رسول اللہ ہونیکا عقیدہ اہل سنت و جماعت کو ہے۔ یہ ہین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمرؓ ابن الخطاب حضرت عثمانؓ بن عفان معاویہؓ بن ابی سفیان یزیدؓ بن معاویہ مروانؓ ابن الحکم عبدالملکؒ بن مروان و ولیدؒ و ہشامؒ وغیرہ مراد ہین جہانتک بارہ شخصون کی تعداد ختم ہو یہ لوگ اسوقت شامل ائمہ کیئے جاتے ہین جبکہ حدیث ائمہ اثنا عشر کا بیان کرتے ہین اور اگر وہ حکم کسیطرح نظر انداز ہو جاوے تو خلفای اربعہ کو قائم کرتے ہین شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین اپنی ائمہ اثنا عشر انہین لوگون کو قائم کیا ہے خلفائے اہل تشیع ائمہ اہل بیت ہین جو حضرت علیؑ سے شروع ہو کر امام مہدیؑ پر ختم ہوتی ہین اب ہمکو یہ تحقیقات کرنا واجب ہے کہ ہر دو گروہ دعویداران خلافت مین سے کونسا گروہ معصوم اور طاہر اور گناہ سے پاک قرار دیا گیا ہے خصوصًا گروہ صحابہ مین سے خلفائے ثلثہ اور گروہ اہل بیت مین سے حضرت مرتضیٰ بمقابلہ باہم دیگر تحقیقات ضروری ہے کیونکہ یہ سہ خلفائے اول الذکر بموجودگی حضرت مرتضیٰ خلیفہ قرار دیے گئے ہین۔

واضح ہو کہ یہ امر اوپر لکھہ چکے ہین کہ عصمت و طہارت کوئی شے قابل کسب نہین نہ کسی کے کہہ دینے اور روایت کرنے سے کوئی معصوم قرار پاسکتا ہے بلکہ یہ حکمی بات ہے اسمین کسی کے پیروی نہین چل سکتی قرآن مجید موجود ہے اور تشریح اور تفصیل اوسکی احادیث نبوی سے ہو سکتی ہے۔

اب ہم جہانتک غور کرتے ہین اور سعی و کوشش بجالاتے ہین ہمکو کوئی حکم قرآن شریف مین ایسا نہین ملتا جس سے طہارت و عصمت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر فاروق یا حضرت عثمان غنی یا معاویہ و یزید وغیرہ کی پائی جاوے۔

نہ اہل تسنن کو اس بات کا دعوی ہے کہ یہ لوگ گناہ سے پاک تھے بلکہ جیسے عام انسان ہوتے ہین اوسی قسم کے یہ لوگ بھی تھے ہان برخلاف اسکے ایک آیت قرآن شریف مین ایسی دیکھتے ہین کہ جس سے تمام اہل بیت نبی طاہر و معصوم ثابت ہوتے ہین ہم فقط حضرت علی مرتضیٰؑ

کے لئے تلاش کرتے تھے مگر جملہ ائمہ اہل بیت یعنی دوازدہ امام علیہ السلام کے لئے نص قطعی عصمت و
طہارت کی موجود ہی چنانچہ خداوند عز و علا فرماتا ہے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
اھل البیت ویطھرکم تطھیرا یعنی اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تمسے تمہارے
گناہون کو اے اہل بیت نبوت اور پاک کرے تمکو جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ یہ امر
ظاہر ہے کہ یہ خطاب صرف اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہے اور صاف عبارت
اور صاف الفاظ مین ہے کوئی غیر شخص صحابی وغیرہ شامل نہین ہی اور اہل بیت مین بدرجہ
اولی تمام ذریت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم داخل ہی بعض ناانصاف متعصب لوگ یون کہتے ہین
کہ اہل بیت کے معنی ازواج کے ہین اور غالبا اونہون نے اپنے نزدیک گہروالے کا ٹھیک ترجمہ
سمجھا ہے مگر یہ خیال نہین کیا کہ جورو کو اہل نہین کہتے بلکہ اہلیہ بصیغہ مونث کہتے ہین۔ اول تو
خود لفظ اہل بیت مذکر ہے اور ازواج مذکر ہو نہین سکتی علاوہ اسکے اس آیت مین تمام
ضمائر مذکر کے ہین مونث کی کوئی ضمیر نہین ہے جو آیات اس سے ماقبل و مابعد ازواج کے
لئے نازل ہوئی ہین اون مین صاف ضمائر ھن و کن بصیغہ تانیث موجود ہین پس اگر
یہ آیت بھی مثل اون آیات کے ازواج کے لئے نازل ہوتین تو ربط کلام کیون تبدیل ہوتا
یہ محض براہ عداوت اہل بیت توجیہات نکالی گئی ہین ورنہ جو لوگ ایسا کہہ گذرتے ہین تو خود ہی
نادم ہو جاتے ہین بعض مفسر بھی اس مرض تعصب مین گرفتار ہوئے ہین اور صاف لکھدیا ہے کہ
اہل بیت کے معنی ازواج کے ہین مگر یہ قول انکا نہایت حماقت پر دلالت کرتا ہی تمام قرآن شریف
مین بہت مقامات پر ازواج نبی کا ذکر ہے مگر ہمکو کوئی دوسرا مقام ایسا دکھلادے کہ اہل بیت بمعنی
زوجہ آیا ہے۔ عرب کے عرف مین بھی کبھی زوجہ کو اہل بیت نہین بولا جاتا خود پیغمبر خدا نے کبھی اپنی
ازواج کو اہل بیت نہین کہا تمام کتب سیر و احادیث موجود ہین کہین اس لفظ کا استعمال
زوجات کے لئے نہین ہوا ہم بذریعہ نصوص و احادیث و عملدرآمد بخوبی ثابت کرینگے
کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور اولاد رسول اللہ کے لئے نازل ہوئی ہے اور سوائے انکے

کوئی رشتہ دار یا زوجات شامل نہین ہین اور ثبوت ان مراتب کا ہم فقط کتب اہل التسنن
سے دینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر کشاف اور وسیط مین معنی اہل بیت زوجات لکھی ہین یہ دلیل خطاب گذشتہ ویطہرکم
کی ضمیر بوجہ تغلیب خیال کی ہی سبحان اللہ زوجات مین اسقدر مرد کیسے شامل ہوے کہ
مؤنثون سے بڑھ گئے اور اگر پیغمبر خدا کو بھی بالفرض محال شامل اس خطاب مین خیال کیا جاوے
تو وہ اکیلے اور عورتین دس بارہ اس سے زیادہ پہر تغلیب مذکر کیسی۔ ہان تغلیب تعصب مفسر
ضرور ہی تفسیر زاد المسیر مین ازواج و اولاد ہر دو شامل لکھے ہین اور صاحب احقاق نے بھی
امام منصور ماتریدی سے یہ نقل کیا ہی کہ ازواج اور اولاد ہر دو داخل ہین صاحب عین المعانی نے
لکھا ہی کہ ظاہر تفسیر دلالت اس بات پر کرتی ہی کہ اہل بیت ازواج ہون مگر عائشہ اور ام سلمہ زوجات
النبی اور ابو سعید خدری اور انس بن مالک سے روایت ہی کہ اہل بیت فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ
اور حسینؑ ہین۔ اسباب نزول آیہ مین لکھا ہے کہ ام سلمہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اونکے گہر مین کملی کے اوپر بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت فاطمہؑ سنبوسہ گوشت پکا کر حضرت کے
لیئے لائین حضرت نے فرمایا ای فاطمہؑ علیؑ اور حسنینؑ کو بھی بلالو کہ ایک ساتھ تناول کرینگے۔ غرضکہ پنجتن
پاک نے ایک ساتھ طعام تناول فرمایا اور بعد تناول طعام آپنے وہ گلیم چارونکو اوڑہائی اور
فرمایا کہ ای پروردگار یہ میری اہل بیت ہین گناہون کو انسے دور کر اور انکو پاکیزہ کر اوسیوقت یہ آیت نازل
ہوئی ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین نے بھی عرض کیا کہ یا حضرت مین بھی تو آپکی اہل بیت سے ہون فرمایا انک علی خیر
اسی لیئے اطلاق اہل بیت کا صرف ان چارتن پر اور آل عبا کا پنجتن پر کیا جاتا ہے۔ شعر

آل عبا رسول اللہ وابنتہ والمرتضیٰ ثم سبطاہ اذا جمعوا

ہکذا فی عین المعانی ونقلہ صاحب مواہب علیہ۔ تفسیر تیسیر و دیگر تفاسیر مین انس بن مالک سے
نقل کرتے ہین کہ جب رسول خدا نماز کے وقت جناب فاطمہ کے دروازہ پر پہونچتے تو فرماتے
الصلوٰۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

علاوہ تفاسیر کے صحاح ستہ مین اکثر احادیث متواترہ اس بارہ مین درج ہین کہ یہ آیت صرف حضرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ اور حسنین علیہم السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے اور یہ کہ اہل بیت کا اطلاق صرف ان چارون معصومون کے لئے ہوا ہی چنانچہ یہ حدیث متواترات سے ہی اور روایت کی ہے اسکی سعد اور اُم سلمہ اور واثلہ اور عبد اللہ بن جعفر اور انس بن مالک نے کہ لما نزلت ھذہ الآیہ ویرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا دعا رسول اللہ صلعم علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے باوجود اپنے تعصب کے اس حدیث کو متواترات مین لکھا ہی اور صحیح مسلم مین حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وعن عایشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فادخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا اب ہم اس امر کی طرف رجوع ہوتے ہین کہ جہان کہین لفظ اہل بیت مستعمل ہوا ہے وہان صرف انہین چارتن سے مراد ہی زوجات و دیگر رشتہ دار شامل نہین ہین۔ چنانچہ جب نصارا نجران سے مباہلہ قرار پایا اور رسول خدا مع چارون معصومین کے مباہلہ کو مستعد ہوئے تو آپنے اونہین کو اہل بیت بیان فرمایا چنانچہ صحیح مسلم مین سعد بن وقاص سے روایت ہی وعن سعد بن وقاص قال لما نزلت ھذہ الآیہ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم فنبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ وفاطمۃ والحسنؑ والحسینؑ فقال اللھم ھولاء اھل بیتی بالتفاق جمہور مفسرین سورۂ دہر یعنی ہل اتی اشان مین اہل بیت نبوی کے نازل ہوئی ہی اور تفسیر مواہب علیہ و انوار التنزیل اور اسرار التاویل وغیرہ تفاسیر مین مفصل قصہ بیماری حسنینؑ اور ایفائے نذر سہ روزہ صوم اور دیدینے طعام ہر روزہ مسکین و یتیم و اسیر کا اور نازل ہونا جبرئیل کا مع آیات سورۂ دہر مفصل مرقوم ہی یہ پیغام لانا جبرئیل کا منجانب خدائے تعالےٰ

خذہا یا محمد ہناک فی اہل بیتک مروی ہی- امام حاکم نے وہ خطبہ امام حسن علیہ السلام کا بروایت
مستعد دبیان کیا ہے جو لبعد وفات جناب علی مرتضیٰؑ کے بیان کیا اور نقل اوسکی شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نی ازالۃ الخفا مین لکھی ہے اور اس رسالہ مین بہی نقل اوسکی درج ہی
اوسمین صاف لکہا ہی وانا من اہل بیت الذی افترض اللہ مودتہم علی کل مسلمٍ خطبہ
حجۃ الوداع جسکو حدیث غدیر کہتی ہین متواترات سے ہی اور اہل بیتؑ اوسمین مراد نہین چارتن سے ہی
اشعۃ اللمعات مین بہ تفسیر آیہ تطہیر روایت ام سلمہ سی درج کی ہی کہ مسجد مین جانا ہر مرد جنب اور ہر عورت
حائض کو حرام ہی مگر محمدؐ اور اونکی اہل بیت کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ ہین خاص حج مین بی بی عائشہ
بوجہ حائض ہونی کے مسجد الحرام سی روکی گئین صحاح اہل سنت مین یہ روایت درج ہی یہ وصیت
حضرت کی تہی کہ مجہے میرے اہل بیت غسل دین پہر کہیئے زوجات غسل مین کہان تہین جب کہ
اہل سنت والجماعت کو اور کچہہ چارہ نہین رہتا تو یہ بیان کرتے ہین کہ یہ آیت ازواج کی لیئے
نازل ہوئی ہی مگر حضرتؐ نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو شامل کر دیا ہی- مگر یہ توجیہ بہی محض لغو و باطل
ہی بدلائل عقلی و نقلی آیت ہذا کی عدم تعلقی ازواج سی ثابت ہے- یعنی یہ امر تو ہم ثابت کر چکے کہ یہ
آیت حضرت علیؑ اور فاطمہؑ اور حسینؑ کی شان مین نازل ہوئی اور عملدرآمد بہی اس آیت کا
بروئے احادیث صحیحہ انہین معصومون کی نسبت ثابت ہوا ہے- اب یہ امر باقی ہے کہ
بدلائل و براہین ساطعہ یہ امر ثابت ہے کہ ازواج نبی اس آیت مین قطعی شامل نہین ہین-
اہل تسنن کے نزدیک سرفراز ازواج النبیؐ عائشہ و حفصہ ہین اور غالباً جو کچہہ خصومت اہل بیت
نبوی سے سُنّی لوگ کرتے ہین وہ انہین کی رعایت کی وجہ سے ہے ورنہ دیگر امہات المومنین
کے لیئے تو اونکو اوسکی ضرورت نہین کہ خواہ مخواہ اورونکے فضائل انسے منسوب کردین
لہذا ہم اسوقت بالتخصیص انہین دونون امہات المومنین کی نسبت گفتگو کرتے ہین
اور طالبان حق کو سورۂ تحریم کے اوائل آیات کی طرف توجہ دلاتے ہین فقال اللہ
تعالیٰ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک اے نبی کیون حرام

کرتا ہے اوس چیز کو جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئیے حلال کی ہے عورتون کی رضامندی طلب کرتا
ہے جمہور مفسران اہل سنت اسباب نزول اس سورہ کے اسطرح پر لکھتے ہین کہ حضرت
زینب زوجہ رسول خداؐ کے پاس کسیقدر عسل تہا اور حضرت کو عسل کیطرف زیادہ رغبت
تہی اکثر حضرت زینب شربت تیار کر کے حضرت کو پلاتی تہین عائشہ اور حفصہ کو یہ بات ناگوار
گذری اور آپس مین منصوبہ باندہا کہ ہم مین سے جسکے پاس رسول خداؐ تشریف لاوین وہ یہ کہے
کہ آپکے منہ مین مغافیر کی بدبو آتی ہے۔ مغفر ایک نہایت بدبو گوند ہے جو درخت عرقط پر لگتا ہے
حضرت بوے بد سے نہایت متنفر تہے۔ ایک روز جب آپ شربت پیکر آئے تو اوسی منصوبہ کے موجب
کہا کہ آپکے مُنہ مین سے مغفر کی بو آتی ہے آپنے فرمایا کہ مین نے عسل کا شربت پیا ہے یہ بولین
کہ شاید شہد کی مکہیون نے شگوفہ عرقط چوسا ہے۔ مگر رسہ کر یہی کیفیت گذری
اور روزمرہ ایک نے دوسرے کے قول کی تائید کی تب آپنے شہد کہانے کی قسم کہائی
چونکہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اوسنے اپنے نبی سے یہ خطاب فرمایا۔ اب اہل انصاف
غور فرمائین کہ دروغ گوئی کذب بہتان کیسے کبیرہ گناہ مین داخل ہے اگر یہ آیۂ تطہیر انکی
شان مین نازل ہوتی تو کب ممکن تہا کہ ایسے کبیرہ گناہ کی مرتکب ہوتین۔ دوسری تعریف
ان زوجات شریفہ کی یہ ہے کہ نبی سا شوہر ملے اور اوسکے احکام کی نافرمانی کرین اول تو
نبی کے حکم کی تعمیل سب امت پر واجب ہے پہر دوسرے نبی شوہر بہی ہے تو بدرجۂ
اولیٰ فرمانبرداری واجب ہوئی مگر یہ دونون بیبیان قطعی نافرمانبردار تہین چنانچہ اسی
سورہ مین اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے واذا اسر النبیؐ الی بعض ازواجہ حدیثا فلما
نبات بہ واظہرہ اللہ علیہ عرف بعضہ واعرض عن بعض اور جس وقت
نبیؐ نے کوئی راز کی بات اپنی کسی بی بی سے کہی اور اوسکے اخفا کی تاکید کی اوس بی بی
نے برملا اوس راز کو فاش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر اوسکو ظاہر کر دیا تو نبیؐ نے
بعضے باتونکی نسبت تو اوسکو جتلایا اور بعضی باتونسے مُنہ پہیر لیا پس اگر یہ گناہون سے

پاک ہوتین تو کب ممکن تھا کہ نبی کے راز کو فاش کرتین ایام مرض مین ایک بات رسول خدا نے حضرت فاطمہؑ سے کہی تھی اور بی بی عائشہ نے بہت ہی پوچھا لیکن صاف جواب دیا کہ نبی کا اسرار ہے مین نہین بتلا سکتی عصمت اسکا نام ہی۔ پھر خداوند تعالیٰ نے بی بی عائشہ کی اور حفصہ کی شان مین فرمایا ہی فقد صغت قلوبکما یعنی بتحقیق دل تم دونون کا راہ صواب اور سعادت سے پھر گئے ہین۔ پھر بھی طہارت کا نام لیتے ہوی شرم نہ آئی تو بڑی بی انصافی ہی مین جانتا تھا کہ اگر آیت تطہیر کی تائید مین ازواج کی نسبت کوئی آیت قرانی ملجاوے تو شمولیت اونکی کسیقدر ثابت ہو جاوے مگر افسوس ہے کہ قرآن شریف مین ایسے ایسے تعریفات درج ہین اب مین مجبور ہون کیسے کہون کہ آیہ تطہیر مین ایسے گناہ کبیرہ کے مرتکب بھی شامل ہین۔ پھر اس سے اگلی آیت کو دیکھکر اور بھی وحشت پیدا ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو انکے اسلام اور ایمان مین بھی کلام ہے قولہ تعالیٰ عسی ربہ ان طلقکن ان یبدلہ ازواجاً خیراً منکن مسلماتٍ مومناتٍ قانتاتٍ تائباتٍ عابداتٍ سائحاتٍ ثیباتٍ وابکاراً شاید پروردگار اوسکا اگر وہ تم کو طلاق دیدے تو تمسے بہتر بیبیان اوسکو بدل دے کیسی بیبیان مسلمان مومن خدا اور رسولؐ سے ڈرنے والیان عبادت کرنے والیان روزہ رکھنے والیان شوہر دیدہ اور بے شوہر دیدہ۔ لفظ مسلمات اور مومنات بعد خیر منکن دل پر بہت کھٹکتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ صفات باحسن الوجوہ انمین موجود نہ تھین۔

مین ایک روز محدث دہلوی کی مدارج النبوت دیکھ رہا تھا اوسمین ایک عجیب ہی قصہ نظر پڑا مین سخت حیران ہوا کہ آلٰہی زوجات نبیؐ مین اسقدر دغا و فریب نے کیسے دخل پایا اگر آیہ تطہیر اونکی شان مین ہوتی تو ایسے دغا و فریب کبھی اون سے سرزد نہ ہوتے قصہ یہ ہے کہ ایک عورت جونیہ کا نکاح حضرت سے ہوا اور بی بی عائشہ و حفصہ نے اوسکو براہ دغا ایک کلمہ تعلیم کیا کہ

جس سے رسول خدا نے اوسکو فوراً رخصت کر دیا۔ مدارج النبوت میں یہ عبارت یہ قصہ لکھا ہے۔
ورد است آنکہ چون دید ایشان جو نیہ را نزد آنحضرت آورد ند زنان بروے بسیار رشک بردند
و در صورت آنحضرت شفقت و مہربانی خود را آوردہ باوے اختلاط کردند عائشہ با حفصہ
گفت کہ تو او را خضاب بندی و من موے سرش را شانہ میکنم انگاہ یکے آن
حرف گفتند کہ چون آنحضرت خلوت کند باو بگوید۔ اعوذ باللہ
منک۔ و چون آن بیسر زبا او در خانہ آمد و پردہ فرو گذاشتند و خواست
کہ باو مباشرت کند گفت اعوذ باللہ منک حضرت از نزد وے برجست و فرمود
معاذی عظیم پناہ جستی برخیز با اہل خویش ملحق شو و والہ اسید را گفت کہ او قبیلہ اش
برد۔ بعد ازان آنحضرت را خبر دار کردند کہ زنان اینچنین مکر در حق وے برانگیختہ بودند فرمود

انھن صواحب یوسف وان کیدکن عظیم

ہمکو سورہ تحریم اور ان روایات کے دیکھنے سے ایک شبہ یہ ہوتا تھا کہ شاید ان دونوں نے
ایسے افعال سے توبہ کر لی ہو اور خصوصاً معاملہ جونیہ پر یہ خیال ہوتا تھا کہ عورات کو بوجہ
محبت مرد کے دوسری عورت سے حسد ہو جاتا ہے شاید یہ معاملہ فرط غیرت و محبت مین
ہو گیا اور بعد نزول سورہ تحریم تائب ہو گئے ہین مگر مرض الموت مین بھی اسی قسم کے
افعال اونکے ظاہر ہوئے کہ بلا اجازت و اطلاع رسولخدا کے دونوں نے اپنے
اپنے باپ کی نسبت نماز پڑہانے کے لیئے بلال سے کہدیا اور جب رسولخدا کو خبر ہوئی
تو آپ نے عائشہ اور حفصہ سے فرمایا (عبارت مدارج النبوت) فرمود پیغمبر خدا شما
اے زنان صواحب یوسف آید در دل چیزے میدارید و ظاہر چیزے دیگر میکنید
دروغگوئی اور مکر جو کبیرہ گناہ ہین ان دونوں کی نسبت تا زمان وفات رسولخدا
ثابت ہین علاوہ برین آیت تطہیر مین لفظ لیذہب عنکم الرجس سے پایا جاتا ہے کہ رجس ہر قسم کی
ناپاکی ظاہری و باطنی کو کہتے ہین اوس مین گناہ بھی داخل ہین اور آلایش ظاہری بھی

داخل ہین ازواج بہی قطع نظر بحث گناہ کے آلائش ظاہری حیض و نفاس سے بری نہ تہین اور اونکے لیئے ایسی حالتونمین مسجد کے اندر جانا قطعی حرام تہا۔ زنان اہلبیت مین فاطمہ زہرا ہین کہ علاوہ پاک ہونے گناہون سے ہر طرح کی آلائش ظاہری سے مبرا تہین۔ زہرا اوسی عورت کا لقب ہوتا ہے جو تمام آلائش ظاہری سے و نجاسات سے پاک ہو علمائے اہل السنن قائل ہین اس بات کے کہ حضرت فاطمہ زہرا آلائش حیض و نفاس سے پاک تہین۔ چنانچہ قول محدث دہلوی مدارج النبوت مین بذکر ولادت امام حسین علیہ السلام سند کافی موجود ہے ایسا ہی حال حضرت علیؑ اور حسنینؑ کا تہا کہ مثل رسول خداؐ۔ بحالت جنب مسجد مین جانا اونکو جائز تہا اور سوا انکے جملہ صحابہ پر ایسی حالت مین قدم رکھنا حرام تہا۔ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین تصحیح اس حدیث کی کی ہے اور اس رسالہ مین بہی اپنے موقع پر وہ حدیث نقل کی جائے گی۔

سوائے اسکے بڑی دلیل اس امر کی کہ آیت تطہیر مین ازواج شامل نہین ہین یہ ہے کہ قصہ افک عائشہ بعد نزول آیات حجاب کے ہے۔ بعد افک کے ایک ماہ تک پیغمبر خدا کو عائشہ کی نسبت اشتباہ رہا اور جبتک کلام ربانی اونکی برارت ذمہ مین نازل ہوا اوسوقت شک رفع ہوا اور آیت تطہیر بہرحال اس قصہ سے بہت پیشتر نازل ہو چکی تہی اگر یہ آیت ازواج کی شان مین ہوتی تو حضرت کو اسقدر تردد کیون کرنا پڑتا فوراً قاذف کو حد قذف دیجاتی۔ علاوہ اسکے شناخت مومن و منافق محبت اور بغض علی ابن ابیطالب سے کیجاتی ہے اور بی بی عائشہ کا بغض ثابت ہے۔ واہ واہ ہمنے اس بحث کو ناحق طول دیا علمای اہل السنن کو اس بات کا تو انکار ہی نہین ہے کہ حضرت علیؑ اور حسنینؑ اور جناب فاطمہؑ اس آیت مین شامل نہین ہین بلکہ وہ کہتے ہین کہ یہ چارون تن اور ازواج بہی سب شامل ہین لیکن یہ کسی فرقہ یا شخص کا مقولہ نہین ہے کہ اصحاب ثلثہ اس شرف مین داخل ہین اور ہمکو بحث صرف انہین حضرات کی نسبت ہے۔ اگر قول اہل السنن بفرض محال مان بہی لیا جاوے کہ ازواج بہی آیہ تطہیر مین شامل ہین تو حضرات اصحاب ثلثہ کو تب بہی

کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔

اب ہمکو بہت تعجب کی نظر سے دیکھنا پڑا کہ طہارت نائب رسولؐ کے لیئے بہت ضروری امر تھا سو خلفائے ثلثہ مین کیون نہین اور حضرت مرتضیٰؑ اور اونکی اولاد امجاد کے لئے کیون عطا کی گئی خداوند کریم کا کوئی فعل حکمت اور فائدہ سے خالی نہین ہوتا اس مقام پر سخت تعجب ہوتا ہے که اگر اصحاب ثلثہ کو نائب برحق رسول کا مانا جاے تو یہ بات کہنی لازم آئی کہ خداوند تعالے نے جنکے لے سخت ضرورت تھی اونکو طہارت و عصمت نہین بخشی اور بجاے انکے ایسے لوگون کو عطا فرمائی کہ جنکے لیئے کچھ ضرورت نہ تھی۔ کیا سنیون کو بھی ایسا عقیدہ رکھنا پڑیگا کہ خدائے تعالیٰ نے بھول کر بجائے اصحاب و خلفاے ثلثہ کی عصمت و طہارت اہل بیت نبویؑ کو عطا کر دی۔ جب تک ہمنے آیت تطہیر کو نظر سے نہ دیکھا تھا تو یہ اعتراض کر سکتے تھے کہ نائب رسولؐ کے لیے طہارت ضروری صفت نہین ہے اور جبکہ یہ معلوم ہو گیا ہی کہ نبی کے بعد بھی کچھ لوگ طاہر بنائے گئے ہین تو آپ کس منہ سے کہین کہ یہ صفت نائب رسول کے لیئے ضروری نہین۔ ہان اگر ان طاہر لوگون کو نائب رسول سے بڑھ کر کسی اعلیٰ درجہ پر پہونچایا جاوے تو گنجائش ملتی ہی مگر اہل تسنن تو ان معصومون کو اس عہدہ پر بھی لیست نمبر خیال کرتے ہین پھر وہ شخص بڑا احمق اور عقل کا دشمن ہے کہ بموجودی طاہر کے غیر طاہر کی طرف رغبت کرے نائب برحق رسولؐ کا وہی متصور ہوگا کہ جسمین رسول اللہ کے سے صفات پائی جاوین اور بموجودی ایسے شخص کے دوسرے دعویدار کہ جنمین یہ صفات نہین ہین ہرگز حقدار نیابت متصور نہ ہونگے گو فرقہ النسانی اونکی ساتھ مجتمع ہو گیا ہو مگر یہی پایا جاویگا کہ کسی وجہ خاص سے جو ہمارے ابنائے جنس مین ودلیعت رکھے گئے ہین طمع حسد عداوت و با رعب وغیرہ اسباب سے ایسا اجتماع مردم ہو گیا جو کسی طرح عقلا کے التفات کے قابل نہین۔

تیسری صفت نائب رسول اللہؐ کی

صفت سوم نائب رسول اللہ کی یہ ہے کہ اونمین جسطرح انبیاء و مرسلین رو زیبد الش سے شرک و

کفر سے مبرا ہین ویسے ہی اونکا نائب بھی آلائش شرک وکفر سے پاک ہووے کبھی سجدۂ اصنام کو سر نہ جھکایا ہووے۔

بحث طلب یہ بات ہے کہ اس صفت کو کیون داخل صفات نائب برحق کیا جاوے اب غور کرنا چاہیئے کہ ہمنے بیشتر اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ امت محمدی کے امام ہرحال مین مثل دوسری رسالتون کے انبیا کے ہین اور یہ صفت انبیا کے لیے ضروری ہین سوائے نزول وحی مرسلین کے جملہ صفات اونکے ماتحت انبیا اور نائبان مین ہونی چاہئین اور جبکہ یہ صفت داخل صفات انبیا ہے اور منجملہ دعویداران نیابت رسالت کے کچھہ لوگ ایسے ثابت ہوجاوین کہ اونمین یہ صفت معہ دیگر صفات انبیا موجود ہین تو لامحالہ بمقابلہ ایسے دعویداران کے کہ جنمین یہ صفت نہین ہے حق اوسکا مرجح ہوگا یہ جو صفات ہم بیان کر رہے ہین فرداً فرداً قابل استدلال نہین بلکہ بہیئت مجموعی ان صفات پر لحاظ کیا جاتا ہے اور جس شخص مین جملہ صفات مجتمع ہونگے لامحالہ اوسکو مثل انبیائ کے سمجھا جاویگا اسلیئے یہ صفت جو ایک جزو صفات انبیا ہے ضرور استدلال کے قابل ہے اور بغیر اس صفت کے قائم کرنیکی صفات ناتمام رہتی ہین۔

چنانچہ قرآن شریف مین مذکور ہے کہ خداتعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ انی جاعلك للناس اماما قال من ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین اس سے ثابت ہوا کہ امامت شخص ظالم کی جائز نہین ہے اور مشرک وکافر سے بڑھ کر کوئی ظالم نہین جو شخص خدا کا کسیکو شریک کرتا ہے وہ اپنے نفس پر ظلم کرتا ہے اور یہ امر قرآن شریف سے ثابت ہے اسلیئے یہ صفت منجملہ اوصاف نبوت وامامت کے نہایت ضروری ہے۔

ہمنے جہانتک کتب سیر وتواریخ کو دیکھا ہی تو پایا جاتا ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق پینتیس ۳۵ اور چالیس ۴۰ سال کی عمر کے درمیان اور علیٰ ہذا حضرت عمر بھی تینتیس ۳۳ سال کی عمر کے بعد اور ایسے ہی

چالیس برس کی عمر مین حضرت عثمان مسلمان ہوئے اور مسلمان ہونے سے پیشتر یہ
تینون صاحب بت پرست اور مشرک تھے اسمین کسیکو بھی جاے سخن نہین ہی اس لیے
صفات انبیا کا انکی ذات مین مجتمع ہونا قطعی محال ہے۔
حضرت علی مرتضیٰ کی نسبت ثابت ہے کہ وہ سن تمیز سے پیشتر مسلمان ہوئے اور باتفاق
جمہور مورخین بوقت مشرف باسلام ہونیکی عمر آپکی آٹھہ سال سے کم تھی۔ اس عمر تک کافر کا
بچہ بھی مسلمان رہتا ہی بشہادت حدیث نبوی کل مولود یولد علی الفطرۃ الخ اور یہ
امر بھی ظاہر ہے کہ اسلام لانے سے کئی برس پہلے سے حضرت علی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پرورش پاتے تھے قریب چار سال کے انکی عمر تھی کہ جب قحط سالی ہوئی اور اولاد
حضرت ابو طالب کو بھائی بھتیجون نے کفالت پرورش کے لیے باہم تقسیم کیا اور قرعہ
حضرت علی کا رسولخدا کے نام نکلا اور آپ کفیل پرورش اونکے ہوئے تو ظاہر ہی کہ بعثت
سے پیشتر جیسا حال رسول خدا کا تھا ویسا ہی انکا ہوگا۔ سوای اسکی احادیث متواترہ سے
ثابت ہی کہ باہم رسولخدا اور علی مرتضیٰ کے بہت بڑا توحد تھا جیسا کہ فرمایا رسولخدا نے
انا وعلی من نور واحد دوسری حدیث علی منی وانا منہ وقال جبرئیل علیہ السلام
انا منکما پھر حضرت مرتضیٰ کی شان مین فرمایا اونسے مخاطب ہوکر لحمک لحمی ودمک دمی
توحد ظاہری و باطنی ثابت ہی نور مین بھی توحد ہی اور جسم ظاہری گوشت پوست خون
مین بھی توحد ہے اس حساب سے وہ تو درکنار اونکے باپ حضرت ابو طالب بھی موحد اور خدا
پرست ثابت ہوگئے۔ حاملان نور محمدی ومرتضوی کبھی مشرک نہین ہوسکتے۔ اونکی حالات سے
بھی ایسا ثابت ہوتا ہی دیکھو کتب تواریخ مین حضرت ابو طالب کا بیان کیا ہوا وہ خطبہ
درج ہے جو بوقت نکاح رسولخدا ہمراہ خدیجۃ الکبریٰ آپنے بیان فرمایا کہ جس مین نہایت
بلاغت سے خداے تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہی۔ دوسرا قصہ حضرت جعفر بن ابی طالب کا
مشہور ہے کہ فرمایا جعفر سے اوس جگہ کہ جہان رسول خدا اور علی مرتضیٰ پہاڑ مین نماز پڑھ رہے تھے

کہ اے بیٹا دیکھہ تو تیرے بھائی محمدؐ کے ایک بازو پر تو تیرا بھائی علی کھڑا ہوا ہے دوسرے بازو کی طرف تو جاکر کھڑا ہو کہ اوسکے دونون بازو قوی ہوجاوین علمای اہل تسنن بھی اسلام حضرت ابوطالبؑ کے قائل ہین ازالۃ الخفا مین ہے کہ ابوطالبؑ بزعم اہل بیت مسلمان تھے محبت رسولؐ خدا دلیل اسلام ہی۔

صفت چہارم نائب رسول اللہؐ کی

رسول اللہؐ کے برحق اور سچے نائب کی چوتھی صفت یہ ہی۔ کہ باتفاق علماو مجتہدین اہلسنت والجماعت یہ امر ثابت ہی کہ رسالت جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخصوص بطبقہ بنی آدم ہی نہین ہی بلکہ آپ جمیع طبقات موجودات ومخلوقات پر مبعوث ہوئی ہین جنمین ملائکہ بنی جان حیوانات نباتات جمادات زمین وآسمان ستارے عناصر وغیرہ سب داخل ہین پس جس طرح یہ ان جملہ طبقات نے جناب رسولؐ خدا کو اپنا نبی سمجھکر اطاعت وفرمانبرداری کی ہی اوسی طرح ان سب طبقات نے نائب نبی کی بھی فرمانبرداری کی ہو کیونکہ جیسا انسان اپنی نبی کے نائب کی عظمت وفرمانبرداری کرتا ہی جنات وغیرہ کیون اپنے نبی کے نائب کی فرمانبرداری نکرینگے اگر رسول کی رسالت سوائے انسان کے اور طبقات پر ہے جو نیابت رسالت بھی اونپر ضرور ہے۔

یہ صفت ہمکو بہت اچھی ہاتھہ آئی ہے جملہ دعویداران خلافت کا حال منکشف ہوجائیگا فرقہ انسانی نے اگر اس بارہ مین کچھہ خیانت کی ہوگی تو وہ ہرگز مخفی نہ رہیگی کیونکہ جس دعویدار خلافت کی نسبت یہ پایا جاوے گا کہ اوسکا تعلق فقط انسان ہی سے رہا ہے اور ملائکہ اور جنات وغیرہ سے کچھہ سروکار نہین رہا تو ہر ذی عقل سمجھہ لیگا کہ دعوی اوسکا برحق نہین ہے۔

اول ہمکو ثابت کرنا اس بات کا ضروری ہی کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع کافہ مخلوقات پر مبعوث ہوئے یا فقط بنی آدم پر کیونکہ جس شخص کے معتقد الیہ خلیفہ

مین یہ بات ثابت ہوگی تو وہ معترض ہوگا کہ کس دلیل سے کہتے ہو کہ رسالت جناب رسولخدا
سے کافہ موجودات کے لیے ہے اوسکے لیئے اول ثابت کرنا ضرور ہوا۔

واضح ہو کہ قرآن شریف مین حضرت کی نسبت رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ اللہ تعالی فرماتا
جس سے دونون جہان کے مخلوقات پر آپکی بعثت ثابت ہی۔ ماسوا اسکے محققین علمائے اہل
اس بات کے قائل ہین چنانچہ شیخ المحدثین و راس المحققین شیخ عبد الحق محدث دہلوی
کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب مین یہ لکھتے ہین۔ و محققین بر آنند کہ آنحضرت
مبعوث است بکافہ مخلوقات و سائر موجودات نہ مخصوص جن و انس و ملائکہ بلکہ
وے رسول کل عالم است۔

ہمکو یقین واثق ہے کہ اس امر سے کوئی عالم خواہ اہل تسنن ہو یا اہل تشیع مخالف
منحرف نہوگا اسلیئے ہمکو زیادہ ثبوت پیش کرنے کی حاجت نہین رہی ورنہ بہت سے
فضلائے کے اقوال اور اسناد پیش کرتے۔

اب ہم تحقیقات اس امر کی کتب معتبرہ اہل تسنن سے کرتے ہین کہ منجملہ دعوی داران خلافت
کے وہ کون شخص ہے کہ جسکے سوائے طبقہ بنی آدم کے ملائکہ جن زمین آسمان حیوانات نباتات
و جمادات وغیرہ نے خلافت قبول کرکے اطاعت کی ہے اور ایسے کون کون شخص
ہین کہ جنکو کبھی کوئی تعلق طبقہ انسانی کے سوا اور طبقات سے نہین پڑا نہ اونہون
نے امام مانا نہ اونکی اطاعت کی نہ کوئی تعلق کسی قسم کا رکھا۔

حضرت ابوبکر کی نسبت کسی عالم اہل تسنن کا یہ قول نہین ہے کہ آدمیون کے سوائے
وہ جنات کے بھی امام ہین دیگر طبقات تو علیحدہ رہی پھر اس بارہ مین بحث فضول ہے
مگر تاہم بمزید احتیاط پھر ہم اونکی سوانح عمری پر بغور نظر ڈالتے ہین تو ہمکو سوائے اوس درخت
قصہ کے جسکا بطلان ہم باب معجزات مین کر چکے ہین اور کوئی قصہ نظر نہین آتا
وہ قصہ راہب کے قصہ سے باطل ہوتا ہے علاوہ اسکے قبل از اسلام کے وہ معاملہ بیان

کیا گیا ہے امامت کے زمانہ سے کچھ علاقہ نہین -

حضرت عمر کے دو قصے اس قسم کے بیان کئے گئے ہین ایک نیل مصر کو رقعہ لکھنا اور اوسکی عادت معہودہ بھینٹ لینے عورت کی ترک کرنا ہوتا مفصل طور پر تردید اس قصہ کی ہوئی ہے راوی اس قصہ کا عمرو بن عاص ہے - منجملہ منافقین بنی امیہ کے یہ بھی ہے یہ وہ شخص ہے کہ جسکو شکایت اہل مصر پر حضرت عثمان نے اول روبرو حضرت مرتضیٰ کے موقوف کیا اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بجای اوسکے مقرر کر کے اہل مصر کے ساتھہ روانہ کیا تھا - بعد ازان جب حضرت علی خلیفہ ہوے تو اوس شخص کو موقوف کیا مگر حضرت مرتضیٰ علی سے باغی ہوکر شامل معاویہ ہو گیا فسق و فجور اسکا عوام مین مشہور ہے - دوسرا قصہ انکا یہ ہے کہ بعد وفات کے نوحہ جنات کا سنا گیا - بطلان اسکا عبارت شاہ عبد العزیز صاحب مندرجہ سر الشہادتین سے ہم باب معجزات مین کر چکے ہین اور یہ تعجب بھی ظاہر کر چکے ہین کہ کبھی ایام زندگی مین تعلق انکا جنات سے ثابت نہین ہوا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنات انکے مرنے سے روتے -

حضرت عثمان - انکی نسبت کوئی معاملہ اس قسم کا سننے مین نہین آیا - ہان وفات کے بعد سنا گیا ہے کہ حضرت مروان طرید رسول کو الہام یا ندائے غیب ہوئی کہ میان انکے جنازے کی نماز نہ پڑھنا کیونکہ خدائے تعالیٰ نے خود انکے جنازے کی نماز پڑھی ہے ہم اپنی رائے اس بارے مین ظاہر نہین کرتے فقط طالبان حق کی رائے پر چھوڑتے ہین وہ خود اوسکو سمجھہ لینگے کہ ایسی روایت کے بیان کرنے کا کیا سبب ہے اور راوی صاحب پر بھی نظر کر لینگے ہمکو بیان کی کچھہ ضرورت نہین ہے - دوسرا قصہ یہ ہے کہ بعد وفات حضرت عثمان کے ایک شخص عدی بن حاتم نے یہ ندا سنی - البشرا بن عفان بروح و ریحان و برب غیر غضبان البشرا بن عفان بغفران و رضوان - مگر ہم تعجب کرتے ہین کہ جب حضرت عثمان کی روح اعلیٰ علیین یا کسی دوسرے مقام

مناسب پرواز کر چکی تھی تو یہ بشارت دینا ہین اونکو کیون دی گئی اس بشارت دینا ہین مخاطب وہ آپ ہین اور موجودگی اونکی ثابت نہین اس سے صاف ظاہر طور پر بناوٹ اس روایت کی ثابت ہوتی ہے اور واضع روایت کو کچھہ خیال نہ رہا کہ وہ یون وضع کرتا کہ ایہا الناس حضرت عثمان کی مغفرت ہو گئی اور وہ بہشت کو تشریف لے گئے مگر سچ ہے دروغ روایات مین کچھہ نہ کچھہ فرق ضرور رہجاتا ہے۔ سواے اسکے اگر یہ دونون روایات بفرض محال صحیح بھی مان لی جاوین تو بھی اس صفت مین داخل ہونے کے قابل نہین ہین کیونکہ دوسرے شخصون کا الہام و ندا ہے گو اوسکے حال مین ہے مگر اوس سے علاقہ نہین ہے۔

تعلق دیگر طبقات کا ائمہ اہلبیتؑ سے

واضح ہو کہ ہملوگ بمقابلہ اصحاب ثلثہ کے صرف حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کے تعلقات ثابت کرنے ضروری ہین اور مقصود ہمارا یہ ہے کہ بعد نبی کے برحق جانشین اونکا کون ہے بعد کے ائمہ کے لیے ایک دوسری کی نص بمادہ نصب امامت موجود ہے اور ظاہر بات ہے جب ایسا شخص کہ جسمین اسقدر کثیر او صاف مثل انبیاء علیہم السلام کے پائے جاوین اپنے جانشین کے لیے نص کرے تو لامحالہ وہ جانشین واجب الاتباع ہو گا مگر ہمنے بمزید اعتقاد دیگر ائمہ علیہ السلام کے حالات کی بھی تفتیش کی ہے اور بشرح و بسط اوصاف متذکرہ بالا کو ہر ایک کی نسبت ثابت کیا ہے تو ہم اس مقام پر بھی دیگر ائمہ علیہم السلام کے حالات پر نظر کرین گے اب ہم انسان کے سواے دیگر طبقات عالم کے تعلقات کو نسبت ائمہ اہلبیت علیہم السلام تلاش کر کے بتشریح تمام درج کرتے ہین۔

تعلقات از ملائکہ

بروایات صحیحہ ثابت ہے کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو بلا کر فرمایا کہ دروازے کی نگہبانی کرو کہ کوئی شخص نہ آنے پائے کہ آج فرشتون کے آنیکا

دن ہے اور وہ مسائل شریعت کی تعلیم پاوینگی- چنانچہ حضرت علیؑ دروازے پر بیٹھ گئے اور کسیکو آنے نہ دیا چنانچہ فرشتے آئے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی اور چلے گئے بعد مین حضرت علیؑ نے رسول خدا سے استفسار کیا کہ کیا تعداد فرشتونکی تین سو تیس تھی آپنے اقرار کیا اور فرمایا کہ تمکو بیرون در سے تعداد کیسے معلوم ہوگئی عرض کی کہ آواز سے پہچانا- شواہد النبوت- اور کتب احادیث مین یہ روایت درج ہے اس طرح یا علی حذ بالباب فان الملئکۃ عندی ویاخذون منی شیخ المحققین شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوت مین لکھتے ہین کہ بروز جنگ احد سولہ زخم حضرت علی مرتضیٰؑ کے بہت شدید آئے اور منجملہ انکے چار زخم ایسے سخت اور شدید تھے کہ آپ چارون مرتبہ زمین پر گرے مگر ہر دفعہ جبرئیلؑ آکر آپ کو اوٹھاتے تھے اور زخم آپکے باندہتے تھے اور گھوڑے پر سوار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ لڑو کفار سے کہ خدا اور رسولؐ خدا دونون تم سے راضی ہین- خطبہ امام حسنؑ مین داہنی ہاتھ جبرئیل اور بائین میکائیل کا ہونا لڑائی مین لکھا ہے اوسی احد کے دن حضرت جبرئیل نے رسول خداؐ سے فرمایا کہ علیؑ بہت جانفشانی کرتے ہین تو رسول خداؐ نے فرمایا وہ کیون نہ جانفشانی کرے کہ مین اوس سے ہون اور وہ مجھ سے ہے جبرئیل نے کہا کہ مین تم دونون سے ہون اور یہ حدیث صحیح نقل کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی انہ منی وانا منہ فقال جبرئیل انا لکما- مدارج النبوت-

جنگ بدر مین فرشتے لڑے اور احد مین بھی حاضری ملائکہ ثابت ہے- بوقت تقسیم غنیمت حضرت جبرئیل نے مال غنیمت سے مثل دیگر مجاہدین اپنا حصہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طلب کیا اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کو دیدیا احد کے دن رضوان خازن بہشت نے منقبت جناب حیدر کرار مین یہ فقرہ موزون

بیان کیا لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار مدارج النبوت اور ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس طرح لکھا ہے لاسیف الا ذوالفقار لافتیٰ الا علی الکرار - ازالۃ الخفا

محققین علما نزول نادعلی بھی بروز جنگ خیبر بیان کرتے ہین - مدارج النبوت بوقت وفات رسولخداؐ ملک الموت باذن اہلبیت داخل ہوا اور داخل ہو کر اہلبیت پر سلام کیا اور بروایت مدارج النبوت اوسوقت حضرت کے پاس سوائے حضرت مرتضیٰؑ اور جناب فاطمہؑ و حسنین کے اور کوئی نہ تہا - ازواج دوروز سے پیشتر علیحدہ ہتین اوس روز عائشہ و حفصہ تہوڑی دیر کے لئے بطلب وصیت آئین اور یہ جواب سنکر واپس چلی گئین کہ کل تمکو وصیت کردی ہی اوس پر عمل کرو۔

حضرت عباس کو بھی جناب مرتضیٰ علیہ السلام نے بعد انتقال آواز دی ہی مدارج النبوت غسل اور تجہیز و تکفین رسولخداؐ مین ملائکہ حضرت علیؑ کے معاون تہے مدارج النبوت وغیرہ ملا جامی نے شواہد النبوت مین لکھا ہی کہ جب روح مقدس حضرت علی مرتضیٰؑ کی بہشت مین پہونچی اور انتقال ہوگیا تو منادی غیب نے ندا کی کہ اونکو مکان مین تنہا چہوڑدو اور تم باہر چلے جاؤ اور بعد اسکی وہ آواز آئی کہ محمدؐ درگذشت وصی او شہید شد نگہبانی امت کہ تواند کرد دیگرے گفت ہر کہ سیرت الشان ورزد و پیروی الشان کند- بعد اسکی دونون شاہزادی مکان کے اندر گئی تو آپ کو غسل دئیے ہوئے او کفن کئیے ہوئے پایا یہ بھی روایت ہی کہ آپکا جنازہ شاہزادون نے پائینتی کی طرف سے پکڑ رکہا تہا اور سرہانے کی طرف سے خود بخود چلتا تہا یعنی ملائکہ اوٹہائے ہوئے تہے شواہد النبوت

اوستاد روح الامین آپکے مناقب بولا جاتا ہے۔

خطاب اسد اللہ و ید اللہ جو آپکو دیا گیا ہی اسکی یہ وجہ کتب مین مذکور ہی کہ شب معراج رسولخداؐ سیر کرتے ہوئے ایک موقع پر پہونچے آسمان پر کہ وہان ایک شیر تہا اور بحسب

پہنے جبرئیل کے آپنے انگشتری اپنی شیر کے منہ مین ڈالی پہر مقام قاب قوسین پر شیر برنج کہانے مین جب ایک ہاتہہ خداتعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوکر شریک خورش طعام ہوا تو اوس ہاتہہ مین حضرت نے وہ اپنی انگشتری دیکہی اور پہر صبح کو جو حضرت علیؑ سے ملے تو وہ انگشتری آپکو پہنے ہوے دیکہا اوسی روز سے اسد اللہ و ید اللہ آپکے لقب مشہور ہوئے معلوم ہوا کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہتے وہان پر بہی حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کی رسائی تہی۔

شب معراج مین حضرت نے عرش پر لکہا ہوا دیکہا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدناہ بعلی۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ بحالت تنگدستی حضرت امیر علیہ السلام چادر خاتون علیہا السلام کو رہن کرکے آرد وغیرہ لائے تہے کہ راہ مین سائل نے سوال کیا آپنے وہ طعام اوسکے حوالے کیا اور نہایت متفکر اور شرمندہ ہوکر راہ مین بیٹہہ گئے کہ ایک شخص ایک شتر لیکر آیا اور حضرت علیؑ کے ہاتہہ فروخت کرکے چلا گیا کہ لوٹ کر قیمت لونگا پہر دوسرا شخص آیا اور کچہہ نفع دیکر شتر خرید لے گیا۔ آپ منتظر بائع کے بیٹہے تہے کہ رسول خداؐ تشریف لائے اور فرمایا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تہے جو ناقہ مول دے گئے اور وہ میکائیل تہے جو مول لے گئے ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رات کے وقت امام حسن علیہ السلام رسول خداؐ کے پاس تشریف رکہتے تہے جب گہر جانے لگے اندہیرا تہا مگر قدرت سے ایک روشنی نمودار ہوئی اور گہر تک اونکو پہونچا دیا۔ شواہد النبوت۔

اکثر لوگون نے جناب فاطمہؑ کی چکی خود بخود چلتے ہوئے دیکہی۔ یہ روایت ازالۃ الخفا مین ہے جبرئیل علیہ السلام و دیگر ملائکہ صاحبزادون سے نہایت اختلاط اور محبت رکہتے تہے قصہ کشتی امام حسنؑ اور امام حسین علیہ السلام اور طرفدار امام حسنؑ رسول خداؐ کا ہونا اور طرفدار امام حسینؑ جبرئیل امین کا ہونا۔ باب معجزات مین بیان ہوا ہے۔

جبرئیل علیہ السلام نے خود بیان کیا کہ بہن اکثر رات کے وقت گہوارہ صاحبزادون کا ہلاتا ہون پوشاک بہشتی ملائکہ کا لانا اپنے کو خیاط ظاہر کرنا میوہ جنت انار وسیب وبہی آنا معجزات

مین مذکور رہوا ہے۔

فطرس فرشتہ کے بال وپر امام حسین علیہ السلام کے جسم سے مس کرنے سے دوبارہ پیدا ہونا

باب معجزات مین ثابت کیا گیا ہی۔

گم ہو جانا حسنینؑ کا اور نگہبانی کرنا فرشتون کا باغ مین اور سُلانا حسنینؑ کا پرون مین اور فرشتہ کا گود مین اوٹھا کر لانا۔ اور ملائکہ کا امام حسین علیہ السلام کی مدد کو کربلا مین جانا اور

پھر وہان تا قیامت عزاداری مین مشغول رہنا تحریر ہو چکا ہے۔

یہ روایات شمہ مین منجملہ روایات کتب اس فرقہ کے جو ہر وقت درپے اس امر کے ہے کہ اصحاب ثلثہ کو ان بزرگون پر فضیلت دین اور انکی فضیلت اور نیز ثابت نہ ہونے دین مگر درحقیقت خون اور حق نہین چھپتا۔ دشمن کی زبان پر بہی حق جاری ہو جاتا ہے **مصرعہ**

چھپے ہے کہین خاک ڈالے سے چاند۔ روایات مذہب اہل تشیع کو ہمنے

قطعی ترک کیا ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام کی ندائے بالقب انت زین العابدین اور دوسری

بار ندائے الزاہدون باب معجزات مین مذکور ہی۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے بجواب سوال ایک شخص کے بیان کیا ہی کہ میرے پاس فرشتہ ربانی ہے کہ وہ مجھکو خبر کرتا ہے کہ فلان مومن ہے فلان کافر ہے فلان دشمن ہے

فلان شیعہ ہمارا ہے۔ شواہد۔ معجزات مین گذرا۔

ملا جامی نے ایک قصہ شواہد مین لکھا ہی کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک جاریہ سوداگرون سے واسطے امام جعفر صادق علیہ السلام کے خریدی اور قاعدہ سوداگرون کا یہ ہے کہ کوئی جاریہ بکر نہین لاتے اس جاریہ کے پاس جب کوئی بقصد مباشرت جاتا تو ایک

مرد ریش سفید موجود ہو جاتا اور اس حرکت سے مانع ہوتا - جامی کہتے ہین کہ وہ فرشتہ تہا یا خضر تہے -

امام جعفر صادقؑ علیہ السلام کے لیئے - آنا انگور بہشتی کے طباق کا اور دو برد یمانی کا غیب سے بروایت ابن جوزی جامی نے نقل کیا ہے -

امام رضا علیہ السلام کا تابوت یہ جہت شق ہو کر جانا اور پہر واپس آنا اور جسم رسولؐ سے ملحق ہونا - باب معجزات مین مذکور ہوا ہے -

امام محمد بن حسن عسکریؑ کی پیدائش کے وقت حضرت جبرئیلؑ امین کا مع دیگر ملائکہ کے بلباس سبز مرغ تشریف لانا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کا اونسے یہ فرمانا خذہ فاحفظہ باذن اللہ فیہ فان اللہ بالغ امرہ -

تعلق از جنات نسبت ائمہ اہل بیتؑ

اصحاب سیر و احادیث بروایت ابن عباس لکہتے ہین کہ جب لشکر ظفر پیکر جناب رسولِ خداؐ کا ہنگام غزوۂ حدیبیہ مکہ کو جاتے ہوئے بمقام جحفہ ٹہرا اور لشکر مین پانی نہ رہا اور رات کے وقت سخت ضرورت پانی کی ہوئی اور موقع قیام لشکر سے کچھہ دور ایک چاہ تہا بہت گنجان درختون مین گروہ سقایان جب اوسکے قریب پہونچا آوازین ہولناک اور صورتین مہیب اور روشنی عجیب دیکھہ دیکھہ کر واپس ہوئے بہت سے اصحابون کو آپنے اونکی ساتہہ بہیجا مگر کسی کا حوصلہ نہوا کہ چاہ تک جاوے تب حضرت رسول خداؐ نے جناب علی مرتضیؑ کو ہمراہ سقایان بہیجا اور راستہ مین طرح طرح کی مہیب صورتین اور سر بے تن اور تن بے سر اور آوازین ہولناک اور روشنی وغیرہ نظر آئین اور آپ سب کو دلاسا دیتے ہوئے چاہ تک لے گئے پہر آپ چاہ مین کود ے اور بہت شور و غل ہوا بعد اوسکے آپنے تکبیر کہی اور سب شور و غل موقوف ہو گیا وہ صورتین بہی غائب ہو گئین بالکل مطلع صاف ہو گیا پہر مشکین بہر کر اوپر لائے چاہ مین جسقدر جنات

کفار تھے تہ تیغ ہوئے عبد اللہ جنی قاتل شیطان ضم شعر نے آپکی منقبت مین اشعار پڑھے قصہ بیر العلم جو اس قصہ سے علیحدہ ہی یا وہی سے مراد ہے بہت مشہور ہی لڑائی جنات سے ہونا اس قصہ مین بھی ثابت ہے کہ یا تو یہ زور و شور جنات کا تھا یا جاہ مین جانے سے بالکل مطلع صاف ہوگیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنات مقتول ہوگئے یا فرمانبردار ہو گئے۔

اجلہ علمائے اہل تسنن قائل ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ جیسے آدمیونکے امام ہین ویسے ہی جنات کے بھی امام ہین چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رباعی مشہور ہے رباعی۔ علیٌّ حبہ جنہ ٭ قسیم النار والجنہ ٭ وصی المصطفیٰ حقا ٭ امام الانس والجنہ

حافظ شیراز علیہ الرحمہ کا شعر ہے۔

امام جنی و انسی علی بود کہ علی	ز کل خلق فزونست از صغار و کبار

فرقہ جنات مین اسلام بہو پختہ زیادہ تر بسعی حضرت علی علیہ السلام کے ہوا۔ جیسا کہ زعفر جن نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے بیان کیا کہ جناب امیر نے بیر العلم مین سرکش جنات کو قتل کیا اور میرے باپ کو بادشاہت جنات کی عطا فرمائی۔

شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سر الشہادتین مین نوحہ اور مرثیہ تعزیت امام حسین علیہ السلام مین جنات کا پڑھنا لکھتے ہین و تنوح الجن بالمراثی اور روایت حضرت ام سلمیٰ کی لکھتے ہین کہ آج رات کو مین نے نوحہ جنات سنا تو سمجھہ گئی کہ بیٹا میرا حسین علیہ السلام شہید ہوگیا۔ جنات کے اشعار ابتک کتب معتبرہ مین درج ہین۔

اترجوا امۃ قتلت حسینا	شفاعت جدہ یوم الحساب

دوسرا نوحہ جنات کا یہ ہے کہ شواہد النبوت مین درج ہے۔

مسح الرسول جبینہ فلہ بریق فی الخدود	ابواہ فی علیا قریش جدہ خیر الجدود

یہ اشعار بھی منادی غیب کے ہین مگر گوینده انکا ہاتف ہی اور ہاتف خواہ ملائکہ مین سے ہے

یا جنات سے لکہا ہی کہ ایک بدبخت مدینہ مین خطبہ پڑہکر قتل امام حسین علیہ السلام پر خوش ہوا تو یہ اشعار ہاتف غیب کے اوس شب مین سنے گئے **اشعار**

ایها القاتلون جهلا حسینا ... ابشروا بالعذاب والتنکیل
کل من فی السما یدعو علیکم ... من نبی وملائک وقبیل
قد لعنتم علی لسان داؤد ... وعیسیٰ صاحب الانجیل

زعفر جنی کا مع لشکر جنات خدمت مین جناب سید الشہدا کے حاضر ہونا اور اجازت قتال طلب کرنا کتب معتبرہ مین مندرج ہے روضۃ الشہدا۔

ملا جامی شواہد النبوت مین لکہتے ہین۔ دیگرے گفتہ است کہ اجازت خواستم کہ برابو جعفر درایم رضی اللہ عنہ گفتند تعجیل مکن کہ نزدیک یک جماعتی کہ انداز اخوان تو و خیران بران بر نیاید کہ دوازدہ مرد بیرون آمدند قباہاے تنگ در بر و موزہ در پا سلام کردند وبگذشتند بعد ازان من بروے درآمدم گفتم این جماعت را کہ از پیش تو بیرون آمدند نمی شناسم ایشان چہ کسانند فرمود کہ برادران شما اند از جن پرسیدم کہ ایشان بر شما ظاہر میشوند فرمود کہ آرے ہمچنانکہ شما می آیند و از حلال و حرام میپرسید ایشان نیز می آیند اس بحث کے لئے یہی روایت کافی ہی۔

تعلقات ائمہ اہل بیت از اجرام علویہ وسفلیہ

بروایات صحیحہ ثابت ہی کہ دو مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؑ کے لئے ردشمس ہوئی یعنی آفتاب غروب ہوکر پہر طلوع ہوا۔ ایک مرتبہ بزمانہ حیات جناب رسولخداؐ۔ اور دوبارہ خاص بزمانہ خلافت حضرت علی مرتضیٰؑ جنگ صفین مین کہ معجزات مین مفصل ذکر ان دونون روایات کا مندرج ہے۔ شواہد النبوت ازالۃ الخفا وغیرہ۔

اسمار بنت عمیس سے روایت ہے کہ فرمایا جناب فاطمہؑ نے کہ شب زفاف مجہے حضرت علیؑ سے ڈر معلوم ہوا کہ دیکہا مین نے زمین اونسے باتین کرتی ہی اور جب یہ ذکر سنا حضرت رسولخدا نے

تو سجدہ شکر کیا اور فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے اے فاطمہؑ تیرے شوہر کو تمام مخلوقات سے برگزیدہ کیا ہے۔ سارا قصہ معجزات مین مندرج ہی۔ معجزہ ابر پر سوار ہونا اصحاب کہف کے پاس جانا مشہور ہی بروز خیبر نیزہ پتھر پر لگانا اور اونہیں کا مثل موم کے ہو جانا۔ قلعہ خیبر کے خندق مین معلق ہوا پر کھڑا رہنا قلعہ خیبر کو ہلا دینا۔ فرات کا پانی کم کر دینا۔ بوقت توجہ بجانب صفین چشمہ آب برآمد کرنا کہ جسکا ذکر کتب سابقہ مین موجود تہا۔ یمن کو جاتے ہوئے ہر احجار و اشجار کا سلام کرنا اور بہت لوگون کا اسلام لانا۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی سر الشہادتین مین لکھتے ہین کہ بروز شہادت جناب امام حسینؑ علیہ السلام آسمان نے خون رویا زمین کی رنگت سرخ ہو گئی در و دیوار سے نوحہ کی آوازین آتی تہین آفتاب کو کسوف لاحق ہوا حالانکہ بوقت اجتماع نیرین کے کہ ۲۷ تاریخ قمری کو بحسب معمول واقع ہوا کرتا ہے مگر اوس روز خلاف معمول ۱۰ تاریخ کو واقع ہوا۔ اکثر مقامات پر خون برسا بیت المقدس مین جو پتھر اوٹھایا جاتا تہا خون تازہ اوسکے نیچے سے نکلتا تہا۔ شواہد النبوت۔

صحیح مسلم مین بہ تفسیر آیت وما بکت علیھم السماء حال شہادت امام مظلومؑ درج ہے شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے درمیان مدینہ و مکہ کے امام محمد باقر علیہ السلام کو کہ اسوقت سات یا آٹھ سال کے تھے ہوا پر جاتے ہوئے دیکھا اور پھر غائب ہو گئے۔

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مدائن کو جاتے تھے کشتی پر سے ایک عورت کی انگشتری دریا مین گری اور آپکے فرمانے سے دریا کا پانی کم ہو گیا اور انگشتری نظر آنے لگی کہ ملاح نے اوٹھا کر دیدی۔ شواہد النبوت جامی۔

امام رضا علیہ السلام سے صاحبان مامون عداوت رکھتے تھے مگر ہوا نے خود پردہ اوٹھا دیا امام محمد تقیؑ کے معجزات مین نمبر ۳ ملاحظہ کرو۔ امام محمد بن العسکری کا دریائے دجلہ پر

مصلے بچھا کر بیٹھنا درج اعجاز ہے۔ اور حضرت امام علی نقی کا معجزہ نمبر ہشتم دیکھو۔

تعلق از حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ

ملا جامی کتاب شواہد النبوت مین لکھتے ہین کہ ہارون رشید عباسی ایک مرتبہ شکار کھیلنے غزنین گیا چیتے کتے باز وغیرہ شکاری جانور شکار پر چھوڑے تمام جنگل کے ہرن جمع ہو کر ایک مقام پر کھڑے ہو گئے ہر چند سگان شکاری کو اور دیگر جانوران شکاری کو چھوڑا مگر بوجہ ادب اوس مقام کے کوئی جانور متوجہ شکار کا نہوا ہارون رشید بہت متعجب ہوا اور وہان کے باشندون کو جمع کیا ایک شخص ضعیف نے بیان کیا کہ مین اپنے بزرگون سے سنتا ہون کہ اس جگہ مزار پر انوار جناب حضرت مرتضے علیہ السلام کا ہے اوسی وقت ہارون نے شکار موقوف کیا اور ہر سال زیارت کو آیا روضۂ منورہ تعمیر کرایا حضرت امام حسن علیہ السلام کا معجزہ نمبر ۳۔ دیکھو۔

باب معجزات مین ہم قصہ ہرنی کا درج کر چکے ہین کہ خود اپنا بچہ لیکر واسطے حضرت امام حسین علیہ السلام کے حاضر ہوئی۔

امام حسین علیہ السلام کی نعش کی حفاظت چوپاؤن نے کی پرندون نے سایہ کیا اکثر پرندون نے مدینہ مین اطلاع کی خون آلودہ ہو کر روضۂ منورۂ رسولخدا پر آیا دیوار فاطمہ صغرا پر بیٹھا۔ جانورون کا رونا بھی اس مصیبت مین بیان کیا گیا ہے قاتلون کی منخرین مین سانپ کا گھسنا بروایت معتبر جامی نے لکھا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی نسبت کتاب شواہد النبوت مین لکھا ہے کہ ہجوم

عصافیر رہا کرتا تھا اور گرد آپکے رہا کرتے تھے۔
کئی قسم ہرن کے ہمراہ کھانا کھاتے تھے جب آپ نام لیکر جنگل سے آواز دیتے تھے تو ہرن چلے آتے تھے۔ ایک ہرن نے آپ سے شکایت صیاد کی کی اور آپ نے غزالہ اوسکو صیاد سے دلا دیا۔
قیدخانہ شام مین حشرات الارض یعنی سانپ بچھو وغیرہ حضرت امام زین العابدینؑ کے قدمون پر سر رکھتے تھے ناقہ آپ کا مثل ذی فہم انسان کے کام دیتا تھا بعد وفات قبر شریف پر سر پٹک پٹک کر مر گیا۔
ایک مرتبہ ایک گنجشک روبرو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے آکر لوٹنے اور فریاد کرنے لگی۔
آپ نے خادم سے فرمایا کہ یہ گنجشک شکایت کرتی ہے کہ اوسکے گھر مین سانپ آگیا تو جاکر اوسکو مارو۔ چنانچہ خادم نے گھونسلے مین سانپ مارا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک مرتبہ جنگل مین سوار ہوے جاتے تھے ایک بھیڑیا پہاڑ سے اوترا اور آپکی سواری کی طرف آیا آپنے اوسکو دیکھکر سواری روک لی وہ دونون ہاتھ اپنے زین پر رکھکے کھڑا ہوا اور منہ اپنا حضرت امام علیہ السلام کے کان کے پاس لیگیا کچھ عرصہ تک سرگوشی کی بعد امام نے فرمایا اچھا ہمنے کر دیا وہ بھیڑیا اوتر کر چلا گیا لوگون نے حال دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ بھیڑیا کہتا تھا کہ میری مادہ درد زہ مین مبتلا ہے دعاے خلاصی فرمائیے اور یہ دعا بھی فرمائیے کہ میری نسل مین سے کوئی بھیڑیا کسی آپکے شیعہ کو آزار نہ دے۔ کتاب شواہد۔ اشارہ کرنے سے درخت کا آنا بہ تحت مافوق المومنین علی اللہ معجزات مین درج ہین۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو جبکہ منصور نے بارادۂ قتل طلب کیا تو ایک اژدہاے عظیم نے بآواز فصیح منصور سے کہا کہ تجھکو خداے تعالےٰ نے بھیجا ہے اور

حکم دیا ہے کہ اگر امام جعفر صادق علیہ السلام کو کچھ بھی گزند پہونچی تو منصور کو مع اوسکے محل کے نگل جا۔ باب معجزات مین مفصل مذکور ہے۔ شواہد النبوت ملا جامی امام جعفر صادق علیہ السلام چلے جاتے تھے کہ ایک ضعیفہ مع یتیم بچون کے ایک مردہ گائے کی نعش پر روتی تھی آپکو رحم آیا اور مادہ گاؤ سے فرمایا کہ اوٹھ کھڑی ہو وہ اوٹھکر چلنے پھرنے لگی معجزات مین مذکور ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے چار طیور کا قصہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا دکھلایا یعنی چار جانور مختلف قسم کے بلاکر ذبح کرکے گوشت پوست کا قیمہ کرکے پھر ہر ایک کو زندہ کرکے اُڑا دیا۔

امام رضا علیہ السلام نے ابو اسمٰعیل سندھی کی زبان کو مس کیا وہ اچھی طرح فصاحت سے عربی بولنے لگے۔

چڑیا اور سانپ کا قصہ جو بذکر امام زین العابدین علیہ السلام درج ہوا ہے آپ کا ہی بوقت تدفین قبر مین مچھلیون کا پیدا ہونا اور پھر بڑی مچھلی کا ظاہر ہونا اور چھوٹی مچھلیون کا کھا جانا۔ معجزات مین درج ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام کے حال مین لکھا ہے کہ متوکل عباسی کے مکان مین بہت جانور طیور وغیرہ پلے ہوئے تھے اور ایسا شور و غل ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کی آواز نہین سن سکتا تھا مگر جب حضرت تشریف لیجاتے تھے تو تمام جانور ادب سے خاموش ہو جاتے دلائل النبوت سے قصۂ درخت ام معبد کا حامی نے اسطرح نقل کیا ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ سے بجانب مدینۂ منورہ ہجرت کرکے چلے تو راستہ مین ایک مقام پر ام معبد کے مکان پر مقیم ہوئے۔ وضو کرتے ہوئے آپ نے غرغرہ کا پانی ایک دیوار کی جڑ مین ڈالا تھا وہان ایک درخت پیدا ہو گیا۔ خوب سرسبز ہوا پھل لگا۔ پھل اوسکا ہر مرض کی دوا تھا اور برگ اوس درخت کے

شتر و بکری کا شیر زیادہ کرتے تھے - ایک روز صبح کو دیکھا کہ تمام پھل و سکے گر پڑے ہین - خبر سنی کہ رسول خدا صلواۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوگیا - پھر ایک روز دیکھا کہ برگ اوسکے گر گئے اور کچھ کچھ برگ پتے چھوٹے اوسمین رہے کہ خبر سنی کہ جناب علی مرتضیٰؑ کی وفات ہوئی بعد اسکے جب شہادت جناب امام حسین علیہ السلام کی واقع ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ درخت بالکل خشک ہوگیا اور اوسکی جڑ مین خون تازہ موجود ہے - شواہد النبوت -

امام حسن علیہ السلام ایک شخص زبیر کے ہمسفر تھے اور نخلستان خشک مین ٹھہرے آپکی دعا سے ایک درخت خرما سرسبز ہوگیا اور بار ور ہوا اور اوسی وقت خرمائے تر لگے اور پختہ ہوئے اور تناول فرمائے -

امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ما حق المومن علی اللہ آپ نے منہ پھیر لیا مگر سوال کیا پھر بھی منہ پھیر لیا تیسری مرتبہ پھر اوسنے یہ سوال کیا تب آپ نے فرمایا کہ حق مومن کا اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ اگر اس درخت کو کہے کہ یہان آؤ تو وہ چلا آوے - امام نے جو درخت سامنے نظر آتا تھا اوسکی طرف مثال مین اشارہ کیا تھا لیکن وہ درخت اپنی جگہ سے چلا اور قریب امام علیہ السلام کے آیا آپنے درخت سے کہا کہ مین نے تجھکو طلب نہین کیا بلکہ مین نے مثال دی تھی تو اپنی جگہ پر واپس جا چنانچہ وہ درخت اپنی جگہ واپس چلا گیا -

امام جعفر صادق علیہ السلام نے درخت خرما پر جو خشک ہوگیا تھا کچھ پڑھا وہ سرسبز ہوکر بارور ہوا اور خرمے کھائے اعرابی نے کہا عجیب سحر ہے آپنے فرمایا کہ یہ سحر نہین ہے بلکہ دعائے پیغمبران و فرزندان پیغمبران ہے اگر تو کہے تو تجھکو مسخ کردون اعرابی سخت جاہل تھا مسخ ہونے پر راضی ہوا آپ نے اوسکو کتا بنا دیا اوس حالت مین وہ اپنے گھر گیا جورو بچون نے کتا سمجھکر نکال دیا واپس ہوکر سر قدمون پر امام کے

رکھا اور رونے لگا آپ کو رحم آیا دعا کی پھر انسان ہو گیا۔ شواہد النبوت۔

امام محمد تقی علیہ السلام جبکہ دختر مامون سے نکاح کر کے واپس آئے اور مسجد کوفہ میں ایک درخت خشک تھا آپنے وہاں وضو کیا وہ بارور ہو گیا۔ جناب علی مرتضے علیہ السلام سے زمین کا باتیں کرنا جنگ خیبر میں پتھر کا مثل موم ہو جانا اور نیزہ پتھر میں گڑ جانا اوپر ہم لکھہ چکے ہیں۔ اور یمن کو جب آپ تشریف لیگئے تو تمام احجار و اشجار نے آپسے باتیں کیں اور سلام کیا جو لوگ آپکی پیشوائی کو آتے تھے وہ یہ حال دیکھکر مسلمان ہوئے۔

بایام شہادت امام حسین علیہ السلام بیت المقدس میں جو پتھر اوٹھایا جاتا تھا اوسکے نیچے سے خون جاری ہوتا تھا۔

روایت ہے کہ جناب علی مرتضیٰ نے وصیت کی تھی کہ میرے انتقال کے بعد زاویہ خانہ سے ایک لوح پیدا ہو گی بعد غسل وکفن کے اوسپر رکھنا اور جب جنازہ کی اگلی طرف خود اوٹھے پیچھے سے پکڑنا اور جسطرف کو چلے لیچلنا جہاں اگلا سرا زمین پر رکھا جاوے وہاں ٹھہر جانا زمین کھودنا تابوت سلاح ملیگا اوسمیں دفن کرنا چنانچہ ایسا ہی ہوا

امام زین العابدین علیہ السلام کی دعا سے حجر اسود بزبان فصیح گویا ہوا اور محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے محمد امامت و وصایت بعد حسنین ع حق علی ابن حسین است۔ ہکذا عبارت جامی۔

ایک مرد اور عورت کے ہاتھہ حجر اسود پر چسپان ہو گئے کسی طرح علیحدہ نہو سکے آپکے ہاتھہ مس کرنے سے الگ ہو گئے امام محمد باقر علیہ السلام نے پس دیوار کا حال بجنسہ دیکھا اور فرمایا کہ دیوار ہماری نظر کے حائل نہیں ہو سکتی ہے۔ منہ امام علی نقی علیہ السلام نے تصویر شیر کی طرف اشارہ کیا اور متوکل عباسی کے دربار

مین اوس تصویر نے اصلی جسم شیر کا بنکر شعبدہ باز ہندی کو بحکم امام چیر ڈالا۔
راوی کہتا ہے کہ ام غانم ایک عورت تھی اوسکے پاس ایک پتھر تھا کہ جسپر جمیع ائمہ
اہل بیتؑ کے مواہیر ثبت تھے میرے روبرو امام حسن عسکری علیہ السلام کے پاس
پس ام غانم لایا آپنے مہر کر دی پتھر مثل موم ہو گیا مہر اوسپر اُٹھہ آئی۔
یہ روایت بھی جامی نے شواہد مین لکھی ہے اور اثبات امامت کے لیئے بھی
یہ روایت مویّد ہے

اب ہر شخص عاقل اس امر مین غور کر سکتا ہے کہ امامت وخلافت کے لیئے احق کون ہے آیا نائب
رسول وہی شخص ہے کہ جسکی متابعت جمیع موجودات نے مثل ہی کی ہی یا وہ شخص ہے کہ جسکی طرف صرف جمع انسان
مائل ہو گیا ہو اور دیگر موجودات نے اوسکی متابعت نہین کی۔ اگرچہ بہ نسبت دیگر موجودات کے
انسان اشرف المخلوقات ہے مگر اسی قدر اسکی طبیعت مین مادہ عصیان وطغیان
بڑہا ہوا ہے بندہ ہائے نیک وفرمانبردار خدا ورسول بہت کم ہین عاصی وکافر
بکثرت ہین ملاحظہ کیجئے کہ خدائے تعالیٰ کی کسی مخلوق نے سوائے انسان کے خدائی
کا دعویٰ نہین کیا ہے حالانکہ بہ نسبت جن وملائکہ کے انسان کی کچھہ بھی بساط نہین ہے
قوم جنات مین سے بڑا ذی اختیار اور دوامی زندگی والا معاملات دنیا وطبایع
انسان پر قادر شیطان لعین ہے بہ نسبت شداد وفرعون کے اوسکا دعوے
الوہیت بھی بہت زیادہ وقعت رکھتا تھا مگر اوسنے خدائی کا دعویٰ نہین کیا اسی پر
قیاس کر لو انسان وسائر موجودات کو اسلیئے ہمنے اس معاملہ مین دیگر موجودات کو انسان
پر ترجیح دی ہے اور خود اہل تسنن بھی یقیناً اس امر کو قبول کرینگے کیونکہ اصحاب
ثلثہ کے بعد اجماع انسانی کی قدر اونکی نگاہون سے بھی گری ہوئی ہے کیا وہ اپنی دل مین
یہ خیال نہ کرتے ہونگے کہ جناب علی مرتضیٰ اور معاویہ مین کیا نسبت ہے یا جناب

سبط رسول امام حسین علیہ السلام اور یزید لعین مین کیا فرق ہے دیکھو یہی طبقہ
انسانی کربلا کے میدان مین ایک فاسق فاجر اور منافق کی ہمراہ ہو کر امام حسین علیہ السلام
السلام سے لڑا اور کیا کیا تکالیف اونکے اہلبیت اور اونکے معصوم کو پہونچائیں جگر گوشہ رسول
کو چھوڑ کر بمقابلہ اوسکے جگر گوشہ ابو سفیان کے ہمراہی بنے اور سب جانتے تھے کہ ابو سفیان
وہ ہی جو رسول خدا سے لڑا اور دندان مبارک شہید کیا اوسی کی جورو نے بوجہ
عناد قلبی حضرت امیر حمزہ عم رسول خدا کو مثلہ کیا اور جگر اونکا نکالکر کہا یا انہین سے
معاویہ پیدا ہوا جو بہتر لڑائیاں حیدر کرار سے لڑا جنکی حق مین رسول خدا فرماتے ہین
اَنَا حَارِبٌ لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَاَنَا سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ یعنی مین لڑنے والا ہون اوس
شخص سے جو (علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ) سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اوس
سے جو انسے صلح کرے اوسی کی اولاد سے یزید تھا اور پشتینی عداوت و
دشمنی انکی خاندان نبوت سے سب لوگون پر ظاہر تھے اور خوب جانتے تھے کہ حسینؑ
جگر گوشہ رسول الثقلینؐ ہین پس اونکو چھوڑ کر یزید کی طرف رجوع ہونا یا بعد اونکی ذریت
رسولؐ کو چھوڑ کر منافقین مروانیہ و عباسیہ کی طرف رجوع ہونا فقط فرقہ انسانی ہی کا
کام تھا پس جبکہ ایسی بڑے بڑے صاف اور روشن معاملات مین کہ رات اور دن کا سا
فرق تھا حضرات انسان نے یہ انصاف کیا ہے تو کیا امید باقی رہے کہ بمقابلہ حضرت
علی مرتضیٰ اور اصحاب ثلثہ کے فرقہ انسانی کی رائے راستی پر تھی - اس بات کا یہ
جواب ہو سکتا ہے کہ سب ایک قسم کے نہین ہوتے وہ لوگ کہ جنہون نے حسنینؑ
کو ترک کر کے یزید کو قبول کیا شقی اور مردود تھے لیکن بہت آسانی سے اسکی تردید
ہو سکتی ہے کہ کیا اس زمانہ مین سوائے بہتر تن کے سب شقی اور بے ایمان
لوگ ہی تھے حرمین کے شرفا اور صحابی زادے اہل شقاوت کی کارروائی
سے ناراض نہین ہوئے بلکہ بخوشی خاطر یزید سے بیعت کر لی اگر وہ لوگ اہل ایمان ہوتے

توضرور قرابت رسول کی رعایت کرتے اوس زمانہ مین فوج ولشکر نوکر رکھنے کا دستور نہتا کہ یہ مجبوری ہوتی کہ یزید صاحب لشکر ہے مسلمان لوگ اوسکے مطیع ہوئے وہ خلیفہ بنگیا اگر جملہ مسلمانون کو پاس ولحاظ رسول کا ہوتا تو کیا یزید یہود ونصاری وکفار کی فوج لیکر مسلمانونکے ساتھہ لڑتا۔ واہ بر حال ابن عمر کہ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت سے انکار کرے اور یزید کی بیعت اختیار کرے۔ جناب امیر جیسے خلیفہ برحق کو تو مسلمان خلافت سے خلع کرین اور امام حسین علیہ السلام وجملہ ذریت رسول کی شہادت وتباہی کے بعد بہی صحابی وصحابزادگان یزید کی بیعت شکست نہ کرین کیا انصاف والے لوگ ایسی عقیدہ کو مسلمانی عقیدہ تصور کرینگے اور جو لوگ درپے تحقیق ہین کیا اس بارے مین وہ کچھہ بہی خوض نہ کرینگے اور اوسکی وجہ اور سبب تلاش کرنے مین ساعی نہونگے۔ وجہ اسکی صاف طور پر یہی پائی جاتی ہی کہ منافق اور دشمن خاندان نبوی زیادہ تہے اور مومن پاک اعتقاد ومحب رسول وآل رسول بہت ہی کم تہے۔ گویہ بات درست ہے کہ پکے مومن اور محب وہی لوگ تہے کہ جو امام حسین علیہ السلام کے ساتھہ شہید ہوئے یا جنہون نے بعد اسکے عوض لینا چاہا اور پکے منافق اور دشمن خاندان نبوی وہی لوگ تہے کہ جنہون نے امام حسین کو شہید کیا اور بعد مین محبان اہل بیت سے لڑے اور اونکو اذیتین پہونچائین مگر وہ لوگ بہی الزام معائنت سے بری نہین ہین جو دونون طرف کی خیر مناتے تہے اور کسی طرف نہین ہوتے تہے گویا وہ قتل وتباہی خاندان نبوت اور ترقی دولت اعداے رسالت سے رضامند تہے اگر رضامند نہ ہوتے تو ضرور مختار کے گروہ کی طرح اہل مدینہ ومکہ بہی ہاتھہ پیر ہلاتے۔ پس انکے نزدیک جناب محمد رسول اللہؐ اور ابوسفیان مین اور جناب علی مرتضیٰؑ اور معاویہ مین اور جناب امام حسینؑ

اور یزید مین کچھہ فرق نہین ہے۔ پس جو لوگ ایسی فرق بین مین کہ حسیرات اور دون
کی مثال صادق آتی ہے تمیز کرسکے اور دیدہ و دانستہ اونہون نے ایمان واسلام
کی رعایت کو چھوڑکر صریح کفر ونفاق کی رعایت اور حمایت کی تو مین کس طرح کہہ
سکتا ہون کہ انہون نے معاملہ حضرت مرتضےٰ اور اصحاب ثلثہ مین انصاف کی
کارروائی کی ہو۔ اُن دونون زمانون مین کچھہ بھی فرق نہ تھا بہت سے لوگ
حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے والے یزید کی بیعت مین زندہ وسلامت موجود
تھے اوسوقت کے مسلمانون کا طریقہ قسم وار تیرہ سو برس گذرے ابتک
موجود ہے تو کیا دس بیس برس مین کچھہ تغیر آگیا تھا اگر کسی کو یقین نہ آوے دیکھہ
لیوے کہ جیسا امام حسین علیہ السلام کے زمانہ مین مسلمان تین گروہ پر منقسم تھے بجنسہ
اوسی طرح اب بھی تین گروہ ہین۔ اول وہ مومن پاک اعتقاد تھے کہ جنہون نے ذریت
رسول پر اپنی جان فدا کی اور بعد مین بھی دریغ نہ کیا۔ دوسرے گروہ دشمنان خاندان
نبوت کہ جنہون نے قتل اولاد رسول جائز رکھا اور طرح طرح سے اونکو تنگ کیا
تیسرا گروہ مسلمانون کا وہ ہے جس نے دونون سے کنارہ کیا اور اوسط درجہ کو
خیر الامور پر قرار دیکر اپنے دل کو سمجھایا کہ تمہین کیا غرض ہے کسی طرف
شامل نہو۔

حالانکہ ایمان وکفر کا اوسط خیر الامور نہین ہے بلکہ وہ بھی مثل کفر ہے۔
اب ان ہر سہ فرقات کو مسلمانون مین باوجودیکہ تیرہ سو برس کے قریب گذر چکے
ہین ہم بآسانی شناخت کرسکتے ہین اور اوسی سابقہ حیثیت کے ساتھہ اب بھی ملین گے
دیکھو فرقہ اول کو محبان اہل بیت شیعان موجود ہین دشمنان وقاتلان اہل بیت
سے اب لڑنا بھڑنا غیر ممکن ہے وہ بیچارے اپنی زبان سے لعنت وملامت کرکے
اپنے دل کے بخارات نکال لیتے ہین۔ دوسرے گروہ خارجی اور ناصبیونکا ہے

اب امام حسین علیہ السلام اگر موجود نہین ہین تو بجاے تیر و شمشیر کے اپنی زبان کو
استعمال مین لاتے ہین۔ چنانچہ کسی کا شعر ہے۔ **فرد۔**

یک حسینی نیست کان گردد شہید ورنہ بسیار اند در دنیا یزید

تیسرے اگروہ ثالث بالخیر بیشک فرقۂ سنت و جماعت ہے کہ ادہر تو اہل بیت کے مصائب تک اُنکا سُننے کو دل نہین چاہتا اُدہر قاتلان اہل بیت تک کے لیے لعنت بھی گوارا نہین کرتے دونون سے بے تعلق ہین بس جبکہ اسقدر عرصۂ دراز کے بعد وہی صورت عقائد اہل اسلام کی بجنسہٖ موجود ہے تو کوئی وجہ نہین ہے کہ خلفاے ثلثہ کے زمانہ کے عقائد خلافت معاویہ و یزید مین بدل گئے ہون لہذا اسمین کوئی شک نہین ہے کہ وفات رسول خدا کے بعد اونکے اہل بیت کے دوست اور محب بہت ہی کم تھے اور باقی دو فرقے بہت زیادہ تھے یزید کے مطیع کو لاکھون اور امام کے مطیع بہتر عجب افسوس کا مقام ہے وہ درمیانی فرقہ شامل یزیدیون کے تھا کیونکہ وہ لوگ جیسے ترک نصرت امام حسین علیہ السلام کی کرتے تھے ویسے ترک بیعت یزید کی نہین کی تا باز پسین جملہ صحابی و صحابی زادگان اوسکے مطیع فرمان بردار رہے ایسا ہی بعد اوسکے مروان اور اوسکی اولاد کے مطیع رہے اور یہانتک اس فرقہ ثالث کو اونسے اختلاط رہا کہ اب مابین اونکے کوئی فرق مابہ التمیز باقی نہین ہے اس زمانہ مین وہ سب ملے جلے ہین اپنے اپنے ذاتی عقیدے سے شناخت ہوسکتے ہین خوارج مسقط مطیعان آل ابوسفیان نہین ہین اونکو ہر سہ فرقات سے تعلق نہین ہے البتہ محب شیخین ہین اور اوربعد مین فرقہ سنت و جماعت سے الگ ہوگئے ہین قسم دوم مین جو لفظ خوارج ہمنے استعمال کیا ہے اور اونسے مراد نہین ہے بلکہ نواصب سے مراد ہے جو اہل تسنن مین بوجہ اوسی بیعت یزید و آل مروان کے ملے جلے ہین۔ اور خوارج مسقط یزید وغیرہ سے بھی قطع تعلق

کرکے علیحدہ ہوگئے تھے اب اہل انصاف فرقۂ انسان کو بہ نسبت دیگر موجودات کے فرو رنا معتبر تصور کرینگے اور تشخیص امام برحق کے لیے اجماع امت کا ہرگز اعتبار نہ کرینگے اوسوقت کے انسان معلوم ہوتا ہے کہ بہت طمّاع اور لالچی تھے۔ فرق درمیان اصحاب ثلثہ اور حضرت علی مرتضیٰ کے جو کچھ تھا وہ بہ نسبت اوس فرق کے جو درمیان امام حسین علیہ السلام اور یزید لعین کے ہے نہایت دقیق اور باریک تھا اصحاب ثلثہ کی نسبت فرقہ شیعہ کو بھی کسی فسق و فجور ظاہری کا اعتراض نہین ہے اور دیگر فرقات اسلام اونکی صحابیت اور اعلیٰ مدارج کے قائل ہین۔ اور یزید لعین کی نسبت تو کسی فرقہ مسلمان کو شک نہین ہے بلاشبہ سب کے نزدیک وہ بڑا فاسق وفاجر تھا اور منافق پس جس گروہ نے بموجودگی سبط رسول اللہ یزید سے بیعت کی اور بعد شہادت اہل بیت اوس بیعت کو قائم رکھا تو اوس فرقہ سے یہ امید رکھنا کہ انہون نے حق و باطل کی تمیز بمقابلہ علی مرتضیٰ علیہ السلام اور اصحاب ثلثہ کی ہوگی بیشک بہت بڑے اجہل اور مجنون کا کام ہے جن لوگون نے دن رات مین فرق نہین کیا وہ صبح شام مین کیا فرق کر سکتے تھے۔ جنکو طمع نے ایسا اندھا کر دیا تھا کہ امام حسینؑ جگر گوشہ رسول الثقلین کی ترک نصرت کرکے ایسے کھلے ہوئے منافق اور فاجر و فاسق کی بیعت کا حلقہ گردن مین مثل طوق لعنت کے ڈالا وہ کب خیال کر سکتے تھے کہ بمقابلہ اصحاب ثلثہ کے حضرت مرتضیٰ علیؑ زیادہ تر مستحق خلافت ہین یا نہین اور جسوقت ہم اپنے موقع پر حالات اجماع بیان کرینگے سب کو کیفیت اجماع بھی منکشف ہو جاویگی۔

صفت پنجم نائب رسول اللہ کی یہ ہے

کہ علم لدنی جیسا کہ انبیاے مرسلین کو حاصل ہوتا ہے ویسا ہی نائب مرسل کو حاصل

ہونا چاہیے اور جن جن طریقون سے پہلے انبیا تابعین رسالت کو یہ علم حاصل ہوا ہے
اونہین طریقون سے اس رسالت کے نائبان کو حاصل ہوا ہو۔
واضح ہو کہ علم لدنی سے مراد وہ قدرتی علم ہے کہ بغیر تعلیم انسانی محض خدا تعالےٰ
کی قدرت سے اوسے حاصل ہوا ہو اور باعتبار معنی لغوی وہ خدا کے پاس کا علم ہے
انبیا و مرسلین کے لئے ضروری بات ہے حاصل ہونا اس علم کا اور درحقیقت ایک
جزو اعظم ہے نبوت کا اور جبکہ جزو اعظم نبوت کا ہے تو نائب رسول اللہ کے لیے بھی نہایت
ضروری اور لازمی ہے۔ کیونکہ نائب رسول وارث رسول ہوتا ہے اور بدرسالت
کی وراثت یہی علم لدنی ہے۔ یہ صفت ایسی مقدم صفت ہے کہ خاص نفس رسالت
سے تعلق ہے بغیر اسکے نہ رسول ہو سکتا ہے نہ نبی ہو سکتا ہے نہ نائب رسول ہو سکتا ہے
اگرچہ اور صفات ماسبق بھی نہایت اہم اور ضروری ہین مگر فرق یہ ہے کہ یہ صفت مثل
نزول وحی خاص نفس رسالت سے تعلق ہے اور معجزہ و عصمت وغیرہ داخل شہادت
رسالت ہین اور نفس شے مقدم ہے اوسکی شہادت سے اسلیئے اسپر زیادہ استدلال
کی حاجت نہین ہے۔ اگر بعد پیغمبر خدا کے کوئی شخص عالم علم لدنی پایا جاوے تو اوسی کو
نائب رسول سمجھنا چاہیے اور اگر وہ دعویدار نیابت بھی ہو تو سبحان اللہ اور دیگر
اوصاف بھی اوسمین پائے جاوین تو پھر منکر اونکا قریب بہ کفر ہے اور اگر کسی دعویدار
نیابت مین یہ صفت ثابت نہو اوسکا دعویٰ نیابت محض باطل ہے اور جبکہ دیگر اوصاف
بھی اوسمین نہون تو اوسکا معتقد بھی بدرجہ کفر پہونچتا ہے قرآن شریف سے بھی یہ امر ثابت
ہے کہ خلیفہ سب سے زیادہ عالم ہو۔ چنانچہ جب خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو
پیدا کیا اور چاہا کہ اپنی تمام مخلوقات مین اوسکو برگزیدہ کر کے خلیفہ مقرر کرے تو ملائکہ کو
اس حال کی اطلاع ہوئی تو عرض کی اے بار خدایا کیا تو زمین پر اس شخص کو خلیفہ
کرتا ہے کہ جو فساد کریگا اور خون بہائیگا اور نافرمانی کریگا دیکھیے تو ہم تیری کیسی

عبادت کرتے ہین مطلب ملائکہ کا یہ تہا کہ ہم بہ نسبت آدم کے زیادہ تر مستحق خلافت کے
ہین تو دیکھو اوسوقت اللہ تعالےٰ نے فقط علم کے ذریعہ سے آدم کو فوقیت اور ترجیح
ملائکہ پر دیگر فرشتون کو قائل کیا یعنی آدم کو تمام مخلوق کے اسما کا علم عطا کیا اور
پھر بغرض حجت تمام کرنے کے ملائکہ کا امتحان بمقابلہ آدم کے لیا ملائکہ اپنی بے علمی پر معترف
ہوئے اور آدم بوجہ علم کے خلیفہ مقرر ہوئے - دیکھو سورۂ بقر پارۂ الم مین یہہ
قصہ درج ہے اس سے ثابت ہوا کہ علم خلیفہ کے لئے لازمی امر ہے - اس لیئے
تحقیقات اس صفت کی ضروری ہے - اسلیے ہم تحقیقات اسکی کتب اہل تسنن سے
کرتے ہین اب ہمکو اول حضرت ابوبکر کی نسبت دیکھنا چاہیے کہ کتب معتبرہ سے انکی نسبت
حصول علم لدنی یا وصی رسول اللہ ہونا ثابت ہی یا برعکس اسکے - ہم جہانتک تلاش
کرتے ہین کسی عالم فرقہ سنت وجماعت کا یہ قول نہین دیکھتی کہ جناب رسول خدا نے
حضرت ابوبکر کو تعلیم علم لدنی کی فرمائی ہے اور اونہون نے حضرت عمر کو سکہلایا ہے اور حضرت
عمر نے اسی طرح اپنے مابعد کو بتلایا ہے نہ یہ امر ثابت ہے کہ کبھی اون بزرگوارون نے
اس امر کا دعویٰ کیا نہ وہ قریب وفات رسول خدا کے پاس پہونچ سکی شاید دو
یا تین روز پیشتر سے یہ لوگ دولت قربت سے نبی کے محروم تھے - بروایت بخاری جب
قصہ دوات وقلم پر آپ نے خفا ہوکر ان لوگون کو فرمایا کہ قوموا عنی یعنی اٹھہ جاو میرے
پاس سے پھر اونکو تا بزیست زیارت حضرت کی میسر نہ آئی - اہل تسنن کی کتب معتبرہ وغیر
معتبرہ سے بھی حصول علم لدنی اور وصیت نسبت اصحاب ثلثہ ثابت نہین ہے -

اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہ السلام کے - اسوقت داب
مناظرہ ہمکو اس امر کا مانع نہین ہے کہ کتب شیعہ سے اثبات وصیت وعلم لدنی کرین کیونکہ
کتب اہل سنت وجماعت سے جب انکے معتقد الیہ کی نسبت اثبات نہو سکا تو جواب
اوسکے کتب شیعہ سے اونکے معتقد الیہ کی نسبت اثبات ہم پہونچا سکتے ہین مگر ہم

بمزید احتیاط ہرگز کتب اہل تشیع کی طرف توجہ نہین کرتے اور خیال کرتے ہین کہ جب
کتب اہل تسنن سے اصحاب ثلثہ کے علم لدنی و وصیت کی نفی اور حضرت مرتضیٰؑ کے علم و
وصیت کا اثبات ہوگا تو پہر کسی کو موش گفتگو باقی نہ رہیگا بمنزلہ اقبال خود تصور ہوگا
اسلئے ہم تحقیقات اسکی کتب اہل تسنن سے کرتے ہین - کتب سیر و احادیث اہل
تسنن مثل معارج النبوت و مدارج النبوت محقق دہلوی و حبیب السیر کتب سیر
و احادیث سے ثابت ہے کہ آخر وقت سر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا حضرت
مرتضیٰ علی علیہ السلام کے زانو پر ہوا اور مثل طریقہ انبیاے سلف تعلیم علم لدنی اور برکت
و وصیت فرمائی - لعاب دہن اپنا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو چٹایا سینہ سے سینہ ملایا
ابتدا اس قصہ کی یہی کہ جناب سیدہ بالین رسول خدا پر موجود تہین کہ اول رسول خدا
نے فرمایا کہ اے فاطمہ حسنین کو بلاؤ چنانچہ تشریف لائے اور سینہ رسول خدا پر سر رکہکر
رونے لگے اور رسولخدا بہی روئے بعد اسکے حضرت علی مرتضیٰؑ کو پاس بلایا کہ جناب فاطمہؑ
بالین سے علیحدہ ہوئین اور حضرت علی علیہ السلام وہان بیٹھے اور گود مین یا زانو پر رسولخداؐ
کا سر رکہا اور تعلیم و وصیت اوسوقت عمل مین آئی بعضے نا محقق علما نے یہ لکہدیا
کہ حضرت کا آخری وقت عائشہ کے زانو پر ہوا - یہ قطعی موضوعی روایت ہے شیخ الہند
محقق دہلوی نے حضرت عائشہ کے اس فخریہ قول کا بطلان کیا ہے بلکہ یہ صاف
لکہدیا ہے کہ یہ قول بی بی عائشہ کا فخریہ ہے اور روایات معتبرہ سے اسکا بطلان ہوتا ہے
ثابت ہے کہ عائشہ اور حفصہ اور اونکے گروہ کی امہات المومنین تین روز سے علیحدہ تہین
رسولؐ خدا کے پاس نہ تہین صرف جناب سیدہ اور حضرت ام سلمہ کہ انکا گروہ حضرت
عائشہ سے الگ تہا حاضر خدمت تہین محقق دہلوی بعد بطلان قول حضرت
عائشہ یہ لکھتے ہین کہ جب حضرت نے حسنینؑ کو طلب کیا اور اونکے بعد حضرت علیؑ کو
بلایا تو بی بی عائشہ از خود بغیر بلائی آئین اور طالب وصیت ہوئین اور اونکے ساتھی بی بی حفصہ

بہی آئین مگر رسول خدا نے یہ فرمایا کہ تمکو وہ وصیت کافی ہے جو کل کے روز کی گئی
یہ فرمایا کر رخصت کیا۔ بی بی عائشہ نے اس سے بڑہکر ایک اور فقرہ بیان فرمایا کہ بوقت
نزع جب رسول خدا کو تکلیف ہوئی کہ روح آپکی جسم سے علیحدگی نہ کرتی تہی تو اللہ
تعالیٰ نے ایک حور کو بصورت عائشہ متمثل کرکے جنت مین دکہلایا تب روح مطہر
حضرت کے جسم سے علیحدہ ہوکر عائشہ کے شوق مین جنت گئے نعوذ باللہ من ذالک
رسول خدا پر ایسی تہمت لگائی گئی ہر کہ گویا اشتیاق لقاے الٰہی سے زیادہ شوق
عائشہ کا تہا یہ روایت محض افترا ہی اور راوی اوسکی خودام المومنین ہین کوئی شخص
جسمین شمہ بہر بہی ایمان ہوگا کبہی ایسا گمان بہی حضرت کی طرف نہ کرسکیگا۔
ہمنے اکثر احادیث موضوعہ کی نسبت لکہا ہی کہ دروغگوئی مخفی نہین رہ سکتی وہ ہمارا
مقرر کیا ہوا اصول اس روایت پر بہی صادق آگیا خداوند کریم دروغگو کو ہمیشہ فضیحت
کرتا ہے اور اوسکی زبان سے ایسے الفاظ نکلوا دیتا ہے کہ وہ خود بخود نادم ہوجاوی
اور افترا پردازی اوسکی ہرگز نہ چل سکے۔ اب اہل تحقیق غور فرماوین کہ خدا کے گہر کی باتین
فرشتہ بیان کرے یا نبی بیان کرے اس حال کی وحی کسکے پاس آئی تہی بی بی عائشہ
نے نبوت کا دعویٰ نہین کیا کہ اونکے پاس وحی آئی ہوتی اونکے والد ماجد پاس بہی
نزول جبرئیلؑ نہ تہا پہر کسطرح اونکو یہ قصہ معلوم ہوا کہ حور جنت مین متمثل میری
صورت سے کی گئی۔ مین ایسے علما کی عقل پر سخت نفرین کرتا ہون کہ جنہون نے
ایسی روایت صریح البطلان کو یقینی تصور کیا ہے۔ یہ امر دو حال سے خالی نہین۔
یا تو خودام المومنین نے اپنی بڑائی اور فخر مین یہ تہمت خدا اور رسول خدا پر باندہی ہے
یا بعد کے خانہ زادان شیخین نے ازدیاد محبت مین اپنا ایمان برباد کیا ہے مگر شیخ
عبدالحق محدث دہلوی نے اس روایت کو خاص حضرت عائشہ سے بیان کیا ہے
یہ امر ثابت ہے کہ رسول خدا نے حضرت ابوبکر کو تعلیم نہین فرمائی نہ اونہون نے

خلیفہ ثانی کو نہ خلیفہ ثانی نے ثالث کو جیسا کہ ہم آئندہ وصیت ائمہ اہل بیت سے لیکے بادیگرے ثابت کرینگے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص مثل راوی روایت سابقہ بروے بہتان اس امر کا دعویٰ بہی کرے تو خلافت ثالث کے لیے وصیت ساقط ہوتی ہے کیونکہ بوقت وفات خلیفہ ثانی کوئی شخص خلیفہ ثالث تجویز نہین ہوا تہا نہایت برحق ہین یہ ہوا ہی کہ اگر بوقت وفات امام جانشین حاضر نہین ہی تو صدہا کوس سے بروے اعجاز پہونچا یا گیا ہے امام رضا علیہ السلام کی وفات کا حال دیکہو۔

صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ پیغمبر خداؐ نے اپنی وفات کے قریب حضرت علیؑ کو وارث علوم انبیا قرار دیکر وصی مقرر کیا۔ لفظ وصی پر بہت سے نواصب یہ دلیل لاتے ہین کہ کسی اپنے معاملہ مین یا اپنی زوجات کے معاملہ مین وصیت کی ہوگی مگر ہم اس امر کو بخوبی صاف طور سے ثابت کرینگے کہ وہ وصیت مشعر بعلوم لدنیہ و رموز نبوت ہے اور یکے بعد دیگرے وہ وصیت دوازدہ امام تک پہونچی ہے اگر کسی خاص معاملے کی بابت ہوتی تو حضرت علی علیہ السلام پر ختم ہوجاتی اور حجر الاسود امامت و وصایت علیؑ ابن الحسینؑ پر گواہی نہ دیتا۔

یہ امر بہی ثابت ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے پیشتر ہی تعلیم علم لدنی کی حضرت علیؑ کو فرمائی تہی اور دنیا مین ذریعہ حصول علم حضرت علیؑ کو قرار دیا چنانچہ فرمایا رسول خدا نے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ وَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ یعنی مین علم کا شہر ہون اور علی اوسکا دروازہ ہے جو کوئی ارادہ علم حاصل کرنے کا کرے وہ دروازے کی طرف رجوع کرے۔

یہ امر پوشیدہ نہین ہین کہ مراد اس علم سے علم لدنی ہے کیونکہ رسول خداؐ امی محض تہے علوم ظاہری اور لکہنے پڑہنے سے کچہ بہی سروکار نہ تہا اس حدیث مین بہی لوگون نے جعل بنایا گو علماے محققین نے اوس جعل کو نکال دیا مگر غلامان تثلیث مثل تحریف انجیل

نہ ہو کے لیکن وہ وضعی احادیث کے دریافت کا اصول اسمین بہی موجود ہے۔
خیانت کرنا حضرت علی کے حقوق مین جاہا تہا مگر وہ دست درازی مثل حملۂ عقبہ
ظاہر ہو گئی اور علمانے رسول خدا کے منصب پر دست اندازی دیکہکر روایت کو
رد کیا اگر صرف حضرت علیؑ کے منصب پر دست اندازی ہوتی تو علمائے اہل السنن
اوسکی تردید نہ کرتے بنیاد اور دیوارین اور سقف نے شہر کو گہیر لیا اور دروازے مین مخل نہ
ہو سکے مفصل تذکرہ اسکا ہمنے صفت اول کی تحقیق مین لکہا ہے۔ ملا جامی نے
شواہد النبوت مین یہ خطبہ جناب علی مرتضیٰؑ کا نقل کیا ہے سلونی عما دون العرش
فان ما بین الجوانح علماً جما ھذا لعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فی فمی ھذا ما زقنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زقاً زقاً فو الذی
نفسی بیدہ لو اذن للتوراۃ والانجیل ان یتکلما لو ضعت وسادۃ فاخبرت
ما فیہما فصدقانی علی ذلک یعنے سوال کرے اور پوچہے مجہہ سے جسکا
جی چاہے ہر چیز کی بابت سوائے عرش کے بدرستیکہ درمیان دونون پہلو میرے
کے (یعنے درمیان سینہ کے۔ علم کثیر ہے ببرکت لعاب دہن رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بیچ منہ میرے کے۔ یہ وہ علم ہے کہ خورش دی مجہکو رسول خدا نے
خورش دادنی (یعنے جیساکہ خورش دینے کا حق ہے) پس قسم ہے اوسکی جسکے قبضہ
مین میری جان ہے اگر حکم دون توریت وانجیل کو کہ وہ بولین البتہ تکیہ رکہتا ہون مین
پس خبر دون اوس چیز سے کہ جو درمیان ہر دو کتاب کے ہے پس راست گو جانین
وہ دونون کتابین مجہکو اوپر خبر دینے میرے کے۔

معجزات جناب امیر علیہ السلام مین ہمنے اس خطبہ کو شواہد سے نقل کیا ہے۔
انا عبد اللہ واخو رسول وارث نبی اللہ الرحمۃ۔ منم ناکح سیدۃ النساء اہل الجنۃ
منم سید اوصیا و خاتم الشان منم ہر کہ غیر از من این دعوے کند خدائے تعالے اورا

بہ بدی گرفتار گرداند۔

معجزات میں قصہ نکالنے چشمہ قریب دیر اور دریافت کرنا راہب کا۔ لکھا گیا ہی کہ اوسنے یہ پوچھا حضرت امیر سے کہ تم نبی ہو یا فرشتہ آپ نے فرمایا کہ میں وصی پیغمبر آخر الزمان ہوں تب وہ راہب ایمان لایا اور یہ کلمہ پڑہا اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ واشہد انک وصی رسول اللہ بجنسہ یہ نقل شواہد کی ہی مگر نہ معلوم اب سنی لوگ کیوں لفظ وصی سے چڑہتے ہیں بعد وفات جناب امیر علیہ السلام کے ندائے غیب مکان کے اندر سے آئی کہ جامی نے لکھا ہی باین عبارت کہ محمد درگذشت

ووصی او شہید شد نگہبانی امت کہ تو اند کرد۔ دیگرے گفت ہر کہ سیرت الشان ورزد وپیروی الیشان کند۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پدر بزرگوار شاہ عبدالعزیز ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء میں ایک خطبہ نقل کرتے ہیں جو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے بعد شہادت امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کے پڑہا۔ امام حاکم نے روایات شرفا و سادات عظام سے اوسکو لکھا ہے۔ وھو ھذا۔

قال خطب الحسین بن علی علی الناس حین قتل علی فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال لقد قبض فی ھذہ اللیلۃ رجل لا یسبقہ الاولون بعمل ولا یدرکہ الاخرون وقد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعطیہ رایۃ فیقاتل وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فما یرجع حتی یفتح اللہ علیہ وما ترک علی الارض صفراء ولا بیضاء الا سبعمائۃ دراھم فضلت من عطایاہ ارادان یبتاع بہا خادما لاھلہ ثم قال ایہا الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن ابن النبی وانا ابن الوصی وانا ابن البشیر فانا ابن النذیر وانا ابن الداعی الی اللہ باذنہ وانا ابن السراج

المنبر وانا من اهل بیت الذی کان جبرئیل ینزل الینا ویصعد من عندنا وانا من اهل بیت الذی اذهب الله عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا وانا من اهل بیت الذی افترض الله مودتهم علی کل مسلم فقال تبارک وتعالیٰ ومن یقترف حسنة نزدله فیها حسناة فاقتراف الحسنة مودتنا اهل البیت امام نسائی نے اس روایت کو تا بہ خادما لاهله لکھا ہے اور ترمذی نے بروایت صحیحہ قول ابی سعید خدری اسقدر اور زیادہ لکھا ہے قال ان کنا لنعرف المنافقین نحن معاشر الانصار ببغضهم علی ابن ابی طالب وعن ام سلمة تقول کان رسول الله صلی الله علیه واله وسلم لایحب علیا منافق ولایبغضه مؤمن اس خطبۂ جلیلہ سے مقصود اس مقام پر ثابت کرنا لفظ وصی کا ہے۔ دیگر فضائل ہیں اور مقامات پر اقتباس کیا جائیگا علیؑ مرتضیٰ کا وارث و وصی رسول ہونے سے اجلۂ علمائے اہل سنت والجماعت نے اعتراف کیا ہے چنانچہ ہم ایسے شخص کا قول لکھتے ہیں کہ کسی اہل التسنن کو بہر جا ئے گفتگو نہ ہے یعنی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا میں بذکر جناب علی مرتضیٰؑ علیہ التحیۃ والثنا لکھا ہے باین عبارت۔

ازانجملہ حمیت قوم خود مثلاً اہتمام در اتمام منصب او کردن و برائے نصرت او ہمت قویہ بکار بردن و غالباً این فضیلت در اشرف ناس مخلوق میشود چون فیض الٰہی داعیہ اعلائے کلمۃ اللہ در نفس او فرو ریخت از میان اخلاق جمیلہ این خلق خدمت او نمود و آن معنی عقلی را مشرح ساخت پس مقامے شگرف بہم رسید کہ تعبیر از ان باخوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و موالاۃ او و بلفظ وصی و وارث و امثال آن کردہ می شود۔ مثلاً فقال انت ولی فی الدنیا والاخرۃ واخرج الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان علی یقول فی حیوۃ رسول اللہ صلعم ان اللہ یقول فان

افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لانقلب علی اعقابنا بعد اذ هدینا اللہ واللہ لئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت واللہ انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارث علمہ فمن احق بہ منی۔ اخرج الحاکم عن ابی اسحٰق قال سئلت قثم بن عباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا واشدنا لہ لزوقا۔ اگرچہ وراثت سب چیز کی اور وراثت ہے مگر علماے اہل سنت جب قول ہذا فی دوا تہام لانزث پر توجہ کرینگے تو فقط وارثت علم کہینگے فہو المراد۔

اگرچہ بوقت وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نائب برحق کو علوم لدنی بذریعہ لعاب دہن تعلیم فرمائی اور وصیت کرکے وصی و وارث علوم انبیا علیہم السلام گردانا لیکن اس سے پیشتر اور بعد بھی چند مواقع ایسے حضرت علیؑ کو حاصل ہوے کہ زمانے جمیع علوم اونپر کہل گئے سب سے اول بوقت پیدائش حضرت مرتضیٰؑ کے رسول خدا نے اپنی زبان حضرت علیؑ کے منہ مین دی اور دیر تک حضرت علیؑ زبان سے لعاب چوستے رہے یہی وجہ ہے کہ علوم ظاہری اور باطنی مین بے نظیر تہے۔ آیہ ۲۹ باب ۲۷ کتاب پیدائش توریت مین قصہ وعطاے برکت حضرت یعقوب علیہ السلام کا جبکہ اونکے باپ نے اونکو جانشین کیا اسطرح لکہا ہے کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے مجہکو چوم یعقوبؑ نے چوما پہر آپنے برکت دی اور یہ دعا کی کہ جو شخص اوسپر لعنت کرے وہ ملعون ہے اور جو اسکو برکت دے وہ مبارک ہو بالکل یہی طریقہ حضرت علی مرتضیٰؑ کے لیے عمل مین آیا ہے اور یہی دعا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی حضرت علی علیہ السلام کے لیئے بعد جانشین کرنے کے فرمائی ہو۔

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من
خذلہ علاوہ جناب علی مرتضیٰؑ کے ثابت ہوتا ہے کہ وصیت علوم نبوت کی
درجہ بدرجہ امام دوازدہم تک پہونچی ہے یہانتک کہ مصیبت معرکہ کربلا مین
بھی یہ وصیت نظرانداز نہ ہوئی اور اُسی معرکہ دار و گیر مین حضرت علی بن الحسین
کو وصی و وارث انبیا قائم کیا۔ چنانچہ شہادت النبوت مین شہادت
حجر الاسود بحق امام زین العابدین اسطرح نقل کی گئی ہے کہ امام زین العابدینؑ
نے حجر اسود سے یہ سوال کیا۔ کہ مارا خبر کن کہ امامت وصایت بعد از حسین
بن علیؑ حق کیست حجر الاسود برخود بجنبید چنانکہ نزدیک بود کہ از جائے بیفتد و
بزبان عربی و فصیح گفت اے محمد (بن حنفیہ) بسلم دار کہ امامت و وصایت
بعد از حسین ابن علی حق علی بن الحسین است۔
بوقت وفات حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے امام محمد باقر علیہ السلام کو
وصیت کی بہذا عبارت جامی۔ گفت اے فرزند وعدہ من امشب رسیدہ است
و ویرا وصیت کرد۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہین بعبارت جامی۔ کہ پدر
من مرا وصیت کرد و گفت کہ تو مرا غسل دہی کہ امام را جز امام نشوید۔ ابو بصیر نے
امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا۔ شما ذریت رسول اید۔ فرمود آرے
پیغمبر خدا وارث جملہ پیغمبران است فرمود آرے۔ گفتم علوم ایشان را میراث
گرفتہ است گفت آرے۔ گفتم شما نیز میراث گرفتہ اند علم پیغمبر را گفت آرے
گفتم شمارا قدرت آنست کہ مردہ را زندہ گردانید و کور مادرزاد و ابرص را بہ
گردانید از کوری و برص و خبر کنید مردم را از انچہ در خانہا ے خود میخورند و چیزے
می نہند فرمود آرے باذن اللہ تعالیٰ۔
بذکر امام جعفر صادق علیہ السلام لکھا ہے کہ درخت خشک خرما پھل آیا اور اعرابی

نے تعجب کیا باین عبارت جامی - اعرابی آنجا حاضر بود گفت ہرگز این چنین سحرے
که امروز دیدم نہ دیدہ بودم امام جعفر صادق علیہ السلام فرمود کہ ما وارثان پیغمبرایم
درمیان ما سحری و کہانت نمی باشد دعا میکنیم خدائے تعالیٰ اجابت میکند -
جبکہ منصور دوانقی نے ارادہ قتل امام جعفر صادق علیہ السلام کا کیا اور اوسکو ایک
اژدہائے عظیم نظر آیا اور اپنے مصاحبون سے اوسکا ذکر کیا اور ان لوگون نے اوسکو سحر
امام خیال کیا تو منصور نے کہا - خاموش کہ این خاصیت اسم اعظم است کہ بر رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدہ بود کہ ہرچہ میخواست چنان مے شد -
ملا جامی لکھتے ہین وقد قیل ان کتاب الجفر الذی بالمغرب یتوارثہ
بنو عبد المؤمن ہو من کلامہ پھر کہتے ہین - این کتاب جفر مشہور است
و مشتمل است بر علوم و اسرار الیشان و ذکر آن در کلام علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنہ
صریح است آنجا کہ گفت چون مامون ویرا ولیعہد خویش بساخت -
الجفر والجامع یدلان علی خلاف ذالک وقال الصادق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ علمنا غابر ومزبور ونکت فی القلوب ونقر فی الاسماع وعندنا
الجفر الاحمر والجفر الابیض ومصحف فاطمۃ علیہا السلام وان عندنا
الجامعۃ فیہا جمیع ما یحتاج الناس الیہ فیسئل عن تفسیر ہذا الکلام
فقال اما الغابر فعلم ما یکون واما المزبور فالعلم بما کان واما النکت
فی القلوب فہو الالہام واما النقر فی الاسماع انہم حدیث الملئکۃ
علیہم السلام نسمع کلامہم ولا نری اشخاصہم واما الجفر
الاحمر فوعاء فیہ سلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وان تخرج حتی یقوم قائمنا اہل البیت واما الجفر الابیض
فوعاء فیہ توریت موسیٰ وانجیل عیسیٰ وزبور داؤد وکتب اللہ الاولیٰ

وامّا مصحف فاطمة علیها السلام ففیه ما یکون من احادیث واسماء کل
ما یملک الی یوم القیمة واما الجامعة فهو کتاب طوله سبعین ذراعا املاء
رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم من فمه وخط علی ابن ابی طالب
علیه السلام بیده فیه جمیع ما یحتاج الناس الی یوم القیمة
حتی ان فیه ارش الخدش وجلدة ونصف جلدة۔ اب کوئی
دقیقہ علوم نبوت کا باقی نہین رہا جو حضرت صادق علیہ السلام نے بیان نہین
فرمادیا۔ ہمنے کبھی نہین سنا نہ کسی کتاب مین دیکھا کہ اسی طرح علوم کا حال خلفاء
ثلثہ یا دیگر ائمہ اہل سنت نے بیان کیا ہو پھر علوم انبیا سے اونکو ورثہ وحصہ ملنا کیسے
یقین کیا جاوے قصہ وفات امام ضامن ثامن معجزات مین بیان ہوا ہے کہ جب
مامون عباسی نے آپکو زہر دیا اور مکان پر تشریف لائے اور دروازہ مکان کا بند
کرادیا اوسکے بعد بیان راوی جامی نے اسطرح لکھا ہے۔ ناگاہ دیدم کہ جوانے درآمد
خوبروے ومشکبوے وبسیار شبیہ برضا علیہ السلام پیش وے دویدم وگفتم از کجا درآمدی
کہ در بستہ بود فرمود کہ آنکس مرا آورد کہ بیک ساعت از مدینہ بخراسان آورد پرسیدم تو
کیستی فرمود کہ من حجة اللہ محمد بن علیؑ و پیش پدر درآمد ومرا نیز گفت کہ درآئی کہ چون
رضا علیہ السلام ویرا بدید برخاست وویرا معانقہ کرد وبسینہ خود درکشید ومیان دو چشم
وے ببوسید وویرا بر بستر خود برد ووے نیز روے بر روے پدر خود نهاد وباوے سخنان
پنہانی گفت کہ من ندانستم بعد از ان بر ہر دو لب رضا رضی اللہ عنہ کفی دیدم سفید تر از
برف ومحمد بن علی رضی اللہ عنہما آنرا می لیسید از زبان خود پس دست درمیان جامہ پدر
وسینہ او کرد چیزے مثل عصفور بیرون آورد وفرو برد ورضا رضی اللہ عنہ درگذشت۔ یہ طریقہ
وصیت اور تعلیم علم لدنی صاف طور پر بیان کیا گیا ہے پھر اسی قصہ مین بیان غسل وکفن ہے
اور یہ نقل بھی ہے کہ امام را جز امام نشوید۔ بعد غسل وکفن تابوت آپکا چھت مکان کی شق

ہوکر اوپر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا - امام محمد تقی علیہ السلام نے ابو صلت سے فرمایا کہ بعینہ عبارت شواہد نقل کیجاتی ہے - پس فرمود کہ اے ابو صلت ہیچ پیغمبری نیست کہ در مشرق مردہ باشند و وصی وے بمغرب بمیرد مگر کہ خدا تعالیٰ میان اجساد ایشان جمع کند اس سے ثابت ہے کہ جمیع آئمہ علیہ السلام بروایات علمای اہل التسنن وصی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت ہین اور طریقہ تعلیم وصیت و عطای مثل انبیاے قدیم انمین جاری رہا اور اصحاب ثلثہ کو اس صفت سے قطعی مس بھی نہین ہوا

صفت ششم نائب برحق کی یہ ہے

کہ علم قرآن و سنت اور حل مسائل و قضایا مین بدرجہ اتم کمال رکھتا ہو کبھی کبھی سوال جواب مین قاصر نہو -

ضرورت اس صفت کی نائب رسول مین ہونی بہت بڑی واضح بات ہے محتاج باستدلال نہین ہے ہر شخص خوب جانتا ہے کہ مرسل دینی اور نائب مرسل جمیع انسانون سے اعلم ہونے نہایت ضروری ہین کیونکہ اگر کوئی امتی آدمی پیغمبر یا امام و خلیفہ سے زیادہ عالم ہوگا تو وہ پیغمبر اور نائب پیغمبر اوسکے محتاج ہونگے وہ ہرگز اونکو خاطر مین نہ لائیگا - خصوصاً کلام ربانی کی تفہیم تعلیم مین اگر پیغمبر یا وصی پیغمبر قاصر ہون تو وہ ہرگز پیغمبر اور وصی پیغمبر نہین ہین کیا خوب بات ہے کہ جو کتاب خود اونپر یا اونکے منیب پر نازل ہوئی ہو اسی کو کما حقہ نہ سمجھہ سکین اور جبکہ کوئی امتی نبی یا نائب نبی سے کسی امر کی بابت سوال کرے اور نبی یا نائب نبی اوسکے جواب سے قاصر ہو تو بڑی شرم کی بات ہے سُننے اور دیکھنے والے ضرور بد اعتقاد ہو جاوینگے اسلیئے واجب اور فرض ہے کہ امام و نائب نبی جمیع امت سے اعلم ہون - اب ہم جملہ دعویداران امامت کے علم کا باہم مقابلہ کرتے ہین اور دیکھتے ہین اعلم الناس بعد النبی کون شخص ہے خصوصاً خلفائے ثلثہ

اور جناب امیر کے علم کا باہم مقابلہ کرنا بہت ضروری ہوا۔

حضرت ابوبکر صدیق علم قرآن اور علم سنت وقضایا انکو بوجہ اتم ہرگز حاصل نہ تھا۔ یہانتک کہ جب اونہون نے بعد وفات رسول صلعم خدا کے یہ سنا کہ حضرت علی قرآن مجید جمع کرنے مین مشغول ہین تو شاید اس خیال سے کہ یہ کام بھی نائب رسول کا ضروری ہے خواہشمند ترتیب قرآن کے ہوئے اور حضرت علی کے جمع کئیے ہوئے قرآن سے اغماض کیا لیکن حضرت ابوبکر خود اس کام کو نہ کر سکے تب مجبور ہوکر زید بن ثابت اور اُبی بن کعب وغیرہ چند شخصون کو مامور کرکے قرآن جمع کرایا معلوم ہوا کہ اونکے زمانہ کی اُمتی لوگ اونسے زیادہ علم قرآن رکھتے تھے۔ اور باوجودیکہ ایک مجمع نے جمع ہوکر قرآن جمع کیا تھا مگر حضرت عثمان نے اوسکو ناقص خیال کیا اور اپنے وقت مین دوسرے طریق پر جمع کیا۔ اب رہا علم سنت اور فقہ اوسکی یہ کیفیت ہے کہ خود علمائے اہل سنت وجماعت نے اونکو داخل صحابہ مجتہدین نہین کیا۔ صحابہ مین سے صرف چھہ شخص کو علمای مجتہد لکھا ہے۔ عمر ابن الخطاب زید بن ثابت اُبی بن کعب علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ عبد اللہ ابن مسعود اور ابو موسیٰ اشعری ہکذا فی ازالۃ الخفا۔ اب اہل انصاف غور کرین کہ جو شخص دعوے نیابت رسالت کا کرے اور وہ لیاقت مجتہد ہونے کی نہ رکھے اور امام کہلائے اور ماموم اور امتی لوگ اوسکے روبرو مجتہد ہوجاوین تو بڑی شرم کی بات ہے منجملہ اصحاب ثلثہ ایک حضرت عمر کو قرار دیا ہے مگر اسکی بحث کا یہ موقع نہین ہے اونکے بیان مین ہم بحث کرینگے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ خالد بن الولید نے خلیفہ کو لکھا کہ یہان اکثر لوگ مرتکب اغلام کے ہوتے ہین اونکو کیا سزا دیجائے۔ جب یہ خطبہ حضرت ابوبکر رض کے پاس پہونچا تو نہایت تردد ہوا اور فکر ہوئی لیکن کچھہ جواب نہ دے سکے اور عاجز ہوئے مجبور ہوکر حضرت علی مرتضیٰ ع کو بلایا اور فتوے اونسے لیکر خالد کو جواب خط لکھا

افسوس کا مقام ہے کہ علماے اہل تسنن شرائط خلافت مین اخبار علوم دین واقامت ارکان اسلام وامر معروف ونہی منکر بڑی شد ومد سے داخل کرتے ہین اور پہر خلیفہ کے امر ونہی سے پوری پوری ناواقفیت بہی تسلیم کرتے ہین تو یہ خلافت کیا ہوئی بچون کا کہیل ہوگیا سواے اجماع فرقہ انسانی کے کوئی شرط خلافت کی خلفاے ثلثہ مین پائی نہین جاتی

حضرت عمر فاروق ہمکو اونکے بارے مین زیادہ حاجت تحریر نہین ہے۔ علم قرآن انکو مطلق حاصل نہ تہا۔ جمیع تفاسیر دیکہہ لیجیے کس کس آیت کی شان نزول آپ نے بیان فرمائی اور کن کن اشارات کی تفہیم آپ نے فرمائی ہے۔ یادداشت قرآن شریف کی یہ کیفیت ہے کہ بروز وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حضرت ابوبکر نے یہ آیت انک میت وانہم میتون پڑہی تو حضرت عمر نے خود فرمایا گویا یہ آیت کبہی مین نے پیشتر نہین سنی تہی۔ مدارج النبوت مین یہ قصہ مفصل درج ہے اور اعتراف خود کا موجود ہے یہہی نقل ہے کہ بارہ برس تک سورہ بقر کو حفظ کیا مگر نہو سکی۔

لاحول ولا قوۃ ارے میان یہ کیا اولٹی گنگا بہنے لگی۔ حضرات اہل تسنن کا مقولہ ہم یہ سنا کرتے تہے کہ رافضیون کو قرآن حفظ نہین ہوتا۔ اگر یہ سچ ہے تو اونکو اس فرقہ کا شکرگذار ہونا چاہیے کہ خلیفہ ثانی کی تقلید کرتے ہین۔ بہلا خیر یہ معاملہ تو اور ہے کہ حفظ یاد نہو بعضے ذہن کے غبی ہوتے ہین اور یہ بات ہی اور ہے کہ کوئی آیت قرآن پیشتر کبہی نہ سنی تہی مگر زیادہ تر تعجب کا یہ مقام ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی نے ایک مرتبہ حاملہ عورت کو بجرم زنا سنگسار کرنے کا حکم دیدیا اور ایسا ہی ایک مجنون کے رجم کا حکم صادر فرمایا۔ یہ احکام بالکل خلاف قرآن تہے۔ حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے جب سنا تو آپ تشریف لائے اور اس حرکت سے منع کیا اور حکم خدا جو اس بارے مین صادر ہے سنایا تب حضرت خلیفہ رسول نے بہت شکرگذاری

جناب امیر کی فرمائی اور بزبان اعتذار یہ کلمہ فرمایا لولا علی لهلك العمر یعنے اگر علی نہوتے تو عمر مارا گیا تھا اہل تحقیق سمجھہ گئے ہونگے کہ نائب نبی کے لئے علم اور مجتہد ہونا کیون ضروری امر ہے ایسا ہی ایک قصہ عورت کا بیان کیا گیا ہے کہ اوس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ عورتونکو زیادہ مہر مقرر کرنا نہیں چاہیے اسپر اس عورت نے جواب دیا کہ سبحان اللہ خدائے تعالیٰ تو ہمکو اس امر مین مختار کرے اور تم مجبور کرو تب حضرت عمر نے فرمایا۔

کلهم افقه منی حتی المخدرات فی البیوت یعنے گہر مین بیٹہنے والی عورتین بہی مجہہ سے زیادہ فقیہ ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ منصف مزاج تہے مگر خدا جانی معاملہ خلافت مین انصاف کہان چلا گیا۔

علمائے اہل لسنن نے اونکو صحابۂ مجتہدین مین داخل کیا ہے مگر اجتہاد آپکا ماشاء اللہ ایک کمیٹی کے ساتہہ تہا۔ ابن مسعود۔ ابو موسیٰ اشعری زید بن ثابت اوس کمیٹی کے ممبر تہے ازالۃ الخفا سے یہ سارا حال بخوبی روشن ہوتا ہے بموجب مذہب اہل سنت والجماعت حضرت عمر وغیرہ مجتہد مستقل کہلاتے ہین اور ان ہر پنج اشخاص کے اجتہاد کا نام مذہب فاروقی رکہا گیا ہے۔ ائمہ اہلسنت والجماعت نے اجتہاد مرتضیٰ علی کو باوجود وصیت رسولخدا ترک کرکے اجتہاد عمر فاروق وعبد اللہ ابن مسعود وزید بن ثابت کو تدوین کیا۔ ازالۃ الخفا اور شرح مشکوۃ شریف مولفہ شیخ عبد الحق شاہد ہین۔ شرح مشکوۃ مین جہان مسئلہ وراثت اوس عورت کا درج ہے کہ شوہر اوسکا قبل از وطی کرنے کے فوت ہوا صاف لکہا ہے کہ یہ مذہب علی اور اونکی شیعون کا ہے اور یہ مذہب ابن مسعود کا ہے چونکہ مذہب ہمارا مذہب ابن مسعود کا ہے اسلئے ہم قول ابن مسعود پر عمل کرینگے۔

اب ہم خیال کرتے ہین کہ جن حضرات کے علم وفضل کا یہ حال ہے اجتہاد انکا کیسا

خوبصورت ہوگا۔ اگرچہ محققین علما پر مخفی نہین ہے کہ ابن مسعود وغیرہ کے اجتہاد کا
نام بطور اسم فرضی اجتہاد فاروقی رکھا گیا ہے ورنہ وہ حضرت ایک سپاہی وضع
آدمی تھے اونکو ایسے جھگڑون سے کیا سروکار تھا مگر لوگون کے کہنے سننے سے برای نام
وہ بھی شامل ہوگئے۔ اور بروے پنچایت کے اجتہاد ہوا مگر ہم جو غور کرتے ہین تو
جمیع مسائل اونکے خلاف قرآن اور خلاف عمل درآمد رسولؐ خدا کے ہین
اس سے شبہہ پڑتا ہے کہ وہ مسائل ضرور حضرات سے ایجاد ہین۔ اول مسئلہ
آب کا وضو مین غسل قدمین ہے جو صریح خلاف قرآن ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ
وضو کی ترکیب قرآن شریف مین اسطرح بیان فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا
اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا
برؤسکم وارجلکم الی الکعبین یعنے اے ایمان والو جب تم نماز کے لیے اوٹھو
تو دہوڈالو منہ اپنا اور ہاتھ اپنے کہنیون سے اور مسح کرو سر پر اپنے اور پیرون پر
گٹون تک صاف طور سے دو چیز یعنے سر اور پیر کے مسح کرنے کا مگر اجتہاد
فاروقی مین بجاے مسح قدم غسل قدم داخل ہوا۔ علماے اہل تسنن نے توجیہات
بیان کرکے غسل قدمین پر اصرار کیا ہے مگر صریح معنی قرآن کے خلاف ہے ہمیشہ
قرآن شریف کے سیدہے معنے لیئے جاتے ہین علما نے جو قواعد نحو لگاکر غسل
قدمین نکالا ہے اسطرح معنے پیدا کرنے کی سخت ممانعت ہے اگر حکم خدا مین
غسل قدمین مدنظر ہوتا تو کیا ہاتھون کے پاس پیر نہ فرماتا ہاتھ پیر ایک ساتھ بولنا
محاورے کے بھی خلاف نہ تھا مگر علماے اہل تسنن نے بوجہ الفت فاروقی
کلام الٰہی مین نقص پسند کیا اور اجتہاد فاروقی کو نقص سے بچایا ہے پہلے پہل
کا مسئلہ تھا اگر ناقص قرار دیا جاتا تو سارا مذہب ہی غارت ہوا تھا اسلیئے کلام ربانی میں
بھی سقم قائم رکھا مگر واہ رے معجزہ قرآنی خداے تعالےٰ بھی دروغ گو کو دروازے تک

پہونچا دیتا ہے اور علمائے اہل التسنن کو جو معتقد غسل قدمین تھے خود خدا ہی تعالیٰ نے
جواب دندان شکن ایسا دیا ہے کہ سب کے سب مُنہ کے بہل زمین پر گر پڑے اور اجتہاد
وغیرہ سب خاک مین مل گیا وہ جواب خداوند تعالیٰ نے مقلدان اجتہاد فاروقی کو
دیا ہے یہ ہے کہ آیت وضو کے بعد چند آیات کے پیچھے آیۃ تیمم ہے اُسمین یہ معاملہ سارا ظاہر ہوگیا
تیمم صرف اون اعضا کے مس کرنے سے پورا ہوتا ہے کہ جنکا دہونا وضو مین فرض ہے اور
اور جو اعضا وضو مین مسح کیے جاتے ہین اونکو تیمم مین قطعی ترک کر دیا ہے چنانچہ تیمم مین
صرف مُنہ اور دونون ہاتھہ پر ہاتھہ پہیرنا فرض کیا گیا ہے اور سر اور پیر جنکا دہونا وضو
مین ضروری نہین فقط مسح فرض ہے وہ تیمم مین چہوڑ دیے گئے ہین - اگر پہر وضو مین
غسل قدمین کے قائل ہون تو اوسکے صاف یہ معنی ہوئے کہ بمقابلہ حضرت عمر کے
اجتہاد کے حکم خدا کی کچہہ اصلیت نہین ہے -

معاملہ متعۃ النسا مین بہی اجتہاد فاروقی خلاف قرآن مجید اور عمل در آمد زمانہ
رسول خدا صلعم کے ہے - حکم صریح تو اوسکا سورۂ النسا مین موجود ہے -
وان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین فما استمتعتم به منهن فاتوهن
هن فریضہ یعنے اگر بلاؤ تم بعوض مال اپنے کے پردہ مین رکھکر اور نہ بہ نیت
شہوت رانی پس جن عورتون سے تم اسطرح پر متعہ کرو پس ادا کرو جو کچہہ
کہ اُجرہ اونکا قرار پایا ہے -

یہ آیت بہت صاف ہے کوئی دوسری آیت اسکی ناسخ نہین ہے حضرت رسول خدا کے
وقت مین عمل در آمد اوسکا رہا کبہی آپنے منع نہین فرمایا حضرت عمر نے اپنی خلافت مین
باختیار خود اوسکو حرام کیا - یہی دلیل ہے اونکی ناواقفیت قرآن اور فقہ کی ہے
شاید انکو یہ معلوم نہ تہا کہ اس بارے مین حکم قرآنی موجود ہے اور اگر علم تہا اور برخلاف اوسکے فتوے
دیا تو صورت اولی سے زبون تر ہے احادیث صحیحہ اہل سنت مین اسکا حال اسطرح پر

درج ہے - اخرجہ احمد ابن حنبل عن جابر بن عبد اللہ الانصاری تمتعنا
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ومع ابی بکر فلما ولی عمر بن خطاب
خطب الناس فقال ان القرآن ھو القران وان الرسول اللہ ھو الرسول
کانتا متعتان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم احدہما
متعہ الحج واخرہما متعۃ النساء امعناہ لیسنا بعدہ روایت کی ہے
احمد بن حنبل نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے کہ متعہ کرتے رہتے ہم ہمراہی مین
رسول خدا اور ابی بکر کے لیکن جبکہ عمر ابن خطاب خلیفہ ہوئے تو اونھون نے
آدمیون سے خطاب کرکے کہا کہ تحقیق قرآن وہی قران ہے اور رسول وہی رسول
ہین دو متعہ عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ہوتے تھے ایک انمین کا متعہ
حج اور دوسرا متعۃ النسا ہے اب مین انکو منع کرتا ہون وے دونون بہر نہونگے
اگرچہ بعض روایت مین پایا جاتا ہے کہ خلفاے ثلثہ کے عہد مین بھی دونون متعہ
جاری رہے اور اول معاویہ نے منع کیا لیکن روایت اولی صحیح ہے پوری بحث
اسکی شایان اس موقع کے نہین ہے -

دفع نجاسات بحسب احکام الٰہی واحادیث حضرت رسالت پناہی پانی سے
ہوتی ہین مگر حضرت عمر پیشاب کی رفع نجاست دیوار یا پتھر سے کرتے تھے اور پانی
سے نہین دہوتے تھے اوسی سنت عمری پر اہل سنت چلتے ہین چنانچہ ازالۃ الخفا
مین یہ روایت درج ہے راوی ابوبکر عن یسار بن تمیر کان عمر اذا بال
مسح ذکرہ بحائط او حجرہ ولم یمسہ ماء اگرچہ ایک مجمع کے
اجتہاد کو علماے اہل سنت وجماعت نے منسوب باجتہاد فاروقی کیا ہے
لیکن حضرت عمر کے حالات دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ وہ ہرگز قدرت اجتہاد
نہ رکھتے تھے - شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین یہ روایت لکھی ہے -

واخرج ابو عمر عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلة لیس لها ابو حسن قال انی المجنونة اللتی امر برجمها وفی اللتی وضعت لستة اشهر فاراد عمر برجمها فقاله علی ان اللہ یقول وحمله وفصاله ثلثون شهرا الایة وقال ان اللہ رفع القلم عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول لولا علی لهلك عمر یہ روایت رجم زانیہ اور قصاص مجنونہ اوپر ہم لکھہ چکے ہین اہل انصاف غور فرماوین کہ جب ایسے صاف مسائل مین بہی واقفیت نہ تہی اور قرآن سے بالکل اطلاع نہ تہی تو خطاب مجتہدی دیا جانا صریح داخل ظلم ہے اور جن لوگون نے انکو مجتہد خیال کر کے تقلید کی ہے اونکا بار بہی اوس شخص کی گردن پر رہا۔ یہ امر تو یادداشت قرآنی اور حافظہ کے متعلق تہا اب ذرا زود فہمی اور ذہانت بہی غور فرمائی جاوے صحاح اہل سنت مین حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول خدا مع صحابہ چلے جاتے تھے شہر مین ایک عورت یہودیہ مرگئی تہی اور اوسکی گہر والے اوسکو رو رہے تھے یہ حال دیکھکر رسول خدا نے فرمایا کہ اوسپر تو عذاب ہو رہا ہے اور یہ رو رہے ہین حضرت عمر نے جو اس حدیث کو سنا تو اسطرح مسئلہ بیان فرمایا کہ لوگون کے رونے سے مردہ پر عذاب ہوتا ہے **مصرعہ** برین عقل و دانش بباید گریست۔ سبحان اللہ کیا سمجھہ تہی کسکا فعل اور کسپر اوسکی وجہ سے عذاب اور طرہ اسپر یہ ہے کہ اہل سنت والجماعت حضرت عمر کے قول کے آگے قرآن وحدیث کی کچھہ بہی اہمیت نہین سمجھتے ابتک یہ مسئلہ اہل تسنن مین مشہور ہے۔ اگر یہی سمجھہ ہے تو اجتہاد بہی قابل دید ہے۔

حضرت عمر کے وقت مین قیصر روم نے کچھہ مشکل سوالات لکھکر حضرت عمر کے پاس اس غرض سے بہیجے کہ وہ نائب رسول ہین تو اونکے جوابات لکھین مگر جب وہ قاصد تحریر لیکر آیا اور حضرت عمر نے اوسکو پڑہا تو نہایت متردد ہوئے اور اونکے جوابات

لکھنے سے عاجز ہوے۔ اب بڑی مشکل ہوئی اگر جواب نہین دیتے ہین تو مذہب اسلام پر
برا حرف آتا ہے اور اقلیم با قلیم عاجزی اور معذوری خلیفہ رسول کی ثابت و
ظاہر ہوتی ہے تب آپ مجبور حضرت حلال مشکلات اسد اللہ الغالب کی خدمت
مین حاضر ہوے اور سوالات دکھلائے اور خواستگاری تحریر جوابات کی کی
تمام کتب سیر و تواریخ مین یہ ذکر درج ہے۔ کہ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام نے
سوالات کو دیکھتے ہی قلمبر داشتہ جواب لکھدیا۔ تفصیل جوابات دلائل النبوت
مین درج ہے اور شواہد مین بھی یہ قصہ منقول ہے کہ ملک روم در وقت خلافت
عمر ابن الخطاب سوالات مشکل نوشت و تفصیل آن در دلائل النبوت مذکور ست
و نزد امیر المومنین عمر فرستاد چون امیر المومنین عمر بخواند بر داشت و پیش امیر المومنین
علی علیہ السلام برد چون حضرت امیر انرا بخواند و دوات و قلم طلبید
و جواب آنرا نوشت و در پیچید و برسول قیصر داد رسول قیصر پرسید کہ این جواب را
نویسندہ کیست امیر المومنین عمر گفت این ابن عم رسول خداست صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم و داماد وے و دوست وے۔

حضرت عثمان بن عفان اگرچہ بعض اوقات حضرت عثمان کتابت وحی کرتے تھے
اور اپنی خلافت مین قرآن شریف کو اونہون نے بہ تبدیل ترتیب زید بن ثابت
مرتب کیا۔ اور پہلے قرآن جلوا دیے۔ مگر علم قرآن جس سے مقصود ہے وہ ہرگز انکو
حاصل نہ تھا۔ محض ترتیب و تحریر قرآن سے تکمیل علم ثابت نہین ہوسکتی۔
زید بن ثابت کا جمع کیا ہوا قرآن پیشتر موجود تھا اوسکو مقدم و موخر کردیا۔ اوس
زمانہ کے لوگ اس ترتیب سے رضامند نہ تھے بلکہ زبان ملامت کشادہ کرتے
تھے چنانچہ خود ام المومنین عائشہ فتواے کفر دیتی تھین۔ اور ایک دراز ریش
یہودی نعثل نام سے اونکو ملقب کرتی تھین کتاب حبیب السیر مین حضرت

ام سلمہ کا اعتراض نسبت حضرت عائشہؓ اسطرح لکھا ہے کہ دیروز۔
عثمان را بکفر نسبت کردہ مردم را بقتل او تحریص نمودے وامروز میگوئی کہ من طلبہ
خون آدمی نمایم اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا جمع کرنا اوسوقت کے لوگون کو
درست معلوم نہین ہوا بلکہ کفر وغیرہ سے منسوب کیئے گئے۔

علاوہ اوسکے حالات دیکھنے سے پایا جاتا ہے کہ قرآن کے برخلاف اونسے اکثر
امور واقع ہوئے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا تو نقص علم ہے یا دیدہ
ودانستہ ارتکاب برخلافی قرآن ہے۔ اونکے دوست غالبًا شق اولے
اختیار کرینگے اور اس موقع پر بھی ہمارا مطلب ہے۔

قصہ ثعلبہ بن حاطب مشہوری قصہ ہے کہ وہ حضرت کی دعا سے مالدار ہوا اور بروقت
حکم زکوۃ کے منحرف ہوگیا اور زکوۃ نہ دی اور اوسکے بارے مین آیت قرآنی
نازل ہوئی۔ ومنہم من عاہد اللہ۔ الی قولہ وما کانوا یکذبون۔
جب۔ یہ آیت نازل ہوئی تو ہر چند اوسنے حضرت رسولؐ خدا سے اصرار کیا
لیکن آپ نے اوس سے زکوۃ نہ لی اور ایسا ہی شیخین نے بھی کیا مگر حضرت
عثمان نے اپنے وقت مین اوس سے زکوۃ لی معلومات قرآنی کی تو یہ کیفیت

علم سنت اور فقہ کی نسبت جمہور اہل سنت وجماعت کا قول ہے کہ وہ صحابہ مجتہدین
مین داخل نہین ہین اور جبکہ وہ لیاقت اجتہاد کی نہ رکھتے تھے تو لامحالہ
کسی دوسرے مجتہد کے مقلد تھے تو امام اور نائب رسول کا اطلاق
اونپر کسی طرح نہین ہو سکتا۔

اب باقی رہی معلومات شرعی کہ جس سے اتمام منصب خلافت کا ہو کہ بقول اہل
تسنن خلیفہ کا کام احیاے علم دین واقامت ارکان اسلام وامر معروف و
نہی منکر ہے اسکا حال یہ ہے کہ ایک تو ابو لولو اور جبینہ نصرانی اور ہرمزان والی خراسان

باہم باتیں کر رہے تھے عبد الرحمن بن ابوبکر نے عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ یہ تینوں جو باتیں
کر رہے تھے تو تمہارے باپ کے قتل کا مشورہ کرتے ہونگے عبد اللہ نے یہ
خیال کیا کہ ہرمزان مسلمان ہو کر حمایت بنی ہاشم مین رہتا ہے تو وہ ضرور
شامل مشورہ قتل میرے باپ کا ہے اسلیے ہرمزان اور حفینہ نصرانی کو قتل کر ڈالا
اور پھر دیگر سبایاے عجم کی تلاش مین ہوے سعد بن وقاص نے سمجھایا تو اوسنے
ہاتھ پائی کو موجود ہوا سب سے پہلی مقدمہ حضرت خلیفہ ثالث کی خلافت مین یہ پیش ہوا
باوجودیکہ قتل مسلم ثابت تھا اور مجتہدین نے فتوی قصاص کا بھی دیا مگر خلیفہ رسول نے
قصاص نہ لیا اور بوجہ رعایت کے چھوڑ دیا اور دیت ہرمزان کے بیت المال سے
دلائی گئی۔ کذا فی روضۃ الاحباب وحبیب السیر وغیرہ کتب تواریخ۔
علاوہ تفہیم قضایا اور معاملات احیاے علوم دین اور امر معروف اور نہی منکر کے
طرفہ یہ ہے کہ آپ کی عدالت کا پہلا انصاف یہی تھا اور ماہران فن تواریخ پر ثابت
ہے کہ بعد وفات خلیفہ ثانی لتعین خلافت جبکہ عبد الرحمن بن عوف ناحق شناس
کی راے ناقص پر قرار پایا تھا تو اوسنے حضرت مرتضیٰ ع سے بھی یہ سوال کیا تھا
کہ اگر تمکو خلیفہ کیا جاے تو تم شیخین کی پیروی کروگے تو آپ نے اس سے
انکار کیا تھا کہ بقدر وسعت کرونگا کیونکہ مجتہد کسی کا مقلد نہیں ہوتا اور حضرت
عثمان سے جو دریافت کیا تو انھوں نے اقرار کیا اور یہ قصہ دوسرے ہی روز
پیش آیا تو یقیناً اس اقرار اور بیعت کو بھول نہ گئے ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ شیخین بھی ایسے ہی انصاف کیا کرتے تھے اور حضرت عثمان بیچارے خود
مجتہد نہ تھے بہ پیروی شیخین ایسا حکم دیا ہوگا اگر شیخین نے کبھی ایسا کام نہیں
کیا تھا اور وہ انصاف کیا کرتے تھے تو خلیفہ صاحب کی پیمان شکنی تھی اور اس
اہل شوریٰ ستمگار کو اسی وقت نکث بیعت کرنا واجب تھا مگر او سوقت کے لوگ

ایماندار نہ تھے ایک مقدمہ کے لئے کون بیعت توڑتا خون ناحق حسین مظلوم
کے لئے تو کسی نے یزید کی بیعت نہ توڑی ایک نکتہ شگرف اور اس مقام سے
پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مرتضیٰ علیؑ کا شیخین سے انکار اور حضرت عثمان کا
اقبال صاف طور پر لیاقت و عدم لیاقت امامت کو ظاہر کر رہا ہے اور صاف
بات ہے کہ جو شخص خود مجتہد ہے دوسرے کی پیروی خواہ مخواہ اپنے پر واجب
نہین سمجھا اور جو شخص لیاقت اجتہاد نہین رکھتا دوسرے کی تقلید کرتا ہے
وہ ہرگز امام نہین ہے بلکہ وہ ماموم ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی نسبت علم قرآن و جملہ علوم کی تکمیل بلکہ
خاتمہ آپکی ذات پر ثابت ہے اول تو ہمنے باب معجزات مین بروایت شواہد النبوت
لکھا ہے کہ جب آپ گھوڑے پر سوار ہوتے تو رکاب مین پیر دیتے تھے تو تلاوت
قرآن مجید شروع کرتے تھے اور جب دوسری رکاب مین پیر پہونچتا تھا
تو ختم قرآن کرتے تھے علم قرآن اور عبور بر قرآن اسکا نام ہے۔ دوسرے
حدیث صحیح اور متواترات سے یہ ہے کہ القرآن مع علی و علی مع القرآن
دوسرے صحیح متواتر کتب سنہ مین حدیث ثقلین ہے انی تارک فیکم الثقلین
احدهما اکبر من الاخر کتاب اللہ و عترتی لم یتفرقا حتی یرد علی الحوض
یہانتک معیت قرآن حضرت علی مرتضیٰ بلکہ جمیع ائمہ اہلبیت ثابت ہے کہ
حوض کوثر پہونچنے تک وہ باہم ایک دوسرے سے جدا نہونگے قرآن انکے ساتھ
ہوگا اور وہ قرآن کے ساتھ ہونگے۔ اوسکے علاوہ اگر اب بھی اہل انصاف کو
اطمینان نہووے تو ایک اور روایت لکھتا ہون کہ شاہ ولی اللہ دہلوی
محدث نے باوجود تعصب مذہب ازالۃ الخفا مین تحریر کی ہے واخرج ابو عمر
عن ابی الطفیل قال شهدت علیا یخطب و هو یقول سلونی عن

کتاب اللہ فواللہ مامن آیۃ الا وانا اعلم ام بلیل نزلت ام نہار ام فی سھل ام فی جبل روایت ہے کہ ابو عمر نے ابی طفیل سے کہ مین نے حضرت علی علیہ السلام کو یہ خطبہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ جسکا جی چاہے مجھسے کلام اللہ کی بابت سوال کرے پس قسم ہے خدا کی کوئی آیت ایسی نہین ہے جسکا علم مجھکو پورا نہین ہے کہ وہ رات کو نازل ہوتی یا دن کو برابر زمین پر نازل ہوئی یا اونچی زمین پر ترتیب اور جمع کرنا قرآن کا آپ کی نسبت ثابت ہے اور محققین علماے اہل سنت وجماعت کا قول ہے کہ اگر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا جمع کیا ہوا قرآن شریف رائج ہوتا تو نہایت نافع ہوتا کتب سابقہ کی نسبت بھی آپ کا علم ایسا ہی ہے کہ خطبہ مین پیشتر ہم اوسکو لکھ چکے ہین۔

دیگر علوم کی نسبت لیجیے۔ ابن طلحہ شافعی شامی نے اپنی کتاب مین بیہقی سے روایت کی ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من اراد ان ینظر الی ادم فی علمہ والی نوح فی تقواہ والی ابراھیم فی خلتہ والی موسی فی ھیبتہ والی عیسے فی عبادتہ فلینظر الی علی ابن ابی طالب ع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص علم آدم اور تقوای نوح اور خلت ابراہیم اور ہیبت موسی اور عبادت عیسے دیکھنا چاہے پس وہ دیکھے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو اس موقع پر ہمارا مقصود فقط اثبات علم سے ہے دیگر فضایل جو آپ مین مثل مرسلین کے ہین وہ اور مقامات پر حوالہ دے جاوینگے۔

دوسری روایت یہ ہے واخرج ابو عمر عن ابن عباس قال واللہ لقد اعطی علی ابن ابی طالب ع تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکھم فی العشر العاشر یعنی اللہ جل شانہ نے علم کے دس حصہ کیے اونمین سے نو حصہ حضرت علی ع کو

عطا فرمائے اور ایک حصہ ساری دنیا کو عطا کیا اور بتحقیق اوس دسوین حصہ مین
بہی اونکو شریک کر دیا - اور ایسا ہی حکمت کی نسبت مروی ہے۔
مجتہد ہونا حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کا محققین علماے اہل سنت تسلیم کرتے ہین
شیخ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا مین شرح تحریر فرماتے ہین کتب سیر و تواریخ مین صاف
طور سے درج ہے کہ جب کوئی مشکل مسئلہ خلفا کے روبرو پیش ہوتا تو حضرت
علیؑ سے فتوے لیا جاتا چنانچہ کسیقدر اسکا بیان پیشتر بہی مرقوم ہو چکا ہے کہ
مجنون کا قصاص حاملہ کا رجم کرنا خلیفہ ثانی کو آپ نے منع فرمایا سوالات قیصر روم
کے جوابات آپنے تحریر فرمائے عبد اللہ بن عمر پر قصاص کا فتوے آپ نے
دیا خلفاے ثلثہ کی نسبت بارہا حل سوالات و مسائل سے عاجزی بیان ہوئی
اور انکی نسبت جہان ذکر ہے یہ ہے سلونی سلونی سوال کرو مجھہ سے سوال کرو
مجھسے اسیر بہی اگر نا انصاف نہ سمجھین تو اونسے خدا سمجھے مدارج النبوت مین محقق دہلوی
نے لکھا ہی قصہ حضرت علی علیہ السلام کے یمن جانے کا آپنے اپنا عمامہ سر پر علی کے باندہا اور اپنے
ناقہ پر سوار کر کے روانہ کیا اور فرمایا باین عبارت مدارج - و فرمود کہ اے علی ترا فرستادم و
بر مفارقت تو دریغ میخورم - بعد ازان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ دست مبارک بر سینہ علی
کرم اللہ وجہہ نہاد و گفت اللھم ثبت لسانہ واھد قلبہ لاجرم در علم قضا بمرتبہ رسید کہ زبان
معجز بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باین منقبت ناطق گشت کہ اقضاکم علی و این
منقبت عظیم است درباب ہدایت و حقانیت و نیز آمدہ است کہ آنحضرت علی مرتضے
رضی اللہ عنہ فرمود اگر ہدایت بخشد خداے تعالےٰ بر دست تو یک مرد را بہتر است
از ہر چہ طلوع کردہ است بران و آفتاب غروب کردہ یعنے از تمامہ دنیا و ہر چہ در دنیا ست
و اشارت کرد بفضل مرتبہ ہدایت و علو شان او۔
اب اہل انصاف غور فرما وین کہ امامت اور نیابت کے لیئے ایسا شخص ضروری ہے

کہ جسکے لیئے رسولخداؐ ایسی منقبت فرماوین کہ اقضاکم علی اور دوسرے یہ کہ ایک شخص اونکے ہاتھ پر ہدایت پاوے وہ دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔ یا وہ شخص مستحق خلافت ہین کہ ہر سوال مین عاجز ہوے ہر مسئلہ شرعی مین مخالف قرآن و سنت ہوے

شاہ ولی اللہ دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین چون آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم حضرت مرتضی علی را حاکم یمن گردانیدند و آداب قضا تعلیم فرمودند و دعا نمودند

کہ قضا بروے فتح شود اخرج احمد عن علی قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فی الیمن قاضیا فقلت تبعثنی الی قوم و انا حدیث السن ولا علم لی بالقضاء فوضع یدہ علی صدری فقال تبیتک اللہ وسدادک اذا جاءک الخصمان فلا تقض الاول حتی تسمع من الاخر فانہ احدان یبین لک القضاء قال فمازلت قاضیا۔ و اخرج ابو عمر عن عبد اللہ بن مسعود کنا نتحدث اقضی اہل المدینہ علی ابن ابی طالب۔ و فی روایتہ یعنی علی ابن ابی طالب فما اعیانی قضاء بین اثنین یعنی فرمایا حضرت مرتضی علی علیہ السلام نے کہ مین کبھی عاجز نہین ہوا دو شخصون کے درمیان حکم دیتے ہین و من علی فی قولہ تعالی انما انت منذر و لکل قوم ہاد۔ قال علی رسول اللہ المنذر و انا الہادی

شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین یہ فقرہ لکھکر۔ و از حضرت علی مرتضی درین باب عجائبات بسیار نقل میکنند۔ بقدر دو صفحہ کے وہ صورتین فیصلہ قضایا کی لکھی ہین کہ عقل انسانی بالکل عاجز ہے۔ بخوف تطویل فقط اوسی پر اکتفا کیا گیا۔ یہ روایت بھی شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین درج کی ہے و اخرج ابو عمر عن سعید بن المسیب قال ما کان احد من الناس یقول سلونی غیر علی ابن ابی طالب علیہ السلام

اب اہل تحقیق خود انصاف کر سکتے ہین کہ بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

کون شخص اعلم ہے اور کون شخص اعلم نہین ہی اور نیابت رسالت کے لئے جیسے کچھہ
ضرورت علم کی ہے وہ بھی ذی شعور لوگون کو ظاہر ہے کہ منجملہ خلفاے ثلثہ کے خلیفہ
اول اور ثالث کو جو اہل سنت والجماعت مجتہد قرار نہین دیتے تو یہہ کمال تعجب ہے
کہ جو شخص لیاقت اجتہاد نہ رکھتا ہو اوسکو درجہ نیابت کیسے حاصل ہوسکتا ہے
اور لقب امیر المومنین اوسپر کب صادق آسکتا ہی۔
اج کل زمانہ کے لوگون کی تو وہ امارت نہ تھی کہ نعمت اور دولت سے امیر مشہور
ہوجاوین اوس زمانہ مین تو عام مسلمانون کی تنگی اور فراخی رزق اور دولت اور
نعمت مین یکسان کیفیت تھی اگر کسی کو کسی قسم کی بڑائی آپسمین تھی تو اسی
قسم کے معاملات مین تھی کہ فلان شخص سب مسلمانون سے زیادہ اعلم ہے
یا بروے شرف نسب یا قربت رسول یا بوجہ جود وسخا وشجاعت والقاسب کے سب
افضل ہے پس جس شخص مین یہ اوصاف موجود نہون تو وہ ہرگز خطاب امیر المومنین
کی قابلیت نہین رکھتا علم بڑی شے ہے نماز تک کی امامت مین اسکا خیال کیا
جاتا ہے مجمع علما مین اعلم بیشک نماز ہوگا عالم کے پیچھے اعلم کبھی نماز نہ پڑھیگا اور
یہ جاے کہ نیابت رسالت مین اسکا کچھہ خیال نہ کیا جاوے اور نائب رسول اتنی
لوگون سے معاملات شرع دریافت کرتا پھرے اور دوسرے کے سوال کرنے
پر خود عاجز ہوجاوے تو سخت ندامت کی بات ہی۔

صفت ہفتم نائب رسول اللہ کی یہ ہی

کہ نائب برحق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ شخص ہے کہ جو خداوند
کریم اور رسول خدا کے نزدیک جمیع امت سے برگزیدہ اور افضل ہو اور
سب سے زیادہ محبوب خدا اور رسول ہو اور وہ بھی سب سے زیادہ خدا
اور رسول کو دوست رکھتا ہو اور بنظر ضمیمہ سلطنت وہ شخص اشجع الناس

اور عادل اور رحیم تر و کریم تر ہووے اور قربت قریبہ بھی بہ نسبت اوروں کے نبی سے زیادہ رکھتا ہو۔

واضح ہو کہ اب ہم ایسے امر کی طرف مجبوراً رجوع ہوتے ہین کہ جو ہر آئنہ ایک قسم کے سوئے ادبی مین داخل ہے یعنی خاص نفس رسول کے فضائل کا مقابلہ عام امتی لوگون کے حالات سے کرنا پڑیگا۔ مگر یہ ہماری مبادرت اختیاری نہین ہے بلکہ اضطراری ہے اسلئے اسکا گناہ بھی ہماری گردن پر نہین ہے اب ہم اس بات کو جدا جدا چار فصلون مین بیان کرینگے۔ اسطرح پر کہ فصل اول مین برگزیدگی اور افضلیت سے بحث کرینگے اور دوسری فصل مین محبوبیت و دوستی خدا و رسول کا ذکر کرینگے۔ اور فصل تیسری مین فضائل ظاہری شجاعت و سخاوت و عدل و رحم کا بیان ہوگا اور چوتھی فصل مین قربت نبوی کا مذکور ہوگا۔

فصل اول

مین یہ بحث ہے کہ منجملہ مدعیان خلافت کے کون شخص خدا و رسول کے نزدیک برگزیدہ اور افضل ہے قبل اس تحقیقات کے ایک مقدمہ ضروری قابل بیان یہ ہے کہ اثبات افضلیت صحابہ منحصر بر احادیث نبوی ہے اور احادیث کی صحت اور سقم دریافت کرنے مین ایک بہت بڑی دقت یہ ہے کہ وے رسول خدا کی وفات کے بہت زمانے کے بعد ضبط تحریر مین آئے ہین اور بہت سی زبانون سی منتقل ہو کر کتاب مین اونکو جگہ ملی ہے اسلئے ایسے روایات کہ جنمین راویون کا نفع مذہبی یا دنیاوی متظنون ہو سکتا ہے وہ اشتباہ سی خالی نہین ہے خصوصاً جو احادیث کہ فضائل صحابہ وغیرہم مین وارد ہین اکثر زیادہ تر مصنوعی بھی خیال کئے گئے ہین اب

اب وہ احادیث کون سی ہو سکتی ہین کہ جنہین شبہہ تصنع کا محال ہو بس الا محالہ وہ
ایسی احادیث ہین کہ مثلاً فضائل شیخین کی روایات کتب اہل تشیع مین پائی جاوین
یا حضرت علی مرتضیٰؑ کے اعلیٰ فضائل جو کتب اہل التسنن مین مذکور ہوئین کیونکہ اگر کوئی
صنعت کرتا ہے تو اپنے نفع کے لیے کرتا ہی علماء اہل التشیع برابر شیخین کی تشنیع چاہتے ہین
پہر وہ لوگ کسی طرح مرتکب ایسی فعل کے نہین ہو سکتے کہ خود اپنے آپ کو اولٹا ملزم کرین
ایسا ہی فرقہ اہل سنت وجماعت کا ابتدا و آغاز اس مذہب کے برابر یہ عقیدہ ہے کہ اصحاب
ثلثہ اور خصوص شیخین کی فضیلت حضرت مرتضیٰؑ پر عاید کرین بس عقل سلیم ہرگز اس
امر کو باور نہین کر سکتی کہ راویان متمسک مذہب تسنن نے کوئی روایت فضائل حضرت
مرتضیٰؑ مین ایسی وضع کی ہو کہ وہ شیخین مین نہ پائی جاوے علاوہ اوسکے حالات امت
محمدی وفات رسول خداؐ سے تا بہ زمانہ تحریر کتب احادیث کہ جو ہم بغور دیکھتے ہین تو صاف
طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ اون زمانون کے لوگ حضرت علی اور جمیع آل رسول اللہ سے
منحرف تھے۔ قرون صحابہ و تابعین و تبع تابعین سب کے سب حضرات اہل بیت سے
کہلم کہلا حسد اور بغض و عناد رکھتے تھے اور بہت تہوڑے لوگ تھے کہ جو محب آل رسولؐ
تھے۔ پس حاسد لوگ تو ضرور ہی ہے کہ اونکی ضد مین اونکے مقابل کے لیے فضائل وضع
کرینگے اور جہانتک اونکی دسترس ہوگی اون حضرات کے فضائل کو مخفی کرینگے یا اونکو
اونکے غیرون سے منسوب کرینگے اگر یہ بہی نہ ہو سکا تو اونکی فضائل مین اورون کو
شامل ہی کر دینگے اور محب لوگ اگر فرض کر لیا جاوے کہ فضائل وضع بہی کرین
تو اونکے قول پر اغیار اعتبار کب کرینگے اور انکی روایت اخذ کیون کرینگے اور چونکہ
تعداد محبان انکی اقل قلیل رہی ہے کہ وہ ہمیشہ سب کی نظرون مین خار
رہے ہین اون غریبون کا سوائے فضائل کے بہی کسی دوسرے
مقام کی روایت مین حوالہ آئے گا تو اوسکو ضعیف سمجھین گے مین تحقیق کے یہ

امر بیان کرتا ہون کہ زمانہ خلفاے ثلثہ مین کبھی محبان اہلبیت کی مقدار چالیس آدمیون سے زیادہ متجاوز نہین ہوئی اور محبان اصحاب ثلثہ کی تعداد لاکھون آدمیون سے گذری ہوئی تھی۔ اور صاحبان فہم پر یہ بات بھی مخفی نہین ہے کہ جو شخص خدا اور رسول خدا پر دروغ روایت بناکر اتہام لگائیگا وہ صرف بوجہ طمع دنیاوی کے ایسا کریگا حالات اہل بیت نبوی پوشیدہ نہین ہین وہ اسقدر مقدرت نہ رکھتے تھے کہ کسی کو انعام یا خلعت و اسپ عطا کر دینگے یا کسی کو شام اور مصر اور یمن و کوفہ و بصرہ کی امارت عطا کر دینگے کہ اس امید پر کوئی اونکے لیئے حدیث وضع کرتا۔ اور بعد شہادت جناب امیر علیہ السلام کے وہ زمانہ آیا کہ اعدا لوگ آپکے محبان اور شیعان کو بنظر حصول تقرب شہید کرتے تھے صحابہ کے فضائل کے راویون کے منہ اشرفیون سے بھر جاتے تھے اور راویان فضائل اہل بیت کی زبان منہ سے نکلوائی جاتی تھی پھر کس غریب کی مجال تھی کہ فضائل اہل بیتؑ مین لب کشا ہوسکے پھر ایسا اپنی جان کا دشمن کون ہوگا کہ جسنے صحیح مناقب کو بھی کسی کے روبرو ذکر کیا ہوگا ہان جو لوگ ایسی نازک حالت مین بھی کلمہ حق سے اپنے منہ بند نہ کرسکے اونکو زمرۂ ابرار و صالحین و صدیقین مین شمار کرنا چاہیئے اور اونکی نسبت اشتباہ صنعت و اتہام کرنا داخل گناہ ہے اگر کوئی ناواقف تاریخ یون کہے کہ حضرت علیؑ بھی تو خلیفہ ہوے تھے اونکے بھی خوشامدی بہت لوگ ہوگئے ہونگے یہ بات اوسکی عدم واقفیت پر دلالت کرتی ہے۔ جبکہ خلافت ظاہری آپ پر قرار پائی اور صحابہ نے آپسے بیعت کی تو آپنے فریب و سازش کا طریقہ جو پیشتر سے جاری ہورہا تھا قطعی موقوف کیا یہ شیخین کی خلافت مین جو امیر مقرر کیئے گئے وہ کسی دینی استحقاق کی وجہ سے مقرر نہین کیے گئے تھے بلکہ دنیاوی اغراض سے انکا تقرر ہوا تھا اپنی اپنی رشتہ دارون

اور جانب دیواریون پر لحاظ کیا گیا تہا اور خلیفہ سوم کے زمانہ مین تو بالکل
دین کا لحاظ اوٹھ گیا تھا مروان طرید رسول مشیر اور نائب خلیفہ ہو خدا کی قدرت
ہے باقی جسقدر منافقان بنی امیہ تہے وہ سب بڑی بڑی حکومت پر تہے اور
غالبًا اسی فائدہ کی نیت سے ایسے لوگون کو حاکم مقرر کیا تہا کہ تمام ملک پر ہمارا
قبضہ بنا ہے کسی کو مجال ہمسے تعرض کرنے کی نہ رہی چنانچہ اونہین ظالم حکام کی
بدولت خلیفہ سوم نے مصیبت اوٹھائی - جبکہ حضرت مرتضی علیہ السلام خلیفہ ہوئے
تو عمال خائن کو موقوف کیا - علاوہ اونکے جو صحابہ اپنے آپ کو گروہ والے اور درجے والے
تصور کرتے تہے وہ خواستگار اس امر کے ہوے کہ جیسا پہلی خلافتون مین ایسے
اغراض دنیاوی پر لحاظ کیا گیا تہا اب بہی ایسی ہی دباؤ سے ہمکو حکومتین ملجاوین
جیسے کہ طلحہ اور زبیر نے درخواست حکومت کوفہ و بصرہ کی کی لیکن آپ ہمیشہ
اغراض دنیاوی سے مبرا رہے ہین باوجودیکہ اوسوقت مین عمال بنی امیہ کا
یک لخت موقوف کر دینا اہل الرای کے نزدیک کسی طرح مصلحت نہ تہا او
حضرت خود جانتے تہے کہ انکا معزول کرنا باعث فتنہ عظیم ہوگا کیونکہ وہ لوگ
سخت منافق تہے پابند اغراض دنیوی تہے دین کی مطلق پابندی نہ تہی مگر بلا خیال
پس و پیش اونکو معزول کر دیا لیکن چونکہ خلافت عثمانی مثل خلافت شیخین کے بہی
نہ تہی تمام مراتب سلطنت کی قائم ہو گئے تہے بہائی بند اونکے مصر و شام کی حاکم مثل
اس زمانہ کی امراء و سلاطین کے ہو گئے تہے اونہون نے انحرافی اختیار کی اور خلیفہ
برحق سے باغی ہو کر دین کو برباد کر دیا - اور دو بزرگوار امیدوار کوفہ و بصرہ نکث بیعت
کرکے دعویدار خلافت ہو گئے -

یہ امر قابل ذکر ہے کہ کوفہ اور بصرہ اوس زمانہ مین مبارزان عرب کی بڑی بہاری
چہاونی تہی طلحہ و زبیر نے یہ چاہا تہا کہ جب یہ دونون شہر ہمارے قابو مین آجاوین گے

توپہر ہم خلیفہ ہو جاوین گے چنانچہ بعد توڑنے بیعت کے طلحہ و زبیر بی بی عائشہ کو ہمراہ لیکر بصرہ مین پہونچے اور چالیس ہزار آدمی سے زیادہ جمع کرلیئے اور کہلم کہلا انکی سازش ظاہر ہو گئی۔

اب غور کا مقام ہے کہ مدینہ شہر مین خلیفہ ہو جانے پر بہی کسی نے آپ کا ساتھہ نہ دیا اور جسوقت آپنے مدینہ سے کوچ کیا کل اڑہائی سو آدمی آپکے ہمراہ ہوا کوفہ کو بطلب امداد قاصد روانہ کیئے تو ابو موسیٰ اشعری جو وہان حاکم تہا لوگون کو نصرت مرتضوی سے مانع ہوا جب امام حسین علیہ السلام تشریف لے گئے تو کسی قدر آدمی کوفہ سے ہمراہ ہوئے بصرے کی چہاؤنی مین حسن بصری لوگون کو ترک نصرت علی مرتضیٰ کی ترغیب دیتے تہے غرضکہ جب ناکثان بیعت دار البوار کو سدہارے تو منافقان بنی امیہ مقابلہ پر آئے آخر لڑائی خوارج نہروان کی خبر لیکر ابن ملجم ملعون کوفہ مین آیا تہا کہ ایک ہفتہ کے بعد شہادت حضرت کی واقع ہوئی پہر کون سا موقع عطاے انعام و خلعت کا ملا تہا کہ خوشامدی لوگ آپکے فضائل بیان کرتے یہ تو درحقیقت آپکی حقیقت کا معجزہ ہے کہ باوجود ایسے حادثات اور واقعات کے پہر بہی آپکے فضائل مثل آفتاب نصف النہار روشن ہو رہے ہین اور کتب موافق و مخالف آپکے فضائل سے بہرے ہوئے ہین اور خلعت و انعام کے روایات خود بخود معتبر کتابون سے نکال دیئے گئے ہین۔ سچ ہے حق کبہی نہین چہپتا۔

اب ہمکو فضائل مرتضوی مندرجہ کتب شیعہ کی نسبت اعتماد کرنے مین کوئی امر مانع نہین ہے اور جسقدر اہل تسنن کی کتابون مین فضائل صحابہ درج ہونے سے گمان صنعت و بہتان پیدا ہوتا ہے ویسا کتب شیعہ کی نسبت پیدا نہین ہو سکتا مگر ہم پہر بہی اپنے اوسی اقرار پر قائم ہین کہ اس بحث کی تحقیقات بہی ہم کتب اہل تسنن سے کرینگے اور اہل دنیا پر یہ معجزہ صاف ظاہر کرینگے کہ حق و باطل مین کیا فرق ہوتا ہے

ناواقفون کے دل مین حالات ماضیہ کے دیکھنے سے فوراً ایک یہ خلجان پیدا ہوتا ہے
کہ تمام امت کیون علیؑ سے برگشتہ رہی اور گروہ صحابہ کیون انسے بغض و عداوت
رکھتا تھا - اور یہ بات کچھ بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی واقع
نہین ہوئی بلکہ آپ کی حیات مین بھی یہی کیفیت بغض و عداوت کی تھی چنانچہ
رسول صنے مومن و منافق کی شناخت حضرت علی کی محبت اور بغض سے کر رکھی تھی
وجہ اوسکی کہ صحابہ کیون آپ سے بغض رکھتے تھے آپکی کثرت فضائل اور زیادتی مناقب
ہے جو لوگ اپنے ذہن مین اپنے آپکو بڑا آدمی اور معزز خیال کرتے تھے وہ ہر
معاملہ مین خواہ دینی ہو یا دنیاوی حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے پست رہتے
تھے اگر مومن صاف طینت ہوتے تو ویسے ہی کام کر کے اپنا اعزاز بڑہاتے
اور جن مناقب و فضائل کے قابل انکا حوصلہ نہوتا تو صبر کر کے قانع ہو جاتے
معلوم ہوتا ہی کہ آئینہ قلب اونکا زنگ نفاق سے مبرا نہ تھا اسلیے ہر منقبت اور خصلت
و تقوی پر جل کر خاک ہو جاتے تھے باقی عوام لوگ اور عوام بھی عرب کے جنکو سوا
خورد و نوش و جنگ و جدال کے کچھہ سروکار نہ تھا اون مشیخت پناہون کی ذریات
مین داخل تھے اونکو خدا نے نیک و بد کی تمیز بھی عطا نہ فرمائی تھی - غضب ہے کہ جب حسین
سبط رسول الثقلین اور یزید ملعون مین کہ بلا مبالغہ رات دن اور زمین و آسمان کا فرق
تہا وہ لوگ تمیز نہ کر سکے تو ایسی دقیق باتون کی تمیز کیلیے کہان سے دماغ لاتی جیسا جرگہ کے
سردار نے سمجھا دیا آیت و حدیث سے زیادہ ہے دیکھیے غسل قدم وضو مین مخالف
کلام اللہ ہی مگر چونکہ جرگہ کے سردار کا فعل ہے اسلیئے اوسکا ماننا پڑیگا - علاوہ اوسکی
جہال کے لئے ایک بیعت کی قید ایسی سخت تھی کہ اگر ایک مرتبہ شیطان سے بیعت
کر لین تو پھر خدا بھی ظاہر ہو کر فہمائش کرے تو ایک نہ سنین اور طرہ یہ ہے
کہ بیعت حق تو توڑ بھی دین مگر بیعت باطل جان کے ساتھہ جائے - دیکھیے

بیعت الرضوان کیسی توڑی گئی اور بیعت کرنے والے کیسے فرار ہوے کہ حضرت اوس درخت کو یاد دلاتے تھے جسکے سایہ مین بیعت ہوئی تھی اور آواز ہفرورون کو اسطرح دلاتے تھے یا اصحاب السمرہ۔ بیعت غدیر یک لخت توڑدی بیعت مرتضوی عشرہ مبشرہ والے اصحاب نے توڑدی۔ اور بیعت حضرت ابوبکر کی نسبت اہل مدینہ نے یہ عذر کیا کہ ہم ابوبکر سے بیعت کر چکے ہین اسلیے مجبور ہین ورنہ ہم آپ سے ضرور بیعت کرتے ایسے ناحق شناس لوگون کی لیے تو یہی زبان سے نکلتا ہے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

اب ہمکو مختصراً اون مناقب و فضائل کا ذکر کرنا ضرور ہے کہ جسکی وجہ سے جناب علی مرتضی محسود جمہور صحابہ ہوے اور ہم اس موقع پر اون فضائل کو بطور اختصار بیان کرینگے اور تفصیل وار بیان اونکا اپنی موقع پر آئیگا

واضح ہو کہ سب سے بڑی وجہ لوگون کو حضرت مرتضی علیہ السلام سے حسد کرنے اور بغض رکھنے کی یہ تھی کہ آپ شجاع اور بہادر ایسے تھے کہ زمانہ مین آپ یکا نظیر تھا عرب کی جہالت مشہور ہے اور جاہلون کا قاعدہ ہے کہ جب کسی شخص کو کسی صفت سے ممتاز دیکھتے ہین جل جاتے ہین جسقدر غزوات حیات رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ہوے سب مین حضرت مرتضی سے کار نمایان ہوے اور لوگ جو اپنے آپ کو بہادر خیال کرتے تھے اونسے کوئی کار نمایان نہوا۔ بدر اول اور ثانیہ پر جو کچھ حرب و قتال حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے واقع ہوا اور دعویداران شجاعت سے نہین ہوا۔ احد کی لڑائی مین حضرت عمر اور ابوبکر رض ثابت قدم نہ رہ سکے بلکہ جملہ صحابہ حضرت رسول خدا کو چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ کہ شہادت اوسکی قرآن شریف اور کتب معتبرہ اہل سنت سے ہوتی ہے۔ اور

صرف حضرت علیؑ تن تنہا رسول خداؐ کے پاس رہ گئے۔ حضرت جبریل کا حضرت مرتضیٰؑ کے داہنے ہاتھہ اور میکائیل کا بائین ہاتھہ جنگ مین رہنا۔ اور شرف انہ منی وانا منہ وقال جبرئیل علیہ السلام انا منکما اسی جنگ مین حاصل ہوا۔ لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار اسی معرکہ مین رضوان نے منقبت علی مرتضیٰؑ مین پڑہا نزول ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب اسی معرکہ مین لشہادت معارج النبوت ہوا۔ پس جو ثابت قدم رہے اونکی تعریف ہوئی۔ بہاگنے والون کی خدا نے بھی مذمت کی پھر چشمون کو کیون نہ حسد ہوا ہوگا غزوہ خندق مین جب عمرو بن عبدود کفار کی جانب سے لڑنے کو نکلا اور مبارز طلب ہوا تین مرتبہ آواز دینے پر لشکر اسلام سے کوئی نہ نکلا حضرت مرتضیٰؑ ہر مرتبہ بقصد جنگ نکلتے تھے اور رسول خدا روک دیتے تھے پھر جناب رسول خدا نے خاصکر حضرت عمر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم اس سے لڑو مگر یہ حضرت اگرچہ سپاہی وضع تھے مگر عقلمند بھی تھے صاف انکار کر گئے تب مجبور حضرت مرتضیٰؑ علی علیہ السلام کو اجازت مبازرت ہوئی اور آپ نے اوس کافر شوم کو قتل کیا جسکے صلہ مین یہ منقبت رسول خداؐ نے فرمایا۔ مبازرت علی بن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ یعنی لڑائی علی مرتضیٰؑ کی یوم خندق افضل ہے میری تمام امت کے اعمال سے جو کچھ کروہ قیامت تک کرین۔ اب غور فرمایئے کہ حضرت اصحاب ثلثہ تو درکنار ایسے ہزارون تو صحابی تھے اور کرورون دیگر امتی تھے اور ہین اور ہونگے اور اون سبکے قیامت تک کے اعمال سے جنگ خندق کی لڑائی بڑہی ہوئی ہے پھر کیون اورون کو رشک نہوتا۔ جو لوگ پاک طینت تھے وہ بیشتر سے زیادہ حضرت

علی مرتضیٰؑ کو محبوب رکہنے لگے اور جو لوگ دلون کے صاف نہ تہے وہ ضرور بغض رکہنے لگے اسی سے مومنون اور منافق کی شناخت رسول خداؐ نے مقرر کی تہی ہمنے مولوی محمد قاسم صاحب سے اصحاب ثلثہ کا داخل امت محمدی ہونا قبول کرالیا ہے اور یہ حدیث محقق دہلوی نے مدارج مین لکہی ہے۔ اب آگے چلئے خیبر کی لڑائی کا حال ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علیؑ کو آشوب چشم تہا اسلیئے مدینہ منورہ مین رہگئے تہے دوبار حضرت عمر اور ایک مرتبہ حضرت ابوبکر امیر لشکر ہوکر یہودیون سے لڑنے کو نکلے۔ اور خدا کی قدرت تینون مرتبہ شکست کہا کر پسپا ہوے اور علم کو بہی بدقت بچاکر واپس لائے۔ چوتہے روز آپنے یہ فرمایا لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ ویحبہ اللہ و رسولہ لایرجع الا یفتح اللہ علی یدیہ۔ یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ کل کے روز مین نشان لشکر کا ایسے شخص کو عطا کرونگا جو کرار غیر فرار ہے یعنے بڑا بہادر ہے بہاگنے والا نہین ہے۔ دوست رکہتا ہے وہ اللہ اور رسول کو اور اللہ و رسول اوسکو دوست رکہتے ہین نہ لوٹے گا جبتک کہ اللہ تعالے اوسکے ہاتہ پر فتح دے۔ ذرا ان الفاظ پر غور فرماؤ کہ صاف طور سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہین کہ کل کو ایسے اور ایسے صاحب منقبت کو نشان لشکر کا دونگا جس سے ظاہر ہورہا ہے کہ جو پیشتر بہیجے گئے اونمین یہ اوصاف نہ تہے وہ کرار نہ تہے اور غیر فرار بہی نہ تہے خدا و رسول کو دوست رکہتے تہے۔ اون چارون صفت مین سے تین وصف باطنی ہین اور ایک فرار صفت ظاہری ہے جسکو سب آنکہ سے دیکہہ سکتے ہین چنانچہ دو تین روز پیشتر سے روزمرہ شیخین فرار ہوکر آتے تہے یقین نہو تو کتب سیر اور جامی کی شواہد النبوت دیکہہ لو اور صحاح ستہ مین بہی یہ حدیث موجود ہے۔

ہائے افسوس ایک نوجوان نے ایسے ایسے تجربہ کارون کی قلعی ایسی طرح

کہلا ائی تو پہر کیون حسد نہو- ناظرین کو معلوم ہے کہ اوصاف فرمودہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متصف حضرت علی مرتضی نکلے اور حضرت نے نشان لشکر آپ کو عطا فرمایا آپ نے بڑی دلیری اور بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ خیبر توڑا-

جب حنین کو جاتے ہوے بیعت رضوان واقع ہوئی یعنے صحابہ نے جدید بیعت کی کہ ہرگز نہ ٹلین گے مرینگے یا مارینگے- اور جسوقت ایک جہاڑی مین سے کچھہ مشرک نکلکر حملہ آور ہوے صحابہ رضی اللہ عنہم رسول خدا کو چہوڑ کر بہاگ نکلے اور بیعت جدید کا بہی کچھہ خیال نہ فرمایا- اوسوقت حضرت علی مرتضی علیہ السلام اور حضرت عباس نے بموجب ارشاد نبوی بہاگے ہوے لوگونکو بعد منہزم ہوجانے شرکین کے اس آواز سے بلایا یا اصحاب الشمرۃ اوس درخت کا نام تہا جسکے تلے بیعت واقع ہوئی تہی اور یاد دلانا درخت کا اسلیے تہا کہ ان لوگونکو غیرت آوے- اسپر شاید بعضے ناواقف یہ نکتہ چینی کرین کہ قرآن شریف مین بیعت کنندگان سے خدا تعالے نے رضامندی ظاہر فرمائی ہے پہر بہاگنے کا قصہ قابل التفات نہین- مگر درحقیقت اسمین بہی ایک یہ نکتہ ہے کہ کلام ربانی مین قید مومنین کے موجود ہے لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ- یعنے تحقیق راضی ہوا ہے خدا تعالے مومنین بیعت کنندگان زیر درخت سے عام بیعت کنندگان سے رضامندی ظاہر نہین فرمائی لفظ مومنین بے وجہ اور فضول نہ سمجھنا چاہیئے یعنے یہ کہ سکتے ہین کہ مشرکین نے تو بیعت کی نہ گئے- تو پہر مومنین کی قید کی کیا ضرورت تہی اسلیے سیاق کلام شاہد اس امر کا ہے کہ منجملہ بیعت کنندگان کے خداوند تعالے مومنین سے رضامند ہوا- اور فی الواقع جو لوگ بعد بیعت مفرور ہوے وہ داخل مومنین تصور نہین کیئے گئے-

پھر اسی سفر میں جحفہ پر جب قیام ہوا اور لشکر میں رات کو پانی کی الغیاث مچی اور باوجود وعدہ بہشت کوئی صحابی چاہ پر بوجہ خوف جنات کے نہ گیا۔ اور حضرت مرتضیٰ علیؑ نے چاہ میں اتر کے قتل جنات کیا اور جمیع صحابہ پر سبقت لیگئے پھر کیون حسد لوگون کے دلون مین پیدا ہوئے اور بہت سے معاملات اس قسم کے وقوع میں آئے جس سے لوگون کو عام حسد حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام سے پیدا ہو گیا۔

فصل دوم ۔ علاوہ شجاعت کے دیگر فضائل و خصوصیات و رضامندی خدا و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام نے ایسی حاصل کین کہ تمام صحابہ وغیرہ پر فضیلت آپ کی ثابت ہو گئی اور باعث زیادتی عناد صحابہ کا ہوا۔ چنانچہ کتب معتبرہ اہل سنت مین لکھا ہے کہ جب سورہ برات نازل ہوئی تو رسول خدا نے حضرت ابو بکر کو اوائل آیات سورہ برات دے کر مکہ کو روانہ فرمایا مگر بعد اسکے جبرئیل نازل ہوے اور حکم ربانی پہونچا کہ تبلیغ رسالت تمھارا کام ہے تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو جو تمسے ہو آپ نے پوچھا کہ کون ہے ایسا کہ جسکو بھیجون جبرئیل نے کہا کہ علی مرتضےٰ کو بھیجو چنانچہ بعد روانہ ہو جانے حضرت ابو بکر کے اونکو معزول کرکے حضرت علیؑ کو روانہ کیا اور تبلیغ رسالت آپ سے فرمائی ۔ یہ قصہ مفصل ازالۃ الخفا اور مدارج النبوت او حبیب السیر وغیرہ کتب معتبرہ مین درج ہے پس غور کرنا چاہیئے کہ جب حضرت ابو بکر معزول ہو کر حضرت علی مرتضیٰؑ مقرر ہوئے تو کیا کچھہ صدمہ ہوا ہوگا بوقت روانگی تبوک کے حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام رسول خدا نے اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا اور اس طرح منقبت حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کی بیان فرمائی ۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسےٰ الا انہ

لا نبی بعدی یعنے اے علی تو میرے نزدیک ایسا ہے کہ جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون ہے۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہین ہے۔ یہ حدیث تمام مطالب رسالہ ہذا کے ثابت کرنے کے لیئے کافی ہے۔ حضرت علیؑ مرتضیٰ علیہ السلام کی شان مین بہت آیات قرآنی نازل ہوئی ہین اور اونہین بڑے بڑے فضائل حاصل ہوے ہین جیسے آیت تطہیر کا نازل ہونا۔ آیت مباہلہ مین حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کو نفس رسول قرار دینا سورۂ ہل اتی مین نعماے بہشتی کا وعدہ ہونا آیہ انما ولیکم اللہ کا نازل ہونا۔ موجب حسد ہین حضرت مرتضیٰ علیہ السلام اور اونکی اولاد امجاد کا ہر حالت مین مسجد کے اندر جانا اور رہنا جائز قرار پایا اور دیگر صحابہ کا بحالت جنب وغیرہ جانا حرام ہوا۔ مال غنیمت مین اختیار حضرت مرتضیٰ کا مثل اختیارات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونا نماز مین درود جناب رسولؐ خدا اور اونکی اہل بیت پر بھیجنا۔ سب لوگون کے دروازہ جو مسجد کے اندر تہے بند کرا دینا اور حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کا کھلا رکھنا اور رسولؐ خدا کا یہ فرمانا کہ مسجد مین نہ ساکن ہووے کوئی شخص سواے میرے اور علیؑ کے اور بروز حجۃ الوداع صحابہ وغیرہ کو ہدایت تمسک و پیروی علی مرتضیٰ و اہل بیت کی کرنا غدیر خم مین خطبہ مین من کنت مولاہ فعلی مولاہ بیان فرمایا غرضکہ کہانتک بیان کرون

یہ جمیع فضائل موجب بغض وعناد کے ہوے۔

فضائل تو ہمنے ایسے بیان کیئے کہ جنسے ظن قوی اس امر کا ہو سکتا ہے کہ صحابہ کو حسد پیدا ہوا لیکن اگر کوئی شخص معترض ہو کہ صرف گمان کی وجہ سے کیون سمجھہ لیا ہے کہ لوگ حسد رکہتے تہے اسلیئے ہم اپنے بیان کی تائید مین ثبوت نقلی بھی پیش کرتے ہین اور ثابت کرتے ہین کہ بیشک صحابہ کو حضرت علی مرتضیٰ سے بغض اور عناد پیدا ہوا۔ ثبوت اس امر کا حسب ذیل ہے۔ اول بعد بیان کرنے خطبہ یوم الغدیر کے

راستہ چلتے ہوئے رات کو عقبہ مین صحابۂ رسول نے اپنے رسول پر حملہ کیا جنکے نام
حضرت نے حذیفہ کو بتلائے اور راویان اہل السنن نے بجاے نام صحابہ کے لفظ
فلان فلان لکھا اور نام صحابہ کو چھپایا شواہد مین بھی یہ قصہ درج ہے۔ مرض الموت
مین جبکہ آپ کو مرض کی تخفیف ہوئی تھی اور مع علی مرتضیٰ کے سیر کو تشریف
لیگئے اور چند باغ راستہ مین پڑے اور حضرت علی نے تعریف کی اور آپ نے فرمایا
کہ بہشت مین اسلئے بہتر باغات تمہارے لیے ہین اور پھر رسول خدا روئے اور
فرمایا کہ اے علی مین اسلئے روتا ہون کہ اس قوم کے دل مین تیری طرف سے
بہت کینہ ہے اور میرے بعد ظاہر ہوگا۔ شواہد النبوت مین یہ روایت درج ہے
مدارج مین یہ لکھا ہے کہ بوقت حکم سد ابواب صحابہ اور کشادہ رہنے دروازہ
علی مرتضیٰ کے لوگون کے دلون مین بغض اور حسد ہوا کہ اسی باب مین مفصل تذکرہ
موجود ہے بعد وفات رسول خدا کے معاملہ خلافت کے لئے جناب امیر علیہ السلام
نے گروہ صحابہ سے خطبہ یوم الغدیر کی شہادت طلب کی اور یہ معاملہ ساٹھ ہزار آدمیون
کے مجمع مین ہوا تھا لیکن صرف بارہ شخصون نے انصار مین سے شہادت دی اور
عام لوگ مرتکب اخفاے شہادت ہوئے۔ قصہ طلب میراث وہبہ فدک صحاح ستہ
مین موجود ہین۔ سوانح عمری جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کو دیکھہ لیا جاوے کہ
امت محمدی نے کیا سلوک کیا ہے قتل سعد بن عبادۂ انصاری جو خلافت
حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام پر سقیفہ بنی ساعدہ مین اصرار کر رہا تھا اوسی وقت
عمل مین آیا۔ مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کا خالد کو بھیجکر قتل کرانا محض بغرض دوستی
علی مرتضیٰ علیہ السلام کے تھا لوگون کو سعد اور مالک دونون کی نسبت گمان
تھا کہ ساعی خلافت مرتضوی ہین۔ ابوذر غفاری کا اخراج عمار بن یاسر پر تشدد
آپ ہی کی محبت مین ہوا ہے۔ قصور انسے یہ ہوا کہ علی مرتضیٰ کے فضائل بیان

کرتے ہین ابوذر کی نسبت معاویہ نے حضرت عثمان کو لکھا کہ کیا تمکو ملک شام کی حاجت نہین ہے ابوذر لوگون سے حضرت علی کے فضائل بیان کرتا ہے چنانچہ اوس غریب صحابی کو گرفتار کر کے بلوایا اور ملک بدر کر دیا - صحیح بخاری شاہد ہے اب کوئی شک باقی نہین رہا کہ جملہ صحابہ خصوصًا جو لوگ عزت دار متمول گروہ والے تھے وہ سب حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے حسد اور عناد رکھتے تھے جبکہ طبقہ اول کا یہ حال تھا تو تابعین جو انہین کے خلاف تھے وہ اس صفت سے کب مبرا تھے زمانہ خلافت یزید تک تو صحابہ و تابعین کا ملا جلا زمانہ تھا باقی سلاطین مروانیہ کے وقت مین تابعین اور تبع تابعین کا وقت تھا اوسی حسد اور عناد کی وجہ سے باوجود وصیت رسول خدا کوئی شخص متمسک بر بیعت نبی نہوا بر خلاف اسکے کسی نے ابوحنیفہ کو امام گردانا اور کسی نے شافعی وغیرہ کو اور دیدہ و دانستہ احتھاد مرتضوی کو ترک کیا تو ظاہر ہے کہ جب راوی لوگ ایسے اعتقاد کے آدمی تھے تو ہزارہا فضائل مین سے دس بیان کیے گئے ہین اور نو سو نوے ۹۹۰ چھپائے گئے ہین اور اوسی حساب سے اغیار کے فضائل درج کیے گئے ہونگے مگر ہم اس بحث کو بوجہ طوالت کے ختم کر کے اپنے مدعا پر آتے ہین -

مقصد ہمارا اب اس تحقیقات سے یہ ہے کہ منجملہ مدعیان خلافت کے خدا کے لگائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک کون شخص سب سے زیادہ برگزیدہ اور مقبول اور افضل تھا -

ہم جو غور کرتے ہین تو علماے اہل سنت کے نزدیک اسباب فضیلت مفصلۂ ذیل ہین - قبل از فتح مکہ ایمان لانا - رسول خدا کے ساتھ اول ہجرت کرنا - غزوۂ بدر مین رسول خدا کے ساتھ ہوکر مشرکین سے جہاد کرنا - بیعت رضوان مین داخل ہونا - مگر افسوس ہے کہ خاتمہ بالخیر ہونا جو اہم صفات افضلیت

سے ہے داخل نہین کیا گیا۔
اب ہم جو غور کرتے ہین تو شرائط فضیلت مقررہ اہل سنت نہایت درجہ ناکافی ہین بلکہ یہ جملہ شرائط اثبات فضیلت کے لیے کسی طرح متعلق ہی نہین ہین کیونکہ قبل از فتح مکہ ہزارون آدمی مسلمان ہوے پھر کسی ایک شخص کی فضیلت کی سی ثابت ہو سکتی ہے۔ علی ہذا القیاس ہجرت کرنے والے یا ہجرت مین سبقت کرنے والے بھی دو چار شخص نہین ہین کہ اونکو فضیلت دیجاوے اونکے شمار بھی صدہا ہین۔ رسول خدا کے ساتھہ کفار سے جہاد کرنا یہ بھی اس قبیل سے ہے کہ ہزارہا مسلم ایسے ہوے کہ جنھون نے رسول خدا کے ساتھہ غزا کیا تحقیق غزوۂ بدر سے فضیلت شخصی ثابت نہین کر سکتے اوسکے غازیون کی تعداد بھی صدہا ہے۔
بیعت الرضوان مین بہت سے لوگ شامل تھے ان شرائط سے ایک گروہ کی فضیلت دوسرے گروہ پر ثابت ہو سکتی ہے نہ کہ شخص واحد کی مگر چونکہ علماے اہل سنت کی فضیلت صحابہ کی بھی شرائط قرار دی ہین اسلیئے ہم اول اسی پر بحث کرینگے اور فضائل و محامد شخصی سے اسکے بعد گفتگو کرینگے اور اوسکی شرائط مبسوط قائم کرینگے۔
واضح ہو کہ قبل از فتح مکہ اسلام قبول کرنے مین خلفاے ثلثہ اور حضرت امیر اور علاوہ اونکے بہت بڑا گروہ صحابہ کا داخل ہے ہان اس شرط کے بموجب اون لوگونکو ان لوگون پر البتہ فضیلت ہے کہ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوے یا اوسی اصول پر نظر کرکے سابق الایمان کو موخر الاسلام پر فضیلت ثابت ہے اب ہم غور کرتے ہین تو اس شرط مین بھی حضرت مرتضی علیہ السلام جملہ اصحاب پر سبقت لیگئے ہین چنانچہ کتب معتبرۂ اہل سنت سے ظاہر ہے کہ سب سے اول عورتون مین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور مردون مین حضرت علی مرتضیٰ ایمان لائے اور حضرت خدیجہ بروز بعثت ایمان لائین اور حضرت علیؑ اوس سے اگلے روز ایمان لائے۔ حضرت ابو بکر بایام بعثت

ملک شام مین تھے بالاتفاق وہ چوتھے یا پانچوین مسلمان ہین حضرت خدیجہ
اور حضرت مرتضیٰ اور ایک غلام کا اسلام حضرت ابو بکر سے پہلے ہو رہے حضرت
تھا اور حضرت عثمان وہ چالیسوین مسلمان ہین۔ شاہ ولی اللہ دہلوی باوجود
تعصب مذہب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین۔ ولبسیارے از صحابہ وتابعین بآن
رفتہ اند کہ (یعنی علی ابن ابی طالب اول مسلمان ست بعد خدیجہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا۔ چنانچہ صحاح اہل سنت مین روایات متعدد اس معاملہ مین موجود
ہین۔ وعن زید ابن ارقم قال ان اول من اسلم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم علی ابن ابی طالب وعن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ
وسلم اولکم وارداً الحوض واولکم اسلاماً علی ابن ابی طالب یعنی روایت ہی سلمان سے
کہ کہا اونہون نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تم مین سب سے پہلے حوض کوثر
پر آنے والا اور سب سے پہلے ایمان لانے والا علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی۔ قال
ابن عباس وکان علی اول من امن الناس من بعد خدیجۃ اور فرمایا
حضرت عبد اللہ ابن عباس نے کہ حضرت علی مرتضیٰ آدمیون مین سب سے
پہلے بعد حضرت خدیجہ ایمان لائے۔ پس اس شق مین فضیلت حضرت مرتضیٰ کے
جمیع مسلمان وصحابہ پر ثابت ہی اور محقق۔ دوسری شرط افضلیت گروہ صحابہ
کی یہ ہی کہ ہجرت مع الرسول مین سبقت کی ہو۔ اگرچہ بشہادت آیہ سابقون الاولون
من المہاجرین والانصار نصرت کنندگان بھی داخل ہین مگر یہان گفتگو صرف
مہاجرین مین ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ جن لوگون نے رسول خدا کے ساتھ گھر بار وطن چھوڑا وہ
سب اس شرط مین داخل ہین۔ اور اصحاب ثلثہ اور حضرت مرتضیٰ سب مہاجرین اولین
مین شامل ہین مگر حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اس ہجرت مین ایک یہ فضیلت
سب سے زیادہ حاصل ہوئی کہ رسول خدا نے اونکو اپنا خلیفہ کیا اور ادائے

امانات و دیون وغیرہ کے لئے ایک روز مکہ میں چھوڑا اور زیادہ تر جان بازی
حضرت علی مرتضی علیہ السلام کی یہ ہے کہ جب مشرکین کو ارادہ ہجرت پیغمبر خدا پر
اطلاع ہوئی تو یہ مشورہ ہوا کہ رات کو گھر میں گھس کر حضرت کو شہید کر دیں اور
حضرت کو بھی اس امر کی اطلاع ہوگئی آپ نے بستر اپنا پر اوڑھا کر حضرت علی کو سلایا
اور خود تشریف لیگئے اور مشرک لوگ بارادہ قتل مکان میں گھس آئے کہ علمائے منصف
مزاج نے علی مرتضی کی اس جانبازی کو بہت بڑی منقبت خیال کیا ہے چنانچہ مدارج
النبوت میں اس واقعہ کو ہجرت پر فوقیت دی ہے - اور حبیب السیر میں اس حال کو
اس طرح تحریر کیا ہے - ونقل ست کہ دران شب کہ علی مرتضی از غایت شجاعت
و دلیری بر بستر آن مہر سپہر پیغمبری آرام گرفت باری سبحانہ تعالیٰ بہ جبرئیل و میکائیل
وحی فرمود کہ من در میان شما دو کس عقد مواخات بستم و عمر یکے از شما را
از عمر دیگرے مقید گردانیدم بگوئید کہ کدام یک از شما حیات برادر خود را بر زندگانی
خود اختیار میکنید ہر یک ازان دو ملک گفتند ما حیات خود را دوست تر
میداریم و زندگانی دیگرے بر زندگانی خود اختیار نمی کنیم باز ندا رسید کہ چرا مثل
علی مرتضی نمی باشید کہ میان محمد و او عقد برادری بستم و او جان گرانمایہ خود را
فدائے نفس نفیس محمد کردہ حیات او را بر حیات خویش ترجیح نمود اکنون ازین
طارم خضرا بخط غبرا روید و علی را از شر اعدا محافظت نمائید والیشان بر زمین حرم نزول
نمودہ جبرئیل بربالای سر و میکائیل در پایان پای امیر المومنین علی رضوان اللہ قیام کردند-
روح الامین گفت بخ بخ لک کیست مثل تو یا علی کہ خدای تعالیٰ مباہات بتو
بر ملائکہ مقربین میفرماید و آیہ کریمہ ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء
مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد دران واقعہ نازل شد اہل تسنن کو حضرت
ابو بکر کی نسبت یار غار ہونے کا بڑا ناز ہے اور بشہادت آیہ ثانی اثنین اذ ھما فی الغار

بڑی فضیلت ثابت کرتے ہین مگر در حقیقت اسمین کوئی فضیلت نہین ہے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ایک شخص رسولؐ خدا کے ساتھہ غار مین تہا اور اوس
کسی کو انکار نہین ہے کہ وہ شخص جو غار مین ہمراہ رسولؐ خدا کے تہا وہ حضرت
ابو بکر تہے - حاصل مطلب ان آیات کا یہ ہے کہ خداے تعالیٰ اصحاب محمدی
سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے کہ اگر تم ہمارے رسول کی مدد نہ کروگے تو کیا ہوگا ہمنے
اوسکے لئے ایسے موقعون پر مدد کی ہے کہ جب وہ فقط تنہا صرف ایک آدمی
کے ساتھہ غار مین تہا اور وہ آدمی بہی ایسا ڈرپوک تہا کہ تلاش کرنے والے
شخص کو دیکہکر رونے لگا مگر ہمارے رسولؐ کی جرات اور بہادری کو دیکھو
کہ اوس ڈرپوک کے رونے سے بددل نہوے نہ کچہہ خوف کہایا بلکہ اوس ساتہی کو
سمجہایا کہ تو خوف مت کر ہمارے ساتھہ خدا ہے - چنانچہ ہمنے اپنے رسول پر تسکین
نازل فرمائی اور فرشتون سے اوسکی مدد کی -

اب اہل انصاف غور فرماوین کہ اسمین کیا فضیلت نکلی بلکہ اُلٹی توہین اور مذمت
ہے مگر جہّال تو اسیر مرتے ہین کہ اونکا ذکر قرآن مین آیا ہے ارے نادانو یہ تو سمجھو
کہ قرآن شریف مین کونسا ذکر ہے جو نہین ہے ہر ایک برا بہلا نیک و بد حال ہے
انکا تو اس آیت مین نام بہی نہین ہے بہت سے اسم وار قصے مذمت اور
برائی کے درج ہین مثلاً شیطان کا حال لکہا ہے اور نمرود اور شداد و فرعون
وغیرہ کا نام بنام حال درج ہے تو کیا اونکا نام لکہنے سے کچہہ اونکی فضیلت ثابت
ہوگی بس اذ ہما فی الغار کو دیکھہ کر لوٹ پوٹ ہو گئے اور محبت کے جوش
مین ایسے اندہے ہوے کہ یہ نہ سمجھے کہ اسمین تعریف ہے یا توہین ہے بعضے ان اللہ
معنا کو فضیلت حضرت ابو بکرؓ خیال کرتے ہین حالانکہ اوس مین اُن کی کوئی
فضیلت نہین ہے رسول خداؐ نے فرمایا کہ تو مت ڈر ہمارے ساتھہ خدا ہے

یہ تو عین محاورہ گفتگو کا ہے اگر ان اللہ مع ومعک ہوتا تو بھی کچھہ مقام فخر کا ہوتا۔
اور یہ تو عام محاورہ ہے مثلاً دو شخص ہمسفر ہین ایک کے پاس ہتھیار ہین اور دوسرا
بے ہتھیار ہے اور راستہ مین کسی جگہہ چورون اور درندون کا خوف ہو اور بے ہتھیار والا
مارے ڈر کے رونے لگے اور صاحب ہتھیار یون کہے کہ تو مت ڈر ہمارے ساتھہ
ہتھیار ہین تو کیا اوسکی کمر سے تلوار کہلکر اوس رونے والے بزدلے کی کمر سے
بندھ گئی۔ اور حضرت رسول خدا کا تو اکثر بصیغۂ متکلم مع الغیر بولنا بقول اہل التسنن
ثابت ہوتا ہے۔ التحیات مین السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین
بقول اہل التسنن یہ کلمہ حضرت نے معراج مین فرمایا جہان بقول اہل سنت کوئی بھی ساتھہ
نہ تھا۔ بھلا غار مین اگر معنا بوجہ ابو بکر بولا تھا تو معراج مین علینا کسکے لیے بولا
علاوہ اسکے تاثیر معیت خدا یہ ہے کہ قوی دل ہو ہراس پاس نہ آئے مگر یہان حضرت
ابو بکر کا حال اسکے برخلاف تھا اور ہراس نہایت درجہ غالب تھا اور سراقہ
بن مالک کو دیکھکر رونے لگے چنانچہ شیخ عبدالحق نے مدارج النبوت مین
لکھا ہے۔ وآوردہ اند کہ چون سراقہ بن مالک بن جشیم نزدیک رسید ابو بکر رض گریہ
کرد وگفت یارسول اللہ طالب بما در رسید فرمود لاتحزن ان اللہ معنا پس
اسی پر سمجھہ لو کہ معیت خدا کی شناخت یہی ہے جیساکہ فرمایا رسول خدا نے لاتحزن
اور گریہ عدم معیت کی شناخت کامل ہے۔ یہی تو فرمایا ہے خدا نے تعالیٰ نے کہ تم
ایسے لوگ ہو کہ دیکھو تم مین کا ایک رسول اللہ کے ساتھہ غار مین تھا اوسکو ہر طرح نصرت
واعانت رسول اللہ کی واجب تھی مگر وہ سراقہ کے قریب آنے سے رونے لگا اور کچھہ
خیال اس امر کا نہ کیا کہ اگر میرے رونے اور واویلا کرنے کی آواز اوسکے کان مین پہونچ
جاوے تو ضرور کافرون کو اطلاع ہو جاویگی اور اتنی بھی دل کو تقویت نہ دی کہ
سراقہ اکیلا ہے اگر اوسنے ہمکو تلاش بھی کر لیا تو ہم اسکو کافی ہونگے۔ بس
ہمنے

اپنے رسول کو مدد دوگے - اگر تم لوگ بہی مثل اوس یار غار کے مدد نہ دوگے تو کیا ہوگا ہم ایسے گروہ سے مدد دے سکتے ہین کہ تم انکو نہین دیکھہ سکتے آیہ موصوفہ یہ ہے - الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ اللہ الذین کفروا ثانی اثنین اذہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا الخ فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنودہ لم تروہا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا اب طالبان حق اوس شیر بیشۂ لافتیٰ کے جانبازی اور صداقت محبت پر خیال کرین کہ تن تنہا ایسے خوفناک مقام پر رسول خداؐ کے بستر پر سویا اور کسی بات کی پروانہ کی نہ کسی سے خوف کیا - درجہ تصدیق اور رتبہ ایمان اسکا نام ہے کہ رسول خداؐ نے جس بات کا حکم دیا اوسکو سچ جانا اور اطمینان قلبی ہوگیا کہ اب ہمکو کسی کا خوف نہین ہے اس مقام پر ایک دقیق نکتہ پیدا ہوا یعنی ہمنے جو صفت نائب نبی مین یہ شرط بہی لکہی ہے کہ روز پیدائش سے آلائش شرک وکفر سے پاک ہو اوسکا نفع اور قوت ظاہر ہوا کہ جو لوگ زیادہ عمر مین جوانی کے بعد ایمان لائے اونکو وہ درجہ صدیقیت کا حاصل نہین ہوا کہ جو طفلی کے زمانہ مین اسلام لایا - اسی معاملہ مین دیکھہ لیجئے کہ حضرت علیؑ کسدرجہ رسول خدا کے حکم دینے سے اونکی غیبت مین مطمئن اور مستقل اور قوی دل تہے کہ ایسے تہلکہ کے مقام پر مطلق ہراس نہ تہا اور حضرت ابوبکر باوجودیکہ رسولؐ خدا پاس موجود ہین اور جانتے ہین کہ یہ ہجرت خدا کے حکم سے کیجاتی ہے مگر سراقہ کو دیکہکر ہیبت دل مین سماگئی اور یہانتک سمائی کہ نوبت بگریہ وزاری پہونچی - پس محققین علما سمجہہ جائینگے کہ حضرت نے ان اللہ معنا مین کسکو اپنا شریک کیا ہے اور کیون بصیغۂ متکلم مع الغیر یہ لفظ کہا بیشک اس معیت خدا مین حضرت مرتضیٰؑ مضمر ان حضرت ابوبکر ودیگر صحابہ کا ہجرت کرنا ثابت ہے لیکن جو فضائل اور مناقب

اس ہجرت مین حضرت علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا نے حاصل کی وہ اورون کو
میسر نہوئی اور جو نیک نیتی اس ہجرت مین اونکی ظاہر ہے وہ اورونکی پائی نہین
جاتی مدارج النبوت مین حضرت ابوبکر کا ایک قصہ اسی ہجرت کے بارے مین ایسا
لکھا ہوا نظر آیا کہ اوس سے نہایت ہی کھٹکا انکی طرف سے پیدا ہوا۔ اب وہ قصہ
مندرج مدارج النبوت تحریر ہوتا ہے۔ کہ قبل از ہجرت ابوبکر نے دو شتر بقیمت دو صد درہم
خرید کیے تھے جب حضرت رسول خدا کو ہجرت کرنے کے لیے سواری کی ضرورت ہوئی تو
اونمین کا ایک شتر نو سو درہم کو حضرت کے ہاتھ فروخت کیا۔ ہمکو اس قصہ کے دیکھنے سے
کمال رنج ہوا اور سخت ملال کی وجہ یہ ہے کہ اگر بفرض محال کچھہ خیال دینداری کا
انکو نہ تھا اور رعایت رسالت اونکی خاطر مین جاگزین نہ تھی تو کیا دنیا کی شرم بھی
جاتی رہی تھی ایسے موقع پر غیرون سے اسقدر نفع نہین لیا کرتے سستے دام پر
ضرورت کے وقت جان پہچان والون کو شے دے دیا کرتے ہین مگر اون حضرت
نے رشتہ داری کا بھی جو نہایت نازک تھی خیال نہ کیا۔

یہ کیفیت ہجرت اور مہاجرین کے خیالات اور نیت کی تھی جو مذکور ہوئی اس سے
جو کچھہ فضیلت ظاہر ہوتی ہو طالبان تحقیق اوسکو اخذ کرین اور خاص نفس ہجرت مین
بھی جو ثواب عظیم حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو حاصل ہوا وہ اورون کو نہین ہوا روایت
ہی کہ بعد اداے ودائع تیسرے روز علی مرتضیٰ علیہ التحیۃ والثنا پاپیادہ راہی یثرب ہوے اور حضرت
کے پاس پہونچ پیرون مین آبلے پڑگئے تھے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت
دست مبارک سے اچھے ہوگئے خدا کی راہ مین جسقدر محنت اور مشقت زیادہ ہوتی
ہے اوسیقدر ثواب زیادہ ہوتا ہے جسقدر پاپیادہ چلکر حج کرنے کا ثواب ہوتا ہے
اوسقدر سواری پر چلکر نہین ہوتا چنانچہ اکثر اکابر دین نے اسی لیے پاپیادہ حج کیے
پس جو لوگ سواری پر عازم ہجرت ہوے انکے ثواب سے بدرجہا ثواب

حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کا خاص نفس ہجرت میں زیادہ ہوا۔
دوسری شرط فضیلت۔ جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اگرچہ علماء اہل سنت نے صرف غزوۂ بدر کی قید لگائی ہے اور وجہ اوسکی صرف یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ سب سے پہلا غزوہ ہے اسمین موجود ہونا اور راہ خدا مین جہاد کرنا البتہ داخل فضیلت ہے مگر ہم دیگر غزوات کا بھی ذکر کرینگے تا کہ کسی کہنے والے کو یہ موقع باقی نہ رہے کہ ممکن ہے کہ ایک غزوہ مین کسی شخص سے کوئی کار نمایان نہوا اور بعد مین اور غزوات مین کار نمایان کیے ہون۔
واضح ہو کہ ہجرت کے دوسرے سال مین ماہ مبارک رمضان کی سولھوین[16] تاریخ حضرت وادی بدر مین تشریف لاکر مقیم ہوئے اور دوسری طرف سے لشکر کفار مقابلے کے لیے آیا۔ صفوف لشکر آراستہ ہوئین۔ اول لشکر کفار سے تین شخص یعنے عتبہ بن ربیعہ اور اوسکا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اوسکا پسر ولید بن عتبہ نکل کر میدان مین مبارز طلب ہوے۔ لشکر اسلام سے تین شخص انصاری نکلے مگر مشرکین نے اونکو واپس کیا اور کہا کہ ہمکو تم لوگون سے کچھ سروکار نہین ہے ہمارے بھائی بندون کو یعنی قریش کی قوم سے مبارز بھیجو۔ قریش یعنی مہاجرین مین سے سوائے رشتہ داران و قرابت داران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی لڑنے کو نہ نکلا۔ حضرت سید الشہدا امیر حمزہ علیہ السلام چچا رسول خدا کی مقابلے کو عتبہ کے آئے اور ولید کے سر پر صاحب ذوالفقار حیدر کرار تشریف لائے اور شیبہ سے لڑنے کو ابو عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کہ وہ بھی چچا زاد بھائی رسول خدا کے تھے آئے اور امیر حمزہؓ اور علی مرتضیٰؑ نے اپنے اپنے حریف کو ایک ایک ضرب مین واصل جہنم کیا۔ مگر ابو عبیدہ مرحوم شیبہ ملعون کے ہاتھ سے زخمی ہو کے گر پڑے کہ ان دونون حضرات نے شیبہ کو بھی جہنم

واصل کیا۔ پھر نائرہ حرب وقتال مشتعل ہوگیا۔ ارباب سیر نے مقتولان اور اسیران کفار کی تعداد یہ لکھی ہے کہ ستر آدمی مارے گئے اور ستر۷۰ اسیر ہوئے منجملہ ستر مقتولون کے چھتیس نفر خاص حضرت مرتضےٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مقتول ہوئے کہ کل کے نصف سے بھی ایک زیادہ ہے۔ اور ارباب سیر نے نام بنام مقتولون کو لکھا ہے۔ اسیطرح حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بہت سے کافر قتل کیئے کتب مین ہر مقتول کا ذکر بقید اوسکے قاتل کے نام کے موجود ہے مگر کسی جگہ یہ نظر سے نہ گذرا کہ شیخین کے ہاتھ سی بھی کوئی مارا گیا یا ان حضرات نے بھی کوئی حملہ کیا یا کوئی زخم سوزن تک بھی بدن نازک پر کھایا حضرت عثمان کا تو صاف ذکر ہے کہ وہ اس غزوہ مین شامل ہی نہ تھے حضرت ابوبکر وعمر دونون کا ذکر کسی معرکہ مین بیان نہین کیا گیا اگر لشکر مین موجود تھے تو شاید تماشا نیرنگی قدرت کا دیکھ رہے تھے یہ حال حضرات اصحاب ثلثہ کے قتال فی سبیل اللہ کا ہے بوقت معرکہ جنگ ان حضرات کی نسبت یہ بھی ثابت نہین ہے کہ کسی کافر کو گالی یا کوسنا ہی دیا تھا کہ ہم بجاے قتال سنانی کے قتال لسانی ہی نامزد کر دیتے۔ ہان بعد معرکہ جنگ کے یہ تو ہوا کہ عبد اللہ بن مسعود کشتون مین ابوجہل کا سر کاٹ لائے جسکو معاذ اور معوذ انصاریون نے قتل کیا تھا اور حضرت عمر کی بھی ایک بہادری بعد از جنگ یاد آئی یہ مشہور ہے کہ اسیرون کے قتل کے لیے تلوار گھماتے پھرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ انکا کوئی بھائی اسیرون مین تھا شاید اوس سے دشمنی تھی یا کوئی اور معاملہ تھا کہ حضرت سے باصرار یہ کہتے تھے کہ حکم دیجئے کہ ہر شخص اپنے اپنے رشتہ دار قیدی کو ہلاک کرے حمزہ عباسؓ کو قتل کرین علی مرتضیٰ عقیل کو قتل کرین مین اپنے رشتہ دار قیدی کو قتل کرون مگر تقدیر سے یہ بھی میسر نہوا اور نوبت قتل اسیران نہ پہونچی ورنہ اور کچھ نہ تھا

تو نامۂ اعمال مین ایک کا فردست وبالستہ کا قتل تو لکھا جاتا یہ کیفیت غزوۂ بدر کی
ہوئی اگرچہ بڑی شرط فضیلت اہل سنت کے نزدیک یہی ہے کہ فلان صحابی
بدری ہی مگر ہم اس غرض سے کہ مبادا طالب حق کو یہ گمان ہووے کہ آئندہ
غزوات مین ان حضرات سے کوئی کار نمایان وبہادری واقع ہوئی ہو باقی
غزوات کا حال بہی لکھتے ہین۔

جنگ احد۔ تیسرے سال ہجرت سے چودہوین یا چھٹی سوال کو واقع
ہوئی یعنے اوس روز کہ جمعہ تہا مدینہ منورہ سے حضرت نے کوچ کیا اس جنگ
مین مشرکین کا سردار ابوسفیان تہا اوسکے بہت رشتہ دار اور پسر اوسکا جناب ولایت
پناہ کے ہاتہ سے مارے گئے تہے اسلیے اس مرتبہ بڑے تزک واحتشام سے تین چار
ہزار آدمیون کے لشکر سے جسمین دوسو اسپ سوار اور بہت سے شتر سوار
اور زرہ پوشس تہے آیا۔ بعد آرائش صفوف لڑائی شروع ہوئی۔ صاحب
لواے رسولؐ حضرت علی مرتضیٰؑ تہے کشف الغمہ مین لکہا ہے کہ مشرکین کی
طرف سے نو آدمی سیکے بعد دیگرے صاحب لوا ہوے اور حضرت علی مرتضیٰ
علیہ السلام کے ہاتہ سے دوزخ مین گئے قال فی کشف الغمہ روی عن ابی
عبد اللہ جعفر بن محمد علیہم السلام قال کان اصحاب اللوی یوم احد
تسعة کلھم قتلھم علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس جنگ مین
مسلمانون نے ہزیمت پائی جملہ مہاجرین ہوئے علی مرتضیٰ علیہ التحیة والثنا مفرور
ہو گئے۔ مدارج النبوت مین شیخ عبد الحق دہلوی لکھتے ہین منقول ست کہ چون
مسلمانان روے بہزیمت آوردند حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را تنہا
گذاشتند حضرت در غضب آمد وعرق از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت ومثال مروارید
دو دیدہ در آن حالت نظر کرد علی ابن ابی طالبؑ را کہ بر پہلوے مبارکش ایستادست

علی گفت لَا کُفْرَ بَعْدَ الْاِیْمَان
فرمود چون است کہ توبہ برادران خود ملحق نگشتی
اِنَّ لِیْ بِکَ اُسْوَۃً آیا کافر شوم بعد از ایمان بدرستیکہ مرا بتو اقتدا است یعنی با
شمار کار است با یاران و برادران کہ در پے غنیمت رفتند و ہزیمت خوردند چہ کار
دارم درین حین جمعے از کافران متوجہ آنحضرت علیہ السلام شدند فرمود ای علی
مرا ازین جمعے نگہدار وحق خدمت و نصرت بجا آر کہ وقت نصرت ست۔ علی مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ متوجہ آن قوم شدہ و مار از روزگار شان بر آورد و ایشان را متفرق
گردانید و جمع کثیر را بدوزخ فرستاد۔ و آمدہ است کہ دران حین جبرئیل و میکائیل بر
یمین و یسار حضرت ایستادہ محافظت می نمودند و میگویند کہ چون علی مرتضیٰ این مردانگی
کرد و نصرت داد جبرئیل بآن حضرت فرمود کہ این کمال مواسات جوانمردی ست کہ علی با تو
می برد آنحضرت فرمود اِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ یعنی بدرستیکہ علی از من ست و من از ویم
کنایت است از کمال اتحاد و اخلاص و یگانگی و آمدہ است کہ چون آنحضرت این کلمہ
فرمود جبرئیل گفت وَاَنَا مِنْکُمَا من از شما ہر دو ام و گویند آوازے شنیدند کہ گویندہ غیبی

میگفت لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیْ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار۔

معارج النبوت اور کشف الغمہ میں اس حال کو بہت بسط بیان کیا ہے اور صاف
لکھا ہے کہ ابوبکر اور عمر دونون حضرات فرار ہوے اور پتہ نہ لگا۔ حضرت عثمان کا تین دن تک
پتہ نہ لگا کذا فی مدارج و حبیب السیر جو لوگ مغرور کہ جلدی واپس آ گئے یہ ہین۔ ابودجانہ
عاصم۔ سہل۔ طلحہ۔ اب منصف ذرا غور فرماوین کہ جہاد سے بھاگنا اور ایسا بھاگنا
کہ تین تین روز تک پتہ نہ لگے منجر کس امر کا ہے اور جہاد بھی کیسا کہ رسول اللہ
کے ساتھ اور مفروری بھی کیسی کہ نبی کو چھوڑ کر اپنی جان بچائے نتیجہ مفروری
میرے نزدیک جناب علی مرتضیٰ نے اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمادیا ہے
کہ پیشتر مذکور ہوا ہے۔ کہ گیا بھاگ کر مین بھی بعد ایمان لانے کے

کافر ہو جاؤن - اس سے جو کچھ نتیجہ مغرورین کے لیے برآمد ہوتا اہل انصاف خود برآمد کرینگے اور مجھے معاف فرمائین -

مدارج النبوت مین یہ بھی لکھا ہے کہ نزول ناد علی مظہر العجائب اسی معرکہ مین ہوا ہے احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے کہ سوائے علی مرتضیٰ کے کوئی صحابی اوس روز صبر نکر سکا چنانچہ اخرج الحاکم عن ابن عباس - قال لعلی اربع خصال لیست لاحد من العرب ھو اول عربی و اعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم ھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف و ھو الذی صبر معہ یوم المہراس و ھو الذی غسلہ و ادخلہ قبرہ یعنے روایت کی ہے حاکم نے ابن عباس سے کہ حضرت علی مرتضیٰ مین چار صفت ایسی ہین کہ کسی عرب مین نہین ہین - ایک تو یہ کہ سارے اہل عرب اور اہل عجم مین سے سب سے اول آپ نے رسول خدا کے ساتھہ نماز پڑھی دوسرے یہ کہ ہر لڑائی مین علم رسول خدا کا آپ کے پاس رہا - تیسرے یہ ہے کہ آپنے بروز مہراس رسول خدا کے ساتھہ صبر کیا (روز مہراس اسی جنگ سے مراد ہے) چوتھے یہ کہ رسول خدا کو غسل دیا اور قبر مین اوتارا -

اب ہم حساب کرتے ہین شہدائے معرکہ احد اور مقتولان لشکر کفار کا - چنانچہ تواریخ اور کتب سیر سے ثابت ہے کہ لشکر اسلام سے باختلاف روایت ستر یا پینسٹھہ بزرگوار شہید ہوئے اونمین سے بتطبیق روایت اول چھیاسٹھہ و بر تقدیر ثانی اکسٹھہ انصار مین سے شہید ہوئے اور مہاجرین مین سے تین یا چار شہید ہوئے اور وہ بھی خاندان نبوی سے ہین - مہاجرین اغیار مین سے کوئی شہید اور زخمی نہوا شہدائے مہاجرین اول سید الشہدا امیر حمزہ علیہ السلام دوسرے عبداللہ بن جحش برادر عمہ زاد رسول خدا

تیسرے مصعب بن عمر ہین باقی ستر ۷۰ آدمی انصاری ہین اسی سے خلوص اور عقیدت مہاجرین کی شناخت کرلو معلوم ہوتا ہے کہ سوائے رشتہ داران جناب رسول صلعم خدا اور انصار کے اور کوئی شخص جہاد مین کوشش نہ کرتا تھا۔ ورنہ ممکن ہے کہ ستر شہدا مین دس بیس بھی مہاجرین نہوتے ۔ اب مقتولان کفار کے شمار ملاحظہ کیجئے کہ کل تیئس ۲۳ آدمی مقتول ہوئے۔

نو ۹ شخص صاحب علم کفار اول حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شمشیر سے جہنم واصل ہوے اور باقی بارہ شخصون کے اہل تاریخ نے اور نام لکھے ہین کہ جو حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام کے ہاتھ سے مارے گئے پھر چند شخصون کا سید الشہدا حضرت امیر حمزہ علیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھ سے مارا جانا ثابت ہوتا ہے اور چھیاسٹھ ۶۶ آدمی انصاری جو شہید ہوے اونہون نے بھی دس پانچ کو قتل کیا ہو گا۔ اصحاب ثلثہ کے ہاتھ سے کسی کافر کا قتل ہونا کسی غزوہ مین ثابت نہین مگر ہمکو کل مہاجرین کی نسبت سوائے رشتہ داران نبوی اور چند خالص و مخلص لوگون کے بھی یقین ہے۔

مین بڑی حیرت مین ہون کہ جو لوگ ترک نصرت رسول صلعم کرکے مفرور ہوگئے اونکو جانبازان کے مقابلہ پر کس طرح فضیلت دون یا بدرجہ مساوات قرار دون منصف لوگ خود انصاف کرلین گے۔

غزوہ احزاب۔ جسکو غزوہ خندق بھی کہتے ہین پانچوین سال ہجری مین واقع ہوا۔ اس سے قبل بھی بعض غزوات غیر مشہورہ مثل غزوہ بنی نضیر وغیرہ اور بعض سرایا واقع ہوئی اور جناب علی مرتضیٰ ؑ نے بڑے بڑے کار نمایان کئے۔ جیسا کہ ایک شخص بنی نضیر مین بہت بڑا جری تھا اور اوسنے خیمۂ رسول خدا صلعم پر

بہر چلایا تھا آپ تن تنہا رات کے وقت اوسکی تلاش مین گئے اور رات ہی کو سر اوسکا قلم کر کے لائے آپ کو یہ خیال ہوا کہ یہ شخص جری ہے مبادا رات مین کوئی واردات لشکر پر کرے اور خیمہ رسول خدا مین چلا آوے - سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے کسی کو اسقدر دلسوزی نہ تھی کہ بغیر فرمانے کے بھی ایسی کوشش کرتا چنانچہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا کہ وہ شخص حصار سے اسی ارادہ سے مع کچھہ آدمیون کے نکلا تھا کہ آپنے اول ہی اوسکو قتل کر دیا دلی محبت اسکا نام ہے غرضکہ مابین غزوۂ احد اور احزاب کے بہت سے غیر مشہور غزوات و سرایا واقع ہوئے اور کسی مین حضرات خلفائے ثلثہ کا مذکور تک نہین ہے -

اب غزوۂ خندق کی کیفیت سنیے کہ قریش بلکہ مع چند قبیلہ و دیگر یہود وغیرہ کی مدینۂ منورہ پر لسرداری ابو سفیان چڑھ آئے مخالف کی کثرت کی وجہ سے بلحاظ محافظت گرد شہر خندق کھدوائی گئی اسلیے غزوہ احزاب کو غزوۂ خندق کہتے ہین - یہ جنگ کئی روز تک رہی اور عرصہ تک کفار مدینہ منورہ کا محاصرہ کیے رہے اور چند بار خندق پر چپقلش ہوئین حضرت علی مرتضیٰ نے بہت کوششین کین اخیر مرتبہ میدان داری بھی ہوئی قریش کے معاونین سے ایک شخص عمر بن عبدود تھا بڑا جسیم پہلوان اور ایسا بہادر اور جری مشہور تھا کہ ہزار سوار کے برابر سمجھا جاتا تھا وہ میدان مین نکلکر مبارز طلب ہوا لشکر اسلام سے بخوف اوسکی شجاعت کے کوئی نہ نکلا صرف حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام نکلے مگر حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روکا اور خود لشکر اسلام کی طرف مخاطب ہو کر تین مرتبہ فرمایا کہ کوئی اس کافر کے ساتھہ لڑنے کو نکلے مگر کوئی نہ نکلا اوسوقت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خاص کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خطاب کر کے فرمایا کہ تم جاؤ اور اوس کافر سے لڑو مگر اونہون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ

مجھہ کو طاقت اوسکے مقابلے کی نہین ہے اوسوقت جناب رسول خدا نے
حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو اجازت جہاد کی عطا فرمائی اور اپنے ہاتھ سے
عمامہ سر پر جناب حیدر کرار کے باندھا۔ تواریخ اور کتب احادیث سے پایا جاتا ہے
کہ اوسوقت تک جناب حیدر کرار علیہ السلام کی سواری مین گھوڑا نہ تھا اوس
ہزار سوار کے برابر والے سوار سے پاپیادہ مقابلہ کو گئے اور بڑی بہادری سے
عمرو بن عبدود لعین کو قتل کیا کہ لشکر اسلام کی پشت قوی ہوئی اور کفار کے
دل ٹوٹ گئے کہ بالآخر باہم فرقات کے مخالفت پیدا ہو کر بھاگ گئے۔

یہ قصہ اسی طرح پر مدارج النبوت سے نقل کیا گیا ہے اور نیز صاحب مدارج
نے کہ محدث ہے اور صاحب معارج النبوت و کشف الغمہ وغیرہ محدث وغیرہم
نے حدیث صحیح اس موقع پر لکھی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم المبارزت علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل
من اعمال امتی الی یوم القیمہ یعنے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ والہ وسلم نے کہ علی مرتضیٰ کی خندق کے دن کی لڑائی میری تمام امت
کے اعمال سے افضل ہے جو کچھہ وہ قیامت تک کرین۔

ہائے افسوس ہم ایسی بحث کر رہے ہین کہ اگر کوئی شخص غیر مذہب والا جسکو
اسلام سے تعلق نہو وہ ہماری بحث کو جو درباب افضلیت ایک دوسرے کے
درپیش ہے سنے تو بالضرور وہ بڑا تعجب کرے کہ جب باہم حضرت علی مرتضیٰ اور
خلفائے ثلثہ کے ہزار اور ایک بلکہ لاکھہ اور ایک کی نسبت بھی نہین ہے پھر
کیون ایسی بحث پر الجھاؤ ہو رہا ہے۔ اہل انصاف کے لیئے کتنی بڑی صاف
بات ہے کہ خلفائے ثلثہ جبکہ بموجب عقیدہ اہل تسنن داخل امت محمدی ہین اونکی
تمام عمر کے اعمال اور پھر ساری امت محمدی جو قیامت تک ہوگی اون سب کے اعمال حضرت مرتضیٰ علی کی

ایک غزوۂ خندق کے برابر نہیں ہیں تو پھر کس چیز کا مقابلہ کر رہے ہو۔ میرے نزدیک
بروے حساب اصحاب ثلثہ کے اعمال بمقابلہ اعمال علی مرتضیٰ سلام اللہ
علیہ کے ایسے ہین کہ جیسے ایک بڑے پہاڑ کے مقابلہ مین مسور کا دانہ اور اگر
کسی کو اعتبار نہ آئے تو حدیث متذکرۂ بالا کے رو سے حساب کر کے دیکھ لے۔
اگرچہ بحث فضیلت صرف ایک اسی روایت پر منقطع ہوتی ہے مگر ہم نہایت
تکمیل کے ساتھ اس بحث کو تحریر کرینگے۔ یہ بھی واضح ہو کہ ہمنے علماے دیوبند سے
اس امر کا تحریری اقبال کرا لیا ہے کہ اصحاب ثلثہ داخل امت محمدی ہین اور اگر پھر
محال اہل سنت اس سے انکار کرین فھو المراد پھر بحث کی ضرورت ہی نہین رہتی۔ بنظر
اطمینان ناظرین مدارج النبوت محدث دہلوی کی عبارت لفظاً لفظاً نقل کیجاتی
ہے القصہ محاربہ و مقاتلہ میان دو لشکر خصوصاً از علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ درین
غزا مبارزہا و مقاتلہا واقع شد از حد قیاس و عقل بیرون چنانکہ در اخبار وارد شدہ
لمبارزت علی ابن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم
القیمہ اس غزوہ مین اگرچہ بہت بڑی فتح نمایان حاصل ہوئی مگر مشرکان مین سے
صرف تین آدمی مقتول ہوئے اور لشکر اسلام سے چھ شخص انصاری شہید ہوے
مہاجرین سے کبھی حضرت نے چرکا نہین کھایا۔

صلح حدیبیہ۔ سال ششم مین واقع ہوئی۔ رسول خدا مع سپاہ اسلام
بقصد مکہ اور بجا لانے عمرہ کے تشریف لے گئے اور بحسب شرائط صلحنامہ بغیر بجا لانے
عمرے کے واپس ہوئے۔ ناظرین کتاب اس بات کو حیرت کی نظر سے نہ دیکھین کہ
غزوات مین حدیبیہ کا ذکر کیون کیا گیا مطلب راقم کا اس بیان سے یہ ہے کہ بعض
اصحاب رسول خدا کا معارک جانستان اور میدان جنگ مین چپ چاپ رہنا اور
مقامات صلح و امن مین غایت درجہ جوش و خروش کرنا پایا جاتا ہے۔ اہل انصاف

ان خصایص سے بہی آگاہ ہوجاوین۔
واضح ہو کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع لشکر قریب مکہ معظمہ پہونچے
اور ارادہ عمرہ کا کیا تو یہ چاہا کہ مکہ مین کوئی شخص قریش کی طمانینت کردے کہ
صرف بارادہ عمرہ رسول خداؐ تشریف لائے ہین کسی کی ایذا ہی مد نظر نہین ہے
چنانچہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلاکر فرمایا کہ تم مکہ مین جاؤ اور قریش
کا اطمینان کردو۔ مگر جناب فاروق اعظم نے قطعی انکار کیا اور عذر کیا کہ مجہکو
کفار قریش مار ڈالینگے میرا کوئی حامی و مددگار نہین ہے تب رسول خداؐ نے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا کہ جسقدر اکابر مشرکین تہے وہ سب انکے
رشتہ دار اور دوست تہے اور یہ بہی محبوب قریش تہے۔ حضرت عثمان کو وطن مالوفہ
مین عرصہ لگ گیا دس پانچ اور مسلمان بہی حب الوطنی سے مکہ چلے گئے تہے وہ وہان روک
دیئے گئے۔ لشکر اسلام مین یہ خبرین پہونچین حضرت نے صحابہ کو جمع کرکے تجدید بیعت کی
کہ بیعت الرضوان اور بیعت تحت الشجرہ اسی سے مراد ہے۔ جب یہ خبر مکہ مین پہونچی
کہ تجدید بیعت ہوئی ہے کفار خائف ہوئے اور قاصد بغرض صلح روانہ کیئے۔
چونکہ رسول خداؐ مامور بحکم خدا تہے باجازت وحی انہین شرائط پر صلح کرلی کہ جو قریش
کہلا بہیجے تہے کہ امسال رسول خداؐ بغیر عمرہ واپس ہون۔ دس سال تک باہم
جنگ نہو۔ قریش جو مسلمان ہوکر مدینہ جائے اوسکو واپس کرین اور جو مسلمان
مرتد ہوکر مکہ مین آجائے وہ واپس نہو۔ اسرار الٰہی مین عقل انسانی مداخلت نہین
رکھتی اس صلح مین جو کچہہ مفاد تہے اونکو خدائے تعالےٰ اور اوسکا رسول خوب
جانتا تہا جب یہ صلحنامہ حضرت علی مرتضیٰ بحکم رسول خداؐ تحریر فرما چکے اور گواہیان
وغیرہ طرفین کی ثبت ہوچکین تو حضرت فاروق اعظم کے دل مین کچہہ دغدغہ
اور شک نسبت نبوت رسول خدا کے آیا وہ خود فرماتے ہین کہ ایسا شک مجہکو

نبوت مین کسی دن نہین آیا جیسا بروز صلح حدیبیہ آیا خود ہی آپ فرماتے ہین
کہ مین رسول خدا کے پاس گیا اور عرض کیا کہ تم نبی برحق نہین ہو اور کیا ہم لوگ
حق پر نہین ہین اور مخالف ہمارے باطل پر کیا ہمارے ساتھی شہید ہوکر بہشت
نہین جاتے اور کافر دوزخ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب
باتون سے اقرار کیا فاروق اعظم بولے کہ کیا تمنے پیشین گوئی نہین کی تھی کہ عنقریب
ہم مکہ جاوینگے اور طواف بیت اللہ کا کرینگے پھر کیون صلح کی اور جنگ کیون موقوف
کی رسول خدا نے فرمایا کہ مین نے یہ کب کہا تھا کہ امسال ہی ایسا ہوگا اور مین مامور بحکم
خدا ہون جیسا وہ حکم دیتا ہے بجالاتا ہون - حضرت فاروق اعظم کا مطلق اطمینان نہوا
اور اوسی جوش وخروش غیض وغضب مین وہان سے اوٹھے اور شفیق دلی اور
محب قلبی یعنی حضرت ابو بکر صدیق کے پاس پہونچے اور وہی شکایت رسول خدا کی ان
سے بھی بیان کی لکھتے ہین کہ اونھون نے بھی بہت سمجھایا خدا جانے وہ شکوک رفع ہوے
یا نہین - ہمکو ایک بہت بڑا تعجب یہ آتا ہے کہ بوقت جنگ کبھی آپ ایسے اصرار
دیکھے مین نہین آئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیالات دل مین ہون گے کہ ہمکو تو
لڑائی بھڑائی سے کام ہی نہین پڑتا پھر جو کوئی کٹے مرے زخمی ہو اپنی بلا سے خالی
زبانی بہادری سے بھی کیون دریغ کیا جاے مرد میدان نبرد جو ہمیشہ راہ خدا
مین تہ دل سے جہاد کرتے تھے اگر وہ صلح پر معترض ہوتے تو مضائقہ بھی نہ تھا
مگر وہ تو حکم خدا کے بندے اور دل سے دوست رکھنے والے خدا اور رسول
کے تھے - ہمارے حضرت کا اخلاق بہت بڑا وسیع تھا ورنہ صاف
فرماتے کہ بھائی چند روز ہی گذرے کہ تمکو مکہ بھیجتے تھے اور تم مارے ڈر کے انکار
کرگئے پھر آپ کس بھروسہ پر صلح پر اعتراض کرسکتے ہین ابھی اور کے فراری کا
دہبا نہین دہلا - عمرو بن عبدود کا خوف ابتک آپکے سینہ سے نہین نکلا -

میان تم تو تماشا قدرت کا دیکھنے والے ہو لڑائی کا بہی دیکھتے ہو صلح کا بہی تماشا دیکھو۔ دیکھو جناب علی مرتضیٰؑ نے بلا عذر صلحنامہ اپنے قلم سے تحریر فرمایا اگر وہ صلح پر اعتراض بہی کرتے تو نازیبا نہ تہا مگر وہ کیون معترض ہوتے وہ جانتے تہے کہ رسولؐ خدا کا کوئی فعل بلا حکم خداوند تعالیٰ کے نہین ہوتا ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم ہنوز اسرار نبوت سے محض لاعلم تہے اور وحی وغیرہ کا شاید اونکو اعتقاد نہ تہا جو ایسے جوش و خروش سے معترض ہوئے مگر محبان فاروقی شاید اس دغدغہ اور شک سے بہی کوئی فضیلت ثابت کرین جیساکہ چالیسوان مسلمان ہونا آپکے فضائل اور مناقب مین باتلاف حقوق اُنتالیس شخصون کے داخل کیا گیا ہے یا کافر کو گالی دینا اور اسیرون کو قتل کے لیے تلوار گہمانا آپکے ہیبت اور جبروت کے آثار مین داخل کئے گئے ہین۔ القصہ حضرت فاروق اعظم و دیگر اجلہ اصحاب کے دل اس دغدغہ سے صاف نہوے اور جبوقت آپنے قربانی شتران اور موتراشی کا حکم دیا کسی صحابی جلیل القدر نے آپکے فرمان پر کان نہ دہرا یہانتک کہ حضرت کو نہایت درجہ ملال ہوا اور خیمہ کے اندر تشریف لے گئے اور شکایت صحابہ مین لب کشائی کی۔ کذا فی المدارج النبوت و حبیب السیر وغیرہ۔ ہان ناظرین باانصاف کو یہ بہی یاد رہے کہ اسی معاملے سے دو چار روز پیشتر صحابہ کرام نے تجدید بیعت کی تہی جسکو علماے نامدار بلقب بیعت الرضوان بولتے ہین۔ اور اس بیعت سے مطلب یہ تہا کہ رسول خدا کا ماننیں گے ساتہہ دینگے لڑائی ہوگی تو پہلے کی طرح مفرور نہونگے۔ بعد بیعت اتباع اسکا جو کچہہ ہوا وہ روشن اور ہویدا ہے اور غضب کا مقام یہ ہے کہ اس بیعت سے علماے اہل سنت فضائل شیخین اخذ فرماتے ہین اور دلیل اس آیت قرآنی کو لاتے ہین۔ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ۔ یعنی

راضی ہوا ہے خداے تعالی اُن مومنین سے کہ جنہون نے درخت کے نیچے تجھہ سے
بیعت کی الخ - آگے اور بھی بیان ہے کہ وہ خداسے راضی ہوے اور خدا اونسے راضی
ہوا - اب اہل انصاف غور کرین کہ معجزہ قرآنی کسقدر حاوی ہے کہ کسی اہل
باطل کو موقع اور گنجائش نہین ملتی - آیت کریمہ مین دعوی کرنے سے پہلے ہی
قید مومنین کی موجود ہے اور یہ قید صرف علماے اہل تسنن کے دعوے کی تردید
کے لیے خداوند تعالے نے پیشگی لگادی ہے ورنہ ممکن تہا کہ صرف بیعت
کنندگان کا ذکر ہوتا کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ کوئی مشرک تو بیعت مین داخل ہی
نہ تہا بہر حال بیعت کنندگان مسلمان ہی تہے پس محقق لوگ بخوبی سمجھہ سکتے ہین
کہ مومن کسکو کہتے ہین اور اوسکی کیا تعریف ہے اور مسلمان کسکو کہتے ہین اور اوسکی
اوصاف کیا ہین مگر طالبان حق کی آگاہی کے لیے بیان کیا جاتا ہے کہ مومن وہ شخص ہے
جو تہ دل سے خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو اقرار لسانی اور تصدیق قلبی دونون موجود
ہون اور مسلمان کا اطلاق ہر شخص پر ہو سکتا ہے کہ جو بظاہر تصدیق خدا اور رسول
کی کرتا ہو عام اس سے کہ اوسکے دل مین ایمان ہے یا نفاق و کفر پس مومن
مصدق بقلب ہوتا ہے اور مسلمان محض اقرار زبانی سے ہوتا ہی پس سچے
دیندار اور مومن کی شناخت یہی کافی ہے کہ خدا اور رسول پر ایمان رکھے اور اونکو
سچا جانے اونکی نسبت دل مین شک نہ لاوے اگر ذرا دل مین نسبت رسالت کے شک و
دغدغہ پیدا ہوا تو حیطہ ایمان سے باہر نکل جائیگا اور ذرا بہی خدا اور رسول کی نافرمانی کی اسیوقت
ایمان جاتا رہا پس مین بڑا متعجب ہون کہ یہ آیت ایسے لوگون سے کسطرح منسوب
کی جاتی ہے کہ جنہون نے صاف طور پر نافرمانی رسول خدا کی کی اور رسول خدا
کہتے جاتے ہین کہ مین تابع حکم خدا ہون مگر کوئی نہین سنتا اور برابر خدای تعالی اور
رسول اللہ سے ناراض ہین اور دونون مین مشکوک ہین - اس مقام پر ذکر کرنے سے

قابل مجھے اپنی ایک سرگذشت یاد آئی کہ بہنگام مباحثہ جو سوال و جواب تحریری کے
ذریعہ سے ہوا تھا بڑے نامی گرامی علماے اہل سنت نے بجواب نافرمانی ہاے رسول خدا
جو شیخین وغیرہ صحابہ سے مثل اسی قصہ و منع وصیت وغیرہ عمل مین آئی ہین یہ
جواب لکھا تھا کہ حضرت علیؑ سے بھی تو یہ نافرمانی رسولؐ واقع ہوئی کہ بوقت تحریر
صلحنامہ حدیبیہ حضرت علیؑ نے یہ لکھا تھا کہ از جانب محمد رسول اللہؐ اور اوس پر کفار
معترض ہوے تھے کہ محمد رسول اللہؐ مت لکھو بلکہ محمد بن عبداللہ لکھو اور حضرت
رسول خدا نے اوسکو قبول کر کے لفظ رسول اللہ محو کرنے اور بن عبداللہ لکھنے کا
حکم دیا مگر حضرت علیؑ نے عذر کیا کہ لفظ رسول اللہ مین اپنے ہاتھ سے محو نہین کرون گا
اسپر رسول خدا نے اپنے ہاتھ سے محو کر کے دوسرا لفظ لکھا دیا اسکو علماے مشاہیر نے
داخل نافرمانی کیا مگر مین نے اوسکا انصاف روز جزا پر رکھا کیونکہ مین جانتا تھا کہ
ایسی بات کو کوئی احمق بھی داخل نافرمانی نہین کر سکتا بلکہ عین مقتضاے محبت اور
ایمان اور اطاعت خدا و رسول کا ہے مگر اونہون نے دیدہ و دانستہ بوجہ ناصبیت
اور براہ سخن پروری اور بوجہ عجز جواب کے ایسا لکھا۔ فاعتبروا یا
اولی الابصار۔ غزوہ خیبر سال ہفتم ہجری مین واقع ہوا۔ لکھا ہے کہ جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درد شقیقہ سے مریض تھے اور جناب علی
مرتضیٰ کو آشوب چشم تھا اور اسوجہ سے مدینہ مین رہ گئے تھے مگر مفارقت
جناب رسول خدا گوارا نہوئی عقب سے تشریف لے آئے حضرت رسول خدا بوجہ
درد شقیقہ خیمہ گاہ مین تشریف رکھتے تھے اور تین روز تک لشکر اسلام میدان جنگ
مین نکلا ایک روز بسر کردگی حضرت ابوبکر صدیق اور دو روز بسرداری حضرت فاروق
اعظم۔ مگر تینون روز یہ اتفاق ہوا کہ لشکر یہود سے مرحب سردار کا بھائی حارث نام نکلتا
تھا جو کوئی لشکر اسلام سے اوسکے مقابلہ کو جاتا شہید ہو جاتا جب دو آدمی شہید ہو جاتے پھر کوئی

لڑانے نہ نکلتا یہودی حملہ کرتے لشکر اسلام بے نیل مرام واپس آتا- لکھا ہی کہ جس روز حضرت عمر سردار لشکر تھے اور حسب قاعدہ حارث یہودی نکلا اور لشکر اسلام سے اوسکے مقابلہ کو پے در پے تین شخص نکلے اور شہید ہوے تو پھر کوئی شخص لشکر اسلام سے نہ نکلا حضرت فاروق اعظم نے لشکر کو ملامت کی کہ کیون اس یہودی کے مقابلے کو نہین نکلتے تو لشکریون نے عرض کی کہ آپ ہمارے سردار ہین اور سردار بہ نسبت ماتحتون کے زیادہ شجاع اور بہادر ہوتا ہے اوسکے مقابلہ کو خود بدولت تشریف لیجادین مگر آپنے اہل لشکر کی اس گستاخی آمیز بات کو قبول نہ فرمایا یہودیون نے حملہ کیا اور لڑائی سخت پڑی حضرت عمر اس خیال سے کہ یہودی علم لشکر نہ چھین لین جلد جلد قدم اوٹھا کر گھر کو واپس تشریف لائے- محبان شیخین غور بہین- خیبر ہی مین حضرات کو اتفاق میدان داری کا ہوا تھا مگر افسوس ہے کہ ناکام ہو کر سخت مایوسی کی حالت مین واپس ہوئے-

جبکہ رسول خدا نے خوب آزمایش کر لی اور سرداری اور شجاعت و بہادری حضرات کی ظاہر ہوگئی تو شام کے وقت یہ فرمایا-

لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا کَرَّارًا غَیْرَ فَرَّارٍ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ لَایَرْجِعُ اِلَّا لِفَتْحِ اللّٰہِ عَلٰی یَدَیْہِ یعنے کل صبح کو مین علم لشکر ایسے شخص کو دونگا جو بڑا بہادر ہے کبھی نہین بھاگتا ہے اور خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین نہین لوٹیگا وہ جبتک کہ اللہ تعالے اوسکے ہاتھ پر فتح دے-

قربان یا رسول اللہ حضرت خوب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ یہ قلعہ علی مرتضیٰؑ سے فتح ہوگا تو ان حضرات کو ناحق کیون تکلیف دی گئی وجہ اوسکی اہل تحقیق کے نزدیک صرف یہی تھی کہ اونکی بھی آزمائش ہو جاوے صلح حدیبیہ بہت کچھہ

جوش وخروش فرمایا تھا۔ بیچارے قیدیون پر ہر دم آپکی شمشیر نیام اُگلی پڑتی تھی زبان سے لاف جوانمردی بہت کچھ کیا کرتے تھے اسلیے خیبر مین امتحان لے لیا تاکہ لوگون پر انکی کیفیت منکشف ہوجاوے۔ افسوس کہ اس امتحان پر بھی نہ سمجھے اور خود ہی حضرت فاروق اعظمؓ فرماتے ہین کہ اوس روز رات بھر مجھے نیند نہ آئی۔ لکھا ہے کہ اس امیدواری مین نیند نہ آئی کہ کیا اچھا ہو کہ وہ شخص کرار غیر فرار مین ہی ہوجاؤن لیکن یہ سمجھ مین نہین آتا کہ خود انہین حضرات کے دو روز متواتر بھاگنے پر تو حضرت نے ایسا فرمایا کہ کل کو ایسے شخص کو علم دونگا کہ کرار غیر فرار ہے پھر خود بدولت کی امیدواری اور آرزومندی چہ معنی دارد وہان اگر کچھ مزاج مین غیرت ہوگی تو شاید اس وجہ سے رات بھر نیند نہ آئی ہو مگر دو روز کے مفروری اور ماتحتون کا وہ گستاخانہ کلام کہ سردار ہو تم لڑنے کو نکلو اور اوسکو بیچانا طبیعت کو ابد ہر سے پھیرنا ہے۔ ہان اگرچہ بوجہ حسد کے رات بھر چین نہ آیا ہو تو مضائقہ نہین۔ الغرض صبح کو جب لشکر تیار ہوا اور رسولؐ خدا خیمہ سے باہر تشریف لائے حکم دیا کہ بلاؤ حضرت علی مرتضیٰؑ کو لوگون نے عرض کی کہ اونکو آشوب چشم ہے لیکن رسول خداؐ نے اوسی حالت مین اونکو بلایا اور لب مبارک آنکھون پر لگایا کہ فوراً موقوف ہوا بلکہ اصلی روایت یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کے وقت بحکم وحی ربانی نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ھم وغم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی پڑھا اور فوراً حضرت علی مدینہ منورہ سے داخل لشکر ہوے جناب رسولؐ خدا نے نشان لشکر آپکو عطا کرکے روانہ فرمایا جو کچھ معاملہ حارث اور مرحب سے واقع ہوا مشہور ہے کہ ایک ایک ضرب مین دونون نابکارون کو واصل بجہنم کیا اور فوراً قلعہ پر دھاوا کرکے ہاتھ سے دروازہ قلعہ کا اکھاڑ لیا۔ اور لکھا ہے کہ جو پتھر اور تر

یہودی چلاتے تھے آپ نے اوسی کواڑے کو سپر کی جگہ لے لیا اور لکھا ہے کہ جسوقت
در خیبر اوکھاڑا تو تمام قلعہ کو زلزلہ ہوا حضرت صفیہ جو بعد مین داخل ازواج رسول خدا
ہوئین وہ تخت سے اوسی لرزش کی حالت مین گرین کہ جسکے صدمہ سے دانت گر پڑا
اہل سیر و تواریخ نے وزن اوس کواڑے کا سات سو من کا لکھا ہے بعضون نے
دو ہزار من کا اور محدثین و مورخین نے لکھا ہے کہ ہفتاد مرد اوسکو نہیں اٹھا سکتے
تھے باقی مفصل حال اسکا معجزات مین مرقوم ہے۔

اوسی ضمن مین قضیہ فدک درپیش ہوا یعنی مقام خیبر سے حضرت نے علی مرتضےٰ
علیہ السلام کو روانہ فرمایا فدک بھی ایک موضع تھا مسکن یہودیون کا مثل خیبر کے اور
جبکہ اہل فدک کو حال فتح ہو جانے قلعہ خیبر کا معلوم ہوا تو بغیر محاصرہ اور جنگ کے خود
صلح پر باین شرط آمادہ ہوگئے کہ نصف زمین حضرت رسول خدا لے لین اور ہمسے
معترض نہون۔ چنانچہ عبارت مقصد اقصیٰ نقل کیجاتی ہے۔ بعضے گویند کہ حضرت
رسالت بسوے فدک امیر المومنین علی را فرستاد و مصالحہ بر دست امیر المومنینؑ
واقع شد بر آن نہج کہ امیر المومنین قصد خون ایشان نہ کند و حوائط خاص از ان رسول
باشد پس جبرئیل فرود آمد و گفت حق تعالیٰ میفرماید کہ حق خویشان بدہ رسول گفت
خویشان کیستند و حق ایشان چیست جبرئیل گفت فاطمہ است حوائط فدک بدودہ
وانچہ ازان خدا و رسول است و فدک ہم بدو دہ پیغمبر علیہ السلام فاطمہؑ را بخواند و از
براے او حجتے نوشت و آن وثیقہ بود کہ بعد وفات رسول خدا علیہ السلام بیش
ابوبکر صدیق آورد و گفت این کتاب رسول است و براے من و براے فرزندان
من حسن و حسین علیہما السلام نوشتہ است۔

فتح مکہ کا بڑا نتیجہ بت شکنی تھا جسوقت مکہ معظمہ فتح ہوا اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم داخل بیت اللہ ہوے اور بتون کو توڑا تو اس کام مین کسی غیر کو مداخلت نہین ہوئی

بلکہ جناب رسول خدا اور حضرت علی مرتضیٰ دونوں اوس کام میں مشغول ہوئے اور جناب
رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کیا اور بلندی پر رکھی ہوئی بت
توڑے گئے۔ و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ یا علی خوشا وقت تو کہ کار حق
میکنی۔ و حبذا حال من کہ بار حق میکشم۔ کذا فی المدارج وغیرہ بعد کارروائی بت شکنی
جب حضرت علی مرتضیٰ اوپر سے کودے تو ہنسے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
دریافت کیا کہ سبب خندہ کیا ہے فرمایا کہ میں ایسے بلند مقام سے کودا اور کچھ الم نہیں
معلوم ہوا حضرت مقدس نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ چگونہ الم بتو رسد کہ
بردارندۂ تو سید المرسلین بودہ و فرود آرندۂ جبرئیل امین۔

غزوہ حنین۔ جبکہ مکہ معظمہ فتح ہوگیا اور اطراف و جوانب میں یہ خبر پہونچی تو قبائل
عرب نے سرکشی موقوف کر کے اطاعت اسلام قبول کی مگر قبیلہ ہوازان اور ثقیف نے
سرکشی اختیار کی اور میدان حنین میں ہزارہا آدمی جمع ہوگئے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا حضرت یہ خبر سنکے مع لشکر اسلام عازم ہوئے
اگرچہ لشکر اسلام بہت تھا مگر جبکہ دفعتاً مشرک لوگ کمین گاہ سے نکل کر حملہ آور ہوئے
تو جمیع مہاجرین و انصار بھاگ گئے اور حضرت رسول خدا کو تنہا چھوڑ گئے بروایت
صاحب سرور المحزون حضرت کے بھائی بند بنی ہاشم نو آدمی ایک ایمن بن ام ایمن
باقی رہے بھائی بندوں میں حضرت علی مرتضیٰ اور عباس اور فضل بن عباس اور ابو سفیان
بن حارث بن عبد المطلب عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب عتبہ اور معتب پسران ابو لہب
دوسرے قول کے بموجب صرف چار شخص رسول خدا کے پاس رہ گئے جناب علی
مرتضیٰ حضرت عباس ابو سفیان و عبد اللہ اور سب مفرور ہوگئے حضرت نے واسطے
غیرت اور ندامت مفرورین کے یا معشر الانصار و یا اصحاب السمرہ کہکر آواز دی
نہ لائیں کہ کچھ لوگ بقدر سو سوا سو آدمی انصار وغیرہ کے مفروروں میں سے جمع ہوئے

اہل سیر کہتے ہین کہ یہ شکست جو لشکر اسلام کو ہوئی بوجہہ نظر خجستہ اثر بیشین گوئی حضرت
ابوبکر صدیق کے ہوئی - چنانچہ حبیب السیر مین لکہا ہے کہ چون این جنود ظفر ورود
از مکہ بیرون رفتہ نظر خجستہ اثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بر آن کثرت و شوکت افتاد
بر زبان مبارکش گذشت کہ امروز بہ سبب قلب سپاہ مغلوب نخواہیم شد و بواسطہ
صدور این سخن در حنین اول لشکر نبی الثقلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شکست یافتند
نزول سکینہ بر رسول اللہ و مومنین جو قرآن مجید مین مذکور ہے اسی موقع پر ہے - اور
نزول سکینہ بلاشبہ ثابت قدم لوگون پر ہے نہ کہ مفرورون پر اور اطلاق لفظ مومن کا
بہی آج کے دن کہل گیا کہ کس تعداد صحابہ کے لئے مستعمل ہوا ہے - جبکہ انصاف مین سے
قریب سو آدمیون کے جمع ہو گئے اور لڑائی شروع ہوئی تو حضرت رسول خدا نے
ایک مشت سنگریزہ اوٹہا کر کفار کیطرف پہینکی کہ وہ سب ہر مشرک کی آنکہہ مین پہونچی
اور شکست اونکو ہوئی مگر اوسی عرصہ مین ایک پہلوان نہایت قوی اور بہادر ابو جرول
نام لشکر کفار سے رجز پڑہتا ہوا نکلا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے کوئی شخص بخوف اوسکی
قد و قامت اور بہادری کے اوس سے لڑنے کو نہ نکلا کہ بالآخر جناب علی مرتضیٰ نے اوسکو قتل
کیا - یہ تیسرا موقع ہے کہ صحابہ سے مفروری صادر ہوئی اول احد پر دوسرے خیبر پر بحالت
سرداری لشکر پہر آج کے دن اور جبتک جنگ قائم رہی حضرت کا تو پتہ نہین لگا معلوم
ہوتا ہے کہ بخوف کفار کوسون اُڑ گئے تہے - سبحان اللہ بعض جدید صحابی تو بوقت مفروری
لشکر اسلام الگ کہڑے خوب قہقہہ لگا رہے تہے جیسے خاندان بنی امیہ ابو سفیان وغیرہ
ہین تعداد شہدائے لشکر اسلام کی صرف چار ہے اور کفار کے ستر آدمی قتل
ہوئے جنمین سے بروایت اہل السیر چالیس مشرک خاص حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام
کے ہاتہہ کے مقتول ہین اور تینتیس آدمی اورون کے ہاتہہ سے مارے گئے مگر اصحاب ثلثہ
کے ہاتہہ سے کوئی قتل نہین ہوا - اب ناظرین خود انصاف کرلین کہ قتال فی سبیل اللہ

مثل حضرت علیؓ کے کسی صحابی سے واقع نہیں ہوا پھر اس صفت مین جناب علی مرتضیٰ سب سے سبقت لیگئے ہین اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کی نسبت کسی کتاب مین ایسا لکھا ہوا نہین دیکھا کہ فلان مشرک سے مقابلہ کیا یا کبھی کسی پر حملہ کیا یا کبھی تن مبارک پر جرکہ کھایا پھر ہمکو تو بمقابلہ مجاہدین کے انکا ذکر بھی کرتے ہوئے ندامت آتی ہے مگر نہ معلوم کہ شرائط فضیلت ایسے کیون قائم کیے گئے ہین کہ جنکا اثر بھی حضرات اصحاب ثلثہ مین پایا نہین جاتا حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کی مقابلہ مین انکا ذکر کرنا تو محض ہی ندامت کی بات ہے لیکن مہاجرین و انصار سے ادنیٰ ادنیٰ صحابی ہر سہ حضرات سے اس صفت مین سبقت لے گئے ہین۔ اگر قتال فی سبیل اللہ پر بھی حصر افضلیت کیا جاتا ہے تو ظاہر بات ہے کہ جناب علی مرتضیٰ سے افضل ہونا تو کہان برابر ہونا بلکہ عشر عشیر ہونا بھی کسی کا ثابت نہین ہوسکتا۔

چوتھی شرط فضیلت کی بیعت الرضوان ہے

بیعت الرضوان مین داخل ہونا ہی فضیلت ہے اور یہ بھی ویسی ہی ہے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر فضیلت ہے نہ کہ کسی خاص شخص کی فضیلت سے اوسکو علاقہ ہے۔ اس سے تو صرف اسی قدر مقصود ہے کہ لوگون نے تحت الشجر بیعت رسول خدا سے کی وہ اُن لوگون سے افضل ہین کہ جنھون نے باوجود قابلیت بیعت کے بیعت نہین کی جناب علی مرتضیٰ بھی اس بیعت مین شامل ہین اور شیخین بھی۔ گو حضرت عثمان داخل بیعت نہین ہوے لیکن انپر یہ اعتراض بھی وارد نہین ہوسکتا کیونکہ وہ اُس جگہ حاضر نہ تھے مگر مین اس امر مین سخت متعجب ہون کہ اس بیعت سی فضیلت شیخین کو کیا علاقہ ہے بلکہ اسکا تذکرہ صاف طور پر انکے مطاعن مین داخل ہی کیونکہ بیعت کی معنی یہی ہین کہ نبی کے ہاتھہ پر اقرار و اوثق کیا جاے کہ ہم تمہاری فرمانبرداری کرینگے جان سے دریغ

نہ کرینگے جہان کہوگے کٹ مرینگے تمکو چہوڑ کر مفرور نہونگے تعمیل اس اقرار وعہد کی شیخین سے مطلق نہین ہوئی بلکہ صاف طور پر ثابت ہی کہ انہون نے اس بیعت کو توڑ دیا اور مطلق اپنی عہد و میثاق پر قایم نہ رہی پہر اوسکی فضیلت سے اونکو کیا علاقہ رہا ملاحظہ فرمایئے کہ بیعت کرتے ہیما اول تو صلح حدیبیہ پر کسقدر رجحت کی حالانکہ بیعت سے یہ مراد تہی کہ تمہاری اطاعت ہر جنگ اور صلح پر کرینگے یہ مطلب ورا اقرار نہ تہا کہ جب لڑنیکو کہوگے تو بہاگ جایا کرینگے اور جب صلح کو فرماؤگے تو اڑ جایا کرینگے اور جبکہ ایسا ہی واقعہ ہوا کہ بہنگام جنگ رسول اللہ کو چہوڑ کر بہاگ گئے اور بہنگام صلح اڑ بیٹہے کہ صلح کیون کرتے ہو تو یہ صاف طور پر مخالفت ہوئی پہر اس بیعت کی فضیلت کے مصداق شیخین کسی طرح نہین ہو سکتے دیکہو جناب علی مرتضیٰ کو کہ کبہی جنگ سے منہ نہ موڑا کبہی رسول خدا کو معرکہ جنگ مین تنہا چہوڑ کر مفرور نہین ہوئے صلح کے وقت جیسا نبی نے حکم دیا دوات و قلم لیکر صلحنامہ لکہنے بیٹہہ گئے مطلق حجت بہی نہ کی حالانکہ وہ حجت کرنے کا استحقاق رکہتے تہے وہ مصداق اوس نص اور اسکی فضیلت کے ہین اگر کوئی شخص ہمارے بیان پر اعتراض کرے کہ مفروری جنگ احد اور خیبر پہلا قصہ ہے بعد بیعت کے بہاگنا شیخین کا ثابت کرو تو اوسکا اطمینان ہم بآسانی کر سکتے ہین اور حوالہ جنگ حنین دے سکتے ہین کہ بعد اس بیعت کے شیخین رضی اللہ عنہما جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چہوڑ کر مفرور ہوے۔ مگر یہہ موقع بحث کا معترض کو ملتا ہے کہ درمیان بیعت رضوان اور مفروری جنگ حنین کے عرصہ زیادہ گذرا اور شاید امتداد مدت کی وجہ سے اثر بیعت کا باقی نہ رہا ہو اور تمادی عارض ہوگئی ہو لیکن ہمکو قول مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ امر ثابت ہوگیا ہے کہ بوقت مفروری حنین اثر بیعت باطل نہوا تہا چنانچہ کتب سیر و احادیث سے یہ بات آشکار ہے کہ مفروران حنین مین جو لوگ داخل بیعت تحت الشجرہ تہے اونکو وہ بیعت یاد دلانے کے لیئے اسطرح

اور ان الفاظ مین آواز دلائی گئی یا اصحاب السمرۃ سمرہ اوسی درخت کا نام ہے
جسکے نیچے بیٹھکر بیعت رضوان واقع ہوئی۔ مطلب سمرہ کے یاد دلانے سے یہی تہا کہ
تم لوگ بڑے پیمان شکن عہد فراموش ہو۔ جناب علی مرتضی علیہ السلام کے سواے
کسی نے اس بیعت کو قائم نہین رکہا تو ظاہر ہے کہ بیعت توڑنے والے اوس شخص
کی برابری نہین کر سکتے کہ جو بیعت پر قائم رہا۔ یہان فضیلت ثابت کرنے مین
اُلٹا الزام بیعت شکنی کا ثابت ہوگیا۔ اور اوسکا نتیجہ الیساہی ہے کہ خداے تعالے
ہر مومن کو اپنے حفظ و امان مین رکہے۔ آیہ قرآن مین یہی مذکور ہے کہ خداے تعالے
اونسے راضی ہوا اور وہ خدا سے راضی ہوے یہ منقبت اون لوگون کی ہو کہ جو ہر حالت
جنگ و صلح مین تابع حکم رسولؐ و خدا کے رہے اور جنہون نے جنگ سے فرار اختیار
کیا اور صلح پر جو بحکم خدا و رسول تہے اعتراض کیا اور یہانتک ناراض رہے کہ حکم
قربانی شتران و موترا شی ہرگز نہ مانا اور اگر قبول بہی کیا اور نہایت اکراہ اور اجبار سے
کیا تو معلوم ہوا کہ وہ خدا سے راضی نہ تہے پس ظاہر ہے کہ خدا بہی اونسے راضی نہ تہا
تو اب ہم ایسے لوگون کا مقابلہ اوس شخص سے کیا منہ لیکر کرین کہ جسکی شان مین
خداے تعالے کا حبیب برحق یہ فرماوے کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکہتا ہے
اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکہتے ہین۔

واضح ہو کہ ان چارون شرطون مین جو علماے اہل تسنن نے قائم کی ہین
حضرت مرتضی علی علیہ السلام کو اصحاب ثلثہ بلکہ جمیع عالم پر سبقت اور
فضیلت حاصل ہے۔

مگر ہم اسپر ہی اکتفا نہین کرتے بلکہ اوصاف ذاتی سے اور حکم خدا و رسولؐ سے
اثبات افضلیت کرتے ہین تا کہ کسی کو حرف گیری کا موقع نہ ملے۔ اور اس بحث کو
ہم بوجوہ متعددہ بیان کرتے ہین۔

وجہ اول - فضیلت کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قربت اور توحد اس درجہ حاصل ہو کر جمیع اقران سے سبقت لیجائے اور ظاہر ہے کہ یہ بات اصحاب ثلثہ میں بمقابلہ علی مرتضیٰ موجود ہیں اور علی مرتضیٰؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ قربت حاصل ہے کہ سوائے اونکے اور کسی کو حاصل نہ تھی - اب ہم جو غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قربت وتوحد دو قسم کا ہو سکتا ہے - ایک باطنی جسکو روحانی کہتے ہیں دوسرے ظاہری جسکو جسمانی کہتے ہیں اسلیے ہم دونوں اقسام قربت وتوحد کو جدا جدا بیان کرتے ہیں -

قربت وتوحد باطنی یعنی روحانی

ظاہر ہے کہ جناب علی مرتضیٰؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توحد اور قربت روحانی بدرجہ اتم حاصل ہے ثبوت اسکا یہ ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں اور اس حدیث کو ائمہ وفضلائے اہل سنت نے بروایت متعددہ آٹھ صحابہ سے نقل کیا ہے - تفصیل ائمہ وفضلا کی یہ ہے - اول امام احمد بن حنبل کہ ائمہ اربعہ اہل سنت میں داخل ہیں اس حدیث کو اپنی مسند میں لکھتے ہیں - دوم عبداللہ بن امام احمد بن حنبل - سوم امام شمس الدین یوسف بن عبداللہ المشتہر بسبط ابن الجوزی - چہارم ابن مردویہ اصبہانی - پنجم ابو الحسن علی بن الطیب الجلالی المعروف بہ ابن المغازلی - ششم دیلمی - ہفتم عاصمی - ہشتم نطنزی - نہم شہردار دیلمی دہم اخطب خوارزم - یازدہم ابن عساکر - دوازدہم کنجی - سیزدہم - صالحانی - چہاردہم مطرزی پانزدہم صدر الافاضل خوارزمی - شانزدہم محب طبری - ہفدہم احمد بن محمد حافی - ہجدہم ابراہیم وصابی - نوزدہم محمد واعظ ہروی - بستم محمد صدر عالم نقلاً عن ہولاء الخمسۃ عن - بست ویکم احمد - بست ودوم حموینی - بست وسوم محمود طابی بست وچہارم رکزینی نقلاً عن الاخطب - بست وپنجم زرندی - بست وششم سید علی ہمدانی

بست۲۷ وہفتم جمال الدین محدث وشیخ بن علی بست۲۸ وہشتم وبست نہم خطیب بغدادی
وابن عساکر ومحمد بن یوسف کنجی وغیرہم۔

قال احمد بن حنبل فی الفضائل حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن الزہری
عن خالد بن معدان عن زادان عن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنت انا وعلی ابن ابی طالب نوراً بین یدی
اللہ تعالی قبل ان یخلق آدم باربعۃ الاف عام فلما خلق آدم قسم
ذلک النور جزئین فجزء انا وجزء علی وفی روایۃ خلقت
انا وعلی من نور واحد یعنے لکھا ہے امام احمد حنبل نے فضائل میں
کہ حدیث کی مجھہ سے عبد الرزاق نے اور اوسنے سُنی معمر سے اور معمر نے زہری سے
اور زہری نے خالد بن معدان سے اور اوسنے زادان سے اور اوسنے حضرت
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ مین اور علی ابن ابی طالب آدم کی پیدائش سے چار ہزار برس پیشتر اللہ تعالی کے روبرو
عالم نور مین تھے پس جبکہ آدم علیہ السلام پیدا ہوے تو وہ نور دو جزء پر تقسیم ہوگیا
ایک جزء مین ہون اور ایک جزء علی ؑ ہے۔ اور دوسری روایت مین یہ ہے
کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا ہوے ہین۔

ابو الحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی نے کہ داخل ائمہ
واکابر فضلاے اہل سنت مین ہے تین طریق پر اس حدیث کو بیان کیا ہے۔
اول قال اخبرنا ابو غالب محمد نحوی قال اخبرنا ابو الحسن علی بن منصور
الحلبی الاخباری قال حدثنا علی بن محمد عدوی الشمشاطی قال حدثنا
حسن بن علی بن ذکریا قال حدثنا احمد بن مقدام عجلی قال حدثنا الفضیل بن عیاض
عن ثور بن یزید عن خالد بن معدان عن زادان عن سلمان رضی اللہ تعالی عنہ قال

سمعت حبیبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت انا وعلی نوراً بین یدی اللہ عز وجل یسبح اللہ ذلک النور ویقدسہ قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اللہ آدم رکب ذلک النور فی صلبہ فلم یزل فی شیٔ واحد حتی افترقنا فی صلب عبد المطلب ففی النبوت وفی علی الخلافت - دوسری روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے اسمیں بعد لفظ صلب عبد المطلب کے یہ اور زیادہ ہے جزء فی صلب عبد اللہ وجزء فی الصلب ابوطالب فاخرجنی نبیاً واخرج علیا وصیاً تیسری روایت اسی کی ہم مضمون ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے لکھی ہے۔

ابوشجاع شیرویہ بن شہروار بن شیرویہ بن فنا بن خسرو دیلمی - المعروف بہ دیلمی نے آخری فقرہ ففی النبوت وفی علی الخلافت - زیادہ کیا ہے روایت احمد بن حنبل پر -

امام عاصمی نے کتاب زین الفتے تفسیر سورہ ہل اتے میں لکھا ہے قال حدثنا حسن بن اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ عن ابیہ عن زیاد بن المنذر عن محمد بن علی ابن الحسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام عن ابیہ عن جدہ پورا مضمون حدیث مندرجہ بالا لکھکر یہ الفاظ اور لکھے - فصیر قسمی فی صلب عبد اللہ وقسم علی فی صلب ابی طالب فعلی منی وانا منہ لحمہ من لحمی ودمہ من دمی فمن احبہ فبحبی احبہ ومن ابغضہ فببغضی ابغضہ - مگر مدت قبل از تولد آدم علیہ السلام کے چودہ ہزار برس لکھی ہے -

نیز امام عاصمی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے - قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلقت انا وعلی ابن ابی طالب من نور واحد

الجنہ
یسبح اللہ عزوجل فی یمینہ العرش قبل خلق الدنیا ولقد سکن آدم الجنہ
ونحن فی صلبہ ولقد رکب نوح السفینۃ ونحن فی صلبہ ولقد قذف
ابراھیم فی النار ونحن فی صلبہ فلم یزل یقبلنا اللہ عزوجل من اصلاب
طاہرۃ الی ارحام طاہرۃ حتی انتہی بنا الی عبد المطلب فجعل ذلک النور
بنصفین فجعلنی فی صلب عبد اللہ وجعل علیا فی صلب ابی طالب وجعل
فی النبوت والرسالۃ وجعل فی علی الفروسیۃ والفصاحۃ واشق لنا
اسمین من اسمائہ فوب العرش محمود وانا محمد وھو الاعلی ھذا علی۔
ابوالفتح محمد بن علی بن ابراہیم نطنزی کتاب خصائص علویہ مین اس حدیث کو لکھتے ہین
ہم مضمون دیگر روایات کے اور روایت کی ہے اسی کو سلمان فارسیؓ سے چودہ
ہزار برس پیشتر پیدائش آدمؑ سے نور نبی و ولی کا تسبیح و تقدیس کرنا اور بعد پیدائش
آدم انتقال نور اصلاب طاہرہ و ارحام طاہرات مین ہونا اور پہر نصفا نصف
دو جزء ہوکر ایک نصف حضرت عبد اللہ اور ایک نصف ابو طالب علیہ السلام کے
صلب مین جانا اور پیدائش نبی و علی اوس نور سے ہونا لکھکر اشتقاق اسماے
الہی سے اسماے پنجتن اسطرح ہونا لکھا۔ واشق اللہ لنا من اسمائہ اسماء اللہ
محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ فاطر وابنتی فاطمۃ واللہ
محسن وابنای الحسن والحسین فکان اسمی فی الرسالت والنبوت
وکان اسمہ فی الخلافت والشجاعت فانا رسول اللہ وعلی سیف اللہ
یلمی اور اخطب خوارزمی نے کتاب المناقب مین اور حموینی نے فرائد السمطین
مین حضرت سلمان فارسی سے ہم معنی ابن المغازلی کے روایت کی ہے
مگر مدت قبل پیدائش آدم سے چودہ ہزار برس لکھی ہے۔ اور اخطب نے دوسری روایت
عن محمد بن علی ابن الحسین بن علی ابن ابی طالب علیہم السلام لکھی ہے اوسمین بعد

مضمون حدیث مذکور کے یہ اور لکھا ہے فعلی منی وانا منہ لحمہ لحمی ودمہ دمی فمن احبہ فیحبنی ومن البغضہ فیبغضنی البغضہ محمد بن یوسف کنجی نے کتاب کفایت الطالب مین روایت حضرت سلمان فارسیؓ کو بمضمون مذکرۂ بالا بروایت ابن عساکر لکھا ہے اور علاوہ انکے اکثر علماے نامدار اہل تسنن نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے اور چونکہ یہ حدیث آٹھہ صحابیون سے مروی ہے اسلیے متواترات سے ہے مگر ابن جوزی نے بحسب عادت خود اس حدیث کو بھی موضوعات مین داخل کیا ہے مگر اوسکے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دشمن رسولؐ کی آل کا تھا اگرچہ اپنے آپ کو سنت جماعت کہتا تھا مگر دراصل ناصبی تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ ناصبی اپنے آپ کو ناصبی نہین بلکہ سنی ہی کہتے ہین اکابر علما اور ائمہ حدیث نے ابن جوزی کو سخت الزامات دیئے ہین وہ محض بوجہ توہم احادیث صحیحہ کو موضوعی قرار دیتے ہین خود سبط ابن الجوزی نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے آئمہ اربعین مین سے امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا اور علاوہ اونکے کم سے کم پچاس ساٹھہ محدث و محقق علمانے جنکا مذہب اہل سنت ہے اس حدیث کی تصحیح کی ہے پھر ایک ابن جوزی کے قول واحد کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ ابن جوزی نے تو جو کچھہ ناصبیت اپنی ظاہر فرمائی تھی تو ایسی منہ کی کھائی کہ شاید کوئی دانت بھی منہ مین باقی نہ رہا ہو مگر طرہ یہ ہے کہ علماے نواصب نے وہی طریقہ تحریف کا جو اکثر فضائل اہل بیت مین اصحاب ثلثہ کو شامل کیا ہے اس حدیث مین بھی برتا ہے جیساکہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور شباب اہل الجنۃ وغیرہ احادیث مین خلفاے ثلثہ کو بروے تحریف شامل کر دیا ہے مگر اہل بصیرت کے روبرو کسی کی صنعت چل نہین سکتی۔ بناوٹ صاف کھلجاتی ہے۔
مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین جناب مرتضی علی علیہ السلام کی ضد

اور عداوت پر اس حدیث کو بیان کیا ہے ورنہ وہ بھی خوب جانتے تھے کہ یہ حدیث موضوعی ہے۔ اگرچہ شافعی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے مگر محض بے سند ہے وھو ماروی الشافعی باسنادہ الی النبی صلی اللہ علیہ و آلہ انہ قال کنت انا و ابوبکر و عمر و عثمان و علی بین یدی اللہ تعالیٰ قبل ان یخلق ادم بالف عام فلما خلق اسکنا ظھرہ ولم نزل نقل فی الاصلاب الطاھرۃ حتے فقلنا اللہ الی صلب عبداللہ ونقل ابابکر الی صلب قحافہ ونقل عمر الی صلب الخطاب ونقل عثمان الی صلب عفان ونقل علیا الے صلب ابی طالب یہ وہ حدیث ہے کہ شافعی نے باسناد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ تھا میں اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں آگے آدم کے پیدا ہونے سے ایک ہزار برس پیشتر پس جبکہ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو ہم اونکی پشت میں جاگزین ہوئے اور نہیں زائل ہوا منتقل ہونا ہمارا اصلاب طاہرہ سے یعنے ہم اصلاب طاہرہ ہی میں منتقل ہوتے رہے) یہانتک کہ منتقل کیا مجھکو اللہ تعالیٰ نے طرف صلب عبداللہ کے اور ابوبکر کو طرف پشت ابی قحافہ اور بدلا عمر کو طرف پشت خطاب کے اور بدلا عثمان کو طرف پشت عفان کے اور منتقل کیا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو طرف پشت ابی طالبؑ کے۔

اول تو دلیل موضوعی ہونے حدیث کی یہ ہے کہ نام ہر چہار کا اوس ترتیب سے درج کیا گیا ہے کہ جس ترتیب سے خلافت پہونچی ہے صاف ظاہر ہے کہ بعد گذر جانے زمانہ خلافت اربعہ کے بہ زمانہ بنی امیہ یا بنی عباس یہ حدیث وضع کی گئی ہے جسقدر موضوعی احادیث ہیں ان میں واضع نے ترتیب خلفائے اربعہ کو نہیں چھوڑا ہے واضع کی خامی عقل ہے یا معجزہ نبی صلواۃ اللہ علیہ السلام کو جو کوئی اوپر اتہام لگادے

تو مخفی نہ رہ سکے - نہایت تعجب کا مقام ہے کہ ہمیشہ رسول خدا اسی ترتیب سے
ہر چہار خلفا کا نام لیا کرتے تھے - اصحاب رسول تو ہزاروں شخص تھے اور اکابر
صحابہ مین بھی دس بیس آدمی داخل ہین مگر موضوعی احادیث مین اصحاب ثلثہ
ہی واضع کو یاد رہتے تھے خلافت کے بارے مین کوئی حکم رسول خدا صلوات اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے نہین فرمایا - پھر نہ معلوم کہ احادیث مین یہ ترتیب کیسے قائم ہوئی اگر ایسی حادیث
جنمین ایسی ترتیب سے نام لیے گئے صحیح ہوتے یا درواقع رسول خدا ہر چہار خلفا کو ہمیشہ
اسی ترتیب سے یاد فرمایا کرتے تو بوقت تعین خلافت کیون نزاع برپا ہوتی تھی بقول
علماے اہل تسنن انصار تو یون کیون کہتے کہ منا امیر و منکم امیر اور حضرت
علی مرتضے کیون دعویدار خلافت ہوتے اور ابوبکر سقیفہ بنی ساعدہ مین
بوقت تقرر خلافت ابو عبیدہ بن جراح اور عمر بن الخطاب سے کیون کہتے کہ
یہ قابل خلافت ہین انسے بیعت کرو - اور حضرت عمر اپنی وفات کے وقت
پانچ شخصون مین سے ایک کو خلیفہ مقرر کرنے کے لیے کیون کہتے کہ علی مرتضے اور
عثمان اور طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن بن عوف مین سے ایک کو خلیفہ مقرر کرنا -
اور بعد قتل عثمان کے بی بی عائشہ اپنے بھانجے کے لیے اور طلحہ و زبیر کیون ساعی
خلافت ہوتے اور معاویہ تاویہ کیون خلیفہ برحق سے تخلف کرتا - اس سے
صاف پایا جاتا ہے کہ جن احادیث مین بترتیب خلافت نام صحابہ کا لیا گیا ہے
وہ محض وضع اور دروغ احادیث ہین وضعی نے بے ایمانی سے اپنی
قبر کو آگ کے انگارون سے بھرا ہے علاوہ اس امر کے
سیاق عبارت حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ واضع نے اگرچہ حدیث
نور کی تحریف کی ہے مگر قدرت خدا سے یا تو واضع اسکو مثل
اوس حدیث کے بنا نہ سکا اور نور کا لفظ بھول گیا - یا واضع نے

کسی دباغت کی وجہ سے اپنی جان بچانے کے لئے ایسے مہمل مضمون کی حدیث وضع کی۔ دل مین واضع کے خدا کا خوف آیا ہے اور بظاہر لوگون کے دباؤ سے مجبور ہو کر ایسی روایت وضع کرنی پڑی ہے کہ بظاہر اوس سے اصحاب ثلثہ کی افضلیت مثل حدیث نور کے پائی جاوے اور جبکہ اوسکو بغور دیکھا جاوے تو کہان حدیث نور اور کہان یہ روایت زمین و آسمان کا فرق ہے شاہ عبدالعزیز صاحب نے جو تحفہ اثنا عشریہ مین اس حدیث نور کو بجواب اور بمقابلہ حدیث نور کے لکھا ہے یہ صرف دہوکہ دہی ہے یا سمجھہ کا فرق ہے ناظرین بالانصاف غور فرماوین کہ حدیث نور مین توحید اور شرکت نور مرتضوی کی نور مصطفوی سے مروی ہے کہ اور اس روایت مین قطعی مغائرت ہے۔ یہ کہدینا کہ فلان اور فلان آدم کی پیدائش سے ایکہزار برس پیشتر خداے تعالے کے پیش نظر تہے کوئی فضیلت اس سے ثابت نہین ہوتی خداے تعالی قادر مطلق ہے ممکن ہے کہ آدم کی پیدائش سے لاکہون برس پیشتر ہر ادنی و اعلے آدمی اوسکے پیش نظر ہون خداے تعالے ہم لوگون کے حال سے اسی وقت واقف نہین ہوا ہے کہ جب ہم دنیا مین پیدا ہو گئے ہین بلکہ اوسکا علم الساوسیع اور قدرت اوسکی ایسی فراخ ہے کہ ادنی سے ادنی آدمی بہی آدم کی پیدائش سے کرورون برس پیشتر اوسکے پیش نظر اور مین یہی تہا پہر کجا حدیث نور اور کجا یہ لکہی پڑہے ہوے آدمیون کی بیہدار بات۔ یقین کامل ہے کہ واضع نے فقط جاہلون کے بہکانے کے لئے یہ روایت بنا کر اپنی جان بچائی ہے۔ پہر جو یہ مذکور ہوا ہے کہ بعد پیدائش آدم ہم اونکی پشت مین رکہے گئے یہ سچ ہے جسقدر انسان قیامت تک پیدا ہونگے سب اونکی پشت و ولیعت رکہے گئے ہین اور یہ کچہہ محال بات نہین ہے ایک درخت مثلاً آم کا بویا گیا جو فقط ایک گٹہلی سے اُگا ہے لیکن صدہا برس تک

ہزار ہا آم ہر سال اوس درخت پر لگتے ہین مگر وہ سب آم جو کرور ہا ہوتی ہین اُس
ایک گٹھلی ہین خالق مطلق نے ودیعت رکھے ہین - اس سے بہی اثبات فضیلت
اصحاب ثلثہ مثل حدیث نور نہین ہو سکتی - ہان البتہ ایک فقرہ واضع نے اصلاً طاہرہ کا
بحث طلب بیان کیا ہے یا تو اتفاقاً اوسکی زبان سے نکل گیا ہے یا فقط دلی مقصود
اوسکا جناب رسول خدا اور حضرت علی مرتضیٰؑ علیہ السلام سے ہو - کیونکہ روایت مین
تصریح تو اس امر کی نہین کی گئی کہ اصحاب ثلثہ اصلاب طاہرہ مین منتقل ہوتے رہے
ایک عام طور پر مقولہ حضرت کا بصیغہ متکلم مع الغیر بیان کیا گیا ہے اور چونکہ حضرت
مرتضےٰ آپکے شامل ہین اور فی الواقع یہ لفظ چند بار رسول خدا نے اپنے اور جناب
مرتضےٰ علیہ السلام کے لیئے فرمایا ہے کہ ہم اصلاب طاہرہ مین منتقل ہوتے رہے
اسلیئے بعید نہین ہے کہ واضع کی نظر اوسی طرف ہو - اگر واضع نے جاہلون کی
تسلی کے لیئے اس حدیث کو بغرض جانبزی وضع نہین کیا اور خود ہی محبت اصحاب
ثلثہ مین مرتکب اسکا ہوا تو ہم فقط ایک ہی بات مین اوسکا کذب واقعاً ثابت کیئے
دیتے ہین - انتقال اصلاب طاہرہ سے یہ مطلب ہے کہ حضرت رسول خدا کے
نسب مین جسقدر بزرگوار ہوے ہین وہ سب طاہر تھے یعنی نجاست شرک سے
مبرا تھے اور یہی اعتقاد جمیع انبیا علیہم السلام کے آبا و اجداد کے نسب سے
ہمیشہ طہارت و نجاست ایمان و کفر پر منحصر کیجاتی ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے والد ماجد اور اجداد کی نسبت طاہر ہونے کا تو اہل تسنن کو اعتقاد ہی
ہو گا مگر حضرت ابو طالبؑ بہی بہت بڑے موحد اور خدا پرست تھے اونکے حالات سے
ظاہر ہے کہ وہ مشرک نہ تھے بلکہ جناب رسول خدا سے بوجہ ہونے حامل نور مرتضوی
کے ایک روحانی توحد رکھتے تھے ورنہ اور گیارہ چچا آپکے تھے نہ اونکو اسدرجہ الفت رسولؐ
خدا سے تھی نہ رسول خدا کو اونسے تھی - مگر اصحاب ثلثہ کے والد اور اجداد کی نسبت

طہارت کہان سے ثابت ہوگی جنکی وجہ سے باپ دادا کے اصلاب طاہر بتاتے ہین
وہ خود نجاست شرک سے بھرے ہوے تھے - صاف ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر اور
حضرت عمر اور حضرت عثمان مسلمان ہونے سے قبل مشرک تھے اور بت
پرستی علی الاعلان کرتے تھے اور قرآن شریف مین صاف حکم ہے - اِنَّمَا
الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ جز این نیست کہ مشرک نجس ہین - پس ذرا خیال کیجئے خود یہ حضرات
چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک رہے اور بوجہ آلائش کفر اور شرک کے نجس
تھے تو کب ممکن ہے کہ اونکی وجہ سے آبا و اجداد طاہر ہوے ہون - اگر یہ
حضرات بھی مثل جناب رسول خدا اور علی مرتضے کے نجاست کفر سے بری
رہے ہوتے تو اونکے آباو اجداد پر بھی اصلاب طاہرہ کا اطلاق ہوجاتا - تو کچھ
بعید نہ تھا اور جبکہ انمین ایسے لوگ بھی ہین جیسے حضرت عمر کہ بعد بعثت رسول خدا
اور اظہار ہدایت کے چھ برس تک برابر اُسی اپنے کفر و شرک پر بہایت تعصب
اور عداوت اسلام اور ایذا دہی رسول اللہ و مسلمین کے ساتھ قائم رہے
مفصل انکا ہم ذکر کرتے ہین تو کیسے ممکن ہے کہ جنمین ایسا توحد روحانی ہو کہ جیسا
واضع حدیث نے بیان کیا ہے اور پھر وہ عالم جسمانی مین ایسا پکا دشمن ہوجاوے اسلیے
ثابت ہو کہ یہ حدیث مصنوعی اور جعلی ہے اور ایسی احادیث وضعی بزمانہ خلفای بنی امیہ
و بنی عباس وضع کی گئی ہین کیونکہ خلافت اربعہ کے زمانہ مین تو چندان ایسی حاجت
وضع کی نہ تھی - اگر وضع ہوئی ہون تو بطمع ملک و مال و خلعت و اسپ جیسا ہمنے
بیشتر ذکر کیا ہے وضع ہوئی ہون مگر زیادہ تر موضوعی احادیث خلفاے امویہ
و عباسیہ کے عہد مین بنائے گئے ہین اور یہ امر ظاہر ہے کہ بہ زمانہ زوال خلافت
بنی عباس کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ علی الاعلان فضائل اہلبیت بیان کرے
چہ جاے کہ کوئی شخص موضوعی فضائل اونکے لیے بیان کرے اور جان سلامت

لیجائے ہان البتہ ان حضرات کی ضد مین اصحاب ثلثہ کے فضائل ایسی ہی موضوعی بیان
کرکے انعام پاتے تھے یا تہمت طرفداری آل رسول سے نجات پاتے تھے۔ جیسا خود
امام شافعی جبکہ محمد بن عبد اللہ بن حسن علیہ السلام کے ہمراہیون مین گرفتار ہوکر
ہارون رشید کے روبرو آئے اوبخوف جان علویون پر عباسیون کی ترجیح دی اور
ہارون کو خلیفۂ واجب الاتباع قرار دیکر فتویٰ دیا کہ جو کوئی ہارون رشید سے منحرف ہے
اوسکا قتل جائز ہے بلکہ وہ واجب القتل ہے۔ اور علویون سے نہایت اکراہ اپنا ظاہر کیا
اور ہارون رشید کی یہانتک تعریف کی کہ رسول خدا کے مقابل کر دیا۔ حلیۃ الاولیا۔ ابو نعیم
اور کتاب الفضائل شافعی مؤلفۂ فخر رازی شاہد ہین۔ پس جبکہ بخوف جان ہارون رشید
کی نسبت ایسے اوصاف بیان کئے جو زانی اور شراب خوار و دشمن اولاد رسول قاتل عترت
و اہل بیت رسول خدا تھا تو اصحاب ثلثہ کی نسبت اونکو وضع کرتے ہوے کیا امر مانع تھا
ائمہ اہل بیت کے روبرو شاید اونکی سی کہتے ہون اور یہی وجہ معلوم ہوتی ہی کہ اونکو بعض
لوگون نے کہا کہ ہم سنتے ہین کہ تم رافضی ہو تو جواب یہ دیا کہ محب اہل بیت رسول ہون اگر انکا دوست
رکھنے والا رافضی ہے تو مین بھی رافضی ہون اور معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا مین وہ محب
اہل بیت تھے مگر جبکہ بعد خروج عبد اللہ بن حسن کے وہ گرفتار ہوے اور قید ہوکر
ہارون کے حضور مین آئے اور توبہ کی اور ہارون کو خلفاے راشدین سے بڑہکر قرار دیا
تب ہارون نے اونکی خاطر داری کی اور بغداد مین رکھا اور وہان خود امام ہو گئے اور
جیسا وہان کی خلقت کا رنگ دیکھا اوسی رنگ مین آپ بھی رنگے گئے یہ روایت اُسی
زمانہ کی موضوعات مین سے ہے مگر آدمی ذہین تھا ایسے الفاظ بنائے کہ جنمین بباطن کچھہ
ہرج بھی نہوا اور جہال نہایت درجہ محب اصحاب ثلثہ تصور کرین۔
اس حدیث کو تحفہ مین صرف شافعی سے بلا سند بیان کیا ہے۔ اور جبکہ آپکی کیفیت ایمان خوف
و امن مین مختلف ہوتی تھی تو اونکی روایت کا کچھہ اعتبار نہین ہے شافعی نے علی العموم امام

مالک کی روایات پر تمسک کیا ہے مگر یہ حدیث خود ہی تراشی ہے۔

جبکہ بوجوہات مذکورہ بالا یہ روایت کار آمد علماے اہل تسنن نہوئی اور پورا پورا مقابلہ حدیث نور کا نہ کرسکے تو علماے متاخرین نے اس روایت مین اور بہول بہل لگائے اور اسکو بالکل حدیث نور کا ہم مضمون بنا دیا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کنت انا و ابو بکر و عمر و عثمان و علی انوارا علے یمین العرش قبل ان یخلق آدم بالف عام فلما خلق اسکنا ظہرہ ولم نزل منتقل فی الاصلاب الطاہرۃ الی ان نقلنی اللہ الی صلب عبد اللہ ونقل ابا بکر الی صلب ابی قحافہ ونقل عمر الی صلب الخطاب ونقل عثمان الی صلب عفان ونقل علیؑ الی صلب ابی طالب ثم اختارہم لی اصحابا فجعل ابا بکر صدیقا و عمر فاروقا وعثمان ذی النورین و علی وصینا فمن سب اصحابی فقد سبنی ومن سبنی فقد سب اللہ ومن سب اللہ اکبہ اللہ فی النار علی منخریہ۔ خرجۃ الملاء فی السیرۃ سبحان اللہ کیا معجزہ نبوی ہے اس روایت مین بہی واضع ناکام رہا اور اور حدیث نور کا مقابلہ نہ کرسکا۔ بلکہ ایک قسم کی مغائرت نور محمدی سے بیان کی گئی ہے حدیث نور کا مضمون تہا کہ مین اور علی ایک نور سے پیدا کیئے گئے ہین۔ یہ دلالت کمال توحد اور یکجہتی کی ہے اور اس روایت موضوع کا صاف و ظاہر مقصد یہ ہے کہ قبل از پیدائش آدم جیسا ایک نور رسول خدا کا یمین عرش پر تہا ویسے ہی اونسے علیحدہ ابو بکر و عمر و عثمان کا تہا پس ثابت ہے کہ کوئی مشارکت نور مصطفوی سے نہ تہی اور یہ مقولہ مسلمہ جمہور اسلام کا ہے کہ جمیع کائنات نور محمدی سے پیدا ہوئی اور اس واضع نے انوار اصحاب ثلثہ کو جدا جدا مثل نور محمدی کے قبل از پیدائش آدم موجود قرار دیا تو صریح قول جمہور کے برخلاف ہے۔ اسلیے یہ روایت صریح موضوعی ثابت ہے۔ افسوس ہے کہ واضع نے روایت بنائی مگر بنانی نہ آئی وہ مطلب توحد

یگانگیت حضرت محمد مصطفےٰ وعلی مرتضیٰ جو حدیث نور سے روشن ہوتا تھا وہ اس حدیث
مین اصحاب ثلثہ کے لیے پیدا نہو سکا اگر کوئی شخص ایمان فروشی سے اس روایت کو بہی
توحد روحانی و نورانی قرار دے تو ہرگز گنجائش نہین ہے کیونکہ توحد روحانی ہرگز
مخفی نہین رہ سکتا حدیث نور مین جو یہ مذکور ہوا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ مین
اور علی ایک نور سے پیدا ہوے اور ہم دونون کا نور آدم کی پیدائش سے چودہ ہزار
برس یا چالیس ہزار برس پیشتر عرش کے داہنی طرف تسبیح و تقدیس کرتا رہا اور
جب آدم پیدا ہوے تو ہمارا انوار اونکی پشت مین قایم کیا گیا اور اسی طرح ہم دونون کا نور
ایک صلب طاہر سے دوسری صلب طاہر مین بدلتا رہا اور تا بہ عبد المطلب کچھ فرق
نہین آیا عبد المطلب سے میرے نور کا جزو عبد اللہ کے صلب مین منتقل ہوا اور علیؑ کا جزو
ابی طالب کے صلب مین آیا مین نبی نکلا اور علیؑ خلیفہ و وصی نکلا اور اس روایت
موضوعی مین صاف لفظ انوار کا موجود ہے ۔ اگر لفظ نور موجود ہوتا تو بہی گنجائش تہی
کہ نور یکجائی تہا جبکہ لفظ انوار ہے تو جدا جدا سب کا نور ہونا ثابت ہے اور نور کا اطلاق
تہوڑا یا بہت ہر ذی روح پر ہو سکتا ہے اور روح گویا کہ نور ہے اور اس صفت
مین ہر کافر و مسلم داخل ہین کوئی فضیلت کی بات نہین ہے اور جبکہ پشت آدم مین
جدا جدا قایم رکہے گئے تو پہر عوام الناس مین اور اونمین کوئی فرق نہ رہا ۔ اور علاوہ
اسکے جبکہ نسب رسول خداؐ اور اصحاب ثلثہ مین دس دس بیس بیس برس
پشت کا فاصلہ ہے تو اس صورت مین اگر انوار اصحاب ثلثہ شمول نور محمدی بہی
ہوتا تو اوس درجہ کا توحید پہر بہی حاصل نہو سکتا تہا کہ جسمین ایک پشت کا صرف
فرق ہے ۔ علاوہ اسکے توحد روحانی کا بہت بڑا اثر دنیا مین ہوتا ہے ۔ جن دو آدمیون
کی روح ایک قسم کی پاک یا ناپاک ہوتی ہے تو بوجہ ہم جنسیت کے اونمین
نہایت درجہ اور میل جول ہوتا ہے ۔ خواہ باہم ایک دوسرے سے واقفیت

ہی نہ رکھتا ہو مگر جنسیت روح کی وجہ سے اونمین نہایت درجہ کشش و محبت ہوئی ہے جیسے دو شخص نیک اور پاک روح والے باہم دوست ہوتے ہین ویسے ہی ناپاک روح والے دو شخص باہم محبت رکھتے ہین اور جبکہ ایک پاک روح اور دوسرا ناپاک روح ہے تو اونمین ضرور تنفر اور عناد لاحق ہوتا ہے دیکھو کتب سیر مین لکھا ہے کہ جس زمانہ مین فاطمہ بنت اسد مادر جناب مرتضیٰؑ حاملہ نور مطہر مرتضوی سے تھین اور باہر سے رسولخداؐ تشریف لاتے تو فاطمہ بنت اسد آپکو دیکھکر تعظیم کے لیے کھڑی ہو جاتین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ بنت اسد کو مثل والدہ حقیقی کے خیال کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اے مادر تم کیون میری تعظیم کو اوٹھا کرتی ہو وہ فرماتین کہ مین اپنے قصد سے تعظیم نہین کرتی بلکہ جو جنین میرے شکم مین ہے وہ مجھکو کھڑا ہونے پر مجبور کرتا ہے اور جبکہ حضرت مرتضیٰؑ کا تولد ہوا تو کسی کو اپنے پاس آنے نہ دیا حتے کہ پستان مادر منہ مین نہ لی جو کوئی پاس جاتا تھا اوسکو نوچ ڈالتے تھے کہ اونکی مادر بزرگوار نے گہوارہ مین ہاتھہ باندھ دیے تھے کہ خبر تولد سنکر رسول خدا تشریف لائے اور گہوارۂ حضرت مرتضیٰؑ کے پاس جانے کا قصد کیا تو فاطمہ بنت اسد نے حضرت سے کہا کہ اے پسر تم اس طفل کے پاس بے محابا نہ جانا یہ منہ نوچ لیتا ہے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ میرے ساتھہ ایسا نہین کریگا اور آپ نے گہوارہ سے اوٹھا کر گود مین لیا اور جس وقت خوشبوے گیسوے معنبر رسولؐ خدا اونکی ناک مین پہونچی فوراً آنکھہ کہولدی اور حضرت کی طرف دیکھکر ہنسے آپنے پیار کیا اور زبان اپنی علی مرتضےٰ کے منہ مین دی کہ دیر تک مثل پستان مادر لعاب چوستے رہے علماے عارفین کا مقولہ ہے کہ اسلیے حضرت مرتضیٰ نہ پستان مادر منہ مین لیتے تھے نہ کسی کو اپنے پاس آنے دیتے تھے کہ اول رسولؐ خدا سے ملاقات کرین اور زبان انکی چوسین جناب رسولؐ خدا نے غسل ولادت علی مرتضیٰ کو اپنے ہاتھہ سے دیا اور

فرمایا کہ مین اسکو غسل ولادت دیتا ہون یہ میرا آخری غسل دیگا۔ اور جیسے کہ اول وقت پیدائش علی مرتضیٰ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مین تھے ویسی ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت علی مرتضیٰ کے زانو پر ہوا اور جیسا کہ دنیا مین آکر اول علی مرتضیٰ کی آنکھ چہرۂ رسول خدا پر پڑی ویسے ہی آخری وقت رسول خدا کی نظر اخیر چہرۂ علی مرتضیٰ پر پڑی آغاز و انجام توحد پر ہوا۔ پھر جب علی مرتضیٰ قریب چار سال کے ہوے اور مکہ مین قحط پڑا تو حضرت رسول خدا نے اپنے خاندان کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ ابو طالب کثیر العیال ہین اور آمدنی کم رکھتے ہین بنظر امداد انکی اولاد کو باہم تقسیم کر لین چنانچہ سب اولاد حضرت ابو طالب کو بذریعہ قرعہ اندازی جمیع اعمام نے تقسیم کیا مگر قرعہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کے نام کا حضرت رسول خدا کے پاس آیا اور حضرت متکفل انکی پرورش کے ہوئے اور جعفر طیار عباس کے پاس رہے۔ بروز بعثت رسول خدا سب کے اول بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا باوجود نہایت صغر سنی ایمان لائے بعد ایمان لانے کے جو کچھ وفاداری اور محبت اور جان نثاری علی مرتضیٰ سے وقوع مین آئی وہ سب جانتے ہین کیسے کیسے معرکون مین جان نثاری کی یہ توحد نور کا ہی باعث تھا کہ بروز ہجرت تن تنہا رسول خدا کی جگہ اونکے بستر پر رات کو سوئے اور چار طرف سے کفار نے محاصرہ کر رکھا تھا جسکی صفت قرآن شریف من یشتری نفسہ الخ نازل ہوئی اور ملائکہ پر خداوند تعالیٰ نے علی مرتضیٰ کو فخر دیا کہ قصہ ہجرت مین بیان ہوا ہے۔ یہ توحد نور کا ہی باعث تھا کہ اکثر معرکہ ہاے جنگ مین جمیع اصحاب فرار ہوگئے اور علی مرتضیٰ رسول خدا سے مثل مقناطیس و آہن جدا نہو سکے اور ثابت قدم رہے۔ حکما کا قول ہے کہ جنسیت مین تاثیر جذب ضرور ہوتی ہے علی الخصوص روحانی اور نورانی جنسیت کا تو بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔

اُحد کے دن کوئی متنفس باقی نہ رہا جو فرار نہین ہوا مگر علی مرتضیٰ اسی طرح جیسے

مقناطیس و آہن کا عالم ہوتا ہے رسول خدا سے علیحدہ نہوے علی ہذا القیاس بروز حنین اصحاب ثلثہ و دیگر صحابہ رسول خدا کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور علی مرتضےٰ ویسے ہی قائم رہے۔ بلکہ بروز حنین تین چار بنی ہاشم مفرور نہین ہوئے حالانکہ اصحاب ثلثہ اونسے سابق الایمان تھے مگر اونھے یعنے اصحاب ثلثہ اور رسول خدا سے نہ جنسیت روحانی تھی نہ جسمانی اسلیئے وہ رسول خدا کو چھوڑ کر چلے گئے اور بنی ہاشم مین سے حضرت عباس وغیرہ چار شخص جو قائم رہے اوسکی وجہہ ضرور جنسیت جسمانی تھی۔

اب مین اصحاب ثلثہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتا ہون تو خود انکی باہم جنسیت اور توحد نہین ہے حالات اور طبائع اونکے ایک دوسرے سے مخالف ہین مثلاً ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت عمر بن الخطاب حضرت رسول خدا کی بعثت سے لیکر چھہ سال تک برابر درپے قتل و آزار جناب رسول خداؐ کے رہے اور یہ بات عام مشہور ہے کہ مشرکین قریش مین سے جسقدر بغض و عناد رسول خدا صلعم ابوجہل اور حضرت عمر بن الخطاب کو تھا ایسا کسی مشرک کو نہ تھا چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اکثر انہین دو شخصون کے لیئے دعا مانگتے تھے کہ مفصل مذکور اسکا مدارج النبوت مین موجود ہے اور یہ قصہ بھی حضرت ابن الخطاب کا اہل حدیث نے لکھا ہے کہ حضرت عمر تلوار باندہے ہوئے بارادہ قتل جناب سید المرسلینؐ پھرتے تھے کہ ایک شخص بنی زہرہ سے حال مسلمان ہونے اپنی بہن اور بہنوئی کا سنکر ادہر سے ارادہ فسخ کرکے بہن اور بہنوئی کی طرف رجوع ہوئے لیکن یہ معلوم نہین کہ انکو کیون قتل نہ کیا اور رسول خدا پر کیون تلوار گہماتے پہرتے تھے چنانچہ ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عن انس قال خرج عمر متقلدا بالسیف فلقیہ رجل من بنی زھرۃ فقال الیٰ

ابن نعیم یا عمر قال ارید عن اقتل محمداً قال وکیف تا من من بنی هاشم وبنی زهرة فقال له عمر ما اراك الاقد صبوت وترکت دینك قال افلا ادلك علی العجب ان اختك وختنك قد صبوا وترکا دینك فمشی عمر ذامرا حتی اتاهما وعندهما خباب فلما سمع خباب بحس عمر توارى فی البیت فدخل علیهما فقال ما هذه الهیمة التی سمعتها عندکم وکانوا یقرؤن طٰهٰ فقالوا ما عدا حدیثا

سمعناه فقال له ختنه یا عمر ان کان الحق فی غیر دینك فوثب عمر علی ختنه فوطئه وطیئا شدیدا فجاءت اخته لتدفع عن زوجها فنفحها بنفحه بیده فادمی وجهها روایت ہے انس بن مالک سے کہ کہا اوسنے کہ ایک روز عمر بن الخطاب ہاتھ مین تلوار لیے ہوے نکلے کہ ایک شخص بنی زہرہ کا اونسے ملاقی ہوا اور پوچھا کہ اے عمر کیا ارادہ ہے حضرت عمر نے کہا کہ یہ ارادہ ہے کہ محمدؐ کو قتل کرون (نعوذ باللہ من ذلك) وہ شخص بولا کہ ایسا ارادہ کرکے بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کیونکر بچوگے وہ بولے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی خدا پرست ہوگیا اور اپنا دین چھوڑ دیا وہ شخص بولا امر تکو کیون تعجب ہوا تمہاری ہمشیرہ اور تمہارے بہنوئی دونون خدا پرست ہوگئے اور تمہارا دین اونہون نے چھوڑ دیا یہ سنکر حضرت عمر اپنی ہمشیرہ کے گھر کو چلے وہان ایک شخص خباب موجود تھا کہ حضرت عمر کی آہٹ سنکر گھر مین چھپ گیا اور حضرت عمر نے گھر مین ہمشیرکے داخل ہوکر پوچھا کہ کس چیز کی آواز تھی کہ جسکو مین تمہارے گھر سے سنتا تھا۔ اور وہ درحقیقت اوسوقت سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے وہ گھر والے بولے کہ ہم آپس مین بات چیت کر رہے تھے حضرت عمر بولے کہ شاید تم خدا پرست ہوگئے ہو اسپر انکا داماد یعنے شوہر خواہر بولا کہ درحقیقت تمہارا دین حق نہین ہے بلکہ حق تمہارے دین کے غیر ہے اسپر حضرت عمر نے اپنے بہنوئی کو خوب مار پیٹ کیا جسپر انکی ہمشیرہ صاحبہ شوہر کے بچانے کے لیئے درمیان مین آئی کہ اوس بیچاری کا منہ بھی لہولہان کردیا۔

اس موقع پر مین اہل انصاف سے داد چاہتا ہون کہ جن ارواح مین تعلق جنسیت
مثل اشتراک قالب بلی وغیرہ بہی ہوتا ہے اور اونکے درمیان مین خود بخود ایک لفت اور کشش
ایسی پیدا ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ ایک کی دوسرے سے ملنے اور ملاقات کرنے کو طبیعت چاہتی ہے
اگر حضرت کی روح پاک کے شامل یہ ارواح کسی مقام پر رہی ہوتین یا اوسکا جزو ہوتین تو
ہرگز ہرگز ایسا عناد اور عداوت حضرت عمر کو کبھی نہوتا اس سے اور نیز اونکے آبا و اجداد کے
صلب غیر طاہر ہونے سے ثابت ہے کہ یہ روایت بالکل موضوعی ہے۔ اور نو حدر وحانی طرف
جناب علی مرتضیٰ کا ثابت ہے بلکہ جب نور مصطفوی صلب حضرت عبد اللہ مین اور
نور مرتضوی حضرت ابی طالب مین آیا تو قبل از تولد حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کے
اوس زمانہ کے اولیاء اللہ نے حضرت ابی طالب کے بشرہ سے نور مرتضوی کو شناخت کرلیا
چنانچہ کتب سیر و تواریخ مین حال حضرت ابی طالب کے ملک یمن جانے اور شیخ راہب
یمنی سے ملنے اور بشارت تولد حضرت مرتضیٰ کی دینے اور کرامات سے آثار پیدا کرنے کا مفصل
درج ہے کذا فی حبیب السیر مگر یہ کبھی نہین سنا گیا کہ ابو قحافہ یا خطاب یا عفان کی بشرہ سے
نور ساطع ہوتا ہوا دیکھا ہو۔ بس تو حدر وحانی جیسا کہ چاہیئے جناب رسول خدا و علی مرتضیٰ کا
ثابت ہوگیا اسلیئے اب ہم **قربت ظاہری** کہ جسکو قربت نسبی یا جسمانی کہتے ہین رجوع
ہوتے ہین اور ظاہر ہے کہ اسمین کسی فریق کو کلام نہین ہے کہ بروے نسب جناب
علی مرتضیٰ نہایت قریب تر رسول خدا سے ہین اگرچہ آپ کے اور بہی چچا اور چچا زاد
بھائی ہین لیکن اونمین سے کسی کو جناب رسول خدا سے ایسی قربت حاصل نہین
تہی اگرچہ موقع پر بحث قربت نسب نسبت خلفاے ثلثہ و حضرت مرتضیٰ گے ہے
لیکن مین یہ کہتا ہون کہ بنی اعمام سے زیادہ قربت علی مرتضیٰ کو تہی۔ اول تو جبکہ
عبد المطلب کا انتقال ہوا تو اونہون نے جناب رسول خدا کو حضرت
ابی طالب کے سپرد کیا اور حضرت ابی طالب متکفل پرورش

رسول خدا کے ہوئے اور رسولؐ خدا نے ہمیشہ ابی طالب کو باپ اور فاطمہ بنت
اسد کو اپنی مادر سمجھا پھر کیا وجہ ہے کہ اور چچاؤن کی اولاد کو خصوصیت رسولؐ خدا سے
نہو اور چچا سوائے حضرت امیر حمزہ کے ایسے تھے کہ جیسے ابولہب کہ خدا اوسپر لعنت کری
کردہ اور اوسکی جورو ہمیشہ درپے آزار رسول خدا کے رہے۔ دوسرے حضرت
عباسؓ ماشاء اللہ مشرکین سے۔ کہ گرفتار ہو کر بدر مین حضرت سے لڑنے کو گئے
جنکی حمایت شاہ عبدالعزیز صاحب نے محض براہ عداوت جناب حیدرؑ کرار تحفہ
اثنا عشریہ مین کی کہ شیعہ کیون حضرت عباس کو داخل اہل بیت نہین سمجھتے
اور کیون بموجودگی چچا کے چچا کے پسر کو اقرب کہتے ہین۔ حالانکہ حضرت عبداللہ اور
ابی طالب حقیقی بھائی ہین اور عباس برادر علاتی ہین برادر و برادر زادگان حقیقی زیادہ
اقرب ہوتے ہین بہ نسبت علاتی و اخیافی کے علاوہ ان وجوہات مخصوصہ کے بڑی وجہ
قربت کی یہ تھی کہ علی مرتضےٰ کو مثل فرزندان جناب رسولؐ خدا نے بہت تھوڑی
عمر سے پرورش کیا اور پھر زیادہ تر تخصیص کی یہ وجہ ہوئی کہ اپنے لخت جگر
فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی اونسے کی ابو سبطین کہلائے۔ خود
جناب ختم المرسلین بہ نسبت جناب مرتضیٰ علی علیہ السلام فرماتے ہین۔ اِنَّہٗ مِنّی وَ
اَنَا مِنْہُ یہ لفظ حضرت نے اور کسی رشتہ دار کے لیے نہین فرمایا دوسرا ارشاد نبوی
بہ نسبت جناب علی مرتضیٰ یہ ہے لحمہ من لحمی و دمہ من دمی اوسکا گوشت میرے
گوشت سے ہے اوسکا خون میرے خون سے ہے یہ لفظ بھی آپ نے حضرت
عباس یا اور اعمام و بنی اعمام کے لئے نہین فرمایا۔

امام عاصمی نے کتاب زین الفتیٰ شرح سورہ ہل اتیٰ مین جناب علی مرتضیٰ کو
دس چیزون مین حضرت آدم سے تشبیہ دیکر بہ نسبت امر اول یعنے تشبیہ کی
کہ خلق اور طینت سے یہ فرمایا۔ اما الخلق والطینہ فان آدم

علیہ السلام خلق من الطین وخلط طینہ بنور الیقین فکان طیننا دینیا وکذالک المرتضیٰ خلق من الطینہ الطاہرۃ والتربہ الزکیہ الزاہرۃ ولذالک قال المصطفیٰ خلقت من اطیب الطین وخلق محبی من اسفلہا ثم خلطت العلیا بالسفلی فلولا النبوۃ والرسالۃ لکنت رجلا من امتی۔

وعن انس بن مالک عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال کل مولد یولد فہو فی سرقہ من التربۃ التی خلق منہا وانا وعلی ابن ابی طالب خلقنا من تربۃ واحدۃ۔

اس سے زیادہ اور قربت جسمانی ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ والمنہ ہمنے قربت روحانی اور توحد جسمانی اور نسبی وسببی علی مرتضیٰ کی نسبت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نصوص قطعیہ سے ثابت کر دی کہ اگر اسپر بہی کسی کو شبہ رہجائے قرآن شریف مین آیہ مباہلہ کو دیکھ لے کہ علی مرتضیٰ خاص نفس رسول اللہ قرار دیے گئے ایسی قربت بلکہ وحدت جو جناب علی مرتضیٰ کو رسول خدا سے حاصل ہے اور کسی کو نہین ہے، رشتۂ اخوت اگرچہ قدرتی ہے مگر جبکہ صحابہ مین باہم ایک دوسرے کے رشتۂ اخوت منعقد ہوا تو جناب رسول خدا اور علی مرتضیٰ مین نسبت اخوت قائم ہوئی پہلی اخوت نسبی تہی یہ اخوت دینی ہے جو وحدت نورانی اور جسمانی کے علاوہ ہے اسی لیئے فرمایا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی مرتضیٰ سے کہ انت اخی فی الدنیا والاخرۃ وانت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی وعن محمد بن اسامہ بن زید عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اما انت یا علی فختنی وابو ولدی منی وانا منک الحمد للہ والمنت کہ قربت روحانی اور جسمانی جناب علی مرتضیٰ کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمنے بخوبی ثابت کر دی اور جبکہ اس درجہ قربت اور توحد ظاہری وباطنی

ثابت ہے تو خلافت کے لیئے سوائے اونکے اور کوئی مستحق نہین ہو سکتا ہے۔
برگزیدہ خدا اور رسول ہونا بھی صرف جناب مرتضےٰ علیہ السلام کا ثابت ہے
اور علاوہ اونکے اور کسی صحابی کی نسبت برگزیدگی کا لفظ نہین دیکھا گیا چنانچہ
احادیث متواترہ سے ثابت ہے برگزیدگی علی مرتضیٰ علیہ السلام کی جمیع مخلوقات
پر بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجوہات مندرجۂ ذیل۔
(۱) قربت رسول اللہ جسکا مفصل بیان ہوچکا۔ (۲) توحد نور مصطفوی و
مرتضوی (۳) خلقت نبی و وصی از یک طینت طاہرہ (۴) جوف کعبہ مین پیدا ہونا
(۵) صغر سنی مین رسول خدا کے پاس پرورش پانا (۶) بوقت پیدائش لعاب دہن رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوسنا (۷) غسل پیدائش رسول خدا کے ہاتھ سے پانا (۸) سابق
الایمان ہونا (۹) قبل از بلوغ مسلمان ہونا (۱۰) سب سے اول ہمراہ رسول خدا کے نماز
پڑھنا (۱۱) دین و دنیا مین رسول خدا کا بھائی ہونا (۱۲) بروز ہجرت جان پر کھیل کر
رسول خدا کے بستر پر سونا (۱۳) خدائے تعالےٰ کے نزدیک اس کارروائی سے
ملائکہ عظام پر مفتخر و ممتاز ہونا (۱۴) جنگ بدر مین کار نمایان کرنا (۱۵) جنگ احد
مین باوجود فرار ہوجانے جمیع صحابہ و شیخین وغیرہ کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ساتھ قائم رہنا (۱۶) غزوہ خندق مین غایت درجہ فخر و مباہات حاصل کرنا
اور ایک لڑائی کا تمام امت محمدی کے اعمال سے جو قیامت تک ہونگے افضل ہونا
(۱۷) غزوہ خیبر فتح کرنے مین غایت درجہ کے مناقب حاصل کرنا (۱۸) غزوہ حنین مین
باوجود مفرور ہونے شیخین و اکابر صحابہ قائم رہنا (۱۹) دوش رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہوکر حرم کی بت شکنی کرنا (۲۰) جمیع غزوات مین سردار لشکر
و علمدار رسول رہنا (۲۱) جمیع سرایا مین سردار لشکر رہنا کبھی مثل شیخین کے مطیع
و مامور نہونا (۲۲) رجس اور گناہ سے طاہر ہونا (۲۳) باب مدینۃ العلم الٰہی

اجتہاد کامل حاصل کرنا (۲۶) عالم قرآن وسنت ہونا (۲۵) عالم علم لدنی ہونا (۲۴)
ہمیشہ (۲۸) ایک رکاب سے دوسری رکاب میں پیر پہونچنے تک قرآن پر عبور کرنا (۲۷)
علم میں مشابہ (۳۰) منقبت اقضاکم علی حاصل کرنا (۲۹) معیت قرآن ثابت ہونا
حضرت آدم کے ہونا (۳۱) علم کے دس حصہ میں سے نو حصہ آپکو ملنا اور ایک حصہ تمام
دنیا کو ملنا اور اوسمیں بھی شامل ہونا (۳۲) تقویٰ آپکا مثل تقوے حضرت نوح
کے ہونا (۳۳) درجہ خلت مثل ابراہیم خلیل اللہ کے ہونا (۳۴) ہیبت آپکی مثل
ہیبت موسیٰ علیہ السلام کے ہونا (۳۵) عبادت آپکی مثل عبادت عیسےٰ علیہ السلام
کے ہونا (۳۶) آپکی خاطر سے خداوند تعالیٰ نے دو بار ارد شمس کیا (۳۷)
صاحب معجزات کثیرہ ہونا (۳۸) ملائکہ اور جنات کا آپکے مناقب میں اشعار
وغیرہ پڑہنا (۳۹) جبرئیل ومیکائیل علیہما السلام نے لشب ہجرت آپکا پہرہ دیا۔
(۴۰) بروز جنگ ہر دو ملائکہ کا یمین ویسار رہنا (۴۱) جبرئیل کا آنا منکما کہنا (۴۲) آپکو
غسل وکفن ملائکہ کا دینا (۴۳) متکفل غسل وکفن رسول خدا کا ہونا (۴۴) مباہلہ میں شریک
ہونا اور نفس رسول سے تعبیر ہونا (۴۵) بحالت جنابت مسجد میں جا سکنا (۴۶) کتب سابقہ
سماویہ میں آپکا مذکور ہونا (۴۷) زمین کا آپ سے باتیں کرنا اور خدائے تعالےٰ کی طرف
سے زمین کا اس امر پر مامور ہونا کہ وہ تمام واقعات کی اطلاع دیا کرے ان جملہ
فضائل کا بیان مفصل مع ثبوت کتب اہل تسنن اسی رسالہ میں پیشتر مذکور
ہو چکا ہے اور علاوہ انکے اور بہت فضائل اس سے پیشتر ثابت ہو چکے ہیں اسوقت
جو زبانی یاد تھے وہ بطور اختصار لکھے گئے ہیں۔ باقی اسقدر فضائل ہیں کہ استقصار
انکا قطعی محال ہے۔ مگر ہم کسی قدر مع ثبوت کامل تحریر کرینگے اور اس مقام پر صرف وہ
فضائل درج کیے جاوینگے کہ جن سے محض برگزیدگی ثابت ہووے اور جو روایات
متعلق بامامت وخلافت ہیں یا جنسے اثبات محبت خدا اور رسول ہوتا ہے اب

موقع پر مذکور ہوئے - اول ہم بعض آیات قرآنی جو شان میں حضرت علی مرتضیٰ کے نازل ہوئی ہیں درج کرتے ہیں - یہ آیات صرف بطور نمونہ لکھی گئی ہیں ورنہ ایک ثلث قرآن مجید مناقب اہل بیت میں نازل ہے اور علماے اہل تسنن نے کتابیں اس بارے میں تصنیف کی ہیں - بعد ختم بیان آیات کے فضائل متعلقہ احادیث بیان کرینگے -

فہرست بعض آیات قرآنی منزلہ درشان علی مرتضیٰ علیہ السلام

نمبر	آیۃ	ثبوت بحوالہ کتب معتبرہ اہل تسنن
۱	اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ ٥	بیان تصدق خاتم میں کہ بحالت رکوع نماز پڑھتے ہوئے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے انگشتری سائل کو عطا فرمائی -
		حافظ ابن الاثیر در جامع الاصول از صحیح نسائی بروایت عبداللہ بن سلام - امام ثعلبی در تفسیر خود و عبداللہ بن عباس و از ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم آوردہ -
۲	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ٥	مراد صادقین سے علی مرتضےٰ علیہ السلام ہیں - امام ثعلبی نے اپنی

الزاد الھدیٰ

نمبر	آیت	شان نزول
۲		تفسیر موسومہ ثعلبی مین عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور جلال الدین سیوطی نے کتاب درمنثور مین لکھا ہے۔
۳	اَلَّذِیْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝	در تصدیق القیاے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام۔ حافظ ابو نعیم حلیۃ الاولیا مین فقیہ ابن المغازلی نے مناقب مین علامہ جلال الدین سیوطی نے درمنثور مین لکھا ہے۔
۴	وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ	یہ آیت حق مین حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام وجعفر طیار وسید الشہدا امیر حمزہ علیہما السلام کے نازل ہوئی اور اونکو صدیق اور شہید فرمایا۔ امام احمد بن حنبل نے مسند مین ثعلبی نے تفسیر مین۔ ابن المغازلی نے مناقب مین لکھا ہے۔
۵	وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ۔ الخ	یہ آیہ شان مین حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کے ہے۔ ابن المغازلی نے اپنی کتاب مناقب مین ملا علامہ جلال الدین سیوطی نے کتاب درمنثور مین اس آیت کو شان مین حضرت مرتضیٰ ؑ کے لکھا ہے باقی دیگر علما نے بھی تصدیق

۶	وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ الخ	کی ہے اکثر مناقب مین داخل النظم حافظ ابو نعیم نے کتاب موسومہ ما انزل من القرآن فی علی مین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام ثعلبی نے تفسیر ثعلبی مین اس آیت کو شان مین حضرت علی مرتضےٰ کے نازل ہونا لکھا ہے - بلکہ شاہ ولی اللہ نے کتاب ازالۃ الخفا عن خلافت الخلفا مین قول جناب علی مرتضےٰ کا اسطرح نقل کیا ہے - اسی آیت کی تفسیر مین - رسول المنذر وانا الھادی -
۷	ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ - الخ	تفسیر ثعلبی مین امام ثعلبی نے اور حلیۃ الاولیا مین حافظ ابو نعیم نے تحریر کیا ہے - اور دیگر علماے حدیث اور سیر اور تفسیر نے شان نزول اس آیت کا وہ قصہ لکھا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخوف مشرکین مکہ وطن مالوفہ چھوڑ کر بارادہ ہجرت جانب مدینہ گھر سے روانہ ہوئے اور علی مرتضےٰ کو تنہا اپنے بستر پر ایسی

نمبر	آیت	بیان
		حالت مین چھوڑا کہ مشرکین نے گھر آپ کا گھیر رکھا تھا۔
۸	اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ؕ	یہ آیت شان مین حضرت علی مرتضیٰؑ وجناب فاطمہؑ زہرا و سبطین رسول الثقلین یعنی ابی محمد الحسنؑ و ابی عبداللہ الحسینؑ سلام اللہ علیہم نازل ہوئی۔ امام احمد حنبل نے مسند مین ابن الاثیر نے جامع الاصول مین اور ثعلبی نے تفسیر ثعلبی مین اور شیخ ابن حجر نے صواعق محرقہ مین۔ اور تفسیر مواہب علیہ و دیگر تفاسیر معتبرہ مین درج ہے۔
۹	اَفَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ تا قوله تعالٰی وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ الخ	صاحب جامع الاصول نے صحیح مسلم سے باسناد خود سعد بن وقاص سے روایت لکھی ہے۔ اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین۔ امام ثعلبی نے تفسیر مین لکھا ہے۔
۱۰	وَتَعِيَهَا اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ	امام ثعلبی نے تفسیر مین۔ حافظ ابونعیم نے کتاب حلیۃ الاولیا مین۔ ابن المغازلی نے مناقب مین عبداللہ بن عباس و بریدہ سے روایت کی ہے اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین بیان

		مآثر علی مرتضےٰ علیہ السلام میں لکھا ہے۔
۱۱	اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ۔	امام ثعلبی نے تفسیر میں براء بن عازب سے روایت کی ہے اور حافظ ابو نعیم نے مانزل من القران فی علی شیخ ابن حجر نے صواعق میں۔ صحیح ترمذی میں۔ مشکوٰۃ شریف میں صحیح ترمذی سے امام احمد حنبل نے کتاب مسند میں اور ابو داؤد نے سنن میں۔ اور امام اسمٰعیل بخاری نے صحیح بخاری میں حمیدی نے جمع بین الصحیحین۔ وعبدری نے کتاب جمع بین الصحاح الستہ میں روایت کی ہے۔
۱۲	وَاِنْ تَظٰھَرَا عَلَیْکَ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاھَدُوا فی سبیل اللہ لایستوون عند اللہ واللہ لایھدی القوم الظالمین الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم۔	تفسیر ثعلبی اور تفسیر مواہب علیہ میں سورہ تحریم میں۔ اور حافظ ابو نعیم نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی میں لکھی ہے، عباس بن عبد المطلب حجاج کو پانی پلانے کا اور طلحہ عمارت مسجد الحرام کا اپنے لیئے فخر سمجھ کر حضرت مرتضےٰ سے مباحثہ کرتے تھے اور فضیلت اپنی ثابت کرتے تھے تب یہہ آیت حق میں۔ حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے نازل

۱۳	دَرَجَۃً عِندَ اللّٰہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الفَآئِزُوْنَ ہ	ہو ہین کہ حضرت علی مرتضیٰ کی برابری وہ لوگ نہین کرسکتے۔ امام ثعلبی نے تفسیر مین۔ ابن الاثیر نے جامع الاصول مین سنن نسائی مین۔ جلال الدین سیوطی نے درمنثور مین۔ حافظ ابونعیم نے کتاب فضائل الصحابہ مین۔
۱۴	اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ تاقولہ تعالیٰ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَہ ربہ	شان مین حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام اور اونکے شیعون کے یہ آیات نازل ہوے ہین۔ حافظ ابونعیم۔
۱۵	قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم	ایت مباہلہ ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ صحیح ترمذی مین حدیث متواتر بتفسیر آیت ہذا درج ہے۔ لما نزلت ہذہ۔ الآیۃ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی و فاطمہ و حسن و حسین فقال اللھم ہولاء اہلبیتی۔
۱۶	فاقترف حسنۃ نزدلہ فیھا	ازالۃ الخفا۔ حافظ نعیم
۱۷	حسنا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔	ازالۃ الخفا مین خطبہ امام حسن علیہ السلام منقول ہے اوسمین یہ آیت درج ہے۔
۱۸	یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ	علامہ نیشاپوری تفسیر مین امام واحدی اسباب نزول مین علینی شرح صحیح بخاری مین

۱۹	اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔	امام احمد بن حنبل نے ابوسعید خدری اور زید بن ارقم سے اور عطیہ اور ابو مریم نے سعد بن وقاص سے اور امام مالک نے موطا میں اور صحیح ترمذی ۔ سنن ابی داؤد ۔ مشکوٰۃ وغیرہ کتب میں خطبہ غدیر خم مفصل درج ہے۔
۲۰	سورۃ الدھر بتمامہ خصوصًا يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ تا آخر سورہ	تفسیر کشاف و تفسیر کبیر و تفسیر بیضاوی و مدارک و مواہب علیہ وغیرہم۔

اب معلوم کرنا چاہیے کہ ہمنے سینتالیس فضائل اول وہ درج کیے ہین کہ جنکا ثبوت پیشتر اسی رسالہ مین بمقامات مختلف بیان ہوچکا ہے

اور بعد اوسکے بیس مقامات قرآن مجید کا حوالہ فہرست مین مع ثبوت کے دیا ہی تو سڑسٹھ نمبر فضائل کے تحریر ہو چکے۔

اب آئندہ جو فضائل درج ہوتے ہین اُنمین بنظر یادداشت سلسلہ نمبر کا قائم کیا گیا ہے۔

(۶۸) ازالۃ الخفا مین ام المومنین عائشہ سے مروی ہے۔ عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ادعوا الی سید العرب فقلت یا رسول اللہ الست سید العرب قال انا سید ولد ادم وعلی سید العرب درانحالیکہ بحکم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مرتضےٰ عرب کے سردار ہین تو جمیع صحابہ آپکے تابعدار اور خادم ہین۔

(۶۹) مسجد کے اندر بحالت جنابت سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضےٰ صلواۃ اللہ علیہ السلام کے اور شخص کو جانا حرام تہا۔ اخرج الترمذی وعن ابی سعید۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعلی یا علی یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک ازالۃ الخفا اور اشعۃ اللمعات مین بہ تفسیر آیہ تطہیر حضرت ام سلمہ زوجہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ مسجد حرام ہے ہر عورت اور مرد جنب پر مگر محمدؐ اور اونکے اہل بیتؑ کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام ہین۔

(۷۰) مسجد نبوی علی صاحب التسلیم مین بیشتر اکثر صحابہ کی آمد و رفت کے دروازے کہلے ہوئے تہے اور وہ لوگ ان دروازون سے آمد و رفت رکہتے تہے کہ بحکم خدائے تعالےٰ سب اصحابون کے دروازے جو مسجد کے اندر تہے بند کرائے گئے اور صرف حضرت علیؑ کا دروازہ کہلا رہنے کا حکم دیا۔ ازالۃ الخفا مین ہے کہ وعن زید بن ارقم قال کانت لنفر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابواب شارعۃ فی المسجد فقال یوما سدوا ھذہ الابواب الاباب علی قال فتکلم فی ذالک ناس فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فحمد اللہ واثنے علیہ ثم قال اما بعد فانی امرت لبسد ھذہ ابواب غیر علی فقال فیہ قائلکم واللہ ما سددت شیئا ولا فتحتہ ولکن امرت بشئی فاتبعتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کے صفحہ ۹۸ مطبوعہ

مطبع منشی نولکشور میں یہ عبارت مندرجۂ ذیل تحریر فرماتے ہیں۔

کہ شیخ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری می آرد کہ درین باب احادیث دیگر آمدہ کہ ظاہر آن مخالف است باآنچہ مذکور شد۔ از انجملہ حدیث سعد بن وقاص کہ گفت امر کرد رسول خدا بسد جمیع ابواب کہ راہ آن در مسجد بود غیر باب علی) ومخرج این حدیث امام احمد بن حنبل ونسائی ست واسناد او قوی است۔ وطبرانی در اوسط بنقل ثقات می آرد کہ اصحاب باہم جمع شدہ آمدند وگفتند یا رسول اللہ درہای ہمہ را بستی وباب علی را کشادہ داشتی فرمودند من نہ بستم ونہ کشادم خدا بست وخدا کشاد من مامورم بسد جمیع ابواب غیر باب علی وہم امام احمد ونسائی بنقل ثقات از ابن عباس روایت کردہ اند کہ بسد ابواب ہمہ امر شد غیر باب علی کہ باب او ہم در مسجد بود وراہے دیگر نداشت ووے در حال جنابت نیز ہمین راہ مے آمد واز ابن عمر مروی ست کہ عمر گفت کہ علی ابن ابی طالب را سہ فضیلت دادہ اند کہ یکے اگر از انہا مرا بودے بہتر از دنیا ومافیہا داشتمی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختر خود را بوے دادہ واز وے اولاد شد۔ وسد ابواب کرد بجز باب او ودر روز خیبر رایت بوے داد۔ ونسائی می آرد کہ ابن عمر را پرسیدند کہ چہ گوئی در حق عثمان وعلی پس وے ہمین حدیث را خواند۔ بعد ازان گفت از علی میرسید واو را بکسے قیاس نکنید وببیند کہ منزلت او نزد رسول خدا چیست درہاے تمامہ یار ابر بست بغیر در او کہ کشادہ واشت۔

شیخ ابن حجر میگوید کہ ہر یکے ازین احادیث قبول دارد علی الخصوص کہ بعضے طرق بہ بعضے تائید یافتہ باشند وصورت تقویت پذیرفتہ۔

اما الناظرین۔ یہ بھی سنا۔ اس حدیث کے مقابلہ میں بھی نواصب ناانصاف نے مثل حدیث باب علم وشباب اہل الجنۃ وغیرہ کے ایک حدیث وضع فرمائی اور

اگرچہ اوسمین اصحاب ثلثہ کے داخل کرنے کی گنجائش نہ ملی مگر حضرت ابوبکر کے لیے بالکل
اسی مضمون کی حدیث گڑھ لی۔ اب ناظرین کو ہمارا قول یاد آیا ہوگا کہ جسقدر عمدہ
فضائل اہل بیت علیہم السلام کے محبان ثلثہ نے دیکھے اونکو صحابہ کے لیے ملتبس
کردیا مگر بحسب معجزہ نبوی کہ دروغ گو را حافظہ نباشد ہر حدیث مین کچھہ ایسی فروگذاشت
واضع سے ہوئی ہے کہ جسکے سبب سے موضوع ہونا صاف ظاہر ہوجاتا ہے اس حدیث
مین بھی موجود ہے۔ اور وضعی حدیث یہ ہے کہ اصل تو یہ بناوٹ کی گئی ہے کہ
مرض الموت مین رسول خدا نے حکم دیا کہ سب لوگ سواے حضرت ابوبکر کے اپنے
اپنے دروازہ جو مسجد کے اندر آتے ہین بند کرلین۔ لیکن جبکہ واضع کو یہ معلوم ہوا کہ
سد ابواب جمیع صحابہ جنگ احد سے پہلے ہوچکے ہین سواے علی مرتضیٰ کے
اور کسی کا دروازہ مسجد مین باقی نہ تھا تو پھر واضع نے بات کو بدلا یعنی سبکے
خوخہ یعنے روزن دیوار بند کرنے کا حکم دیا اور خوخہ ابوبکر مستثنے کیا گیا۔
ابن جوزی نے کہ بغض علی سے خالی نہین ہے محض اس روایت باطلہ کی وجہ سے اس
حدیث اصلی کو موضوعات مین لکھدیا۔ لیکن جبکہ علماے اہل سنت نے اوسکی تحقیقات
کی تو معلوم ہوا کہ پہلے حدیث نہایت درجہ صحیح ہے تو اب ابن جوزی پر خطاے شنیع کا الزام
لگایا لیکن مذہب اہل سنت ایک ہر دل عزیز مذہب ہے اسلیئے اس حدیث موضوعی پر بھی کچھہ
جرح وقدح نہ کی اور بقول مسلمانان راجستان کہ عید بھی مانین اور ہولی و دیوالی بھی مانین
خداجانے وقت پر کس سے کام پڑجاے حدیث موضوعی کی نسبت کچھہ لب کشائی نہ کی حالانکہ
اکابر علماے اہل سنت کی تحقیقات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا کوئی
مکان ہی دراصل حوالی مسجد مین نہ تھا جسکے دروازہ یا خوخہ بند کرنے یا رکھنے کا حکم ہوتا۔
اب اہل انصاف غور فرماوین کہ واضع دروغ گو سے کتنی بڑی بات رہ گئی کہ اوس نالائق نے
اول یہ تحقیق نہ کیا کہ حوالی مسجد مین کوئی مکان حضرت ابوبکر کا تھا یا نہ تھا ویسے ہی حدیث

وضع کردی لیکن اس فروگذاشت کو اتفاقی نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ معجزہ نبوی ہی کہ انشاء اللہ
تعالیٰ کوئی شخص اہتمام رسول خدا پر لگا کر خوش نہ رہ سکیگا۔ خود محدث دہلوی کی تحقیقات
سے جو تاریخ مدینہ منورہ یعنی جذب القلوب مین کی گئی ہے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کوئی مکان
حضرت ابو بکر کا حوالی مسجد نبوی مین نہ تہا بلکہ مکان انکا بجانب اسفل مدینہ منورہ کے تہا
اور درمیان مین بہت فاصلہ تہا یعنی مکان انکا شہر کے دوسرے سرے پر تہا چنانچہ مدارج
مین بہی بجلد دوم صفحہ ۲۵۵ ذکر وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم مین لکہا ہے کہ دران
ساعت ابو بکر صدیق در خانہ خود بود کہ در محلہ شیخ حوالی مدینہ بود چون ازین واقعہ
خبر یافت سوار شدہ بتعجیل تمام رو بحجرۂ عائشہ آورد۔

سبحان اللہ علمائے اہل تسنن کا بہی عجب صلح کل عقیدہ ہے۔ جبکہ یہ معلوم ہوا کہ کوئی
مکان حضرت ابو بکر کا متصل مسجد نہ تہا تو ظاہر ہو گیا کہ یہ حدیث موضوعی ہے لیکن پہر
اوسپر یہ خیال ڈالا گیا کہ جب کوئی اونکا مکان حوالی مسجد مین نہ تہا تو معلوم ہوتا ہے
کہ سد خوخات صحابہ و مفتوحی خوخہ ابو بکر سے مراد خلافت ہی اور لوگ اپنے خوخہ آرزو بند
کرلین اور ابو بکر خوخہ حرص کشادہ رکہین سبحان اللہ کیا عقل سلیم ہے کہ مسجد نبوی کے
دروازے کجا خلافت۔ اور جبکہ کوئی شخص اس معما کو نہ سمجہا تو رسول خدا کو ایسے معما مین فرمانے
کی کیا ضرورت تہی فرض کیا جاے کہ اور لوگ اس نازک خیال معما کو نہ سمجہے لیکن جنکے لیئے
فرمایا گیا تہا وہ ضرور سمجہے اور جبکہ اونہون نے یعنے حضرت ابو بکر نے بہی اس معما کو نہ سمجہا
اور سقیفہ بنی ساعدہ مین اسپر استدلال نہ کیا تو صاف ظاہر ہے کہ بندش بہی اوسی وضع
کی ہے کہ جب سب طرف سے وہ ناامید ہوا ہے اوسوقت یہ بناوٹ کی ہے۔ ابن
جوزی اگرچہ محدث ہے مگر وہ دو حالت سے ہرگز خالی نہ تہا۔

یا تو وہ سخت احمق اور بے عقل محض تہا اور اوسکو تمیز صحیح اور وضعی حدیث کے دریافت
کرنے کی مطلق نہ تہی یا خاندان رسالت سے اوسکو سخت عداوت تہی۔ شیخ ابن حجر

عسقلانی نے صحیح بخاری کی شرح میں حدیث سد ابواب غیر باب علی میں لکھا ہے کہ عبارت
محدث دہلوی مندرجہ جذب القلوب یہ ہے وہم وے (یعنی شیخ ابن حجر) میگوید کہ
ابن جوزی این حدیث را کہ در شان علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ واقع شدہ در موضوعات
آوردہ و بر بعضے از طرق او تکلم کردہ گفتہ کہ وے مخالف حدیث صحیح است کہ در باب
ابی بکر آمدہ و روافض آنرا در معارضہ اینہا وضع کردہ اند ہم شیخ ابن حجر میگوید کہ ابن
جوزی درین باب خطاے شنیع کردہ است کہ این حدیث را بمجرد توہم معارضہ بوضع
وافتر انسوب گردانیدہ این حدیث را طرق بسیار است و بعضے از انہا بدرجہ صحت
وبمرتبہ حسن رسیدہ اند۔

پھر شیخ ابن حجر نے تائید اس حدیث کی روایت ترمذی سے کی کہ پیشتر ہم مذکور کر چکے
و موئد این ست انچہ ترمذی از حدیث ابی سعید خدری می آرد۔ کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم بہ علی مرتضےٰ سلام اللہ علیہ و آلہ فرمود کہ درین مسجد ہیچ کس
بجنابت نہ در آید مگر من و تو۔ واقعی اگر غور کیا جائے تو جمیع صحابہ کے ابواب
بند کرنے اور علی مرتضیٰؑ کے کھلے رکھنے کی یہی وجہ تھی کہ حضرت علی بحالت جنابت
مسجد میں رہ سکتے تھے اور دیگر صحابہ کے لیئے منع تھا۔

دوسری روایت اس حدیث کی ابن زبالہ اور یحیٰے سے باسناد صحیحہ کیجاتی ہے۔
ہکذا عبارت محدث دہلوی در جذب القلوب آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد
نشستہ بودند ناگاہ منادی ندا داد۔ اَیُّھَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ انتبا ہے در مردم
پیدا آمد لیکن ہیچ کس بر نہ ایستاد بار دیگر ندا آمد اَیُّھَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ
قَبْلَ اَنْ یُّنْزَلَ الْعَذَابُ اب مردم ہمہ بر آمدند و بملازمت آنحضرت
سیادرت کردند علی مرتضےٰ نیز آمد بر سر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بایستاد فرمود
توچہ ایستادہ برو و بخانہ خود بنشین و در خانہ خود را بحال خود بگذار و در میان مردم

از بن معنی گفتگوئے افتاد و زلغے در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب شدہ بمنبر
رفت و حمد و ثنائے مولا گفت و گفت حق سبحانہ و تعالیٰ وحی فرستاد بر موسیٰ علیہ
السلام کہ مسجدے بنا کن موصوف بصفت طہارت و ساکن نشود در وے جز تو و ہارون
و پسران ہارون شبر و شبیر و ہمچنین وحی کرد بر من کہ مسجدے سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے
جز من و علی و پسران او حسن و حسین پس من بمدینہ آمدم و مسجدے گرفتم و مرا در آمدن بمدینہ
و گرفتن مسجد اصلا اختیارے نبود و من نمیکنم مگر آنچہ بکنانند و نمیدانم مگر آنچہ بدانانند پس بر ناقہ
خود سوار شدم و بیرون آمدم و قبائل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم
و من بگفتہ ایشان فرود نیامدم و گفتم بر ناقہ من راہ تنگ نکنید او مامور است ہر جاکہ
بنشیند منزل من ہمانست و اللہ من در ہا را بستہ ام و نہ گشادہ ام و علی را من نہ
در آوردہ ام او را خدا آورد و من چہ کنم۔

فائدہ۔ اس روایت کے دیکھنے سے ناظرین کتاب ہذا کو معلوم ہوا ہوگا کہ حضرت
صحابہ کے دلون کے رسول خدا و علی مرتضیٰ کی طرف سے کیا کیفیت تھی کوئی معاملہ
بہبودی حضرت علی مرتضیٰ کا ان لوگون کو گوارا ہوتا تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جن صحابہ
کے دروازہ مسجد کے اندر تھے وہ عوام لوگ نہ تھے بلکہ اجل اصحاب تھے اور اگر
بقول علمائے اہل السنن حضرت ابوبکر کا کوئی دروازہ نہ تھا تو حضرت عمر اور دیگر اجلہ
اصحاب کے ابواب ضرور تھے جیسا کہ عبد اللہ ابن عمر کی روایت سے ثابت ہے
کہ ہمارے دروازے بند کئے گئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا۔ اسی قسم کے بہت معاملات
صحابہ سے وقوع مین آئے ہین اور صاف طور پر رسول کے احکام سے عدول کیا ہے
کہ مفصل تذکرہ اپنے موقع پر آویگا۔ اجلہ اصحاب کی عداوت کی تو یہ کیفیت تھی اونکی
ذریات کے تعصب کی یہ کیفیت ہے کہ ایسے معرکے کے احادیث کو موضوعات
مین لکھدین اور محض جھوٹی روایت کو صحیح قرار دین اور جب دروغ ہونا صاف طور پر

ظاہر ہو جاوے تو اوسمین اپنی طرف سے توجیہات نکالتے ہین -

(۷۱) خلیفہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی مرتضیٰ کو اپنی حیات مین بوقت روانگی سفر کے - چونکہ یہ بڑی منقبت تھی اور نیابت رسالت کی بڑی دلیل کافی تھی اسلیے وہ لوگ جو حضرت سے عداوت رکھتے تھے یا خواہان اس مرتبہ کے تھے جیسا کہ حاسدون کا قاعدہ ہے یہ بولے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہمراہ رکھنا بوجہ ثقالت طبع گوارا نہین فرمایا اسلیے علی مرتضیٰؑ کو مدینہ مین چھوڑا - چونکہ غرض اس استخلاف سے ظاہر منقبت تھی اسلیے جناب رسولؐ خدا نے اظہار منقبت نہایت شد و مد سے فرمایا - قال محمد بن اسحٰق و خلّف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن ابی طالب علی اھلہ وامرہ بالاقامۃ فیھم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ استثقالا لہ وتخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علی سلاحہ ثم خرج حتٰی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو نازل بالجرف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی استثقالا لی فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکت ورائی فارجع فاخلفنی فی اھلی واھلک افلا ترضی یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھرون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی الخ - ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء -

(۷۲) اخرج الترمذی عن ابن عمر - قال اٰخیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اٰخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاٰخرۃ یعنی جب رسولؐ خدا نے باہم صحابہ کے ایک دوسرے سے بھائی چارہ مقرر کرایا تو حضرت علی روتے ہوئے آئے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ سب اصحابون کے باہم بھائی چارہ ہو گیا

بلکہ میرا کسی سے آپ نے بھائی چارہ نہ کرایا تب آپ نے فرمایا کہ تو دنیا وآخرت مین میرا بھائی ہے۔

(۲۷) خدائے تعالی نے تعریف فیاضی علی مرتضیٰؑ کی کی اور وعدہ بہشت اور اُسکی نعمتون کا مثل پوشاک و مکان بہشتی و چشمہ ہائے بہشتی کا مفصل طور سے فرمایا اور رسولؐ خدا نے بہشت کا مشتاق ہونا علی مرتضیٰؑ کے لیے فرمایا۔ شق اول کا ثبوت آیۂ ولیکم اللہ ہے اور سارے سورۂ دہر یعنے ہل اتٰی۔ اور شق ثانی مین یہ روایت ہے۔ عن انس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اشتاقت الجنۃ الی ثلثۃ علی وعمار وسلمان۔ عمار اور سلمان رضی اللہ عنہما مخلصین صحابہ مین سے ہین اور بعد وفات رسولؐ خدا کے بھی یہ لوگ جان نثار اہل بیت رہے اصحاب ثلثہ کے لیئے ہمکو ایسے معاملہ مین نہ کوئی آیت قرآنی ملی نہ کوئی حدیث نبوی پائی گئی۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی نے بڑی تلاش وکوشش کر کے حضرت ابوبکر کے لیئے یہ آیت نکالی وسیجنبھا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکی یعنی قریب ہے کہ الگ کیا جاویگا جلتی ہوئی آگ مین وہ متقی کہ جسنے اپنا مال پاک ہونے کے لیئے زکوۃ مین دیا اور مولوی صاحب نے سند خلافت بھی اس آیت کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ آیت صاف طور پر عام ہے ہر زکوۃ دینے والے پر اوسکا حکم جاری ہے قطع نظر ان سب باتون کے اس آیت کا منشا صاف طور پر دوزخیون کے متعلق ہے یعنے ایک شخص گنہگار جو دوزخ مین جل رہا ہے اگر اوسنے مال زکوۃ دیا ہے تو وہ فوراً دوزخ سے نکال دیا جاویگا۔ بڑا تعجب ہے کہ مولوی صاحب نے کیسے اس آیت کو حضرت ابوبکر کے لیئے تصور کرلیا۔ یقیناً انکو یہ خیال نہین ہوا کہ جلتی ہوئی آگ سے الگ کیا جانا کیا معنے پیدا کرتا ہے فقط لفظ اتقی پر فریفتہ ہوگئے ورنہ ہرگز اس آیت کو اونسے منسوب نہ فرماتے۔

(۷۴) بیوم طائف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام سے کچھ عرصہ تک سرگوشی فرمائی کہ جبیر حاسدون نے کہا کہ آج تو رسول خداؐ اپنے ابن عم سے بہت سرگوشی کر رہے ہین اسپر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین علیؑ سے سرگوشی نہین کرتا بلکہ خدائے تعالیٰ کرتا ہے جیسا کہ روایت ہے جابر سے دعن جابر۔ قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم الطائف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ

(۷۵) جبکہ سورہ برات نازل ہوئی اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو واسطے تعلیم مناسک حج کے مکہ کو روانہ کیا تو سورہ برات کے اوائل چالیس آیات دیکر حکم دیا کہ مشرکین کو سنادو کہ جسمین ایسے احکام تھے کہ کوئی شخص برہنہ طواف نہ کرے۔ مشرک حج نہ کرسکے۔ وغیرہ وغیرہ مگر بعد روانگی حضرت ابوبکر کے جبرئیل امین نازل ہوے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمھارا کام ہے یا تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تم سے ہو چنانچہ جناب رسول خداؐ نے عقب مین حضرت ابوبکر کے جناب علی مرتضیٰؑ کو روانہ فرمایا اور حضرت علی مرتضیٰؑ نے آیات سورہ برات حضرت ابوبکر سے واپس لین اور خود حج مین پڑھکر سنائین۔ اگر انسان غور و انصاف کرے تو یہ ایک فضیلت ہی ایسی ہے کہ خلافت کے بارے مین اور کسی روایت اور بحث کی ضرورت ہی باقی نہین رہتی۔ اور یہ فضیلت مخصوص ایسی ہے کہ جس سے خاص حضرت ابوبکر کے اوپر ترجیح ثابت ہوئی ہے اگر اہل لسنن کو کوئی ایسی حجت حضرت ابوبکر کے بارے مین ملتی تو وہ دنیا بھر کے شیعون کو جینے نہ دیتے۔ چنانچہ کتاب الورائے مین لکھا ہے کہ جب ابوبکر واپس آئے تو رسول خداؐ سے عرض کیا کہ مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ سورہ برات واپس لی گئی آپ نے فرمایا کہ

کوئی قصور کی بات نہ تھی ولکن الامین ھبط الیٰ عن اللہ عزوجل بانہ لایودی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلی وامتی وبعدی یقضی دینی ولا یودی عنی الا علی۔

علمائے متعصبین اہل سنت نے بھی اس قصہ کو لکھا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین یہ روایت درج کی ہے قال محمد بن اسحاق حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال لما نزلت براۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وقد کان بعث ابابکر لیقیم للناس الحج فقیل لہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لو بعث بھا الی ابی بکر فقال لا یودی عنی الا اھل بیتی ثم دعا علی ابن ابی طالب فقال اخرج بھذہ القصۃ من صدر براۃ فاذن فی الناس یوم الحج الاکبر اذا اجتمعوا عنی انہ لا یدخل الجنۃ کافر ولا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان فخرج علی ابن ابی طالب علی ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم الی اخر الحدیث ابن عباس سے بھی یہ روایت ہے مگر اوسکے طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بخوف مخالفان صاف طور پر بیان نہ کرتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے اس روایت کو بزمانہ حضرت ابوبکر بیان کیا اور ایسے معرکہ مین بیان کیا ہی اور انکا مطلب اس سے یہ تھا کہ علی مرتضےٰ کو ابوبکر پر ترجیح ہے۔

قال ابن عباس ثم بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فلانا بسورۃ التوبۃ فبعث علیا خلفہ فاخذھا منہ وقال لا یذھب بہ الا رجل منی وانا منہ دیگر فوائد ونکات اسکے اپنے موقع پر بیان ہونگے۔

۲۶۔ چند بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کو خلیفہ اور جانشین اپنا قرار دیا اور وارث گردانا۔ اول یہ کہ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین کہ از آنجملہ

آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یا ور یعنی علی مرتضیٰ معاملت منتظر الخلافت کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ است بجا آوردند۔ اس بارہ مین ایک بہت بڑی حدیث صحیح بخاری سے درج کی ہے کہ باب احکام مین درج کیجائیگی۔ دوبارہ بوقت ہجرت آپکو خلیفہ وجانشین قرار دیا۔ تیسرے جس سال بیعت الرضوان واقع ہوئی اس سال بھی معاملہ منتظر الخلافت عمل مین آیا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ تحریر فرماتے ہین۔ وہم درین سفر با مرتضیٰ علیؑ معاملہ منتظر الخلافت بجا آوردند۔ اور روایت نسائی نے لکھی ہو کہ باب احکام مین ہم بھی تحریر کرینگے۔ چوتھے غزوہ تبوک کو جاتے وقت حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خلیفہ کیا اور بکمال منقبت ظاہر فرمائی کہ مفصل تذکرہ اور ثبوت اسکا باب احکام مین آتا ہے۔ پانچوین حدیث ثقلین۔ چھٹے خطبۂ غدیر خم۔ ساتوین وصیت آخری رسول خدا یہ سکے سب دلالت خلافت و جانشینی بلا فصل پر کرتے ہین اور سوا اسکے اور چند استخلاف ہمنے ثابت کیے ہین۔

۷۷۔ قال ابن اسحاق حدثنی عبد الرحمن بن معمر عن سلیمان بن محمد بن کعب عن عمتہ زینب وکانت عند ابی سعید الخدری قال اشتکی الناس علیا فقام رسول اللہ صلعم خطیبا فقال ایھا الناس لاتشکوا علیا فانہ خشن فی ذات اللہ او فی سبیل اللہ یعنی حضرت علی کی شکایت کرنے سے لوگونکو منع کیا۔ دوسرا قصہ شکایت کا وہ ہے کہ خالد بن الولید نے لوگونکو بہکا کر یمن سے واسطے شکایت جناب علی مرتضیٰ کے بھیجا اور حضرت رسول خدا کو اون لوگون پر نہایت غصہ آیا اور بہت سخت و سست کہا جسقدر معاملات حضرت موسیٰ علیہ السلام و ہارون سے پیش آئے اوسیقدر حضرت مصطفےٰ و مرتضیٰ علی علیہما السلام پر بھی واقع ہوے۔ اسیطرح کا قصہ شکایت حضرت ہارون کی بھی توریت مین مذکور ہے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اون لوگونکے لیے سخت دعا کی اور انکو زمین نگل گئی امت محمدی کے لیئے عذاب دنیاوی مقرر نہین کیا گیا

ورنہ ضرور حاسدان وشاکیان مرتضوی ویسا ہی ثمرہ دیکھتے کہ جیسا حاسدان ہارون نے دیکھا۔ اخرجہ الترمذی عن البراء قال بعث النبی صلعم جیشین وامر علی احدھما علی ابن ابیطالبؑ وعلی الاٰخر خالد ابن الولید وقال اذا کان القتال فعلی قال فافتتح علی حصنا واخذ منہ جاریۃ فکتب معی خالدؓ کتابا الی النبی صلعم یشیٔ بہ قال فقدمت علی النبی صلعم فقرء الکتاب فتغیر لونہ ثم قال ماتری فی رجل یحب اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ باللہ من غضب اللہ وغضب رسولہ انما انا رسول تمت ۷۸۔ ملا جامی شواہد میں لکھتے ہیں۔ امیر المومنین علیؑ

گوید کہ رسولؐ خدا وصیت کرد کہ بغسل وے من قیام نمایم کہ بغیر من ہر کہ نظر بر عورت وی افتد نابینا گردد۔ اور یہ بھی شواہد میں ہے کہ امام را جز امام نشوید پس یہ روایت دلیل کامل خلافت کی ہے۔ ۷۹۔ وفی ازالۃ الخفا لشاہ ولی اللہ دہلوی۔ قال ابن عباس وقال لہ یعنی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ اس سے زیادہ خلافت بلا فصل اور کیا ہے۔ یعنے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے والی اور اولی الامر ہو۔ اور است سے بھی ارشاد ہوا وھو ولیکم بعدی۔ وھو ولی کل مومن ومومنۃ من بعدی۔ اہل السنن جب کوئی گنجائش اعتراض نہیں پاتے تو معنی لفظ ولی میں حجت پیدا کرتے ہیں اور ولی کے معنی دوست کے بیان کرتے ہیں حالانکہ لفظ من بعدی سے معنی اولی الامر صاف طور پر عیاں ہیں کہ مفصل تذکرہ اسکا باب احکام میں ہوگا۔

۸۰۔ واخرج الحاکم عن ام سلمۃ قالت لابی عبد اللہ الجدلی ایسبّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیکم فقال فقلت معاذ اللہ او سبحان اللہ اوکلمۃ نحوھا قال قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من سبّ علیا فقد سبنی فرمایا رسولؐ خدا نے کہ جسنے سب کیا علیؑ کو اوسنے سب کیا مجھکو۔ واخرج الضاً عن ابی بکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکۃ

عن ابیہ قال جاء رجل من اهل الشام فسبّ علیاً عند ابن عباس فحصبه ابن
عباس فقال یا عدو الله اذیت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان الذین
یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا والاخرة واعد لهم عذاباً مهینا
لوکان رسول الله لاذیته مطلب یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰؑ کے برا کہنے سے رسول خداؐ
کو اذیت ہوتی ہے اور اونکا ایذا دینے والا ملعون دوجہان ہے۔

۸۱- اخرج الحاکم عن ابی ذر قال ما کنا نعرف المنافقین الا بتکذیب الله
ورسوله صلی الله علیه وآله وسلم والتخلف عن الصلوٰة والبغض لعلی
ابن ابی طالب بغض علی دلیل منافق ہونے کی ہے۔

۸۲- اخرجه الحاکم عن سلمان قال رجل لسلمان ما اشد حبک لعلی قال
سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول من احب علیا فقد
احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی (مستدرک) دوستی اور دشمنی
رسول خداؐ اور علی مرتضیٰؑ کی یکساں ہے۔

۸۳- عن زید بن ارقم قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من یرید
ان یحیی حیواتی ویموت مماتی ویسکن جنة الخلد التی وعدنی ربی
فلیتول علی ابن ابی طالب فانه لن یخرجکم من هدی ولن یدخلکم فی
ضلال- اخرجه الحاکم حاکم نے مستدرک میں فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کہ جو کوئی شخص چاہے جینا ہمارے جینے کے ساتھ اور مرنا ہمارے مرنے
کے ساتھ اور رہنا اوس بہشت میں کہ جسکا وعدہ مجھسے میرے رب نے
کیا ہے تو چاہیے اوسکو کہ تولا کرے علی ابن ابی طالبؑ سے کہ وہ تمکو نہ نکالے گا
ہدایت سے اور نہ داخل کریگا گمراہی میں۔

۸۴- وعن عمار بن یاسر سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول لعلی

یاعلی طوبیٰ لمن احبك وصدق فيك وويل لمن ابغضك وكذب فيك
اخرجه الحاكم فی المستدرك یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ علی سے کہ بہشت ہے اوس شخص کے لیئے کہ جسنے دوست رکہا تجھکو اور سچا جانا تجھکو اور عذاب دوزخ ہے اوسکے لیے جسنے دشمن رکہا تجھکو اور جھوٹا جانا تجھکو۔ سبحان اللہ آپکے غلامون کے لیئے وعدہ بہشت ہے مگر آج تک مجھکو اصحاب ثلثہ کے لیے کوئی ایسا حکم جسمین بشارت بہشت کی مثل محبان علی کے ہو نہین ملی پہر مقابلہ فضائل مرتضوی کا اورون سے کرنا آسمان وزمین کا تفاوت ہے۔

۸۵- ثابت ہے کہ پنجتن پاک قیامت کے روز ایک جگہ ہونگے کوئی صحابہ وغیرہ نہوگا۔ وعن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم دخل علی فاطمة رضی اللہ عنہا فقال انی وایاك وهذا النائم يعنی عليا وهما يعنی الحسن والحسين لفی مكان واحد يوم القيمة اخرجه الحاكم فی المستدرك۔

۸۶- وحی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی مرتضیٰ کے حق مین کہ وہ سید المومنین اور امام المتقین اور قائد الغر المحجلین ہین۔
وعن اللہ بن سعد بن زرارہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المؤمنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلين۔

۸۷- اخرجه الحاكم عن علی رضی اللہ عنہ قال بينهما رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اخذ بيدی ونحن فی سكك المدينة اذ مررنا لحديقة فقلت يارسول اللہ ما احسنها من حديقة قال لك فی الجنة احسن منها

رسول خدا مع علی مرتضیٰؑ چند باغات پر گذرے اور حضرت مرتضیٰؑ نے کہا کہ اچھا باغ ہے
آپ نے فرمایا کہ بہشت میں اس سے اچھے باغات تمہارے واسطے ہیں۔
مدارج النبوت میں یہ قصہ بہت طولانی درج ہے اور لکھا ہے کہ رسولؐ خدا امت
کی جفاؤں کو جو حق میں حضرت مرتضےٰؑ کے واقع ہونے والی تھیں یاد کرکے بہت
روئے اور حضرت مرتضےٰ علیہ السلام سے ارشاد صبر کرنے کا ہوا۔

۸۸- فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ علی کا منہ دیکھنا داخل
عبادت ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم النظر الی وجہ علی عبادۃ اخرجہ الحاکم فی المستدرک۔

۸۹- قیامت کے روز لواء الحمد حضرت مرتضیٰؑ کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام انبیاء
اوسکے نیچے ہوکر چلیں گے اور وہ لوا حضرت علی کے سر پر مثل تاج کے
جھکے گا یہ قصہ بہت طوالت کے ساتھ مع ذکر دامادِ سلیمان علیہ السلام
کے معارج النبوت میں مذکور ہے۔

۹۰- معارج النبوت میں یہ ذکر بھی لکھا ہے کہ جب ازدواج حضرت مرتضےٰ علیہ
السلام کا جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا سے ہوا اور آسمان پر نکاح پڑھا گیا تو
جبرئیل امینؑ ایک پارہ حریر لائے جس پر وعدہ بخشش امت عاصی کا بعوض مہر
جناب فاطمہؑ لکھا ہوا تھا۔ مہر بذمہ شوہر واجب الادا ہوتا ہے گویا وہ اقرار خدائے
تعالیٰ ہی نے علی مرتضیٰ کی طرف سے کیا ہے۔ کسی صحابی کی طرف سے
خداوند کریم متکفل ادائے مہر اوسکی زوجہ کا نہوا۔

۹۱- صرصائیل فرشتہ نازل ہوا اور واسطے تزویج جناب فاطمہؑ کے یہ پیغام
لایا التزوج النور عن النور نور سے نور کی تزویج کرو۔ ھکذا فی
مناقب ابو المویدا خوارزمی۔

۹۲۔ فرضائیل فرشتہ کی کیفیت جب نظر رسول خداؐ کی پڑی تو یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد ن الرسول اللہ علی ابن ابی طالب مقیم الحجۃ رسول خداؐ نے دریافت کیا کہ اے فرضائیل یہ عبارت تمہارے کتف پر کب سے لکھی ہوئی ہے عرض کی اوسنے کہ عالم کی آفرینش سے بارہ ہزار برس پیشتر لکھی گئی ہے۔

مناقب عبد الموئد خوارزمی۔

۹۳۔ بعد جانے فرضائیل کے شطائیل فرشتہ نازل ہوا اور بشارت تزویج لایا پھر اوسی وقت جبرئیل امین مع حریر پارہ کے نازل ہوئے جسپر دو سطر نور سے لکھی ہوئی تھین۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبرئیل نے کہا کہ بدرستیکہ حق تعالیٰ نے اطلاع پائی اہل زمین پر جیسا کہ اطلاع پانے کا حق ہے اور تمکو جمیع خلق سے برگزیدہ کرکے مبعوث برسالت گیا اور پھر خداوند کریم نے اہل دنیا پر نظر کی اور تمہارے لئے برادر اور وزیر اور مصاحب اور داماد تجویز کیا اور آپ کی دختر فاطمہ زہرا کا ازدواج کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ وہ کون ہے۔

فقال یا محمد اخوک فی الدنیا والاخرۃ وابن عمک فی النسب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ ایک روز جناب فاطمہؑ مفلسی حضرت مرتضیٰ علیؑ پر رونی لگین اس روایت کو اسطرح لکھا ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔

ان اللہ عزوجل اطلع علی اھل الارض فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک یعنے خداوند کریم نے اطلاع پائی حالات اہل زمین پر اور چن لیا دو شخصون کو کہ ایک تیرا باپ ہی اور دوسرا تیرا شوہر ہے کذا فی الشواہد۔

۹۴۔ وعن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم یعنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا علیہما السلام

اور حسین علیہم السلام کے لیئے یہ فرمایا کہ مین لڑنے والا ہون اوس شخص سے کہ جو تم سے لڑے اور صلح کرنے والا ہون اوس شخص سے جو تمسے صلح کرے۔

۹۵- واخرج النسائی عن ابی جعفر محمد بن علی عن ابراھیم بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم وعندہ قوم جلوس فدخل علی کرم اللہ وجھہ فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا فقالوا واللہ ما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فدخلوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم۔ یعنے جناب رسول خدا کے پاس ایک جماعت اصحاب بیٹھی ہوئی تھی کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے اوس جماعت کو حضرت نے باہر نکالدیا وہ لوگ شاکی ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمکو خارج اور علی کو داخل نہین کیا بلکہ خدانے علی کو داخل کیا اور تمکو نکالا۔

۹۶- اخطب خوارزمی باسنادہ معتبرہ عن امام الحافظ صدر الحفاظ ابو العلا حسن بن احمد العطار الھمدانی وقاضی القضاۃ نجم الدین بغدادی وشریف الامام الاجل نور الھدیٰ ابو طالب الحسین بن محمد بن علی الزینبی عن الامام محمد بن احمد بن علی بن الحسین بن شاذان قال حدثنا المعافی بن ذکریا ابو الفتوح محمد بن احمد بن ابی الثلج عن الحسن بن محمد عن یوسف بن موسی القطان عن جریر عن لیث عن مجاھد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لو ان الریاض اقلام والبحر مداد والجن حساب والانس کتاب ما احصوا فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ فرمایا رسول خدا نے کہ اگر تمام دنیا کے باغات قلم بنائے جاوین اور سارا سمندر روشنائی بنایا جاوے اور تمام جنات حساب کرنے والے

ہوں اور تمام انسان لکھنے والے ہوں تو وے سبب فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے احصار نہیں کر سکتے۔

۹۷- اخطب خوارزم نے اسی اسناد سے عن ابن شاذان قال حدثنی ابو محمد الحسن ابن احمد بن محمد بن محذر الحلائی من کتابہ عن الحسن بن اسحق عن محمد بن ذکریا عن جعفر ابن محمد بن عمار عن ابیہ عن علی بن الحسین عن ابیہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالےٰ جعل لاخی علی فضائل لاتحصیٰ کثیرۃ فمن ذکر فضیلت من فضائل مقرا بہا غفر اللہ لہ ماتقدم من ذنبہ وما تاخر ومن کتب فضیلتہ من فضائلہ لم تزل الملئکۃ تستغفر لہ مابقی لتلک الکتابہ رسم ومن استمع الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالاستماع ومن نظر الی فضیلۃ من فضائلہ غفر اللہ لہ الذنوب التی اکتسبہا بالنظر ثم قال النظر الی علی ابن ابی طالب عبادۃ وذکرہ عبادۃ ولایقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبرات من اعدائہ یعنی فرمایا ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میرے بھائی علی ابن ابیطالبؑ کے فضائل بیشمار اور بکثرت ہیں پس جو کوئی شخص انکے فضائل میں سے ایک فضیلت سے اقراری ہو کر بیان کریگا تو اوسکی سب اگلے پچھلے گناہ بخشے جاوینگے اور جو کوئی شخص انکے فضائل میں سے ایک فضیلت بھی لکھیگا تو جب تک وہ تحریر قائم رہیگی ملائکہ اوسکے لئے طلب مغفرت سے باز نہ رہینگے اور جو کوئی شخص اُنکی فضائل مین سے ایک فضیلت سنیگا تو خداوند تعالےٰ اوسکی وہ گناہ بخشدیگا کہ جو بذریعہ استماع اُسکو لاحق ہوئی ہیں اور جو کوئی شخص ایک فضیلت بھی آپکے

منجملہ فضائل کے آنکھ سے لکھی ہوئی دیکھیگا تو اللہ تعالےٰ اوسکے وہ سب گناہ بخش دیگا جو اوسکے بذریعہ دیکھنے کے حاصل ہوئے ہوں بعد اوسکے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ دیکھنا علیؑ کا عبادت ہے اور ذکر کرنا اونکا عبادت ہے اور خدائے تعالےٰ کسی بندہ کا ایمان قبول نہ کریگا جبتک کہ اوسکو ولایت علی ابن ابی طالب کی اور برات انکے دشمنوں سے نہو گی۔ ثبوت تولّا و تبرّا ہے

۹۸۔ خوارزمی باسناد کثیرہ بیان کرتا ہے۔ یقول سمعت احمد بن حنبل یقول ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الفضائل ماجاء لعلی ابن ابی طالب علیہم السلام یعنے امام احمد حنبل کہتے ہیں کہ جسقدر فضائل علی ابن ابی طالبؑ کے مجھتک پہونچے ہیں ایسے کسی اصحاب رسول کے فضائل نہیں پہونچے۔

۹۹۔ محمد بن یوسف گنجی نے بھی اسی اسناد سے اس حدیث کو لکھا ہے اور بعد اسکے لکھا ہے قال الحافظ البیھقی وھو اھل کل فضیلۃ ومنقبۃ ومستحق لکل سابقۃ ومرتبہ ولم یکن احد فی وقتہ احق بالخلافۃ منہ یعنی کہا ہے حافظ بیہقی نے کہ اجلہ علماے اہل سنت سے ہے۔ کہ وہ یعنی علی مرتضیٰ صاحب ہر فضیلت ومنقبت کے ہیں اور مستحق ہر سابقہ اور مرتبہ کے اور اُنکے وقت مین اونسے زیادہ مستحق خلافت کا کوئی شخص نہ تہا۔

۱۰۰۔ محمد بن یوسف گنجی نے کتاب کفایت الطالب مین لکھا ہے ذکر فضائل امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہم السلام من آیات القران لایمکن جعلہ الا فی کتاب واحد۔ یعنے فضائل علی ابن ابی طالبؑ بروے آیات قرآنی اسقدر ہین کہ کتاب جداگانہ درکار ہے۔

۱۰۱۔ امام عاصمی قال حدثنا عمرو بن ثابت عن ابی حمزۃ ثمالی عن سعید بن جبیر

عن ابی الحمراء عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لما اسری الی السماء نظرت الی ساق العرش الایمن فاذا علیہ مکتوب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وایدتہ بعلی ونصرتہ یعنی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب مجھکو آسمانون کی سیر کرائی گئی تو نگاہ میری جانب راست عرش کے پڑی تو مین نے دیکھا کہ اوسپر لکھا ہوا تھا کہ کوئی معبود سوائے خدا کے نہین اور محمد رسول اللہ ہین اوسکی تائید و نصرت کرنے والے علی ہین۔

۱۰۲- امام ابو الفتح نے حدیث اشتقاق اسماء پنجتن اسطرح بیان اسمائے الٰہی سے کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واشتق اللہ لنا من اسمائہ اسمًا واللہ محمود وانا محمد واللہ الاعلی واخی علی واللہ الفاطر وابنتی فاطمۃ واللہ محسن وابنای الحسن والحسین یعنے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے نام اپنے نامون سے مشتق کیے ہین اس طرح پر کہ نام اللہ کا محمود ہے اور مین محمد ہون اور نام اللہ کا اعلیٰ ہے اور بھائی میرا علی ہے اور نام اللہ کا فاطر ہے اور دختر میری فاطمہ ہے اور نام اللہ کا محسن ہے اور دو نو پسر میرے حسنؑ و حسینؑ ہین۔

۱۰۳- اب اس روایت پر خاتمہ کرتا ہون کہانتک لکھتا جاؤن مجال نہین کہ آپکے فضائل لکھہ سکے یہ روایت صرف اس غرض سے لکھتا ہون کہ اسمین صاف طور پر تمام اہل دنیا سے برگزیدہ ہونا جناب رسول خدا اور علی مرتضےٰ کا ثابت ہے پھر کوئی شخص صحابی ہو یا غیر صحابی کسیطرح برابری نہین کر سکتا اخرجہ حاکم فی المستدرک ونقلہ شاہ ولی اللہ فی ازالۃ الخفا

عن ابی ہریرۃ قال قالت فاطمۃ علیہا السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوجتنی من علی ابن ابی طالبؑ وھو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمۃ اما ترضین ان اللہ عزوجل اطلع علی اہل الارض فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک۔

ملا جامی شواہد میں جہاں ذکر باتیں کرنے زمین کا حضرت مرتضٰے علیؑ سے اور بیان کرنا اوسکا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جناب فاطمہ علیہا السلام نے لکھا ہے یہ عبارت قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھی ہے کہ اے فاطمہؑ خدائے تعالےٰ فضیلت نہاد شوہر ترا بر سائر خلائق۔

درآنحالیکہ نص ثبوت برگزیدگی اور افضلیت کا اسقدر موجود ہے پھر صحابہ کو کبھی ہمسری نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی دعوی کرے تو ایک فضیلت صحابہ کی ایسی پیدا کرے جیسے سیکڑے ایک سو کئی فضائل جناب علی مرتضےٰؑ کے لکھے ہیں۔

فصل دوم از صفت ہفتم

اس فصل میں ذکر محبوبیت خدا و رسولؐ خدا کا ذکر ہے کہ آیا اصحاب ثلثہ کی نسبت محبوبیت و دوستی خدا و رسول ثابت ہے یا حضرت مرتضی علی علیہ السلام کی نسبت۔

بمعائنہ کتب اہل تسنن ثابت ہے کہ جسقدر محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت مرتضی علی علیہ السلام سے تھی اسقدر کسی شخص سے نہ تھی چنانچہ اخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن بریدۃ قال کان احب النساء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمۃ ومن الرجال علی
ازالۃ الخفاء۔ یعنے روایت کی ہے امام حاکم نے مستدرک

بن بریدہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک عورتون مین محبوب تر فاطمہؑ ہین اور مردون مین حضرت مرتضےٰ علی علیہ السلام- اگرچہ واضعان احادیث کاذبہ نے مثل دیگر فضائل کے اس حدیث کو بھی ملتبس کیا اور لنساء مین نام بی بی عائشہ کا اور مردون مین نام اونکے باپ کا بنایا مگر باجماع اہل تسنن یہی امر ثابت ہے کہ جناب فاطمہؑ اور علی مرتضیٰؑ سے زیادہ اور کوئی شخص رسولؐ خدا کے نزدیک محبوب تر نہ تھا اور اوسکی تائید مین بہت روایات صحیحہ ومتواترہ وارد ہین- اور حدیث عطاے رایت یوم خیبر نے کہ عنقریب ہم مذکور کرین گے پردہ اختفا کو دور کر دیا یعنے اوس مین خاص کر بمقابلہ حضرت ابو بکر صدیق وحضرت عمر فاروق کی محبت علی مرتضےٰ علیہ السلام ترجیحاً ثابت ہوتی ہے۔

وایضاً- اخرج الحاکم فی المستدرک ونقلہ شاہ ولی اللہ دھلوی فی ازالۃ الخفا وعن جمیع بن عمیر قال دخلت مع امی علی عائشۃ فسمعتہا من وراء الحجاب وھی تسالہا عن علی فقالت تسئلنی عن رجل واللہ ما اعلم رجلا کان احب الی رسول اللہ صلعم من علی ولا فی الارض امراءۃ کانت احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من امراءۃ جمیع بن عمیر کہتا ہے کہ مین اپنی مان کے ساتھہ بی بی عائشہ کی خدمت مین گیا پردہ کی آڑ مین سنتا تھا کہ میری والدہ نے حضرت علی مرتضیٰؑ کے بارے مین بی بی عائشہ سے سوال کیا اونہون نے فرمایا کہ واللہ ایسے شخص کی نسبت تو نے مجھہ سے دریافت کیا کہ میرے علم مین اس سے زیادہ یعنی علی مرتضیٰ سے زیادہ کوئی شخص رسول خدا کے نزدیک محبوب تر نہ تھا اور روے زمین پر اونکی بی بی (فاطمہ زہرا علیہ السلام) سے زیادہ کوئی

عورت رسولؐ خدا کے نزدیک محبوب نہ تھی۔

والیضاً۔ اخرج الحاکم فی المستدرک ونقلہ فی ازالۃ الخفاء عن ام سلمہ قالت والذی احلف بہ ان کان علی لاقرب الناس عہدا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غداۃً وھو یقول جاء علی مرارا فقالت فاطمۃ کانک بعثتہ فی حاجۃ قالت فجاء بعد قالت ام سلمۃ فظننت ان لہ الیہ حاجت فخرجنا من بیت فقعدنا عند الباب وکنت من ادنی ھم الی الباب فاکب علیہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجعل یشاورہ ویناجیہ ثم قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یومہ ذلک فکان علی اقرب الناس عہداً۔ اس سے غایت درجہ کا قرب تا آخری وقت حضرت رسولؐ خدا کے ثابت ہے۔

والیضاً۔ بوقت قرارداد مباہلہ بانصاری یہی بات قرار پائی تھی کہ اپنے اپنے محبوب ترین عزیزوں کو ساتھ لیکر قسم کھادیں چنانچہ آیت بھی اس بارہ میں نازل ہوئی قل تعالوا ندع ابناءنا وابنائکم الخ تو جناب رسولؐ خدا نے علی مرتضیٰؑ کو اپنا نفس اور حسنینؑ و فاطمہؑ کو ابنا ہین داخل کرکے ہمراہ لیا تھا اور پیشتر اپنے موقع پر اسکا مفصل تذکرہ بیان ہوچکا ہے۔

والیضاً۔ اخرجہ الترمذی۔ جبکہ خالدبن ولید نے شکایت جناب مرتضیٰؑ کی کی تو آپ نے فرمایا۔ اخرجہ الترمذی ثم قال ماتری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحب اللہ ورسولہ۔

خدا اور رسولؐ کو دوست رکھنا اور خدا و رسولؐ کا اونکو دوست رکھنا ثابت ہے۔

والیضاً۔ عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لعلی انت ولی الدنیا والاخرۃ یعنے فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰؑ سے کہ تو دنیا و آخرت مین میرا ولی ہے یہ روایت خلافت وجانشینی پر بھی دلالت کرتی ہے۔

وایضاً۔ عن ام عطیہ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیشا فیھم علی قالت فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وھو رافع یدیہ یقول اللھم لا تمتنی حتی ترینی علیاً۔ ام عطیہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے کوئی لشکر کسی جگہ روانہ فرمایا تھا اور حضرت علیؑ اوس لشکر کے ساتھ تشریف لیگئے تو مین نے سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پھیلائے ہوئے دعا کرتے تھے کہ الٰہی مین اپنے مرنے سے پہلے علی کو دیکھ لون کذا فی ازالۃ الخفا کس درجہ محبت روایت سے ثابت ہوتی ہے۔

وایضاً۔ اخرج الترمذی عن ابن عمر۔ فقال لعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انت اخی فی الدنیا والاخرۃ صحیح ترمذی مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ تو دنیا و آخرت مین میرا بھائی ہے پوری حدیث مواخات کے فضائل کی فصل مین مذکور ہوئی۔

وایضاً۔ واخرج الحاکم عن ابن عباس قال کان علی یقول فی حیواۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ یقول فائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم واللہ لا تنقلب علی اعقابنا بعد اذ ھدینا اللہ لئن مات او قتل لاقاتلن علی ما قاتل علیہ حتی اموت واللہ انی لاخوہ وولیہ وابن عمہ ووارث علمہ فمن احق بہ منی۔

واضح ہو کہ خدائے تعالےٰ نے بعض اصحاب رسول اللہ کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ

اگر نبی مرجائے یا قتل ہوجائے تو تم لوگ اپنے مذہب سابقہ پر لوٹ جاؤ گے تو حضرت علی مرتضیٰؑ فرمایا کرتے کہ اگر ایسا اتفاق ہوجاوے تو مین قاتلان سے یہانتک لڑون کہ مرجاؤن اور کیون نہو کہ مین انکا بہائی ہون اور انکا جانشین ہون اور انکا ابن عم ہون اور وارث ہون انکے علم کا پس مجہہ سے زیادہ اس بات کا کونی مستحق ہے یہ روایت بڑی دلیل نیابت رسالت کی ہے اور بہت بڑی شہادت محبت کی ہے۔

وایضاً ۔ واخرج الحاکم عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالے عنہا قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من سب علیا فقد سبنی یعنے روایت ہے حضرت ام سلمہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جسنے علیؑ کو برا کہا اوسنے مجہکو برا کہا۔ حاکم نے مستدرک۔

وایضاً ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لعلی وفاطمۃ وحسنؑ وحسینؑ انا حارب لمن حاربتم وانا سلم لمن سالمتم حاکم فی المستدرک۔

وایضاً ۔ وعن سلمان رضی اللہ عنہ قال رجل لسلمان ما اشد حبک لعلی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من احب علیاً فقد احبنی ومن ابغض علیاً فقد ابغضنی اخرج الحاکم فی المستدرک۔

وایضاً ۔ اخرجہ الحاکم ۔ عن زید بن ارقم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من یرید ان یحیی حیوتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی ربی فلیتولی علی ابن ابی طالب فانہ

لن یخرجکم من ہدای ولن یدخلکم فی ضلال۔ یعنے فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو کوئی شخص جینا چاہے میرے جینے کے ساتھ اور مرنا چاہے میرے مرنے کے ساتھ اور رہنا چاہے اوس بہشت مین کہ جسکا وعدہ کیا ہے مجھسے میرے پروردگار نے تو چاہیے کہ وہ شخص اولی الامر اپنا گردانے علی ابن ابی طالبؑ کو اسلیئے کہ وہ تمکو ہدایت سے نہ نکلنے دیگا اور نہ گمراہی مین پڑنے دیگا اگرچہ معنے تولّا محبت کرنے کے بھی ہین لیکن سیاق عبارت سے معنی اوّلے بتصرف پائے جاتے ہین اہل السنۃ اکثر مقامات پر معنے محبت استعمال کرتے ہین اور ہمارا مطلب اس مقام پر معنی محبت سے بھی کامل طور پر حاصل ہوتا ہے لیکن بحث اسکی باب احکام مین مفصل ہوگی۔

وایضاً۔ وعن عمار بن یاسر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لعلی یا علی طوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک اس روایت سے قسیم النار والجنۃ ہونا علی مرتضیٰ کا ثابت ہے واخرجہ حاکم۔

وایضاً۔ ہمنے قصہ یوم ہجرت کا کتب معتبرہ سے بعینہ اسی رسالہ مین پیشتر نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل و میکائیل سے پوچھا کہ ہمنے تم دونون مین رشتہ مواخات قرار دیا ہے تم مین سے ایسا کون ہے کہ اپنے بھائی کے عوض اپنی جان دیدے اسپر ہر دو ملائکہ انکاری ہوئے اور بولے کہ ہمکو اپنی جان عزیز ہے اوسوقت اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو علی اور محمد بھی دونون بھائی ہین اور علی نے اسوقت اپنی جان کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان پر سے تصدق کرنا ٹہرالیا ہے افسوس ہے کہ تم ایسا نہین کرسکتے کمال محبت اس روایت سے ثابت ہوتی ہے۔

ایضاً۔ عن سلیمان بن عبید اللہ بن حارث عن جدہ عن علی کرم اللہ وجہہ قال مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدخل علی وانا مضطجع فاتکی الی جنبی ثم سجانی بثوبہ فلما رانے قد

هدأت قام الی المسجد لیصلی فلما قضی صلوٰته جاء فرفع الثبوت
وقال قم یا علی فقمت وقد برأت کانما لم اشتکی شیئاً قبل ذالک
فقال ما سألت ربی شیئاً فی صلوٰتی الا اعطانی وما سألت لنفسی
شیئاً الا قد سألت لک حاصل مطلب یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ بیمار تھے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھنے کو تشریف لیگئے تھوڑی دیر پاس
بیٹھکر مسجد مین تشریف لیگئے اور نماز سے فارغ ہوکر واپس آئے اور کپڑا حضرت
علیؑ کے اوپر سے اوٹھا کر فرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ حضرت علیؑ کھڑے ہوگئے بیماری قطعی
زائل ہوگئی کوئی شکایت باقی نہین رہی اوسوقت جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ نماز مین جو شئے مین نے اللہ تعالےٰ سے مانگی وہی
عطا ہوئی اور کوئی شئے ایسی نہین ہے کہ مین نے اپنے نفس کے لئے مانگی اور
تمہارے لیئے نہ مانگی ہو۔ اس روایت سے غایت درجہ کی محبت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہونا ثابت ہے۔

ازانجملہ اثبات محبت علی مرتضیٰؑ بمقابلہ شیخین

قصہ عطائے رایت دفتح قلعہ خیبر ہے کہ حضرت مرتضیٰؑ کو رایت ظفر آیت
عطا ہونے سے پیشتر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سردار لشکر اسلام ہوکر
بقصد فتح خیبر تشریف لیگئے اور ناکام بلکہ شکست کے ساتھ واپس ہوئے
تب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کل کے روز رایت
ایسے شخص کو دونگا کہ جو کرار غیر فرار ہے اور وہ خدا اور رسول اللہ کو دوست
رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہین وہ بغیر فتح کیئے نہ لوٹیگا
اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ پیشتر متصدی اس امر کے ہوگئے تھے

اونہیں وہ اوصاف نہ سہتے اگر اونہیں بہی یہ اوصاف موجود ہوتے تو اوسکے ذکر کرنے کی کیا حاجت تہی کہ کل کے روز ایسی ایسی صفت والے شخص کو مین رایت عطا کرونگا اس روایت کو جمیع محدثین اور اہل سیر نے لکہا ہے صحیحین اور دیگر کتب حدیث مین یہ روایت موجود ہے مدارج النبوت وکشف الغمہ وحبیب السیر وشواہد النبوت مین مفصل تذکرہ اسکا موجود ہے شاہ ولی اللہ جیسے متعصب نے بہی ازالۃ الخفا مین لکہا ہے اور احادیث متواترہ مین سے یہ روایت ہے۔

قال محمد بن اسحاق حدثنی بریدہ بن سفیان من ابیہ عن سلمہ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم ابابکر برایۃ الی بعض حصون الخیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعث من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جھد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لاعطین الرایۃ غداً رجلاً کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ ولا یرجع حتے یفتح اللہ علی یدیہ قال یقول سلمۃ فدعا علیاً وھو ارمد العینین فتفل فی عینہ ثم قال احذ ھذ الرایت فامض بھا حتے یفتح اللہ علیک قال یقول سلمۃ فخرج بھا یھر ول ھر ولۃ وانا خلفہ نتبع اثرہ حتے رکز رایتہ فی رخم من حجارۃ تحت الحصن فاطلع الیہ الیھود من راس الحصن قالوا من انت قال انا علی ابن ابیطالبؑ قال تقول الیھود علوتم وما انزل علی موسی اوکما قال فما رجع حتے فتح اللہ علی یدیہ

چنانچہ جیسا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تہا ویسا ہی ہوا اور حالانکہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کو آشوب چشم تہا مگر صبح ہی کو طلب فرما کر رایت عطا کیا اور

آپ نے قلعہ خیبر فتح کیا اور یہ منقبت عظیم بمقابلہ شیخین بالتخصیص حاصل فرمائی۔

دوسری روایت طیر ہے

کہ ترمذی اور امام حاکم نے اسکو روایت کیا ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا کے آگے کباب مرغ رکھا ہوا تھا اور آپ خدا سے دعا مانگ رہے تھے کہ الٰہی اوس شخص کو بھیجدے کہ جو تیرا ساری خلقت سے زیادہ محبوب ہے کہ وہ میرے ساتھ اس طیر کو تناول کرے۔ انس بن مالک کہ قوم انصارین سے تھا کہتا ہے کہ میں خدا سے دعا مانگتا تھا کہ ایسا شخص ہماری قوم انصارین سے ہووے لیکن کچھہ دیر نہ گذری تھی کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور تناول فرمایا حالانکہ انس کہتا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بطمع اس امر کے کہ ایسا شخص انصارین سے ہو دروازہ نہ کھولا اور یہ کہلایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرصت نہیں ہے آپ دوبارہ تشریف لائیے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا ترمذی نے اس حدیث کو غریب لکھا لیکن امام حاکم نے غرابت مختصہ سے باسانید صحیحہ نکالا ہے روایت یہ ہے۔

عن انس بن مالک قال کنت اخدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فقدم لرسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فرخ مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی من ھذا الطیر۔ قال فقلت اللھم اجعلہ رجلا من الانصار فجاء علیؑ فقلت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم علی حاجتہ ثم جاء فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم افتح فدخل فقال رسول اللہ ما حملک علی ما صنعت فقلت یا رسول اللہ سمعت دعائک

فاجببت ان یکون رجلا من قومی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الرجل قد یحب قومہ قال الترمذی غریب وجامع الحاکم باسانید خرج بہا من الغرابت المختصہ ونقلہ شاہ ولی اللہ فی ازالۃ الخفاء۔

ازانجملہ آیت وافی ہدایت ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا ویتیما واسیرا بڑی بہاری دلیل محبت الٰہی کی نسبت حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کے ہے اور یہ منقبت سوائے انکے اور کسیکو حاصل نہین ہوئی۔

فصل سوم از صفت ہفتم مشعر اثبات فضائل ظاہری مثل شجاعت وسخاوت وعدل ورحم وغیرہ

اگرچہ یہ فضائل بطور تذکرہ ضمنی چندبار اسی رسالہ مین بشرح وبسط ضبط تحریر مین آچکے ہین اس موقع پر بہی کسیقدر تحریر ہونا واجبات سے ہے اسلیے ہم ہر فضیلت کے بابت جدا جدا تذکرہ کرتے ہین۔

شجاعت۔ کا دعویٰ نسبت خلفائے ثلثہ کے اہل تسنن کو نہین ہے اور چہ جائے کہ بمقابلہ حضرت اسد اللہ الغالب کے کسی شخص کی شجاعت کا تذکرہ بہی زبان پر آسکے

حضرت ابوبکر صدیق کی عدم شجاعت تو آیہ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار سے بخوبی ظاہر ہے اور ثابت ہوگیا ہے کہ بردر ہجرت غار مین سے سراقہ کو دور سے دیکھکر حضرت ابوبکر صدیق ایسے بددل اور خائف ہوئے کہ نوبت بگریہ وزاری پہونچی اور یہ دلیل کمال جبانت اور ڈرپوک ہونے کی ہے بعد ہجرت کے موقع

جہاد کا آیا تو کسی غزدہ مین آپکی شجاعت کا مذکور نہین ہے بلکہ احد وحنین وغیرہ
مقامات سے مفرور ہونا ثابت ہوتا ہے بلکہ خیبر پر باوجودیکہ آپ سردار ہوکے گئے
تہے مگر پسپا ہوکر واپس تشریف لائے اور فرار ہونا بروز خیبر حدیث نبوؐی سے
جو بادہ عطاے رایت علی مرتضےٰؑ کے فرمائی ہے ثابت ہے اگر دو روز پیشتر حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر مفرور نہوتے تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ
لفظ نفرماتے کہ کل کے روز مین رایت ایسے شخص کو عطا کرونگا کہ جو بہاگنے والا نہین
ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ جن لوگونکو پیشتر رایت عطا ہوا تہا وہ بہاگ آئے تہے۔
حضرت عمر ابن الخطاب بہی مطلق شجاع اور بہادر نہ تہے۔ دیکھو قبل از اسلام تو
اونکی یہ کیفیت رہی کہ چہ برس تک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
تلوار گہماتے پہرتے رہے مگر بفضل خدا ایک بال کو بہی آزار نہ پہونچا سکے
چنانچہ ایک روز تو بالکل حضرتؐ کے قتل کا ارادہ کرکے آپ تلوار لیکر گہر سے چلے
مگر ایک شخص بنی زہرہ کی فقط اتنی دہمکی سے کہ کیا تم بنی ہاشم اور بنی زہرہ کے
ہاتہہ سے بچ جاؤگے پس فسخ عزیمت کرکے واپس آگئے کہ پوری روایت کی نقل
ہم فصل اول اسی صفت مین لکہہ چکے ہین۔
کسی معرکہ اور جنگ مین آپ سے کوئی کام بہادری کا واقع نہین ہوا صرف ایک روایت
یہ بیان کیجاتی ہے کہ بروز ہجرت سب لوگ پوشیدہ پوشیدہ مکہ سے نکلتے مگر حضرت
عمر ابن الخطاب علی الاعلان تلوار لگائے ہوئے اور تیر وکمان لیئے ہوئے بیت اللہ
کا طواف کرکے راہی مدینہ ہوئے اس روایت کے سننے والون کو بڑا تعجب
ہوگا کہ جب آپ ایسے بہادر تہے تو کیا وجہ ہے کہ غزوات مین کوئی کارنمایان
آپ سے نہ ہوا اور اگر بہادر اور جری نہ تہے تو اس جرات اور مبادرت کی کیا
وجہ تہی پس جو لوگ ماہر فن تواریخ ہین اونکو اسکی وجہ بخوبی معلوم ہے کہ حضرت عمر کے

مبادرت اور جرات بروز ہجرت کسوجہہ سے تہی - مدارج النبوت و دیگر کتب تواریخ سے ثابت ہے کہ بزمانہ ہجرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین رئیس اور سردار قریش ابوجہل تہا اور ابوجہل حضرت کا ماموں تہا اور اوسنے انکو امان دی رکہی تہی اور سب اپنے ذریات مشرکین سے کہہ رکہا تہا کہ اونپر کوئی ہاتھ ڈالے۔

یہ وجہہ آپکے مبادرت اور جرأت یوم ہجرت کی تہی کہ جو محمول شجاعت سمجھی گئی۔

ورنہ یہی حضرت عمر ہتے کہ بروز حدیبیہ جناب سرور رسول خدا اونکو مکہ جانے کا حکم دیا اور یہ بخوف جان جانے سے انکاری ہوئے اور حضرت عثمان بہیجے گئے۔ وجہہ اسکی یہ ہتی کہ ابوجہل سردار مشرکین قتل ہوچکا تہا انکا کوئی حامی و مددگار باقی نہ رہا تہا اور سرداری قریش حضرت عثمان کے رشتہ دار ابوسفیان پر منتقل ہوچکی تہی حالات غزوات ہم مفصل مرقوم کرچکے ہین اور اُحد اور حنین اور خیبر سے مفرور ہونا ثابت کرچکے ہین - خندق کے غزوہ مین عمر ابن عبدود سے خوف کہاکر باوجود حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ سے انکار کیا۔

کسی جنگ اور غزوہ و سریہ مین آپکا لڑنا اور مارنا اور زخمی ہونا ثابت نہین ہوا۔

بعض جہال فتوحات شام و عراق و مصر وغیرہ کی وجہ سے حضرت عمر کو بہادر کہدیتے ہین لیکن وہ جاہل لوگ نہین جانتے کہ حضرت عمر کسی معرکہ جنگ مین شریک نہین ہوے مدینہ منورہ سے لشکر اسلام روانہ کردیا کرتے تھے خالد بن الولید اور ابوعبیدہ سردار لشکر تھے اور عام مسلمان مجاہد تھے کسی معرکہ مین جنگ آزمائی کا اتفاق نہین ہوا اسکی نظیر بالکل ایسی ہے کہ جیسے ملکہ معظمہ کے عہد مین صدہا ملک فتح ہوگئے اور کوئی جاہل یہ کہدے کہ ملکہ معظمہ بڑی بہادر ہین یہ اوسکی کج فہمی ہے وہ نہین جانتا کہ شجاعت کسکو کہتے ہین ہان جو سپاہی یا افسر کمرنل جرنل معارک جنگ مین جاکر کارنمایان کرین وہ شجاع اور بہادر کہلاوین گے۔

محض فتوحات کی وجہ سے بادشاہ یا بہادر نہیں کہہ سکتے۔
حضرت عثمان تو بالکل ایسے تھے کہ جیسے اس زمانہ کے منشی لوگ لڑائی بھڑائی کا نام بھی نہیں جانتے تھے یہی وجہ تھی کہ آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوئے انکا ذکر اس بیان میں محض فضول ہے۔
پس اصحاب ثلثہ کی شجاعت کی تو یہ کیفیت ہے کہ جو اوپر مذکور ہوئی اور جناب حیدر کرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے حالات سب پر روشن ہیں بعض حالات شجاعت وغزوات میں مذکور ہو چکے ہیں اور بعد خلافت بھی جنگ جمل اور صفین اور نہروان اور لیلۃ الہریر وغیرہ پر جو کار نمایاں وقوع میں آئیں عیاں ہیں حاجت بیان نہیں اُحد و بدر و خیبر و خندق کے کارنامے ظاہر ہیں القاب کرار غیر فرار اسد اللہ اور سیف اللہ الغالب علی کل غالب سمجھنے کو کافی ووافی ہیں۔
سخاوت۔ وایثار کا حال بھی اصحاب ثلثہ کا ظاہر ہے کہ کبھی کوئی انکی سخاوت کا معرکہ سُننے میں نہیں آیا
حضرت ابوبکر کی نسبت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ایک قصہ مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ آپ نے دو سو درم کو ایک اونٹ مول لیا تھا اور جبکہ بغرض ہجرت سفر مدینہ رسولؐ خدا کو پیش آیا تو وہی اونٹ نو سو درم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ فروخت کیا۔
حضرت عمر کی سخاوت بھی کبھی سننے میں نہیں آئی۔ حضرت عثمان غنی۔ غنی اور مالدار مشہور ہیں پھر سخاوت کہاں بقول سعدی۔ **شعر**

کریمان را بدست اندر درم نیست ❊ خداوندان نعمت را کرم نیست

جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کی سخاوت اور ایثار کا شاہد خود خداوند کریم ہے

آیۂ انما ولیکم اللہ سے بحالت رکوع ایثار کرنا یعنے سائل کو انگشتری دینا ثابت ہے ساری سورۂ ہل اتی اسی فیاضی اور سخاوت کی منقبت ہے اور یہ امر ان تواریخ پر مخفی نہیں ہے کہ تین روز تک پدر پی خود مع عیال داری اور بچونکے فاقہ سے رہنا اور مسکین اور یتیم و اسیر دہ سب اذوقہ دیدینا جسکو بمشقت تمام یہودی کی روئی کاتنے کی مزدوری سے جناب فاطمہ علیہا التحیۃ والثنا نے حاصل کیا تھا اونہیں کا کام تھا ایسے بہت قصے آپکی سخاوت اور ایثار کے مشہور ہین کہ اگر کوئی انکا جمع کرنا چاہے تو بلا شبہ بہت بڑی کتاب بنے۔ جناب فاطمہ کی چادر بار بار رہن ہو کر آرد وغیرہ آیا اور حضرت نے سائل کو دیدیا اور خود فاقہ سے رہے اولاد تک کے للہ دیدینے کے قصے مشہور ہین۔ ایثار اسی کا نام ہے کہ خود حاجتمند ہو اور ایثار کرے اگر حضرت عثمان وغیرہ نے کبھی لاکھ روپیہ بھی ایثار کر دیا ہو تو آپکے لقمۂ نان کے ایثار کے برابر نہین۔ بعد خلافت بھی آپکی یہ کیفیت تھی کہ رات کو روٹیان کمر پر لاد کر کوفہ کی گلی کوچہ مین محتاجون کو تلاش کرکے روٹیان کھلاتے تھے چنانچہ مشہور ہے بعد شہادت آپکے اندھے لنگڑے محتاج بہت سے ایسے ظاہر ہوئے کہ محض بیکس و تنہا تھے اور آپ اونکی روٹی اور پانی کی سب خبرگیری لیتے تھے۔

ایسا ہی ایک قصہ یہ ہے کہ ایک رات یتیم بچون کی فاقہ کشی کا حال معلوم ہوا اور آپ نے اوسیوقت تنور روشن کیا اور روٹی پکوائی اور جبتک روٹی طیار ہوئی آپ بچون کے ساتھ خوش فعلیان اس غرض سے کرتے رہے کہ وہ سو نہ جاوین۔ لکھا ہے کہ جب تنور پھونکتے مین دہوان ایذا دیتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ ہان تیری سزا یہی ہے کہ یتیم بچون سے غافل ہوا۔ آپکے رحم اور سخاوت کی نظیر دیجاتی ہے۔

عدالت۔ خلفاے ثلثہ کی یہ کیفیت ہے۔ اول تو حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت کے بیعت کے دن سعد بن عبادہ بے گناہ مارا گیا یہ شخص رئیس انصار تھا اور محب

خاندان رسالت تہا۔ اوسپر یہ الزام بیجا لگایا گیا کہ وہ خواستگار اپنی امارت کا تہا بلکہ وہ
وصیت نبوی یوم الغدیر پر قائم تہا اور حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کی خلافت قائم کرنا چاہتا
تہا ثقیفہ مین ہلاک کیا گیا۔ اور علماے اہل تسنن نے جو یہ بیان کیا ہے کہ
کثرت انبوہ بیعت کنندگان مین پامال ہوکر مر گیا یہ فقط ہذیانی بات ہے سبحان اللہ
سعد کوئی شیر خوار بچہ نہ تہا کہ پامال ہو گیا رئیس قوم تہا اور اوس روز بالاتفاق جملہ اہل سیر
تین شخصون نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کی جنکو گہر سے ساتہ لیگئے تہے۔ کوئی
انبوہ یا اژدہام کثیر نہ تہا۔ دوسرا مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ کہ صحابی رسول تہا اور
دیہات کا باشندہ تہا اور وہ بہی معہ دیگر قبائل دیہات آمادہ قیام خلافت علی مرتضیٰ کا تہا
خالد کے ہاتہ سے بیجرم وخطا شہید کیا گیا اور زوجہ اوسکی کہ حسینہ وجمیلہ تہی اوسی شب
بلا گذرنے عدت بطریق زنا خالد کے تصرف مین آئی تاریخ واقدی وفتوح الشام
وحبیب السیر وغیرہ کتب مین یہ قصہ مفصل درج ہے۔

لیکن خالد نے ابوبکر کے حاجب کو رشوت دی کہ علماے اہل سنت کا قول ہے کہ اسلام
مین یہ رشوت ابتداءً شروع ہوئی اور حضرت خلیفہ رسول اللہؐ نے خالد سے نہ بابت
قتل مالک قصاص لیا نہ زنا کی حد لگائی اور مالک کے ورثار کی فریاد پر دیت یعنی
خونبہا بیت المال سے دلایا گیا یہ دوسرا انصاف ہے کہ خالد کو مالک کی جورو پسند
آئی اور بحکم خلیفہ بنا بر استحکام خلافت بے گناہ صحابی قتل کیا جاوے اور مسلمانونکی
حق تلف کرکے دیت بیت المال سے دلائی جاوے اعراب جنپر الزام مرتد ہوجانے
کا لگایا گیا تہا اور وہ اس وجہ سے واجب القتل قرار دیئے گئے تہے اور لشکر
اسلام اونکی تادیب وتہذیب کے لیئے بہیجا گیا تہا درحقیقت اسکی اصلیت
اور معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ وہ گنوار آدمی تہے اور وہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی وصیت یوم غدیر پر مستحکم تہے اسلیئے اونکی تادیب اور تخریب

عمل مین آئی دوسرا انصاف حضرت ابوبکر کا یہ ہے کہ جناب سیدہ نے دعوی میراث پدری اور ہبہ فدک کا کیا اور محض اس دباؤ سے کہ میری خلافت کی بیعت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ نے نہین کی دعواے میراث پدری سے اوس معصومہ کو محروم کیا اور جو حدیث حضرت ابوبکر نے بیان کی تہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ ہے انا معشرۃ الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنے ہم گروہ انبیاء کسی سے ورثہ لیتے ہین نہ کسی کو ورثہ دیتے ہین اور جو کچہہ ہم چہوڑتے ہین وہ صدقہ ہے اسمین مطلق شک نہین ہے کہ یہ حدیث بالکل موضوعی اور بہتان عظیم ہے۔ اول تو قرآن مجید کے قطعی مخالف ہے۔ قرآن مجید مین صاف حکم وراثت کا موجود ہے۔

خود حضرت نے باپ دادا کا مکان مکہ مین میراث کے اندر پایا۔

بعد وفات حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے اونکی مال کی وراثت حضرت کو پہونچی۔ خود جناب رسول خدا نے بالتخصیص بجز دمی چچا کے ابن عم کو وارث اپنا قرار دیا اور فرمایا ورثت ابن عمی دون عمی کہ بروایت معتبرہ ثابت ہے اور خود علماے اہل تسنن نے یہ روایت لکہی ہے۔

دوسری روایت امام حاکم نے ابی اسحاق سے کی ہے کہ ہم پیشتر سے اس رسالہ مین نقل کرچکے ہین اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین لکہا ہے عن ابی اسحاق قال سئلت قثم بن العباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا واشدنا بہ لزوقا۔ واخرج الحاکم ونقلہ فی ازالۃ الخفاء۔ اور ایک دوسرے مقام پر شاہ ولی اللہ صاحب بذکر جناب علی مرتضےٰ لکہتے ہین۔ ۱ مقامے شگرف بہم رسید کہ تعبیر از ان باخوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وموالاۃ او وبلفظ وصی ووارث وامثال آن کردہ میشود۔ پوری عبارت کی

نقل پیشتر ہم لکھہ چکے ہین ملا جامی نے شواہد النبوت مین قول جناب علی مرتضیٰؑ یہ نقل کیا ہے۔ وارث نبی الرحمۃ منہم۔ قول معصوم بہ نسبت قول غیر معصوم کے زیادہ معتبر ہے۔ جناب فاطمہ اور علی مرتضیٰ علیہما السلام گناہ سے پاک ہین اونکا دعویٰ بشہادت قرآنی دروغ نہین ہو سکتا حضرت ابو بکر گناہ سے پاک نہ تھے اونپر الزام کذب لگانے سے کسی طرح کسی کی زبان پکڑی نہین جا سکتی اور جناب فاطمہ اور علی مرتضیٰؑ پر اگر کوئی الزام دروغ گوئی لگادے وہ فوراً کافر ہو جاوے۔

رہا یہ امر کہ جیسا اہل سنت کہتے ہین کہ شاید جناب فاطمہؑ نے سہو سے ایسا دعوے کیا ہو۔ یہ توجیہ تو بالکل مالیخولیا اور مجنونون کے ہذیانات کے برابر ہے اگر ترکہ نبی صدقہ ہوتا وہ صدقہ چونکہ اہل بیت پر حرام ہے اسلیئے اونکو اوسکی اطلاع ضرور دیجاتی پس جبکہ ایسا نہین ہوا تو صاف صنعت روایت ثابت ہے اور اگر یہ سمجھا جاوے کہ جناب سیدہ نے بہولے سے دعوے کر دیا تو بقول شیخ عبد الحق محدث دہلوی بڑے تعجب کی بات ہے کہ ابو بکر صدیق سے اس روایت کو سنکر کیون جناب سیدہؑ نے یقین نہ کیا اور کیون غضبناک ہوئین جیسا کہ مشکوٰۃ شریف مین روایت ہے فوجدت فاطمہ ولم تکلم حتےٰ ماتت اہل سنت یہ توجیہ نکالتے ہین کہ الفدا دتکلم سے معاملہ خاص مین ہو گا کہ پہر اس بارے مین کلام نہ کیا مگر چونکہ یہ فقرہ غضب کے ساتھ ہے اسلیئے ہرگز طبیعت کو اس توجیہ کی طرف نہین لیجا سکتا اور جبکہ صحیح مسلم کی ساری روایت کو پڑھ جاویگا تو یقین کامل ہو جائیگا کہ جناب سیدہؑ حضرت ابو بکر سے تادم واپسین غضبناک اور ناراض رہین کہ اسی روایت مین ہے ودفنہا زوجہا علی الیلا ولم یوذن بہا الی ابی بکر۔

حضرت ابوبکر کو جناب سیدہ کے جنازہ پر اذن حاضری نہونا طبعیت کو سخت رنج
لیجاتا ہے۔ اللہ اکبر کیا کچھہ صدمہ اور اذیت بضعۂ رسول اللہ کو پہونچی تھی کہ
کہتا بہ زیست حضرت ابوبکر سے غضبناک ہیں۔

سنا ہے کہ ایک مرتبہ ابوبکر و عمر بغرض معذرت جناب سیدہ کی خدمت
مین حاضر ہوئے لیکن تاہم غضب سیدہ ؑ رفع نہین ہوا اور یہ حدیث رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد دلائی۔ فاطمة بضعة منی من اذاها فقد
اذانی ومن اذانی فقد اذ اللہ ومن اذ اللہ فقد کفر۔

اور فرمایا یہ کہ مجھکو تمنے اذیت دی اور شکایت اس اذیت کی مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرونگی۔ مفصل یہ قصہ اپنے موقع پر لکھا جائیگا
اور ہم کتب سابقہ سے بھی انبیاء و مرسلین کو ورثہ پدری ملنا اولاد کو ورثہ
دینا ثابت کرین گے۔

صُحف ابراہیم و توریت و صحیفہ سموئیل علیہ السلام سے ورثہ حضرت
ابراہیم اور حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب اور یوسف اور حضرت داؤد و
حضرت سلیمان و دیگر انبیاء علیہم السلام کا اور قرآن شریف سے وورث
سلیمان داؤد اور نیز وراثت یحییٰ اور زکریا علیہما السلام یرثنی ویرث ال
یعقوب ثابت کرین گے اوسوقت طالبان حق خوب سمجھہ لیں گے کہ حدیث
لانورث ولانورث محض کذب و افترا ہے۔ علاوہ ان سب دلائل و براہین
کے اہل سنت کے خاموش ہو جانے کے لیئے یہی بڑی دلیل ہے کہ حضرت
عمر نے اپنی خلافت مین فدک واگذاشت کردیا اور وارثان نبی کو
متروکہ نبی دے دیا۔

اگر درحقیقت صدقہ تھا تو کیون حضرت عمر نے دیا اور کیون علی مرتضیٰ ؑ نے لیا

اس سے معلوم ہو کہ محض عداوت اور رنجش کی وجہ سے اہل بیت نبوت کو ایذا دیگئی اور دباغت نبوت کے لیے ایسا عمل کیا گیا تھا - اور یہ طریقہ قطعی معدلت کے خلاف ہے - حضرت عمر کی نسبت دعوی عدالت زیادہ تر کیا گیا ہے اور واقعی ابتداے خلافت مین حد زنا اپنے صاجزادے پر لگائی یہی وجہ تھی کہ عوام مین عادل مشہور ہوئے - باقی معاملہ استقرار خلافت ابوبکر صدیق مین اونہون نے بھی بڑی ناانصافی کی -

مستحق خلافت کو چھوڑ کر ایسے شخص کے لیے سعی کی کہ جسمین کوئی صفت خلافت نہ تھی نہ کوئی استحقاق تھا باوجودیکہ خم غدیر پر جناب امیر علی مرتضیٰؑ کی خلافت سے اقرار کر چکے تھے اور جناب علی مرتضیٰؑ کو مبارکباد دے چکے تھے جیسا کہ امام غزالی نے کتاب سر العالمین کے چوتھے مقالہ مین اس قصہ کو مفصل لکھا ہے بعد نقل خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تا عاد من عاداہ ووال من والاہ الخ لکھکر تحریر کیا ہے فقال عمر بخ بخ لک یا اباالحسنؑ لقد اصبحت مولای و مولے کل مومن و مومنۃ فھذا التسلیم و رضاء و تحکیم ثم بعد وھذا غلب الھواء لحب الریاست وحمل عمود الخلافۃ تا فنبذوا الحق وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس مایشترون بعد اسکے تلف ورثہ پدری سیدۃ النساءؑ مین حامی خلیفہ اول ہوئے اور ایذا رسانی بضعۂ رسولؐ مین کوشش کی ہبہ نامہ فدک کا چاک کرنا دروازہ وغیرہ جلانا اکثر علماے اہل سنت نے اونکی نسبت تسلیم کیا ہے اور یہی چند امور ناانصاف اونکی نسبت نامزد کیے جاتے ہین کہ جیسے امارت لشکر سے خالد بن ولید کو معزول کرنا اور ابوعبیدہ بن الجراح اسپر معین لیغنے خمر عبداللہ بن عمر کو امیر کرنا -

اگرچہ خالد بن ولید بہادر سفاک تھا اور قابل سرداری لشکر کے تھا لیکن خداترس

اور متقی نہ تھا اوسکا معزول کرنا چندان بیجا نہ تھا مگر ابوعبیدہ نرا بلا آدمی تھا
سرداری لشکر کی قابلیت اوسمین نہ تھی مگر ایک تو رشتہ داری دوسر سقیفہ
بنی ساعدہ مین بیعت خلیفہ اول مین سعی باعث امارت ہوئی ورنہ اور
لوگ ایسے موجود تھے کہ وہ خالد کے برابر بہادر بھی تھے اور خداترس اور
رحمدل بھی تھے اور معاملات بھی اس قسم کے اکثر بیان کیئے گئے ہین کہ اس مختصر مین
اونکی گنجایش نہین ہے اسی فقرہ پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ آپ ابولولو کے ہاتھ سے
بوجہ ناانصافی مقتول ہوئے وہ ایک غلام تھا چکی کا کام کرتا تھا مالک کے اور اوسکے
نزاع ہوئی اور دارالخلافت مین مقدمہ دائر ہوا حکم جو ابولولو کی نسبت صادر
ہوا وہ انصاف سے خلاف تھا اوسنے رنج کھا کر اونکو ہلاک کیا۔

حضرت عثمان کی عدالت کی بہت ابتر کیفیت تھی۔ سب سے پہلے مقدمہ
اونکے اجلاس خلافت مین عبداللہ ابن عمر پر بابت قتل ہرمزان والی خراسان
اور جبہ نصرانی کا دائر ہوا۔

اونہون نے مہاجرین مین رسوخ پیدا ہونے اور اپنی خلافت کے استحکام کے
لیئے اوس غریب الوطن اور بے یار و مددگار ہرمزان کی مظلومی پر کچھہ خیال نہ کیا
اور باوجودیکہ جناب مفتی ہر چہار دفتر نے بے رو رعایت فتویٰ قصاص کا دیا
لیکن خلیفہ سوم نے براہ ناانصافی عبداللہ ابن عمر کو چھوڑ دیا اور خون بہا ہرمزان
کا بیت المال سے دلایا

ابن عوف ناحق شناس نے شاید شیخین کی اس قسم کی کارروائیون مین
پیروی کرنے کا اقرار حضرت عثمان سے لیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ اوعالم علم ما کان
وما یکون نے انکار کیا تھا اونکے حالات ناانصافی وتظلم سے کتابین
پُر ہین سبحان اللہ کجا حضرت ابوذر غفاری اور کجا معاویہ

ایسے بزرگوار کو شہر بدر کرنا۔
اور محض بے گناہ برعایت شکایت دروغ معاویہ اونکو معرض ہلاکت مین
ڈالنا کتنی بڑی ناانصافی ہے۔عمار یاسر کو ناانصافی سے ایذا پہونچانا۔خطہ فدک
مروان ملعون کو جاگیر مین دینا۔صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
عہدون اور سرداریون سے معزول کر کے حداث بنی امیہ کو جو فاسق اور فاجر
تھے مقرر کرنا وغیرہ وغیرہ بہت ہی ناانصافیون کے اعتراض ہین حتی کہ ایک
ناانصافی کی بدولت بڑی ہتک حرمت کے ساتھ مقتول ہوئے کہ سبکو
وہ قصہ معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر کو محض بے گناہ قتل کرانے کی فکر کی۔
محبان اہل بیت سے آپکو بھی کاوش تھی ابوذر غفاری عمار بن یاسر اسی محبت
اہل بیت کے سبب سے معتوب ہوئے محمد بن ابی بکر بھی بوجہ ربیبہ ہونے علی مرتضیٰ
کے معرض ہلاکت مین آئے ورنہ ابن عمر کی طرح یہ بھی واجب الرعایت ہوتے
جناب علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ علیہ والسلام کا عدل و انصاف مہر نیم روز کیطرح
روشن ہے کبھی خلاف قرآن و سنت عمل نہین کیا کبھی کسی کی رعایت نہین
فرمائی اقضاکم علی کا خطاب رسول خدا سے پایا۔
انصاف کے بدولت کچھ خیال خلافت کا نہ کیا ابن عوف کا قول کہ شیخین کی
پیروی کروگے مشعر اسی امر کا تھا کہ اکثر مواقع پر وہ خلاف انصاف دنیاداری کی رعایت
سے کارروائی کرتے تھے لیکن آپنے قبول نہ فرمایا۔عبداللہ ابن عمر پر صاف فتویٰ
قصاص ہرمزان مظلوم کا دیا مطلق رعایت خلیفہ زادگی نہ فرمائی بعدہ شروع
خلافت مین عمال خائن مثل معاویہ حاکم شام و عمرو بن العاص حاکم مصر و حکام
فساق بنی امیہ کو کہ دیگر ممالک مین تھے سب کو ایک لخت موقوف کیا
حالانکہ لوگون نے جتا دیا اور آپ بھی خوب جانتے تھے کہ عمال عثمانی بالکل ممالک پر

محیط ہین اونکے موقوف ہونے سے فساد برپا ہوگا لیکن محض اس خیال سے کہ بندگان خدا پر ان حکام خائن کی وجہ سے ظلم ہوتا ہے کچھہ بھی خیال اپنی خلافت کے استحکام کا نہ فرمایا۔ بھائی بندون مین جسقدر نظر عدالت تھی اوسیقدر غیرون مین تھی۔ حضرت عثمان نے تمام فساق بنی امیہ کو امیر کبیر بنا دیا اور آپکے حقیقی بھائی عقیل بن ابی طالب کا قصہ سنیئے کہ روزینہ مین کیسقدر جو جو دار الخلافت سے پاتے تھے غریب نے چند روز کے روزینہ سے کچھہ کچھہ بچا کر ایک روز لطیف کھانا پکایا مگر براہ محبت تنہا خوری پسند نہ کر کے بھائی صاحب کی بھی تواضع کی آپکو معلوم ہوا کہ ضرورت مایحتاج سے آدھ پاؤ یا تین چھٹانک جو بھائی کو زیادہ ملے اسی حساب سے آئندہ روزینہ مین کم کردئے گئے کہ حضرت عقیل ناراض ہو کر معاویہ کے پاس چلے گئے مگر جب اوس نالایق نے حیدر کرار پر سب ولعن کرانا چاہا تو وہ اوسی پر لعنت کر کے چلے آئے اپنے اپنے بھائی پاس اور سمجھہ گئے کہ بھائی نے براہ انصاف یہ عمل کیا تھا۔ ہر خلیفہ کے گھر سے بعد فوت خلیفہ ہزار ہا روپیہ نقد نکلا جیسا کہ کتب سیر وتواریخ مین مذکور ہے۔ دو برس کی خلافت مین حضرت ابوبکر کے گھر سے

پچاس ہزار روپیہ نقد نکلا۔

خلیفہ سوم نے حضرت عمر کی خانہ تلاشی نہین کی اسلیئے اونکا اندوختہ اونکی اولاد کے کام آیا۔ حضرت عثمان کے اندوختہ کی کیا انتہا ہے اونکا تو مذکور کیا ہے ہر ایک شخص بنی امیہ مالا مال اور امیر کبیر ہوگیا تھا۔ جناب علی مرتضے علیہ السلام کی شہادت کے بعد کلہم اجمعین سات سو درم نقرہ کہ قریب دو سو روپیہ کے ہوتے ہین برآمد ہوئے یہ بھی اسلیئے جمع کیے تھے کہ آپ کو اپنے اہل کے لئے خادم خریدنے کی ضرورت تھی مایحتاج سے زیادہ ایک

حبہ نہ تہا چنانچہ خطبۂ امام حسین علیہ السلام سے یہ امر بخوبی ثابت ہے اور ہمنے نقل اوسکی لکھی ہے۔

رحم وغیرہ صفات و اخلاق جمیلہ بہی آپ مین بوجہ اتم موجود تہے اور اولین اور آخرین آپ سے کسی امر مین سبقت نہین لیگئے۔ یتیمون پر مسکینون پر جسقدر آپ رحیم تہے اوسکی انتہا نہین ابہی ہم بہت سے حالات لکھہ چکے ہین

فصل چہارم

مشعر قربت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے اور ظاہر بات ہے کہ جو کچھہ قربت روحانی وجسمانی حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تہی۔ اور ثبوت اس امر کا فصل اول مین بخوبی لکھا گیا ہے حاجت مکرر تحریر کی نہین۔

صفت ہشتم نائب برحق کی

یہ ہے کہ کوئی حکم خدا اور رسول کا نسبت امامت وخلافت اوسکے صادر ہوا ہو یا بحین حیات نبیؐ کوئی معاملہ استخلاف اوسکا وقوع مین آیا ہو یا بعض اختیارات واوصاف نبوت مین مشارکت ہو یا نبیؐ نے اسکے بارہ مین مشعر اطاعت وغیرہ امت کو حکم دیا ہو۔

چونکہ اس صفت کے چار جز جداگانہ ہین اسلیئے ہم ہر جز کو جداگانہ فصل مین مرقوم کرینگے تاکہ ناظرین کو دقت واقع نہو۔

فصل اول از صفت ہشتم ۔ اسمین صرف نصوص واحکام خدا ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث ہے جو خلافت خلفا کی نسبت صادر ہوئے ہین

واضح ہو کہ جمہور علمائے اہل سنت کے نزدیک نسبت خلفائے ثلثہ کی خلافت کے کوئی حکم خدائے تعالےٰ یا رسول اللہ کا صادر نہین ہوا اول تو علمای اہل تسنن کو اس امر کا اقرار ہے۔ اور اگر اقرار بہی نہ کرین تو کچہہ وقعت نہین کیونکہ اونکے نزدیک خلافت حضرت ابوبکر کی بعد رسول خدا کے بذریعۂ اجماع اہل حل وعقدہ کے ہوئی۔ اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس معاملہ مین نص موجود نہو یعنے کوئی حکم خدا اور رسول کا نہو اوس معاملہ مین اجماع یعنے پنچایت سے کارروائی کی جاتی ہے اور ظاہر بات ہے کہ اگر حکم خدا ہووے یا نبیؐ کا فرمان ہووے تو اجماع کی کچہہ حاجت نہین ہے۔

اول حکم پر عمل کیا جاتا ہے جب حکم نہو تو امت جمع ہو کر اپنی رائے سے اوس کام کو کرتی ہے پس باتفاق جمہور علمائے اہل سنت خلافت حضرت ابوبکر بذریعۂ اجماع اور خلافت حضرت عمر بذریعہ استخلاف یعنے ولیعہدی اور خلافت حضرت عثمان برزبان ابن عوف قائم ہوئی جنکو عرفاً شوریٰ کہتے ہین۔ ہر سہ خلفا کی خلافت کے تقرر مین حکم خدا اور رسول کا نام بہی نہین۔

کتب سیر واحادیث سے ثابت ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہوا تو بلا تجہیز وتکفین آنحضرت کے حضرت ابوبکر صدیق مع حضرت عمر فاروق ابوعبیدہ بن جراح اور ایک غلام سقیفہ بنی ساعدہ مین تشریف لیگئے اور ایسی جلدی اور اضطرابی عمل مین آئی کہ نہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز وتکفین ہونے دی نہ کسی شخص کو مہاجرین وانصارین سے جمع ہونے دیا۔

یہ بہت بڑی مشتبہ کارروائی شیخین سے وقوع مین آئی ضرور اونکی طبیعت مین خلافت کی طمع تہی ورنہ اگر دل صاف ہوتا تو حضرت کے اعزا واقربا ودیگر اکابر صحابہ کو جمع ہونے دیتے۔ اجماع کی جو شرع مین صفت ہے ویسا اجماع

بھی حضرت ابوبکر کی خلافت پر واقع نہیں ہوا صرف ترکیب ہی ترکیب تھی ورنہ اجماع
کے معنی یہ ہین کہ سب لوگ اہل حل عقدہ جمع ہوتے اور اوسنے مشورہ کرلیا
جاتا کہ کون شخص خلیفہ ہونا چاہیئے۔

کس صفت کا آدمی خلافت کے لیے درکار ہے اور وہ صفات کس شخص مین
موجود ہین پھر اوسپر بحث ہوتی اتفاق یا اختلاف آرائی ہوتی اوسوقت مین جو
شخص متصف بصفات پایا جاتا وہ خلیفہ مقرر کیا جاتا۔ لیکن حضرت ابوبکر کے معاملہ مین
کوئی اجماع جائز عمل مین نہین آیا یہان تو یہ صورت ہوئی کہ گویا اوسی روز سے
مترصد بیٹھے تھے وقت مصیبت وفات حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
غنیمت سمجھکر میدان کو اغیار سے خالی پاکر صرف تین آدمی محلہ انصار مین چلے گئے
اور وہان کوئی بحث ومباحثہ بھی عمل مین نہین آیا۔

کتب اہل سنت مین لکھا ہے کہ انصار نے کہا کہ ایک ہماری طرف سے امیر ہو اور
ایک مہاجرین کی طرف سے اسپر حضرت ابوبکر بولے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
الائمۃ من القریش ایک شخص انصاری کہ نام اوسکا تھا شہادت دی کہ ہان
مین نے رسول خدا سے ایسا سنا ہے انصار ساکت ہوے تو حضرت ابوبکر بولے
کہ عمر ابن خطاب اور ابو عبیدہ نہایت بزرگ شخص ہین اونمین سے ایک کے ہاتھ پر
بیعت کر حضرت عمر بولے کہ یہ کب ہوسکتا ہے تم ہم سب مین بزرگ اور سابق الایمان ہو
ہم تمسے بیعت کرینگے اسپر تھوڑی دیر تک ہیر پھیر کی آخر حضرت عمر نے ہاتھ اونکا پکڑکر
بیعت کرلی پھر ابو عبیدہ بن جراح نے جو ساتھ اونکے گیا تھا بیعت کی پھر ہمراہی غلام
نے بیعت کی۔ بس فقط اسقدر کارروائی ہوئی جسکو ہٹ دھرمی سے اجماع
اہل حل وعقد لکھ رہے ہین۔ اب تخم ریزی خلافت کی کرکے واپس چلے آئے اور
کارسازی شروع ہوگئی جتنے اور گروہ والے آدمیون سے سازباز کرکے دو چار

سے بیعت لینا شروع کر دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ مع بنی ہاشم مصیبت وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ستھے تجہیز و تکفین مین مشغول رہے یہان کارروائی بیعت و خلافت کی ختم بھی ہو چکی اہل انصاف ذرا غور فرمائین کہ صاف معاملات مین ایسا ہی عمل درآمد ہوتا ہے اور اجماع اسی کارروائی کو کہا کرتے ہین۔

اگر کوئی حکم حضرت ابوبکر کی خلافت کے لیئے ہوتا تو اول روز بیان کیا جاتا صرف الائمۃ من القریش پر ہی استدلال نہ کیا جاتا۔ یا اگر حضرت ابوبکر کے لیئے حکم خدا یا فرمان رسول اللہ ہوتا تو دونون ہمراہیون کی تواضع کیون کیجاتی اور حضرت ابوبکر کیون فرماتے کہ حضرت عمر خطاب یا ابو عبیدہ سے بیعت کرو اور اگر تعین خلفاء برضی و بحکم رسول خدا ہوا تھا تو انصار کیون لب کشائی کرتے اور خلافت دوم مین کیون اختلاف ہوتا اور خلافت سوم کے لیے کیون حضرت عمر پانچ شخص نام زد کر کے رائے دیتے۔

پس صاف طور پر ثابت ہے کہ خلفائے ثلثہ کی خلافت کے لیئے کوئی نص جلی یا خفی صادر نہین ہوئی۔ اور خلافت اولیٰ پر جو بقول اہل تسنن اجماع ہوا وہ بھی محض ناجائز اور خلاف طریقہ مقررہ کے ہوا۔ اور اگر اجماع بطور جائز وقوع مین بھی آتا تاہم بغیر حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ رسول صلعم کا تقرر محض ناجائز ہوتا۔

پہلے ہم اس بات کو ثابت کر چکے ہین کہ تقرر خلیفہ رسول باختیار امت نہین ہے بلکہ نبی کا اختیاری امر ہے۔ انبیائے سابقین مین سے ہر نبی و مرسل نے اپنا خلیفہ خود مقرر کیا ہے امت کے اختیار سے نہین ہوا ہے مرسل جسکو اپنا خلیفہ مقرر کرتے ہین اوسکو برکت دیتے ہین وصیّت کرتے ہین اسنیے

بعد کے معاملات مین صلاح دیتے ہین امت کو اوسکی پیروی وتمسک کی تاکید
کرتے ہین۔ سو انمین سے کوئی بات حضرت ابوبکر کے لیئے نہین ہوئی اور جبتک یہ
جملہ مدارج نبی ص کے روبرو طے نہون اوسوقت تک کوئی خلیفہ قرار نہین پاسکتا
یہانتک کہ اگر ایسا بڑا صاف حکم نبی ص بھی موجود ہووے کہ میرے بعد فلان شخص
خلیفہ یا امیر ہوگا اور کوئی طریقہ برکت و وصیت وغیرہ عمل مین نہ آوے تو
وہ فرمان حکم تقرری خلیفہ نہ سمجھا جائیگا بلکہ وہ ایک قسم کی پیشین
گوئی سمجھی جائیگی اور پیشین گوئی کبھی دلیل جواز نہین ہوسکتی جبتک
کہ طرق جواز بیان نہ کیئے جاوین۔ دجال کی پیشین گوئی محض اسوجہ سے کہ انبیاء علیہم السلام
نے اوسکا ذکر کیا ہے کچھ فائدہ اوسکی حقیت کو نہین پہونچا سکتی۔

جو حال ہمنے اجماع اور اخذ بیعت خلافت صدیقی کا لکھا ہے وہ بحسب کتب
معتبرہ اہل سنت والجماعت مثل صحیحین و دیگر کتب حدیث اور بموجب
روایات مدارج النبوت وحبیب السیر و تاریخ واقدی و ازالۃ الخفا
کے لکھا ہے یقین نہو دیکھہ لے۔

اگرچہ کوئی حکم خدائے تعالیٰ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربارۂ خلافت
حضرت ابوبکر کے بحسب اقرار علمائے اہل تسنن صادر نہین ہوا ہے لیکن جبکہ
کسی عالم اہل سنت سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ بباعث شرم کے اور بوجہ
پاسداری مذہب کے یہ نہین کہتا کہ کوئی حکم دربارۂ خلافت ابوبکر صدیق
صادر نہین ہوا بلکہ براہ سخن پروری کہہ گذرتا ہے کہ ہان نص وارد ہوئی اور
جیسا کہ سخن پروری کا قاعدہ ہے ایران و توران ملا کر توجیہات پیدا
کرتے ہین اور جہلا کے روبرو بڑے شد ومد سے کوئی آیت وحدیث بھی
پڑھ دیتے ہین مگر بحث کیوقت بالکل قلعی کہل جاتی ہے۔

چنانچہ عاصی نے جو چند سوالات علمائے دیوبند سے کیے تھے اور مولوی محمد قاسم مرحوم نے اونکے جوابات تحریر کیے تھے اونمین سب سے پہلا سوال یہ ہے کوئی حکم خدائے تعالےٰ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسبت خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صادر ہوا یا نہین۔

بجواب اسکے مولوی صاحب مرحوم نے جب کوئی حکم خلافت اونکو دستیاب نہوا تو بقول شخصے سوال از آسمان وجواب از ریسمان یہ تحریر فرمایا کہ اصحاب کرام کی تعریفین قرآن مین بہت جگہ آئی ہین از انجملہ آیات کا حوالہ بھی دیا۔

سبحان اللہ سوال بابت خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے اور جواب مین صلحائے مہاجرین وانصار کی تعریفین اور آیات اور طرہ او سپر یہ کہ کوئی آیت انمین سے حضرت ابوبکر کے فضائل پر دلالت نہین کرتی۔ لیکن چونکہ معلوم ہوگیا ہے کہ اس قسم کے سوال پر علمائے اہل سنت وجماعت ناواقفون کو دہوکہ دینے کے لیئے ایسے آیات واحادیث لکھدیتے ہین اسلیئے اونکا ذکر کرنا ہمکو لازم آیا ہے سو ہو ہذا۔

اول آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الذین اتبعوا ہم باحسان رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اعدّ لہم جنات تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابداً ذٰلک الفوز العظیم۔ یعنے مہاجرین مین سے پہلے پہل سبقت کرنے والے اور انصار جنہون نے اونکے احسان اور نیکی سے پیروی کی اونسے اللہ تعالےٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالےٰ سے راضی ہوئے طیار کرائی گئی ہین اونکے لیے جنتین جنکے نیچے نہرین جاری ہین اور وہ لوگ اون مین ہمیشہ رہین گے اور یہ بڑی مراد ہے۔

اہل انصاف غور کرین کہ حضرت ابو بکر سے اس آیت کے معاملہ مین کیا علاقہ اور
پہر خلافت سے کیا تعلق - اگر لفظ مہاجرین پر فریفتہ ہو کر اس آیت کو جملہ
مہاجرین کی تعریف سمجھہ لیا جائے تو صحیح نہین ہے کیونکہ لفظ مِنْ سے استثنے ظاہر ہے۔
اور حضرت ابو بکر ہجرت اولی مین شامل نہین ہین اور اگر بفرض محال مان بہی لیا جاے
کہ حضرت ابو بکر بہی منجملہ صدہا مہاجرین و انصار کے اس آیت مین شامل ہین تو بہی
مفید خلافت نہین اسمین تو سب مہاجرین و انصار شامل ہین اور اس سے
علاوہ دیگر آیات مین شرط جہاد فی سبیل اللہ لگائی گئی ہے اور اس شرط مین حضرت
ابو بکر کا عام صحابہ سے قدم پیچھے ہٹا ہوا ہے لامحالہ جن مہاجرین نے جہاد مین
کوشش کی ہے وہ حضرت ابو بکر سے جنہین صرف ایک صفت ہجرت کی
ہے بہت زیادہ افضل ہونگے - اور علی مرتضے علیہ السلام تو بلا گفتگو
مصداق اس آیت کے ہین - ہجرت اولی سال پنجم بعثت مین
بجانب حبشہ ہوئی حضرت ابو بکر اوسمین شامل نہین -

دوسری آیت الذین امنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم
وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ واولئک ھم الفائزون یبشرھم
ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنات لھم نعیم مقیم خالدین
فیھا ابدا ط ان اللہ عندہ اجر عظیم -
یعنے جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ مین جہاد کیا جان و مال سے
اللہ کے نزدیک اونکے بڑے درجے ہین اور وہی اصلی مراد کو پہونچتے ہین۔
بشارت دیتا ہے اونکو اونکا رب اپنی رحمت کی اور اپنی رضامندی کی اور جنت
کی جنہین ہمیشہ کی راحت اور نعمت ہے اور ہمیشہ اونکا قیام ہوگا تحقیق
اللہ کے پاس بڑا اجر ہے -

مولوی صاحب نے حضرت ابو بکر اور اونکی خلافت کے لیے پہلی آیت سے بڑھکر جسمین مناقب و فضائل ہین تلاش کی مگر صاحب موصوف نے اصلیت کو اخفا کرنے اور لوگون کو دہوکہ دینے کے لیئے یہ بہت بری خیانت کی کہ آیات ماسبق کو جسمین وجہہ نزول آیت ظاہر ہوتی ہے مخفی رکھا۔

درحقیقت یہ آیات فضائل مین حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کے نازل ہوے ہین اور آیات ماسبق اسکے یہ ہین۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ اَلَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

یعنے آیا ہوسکتا ہے حاجیونکو پانی پلانا اور مسجد الحرام کی تعمیر کرانا مثل اوسکے کہ ایمان لایا اللہ پر اور آخرت پر اور راہ خدا مین جہاد کیا وہ ہرگز اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر نہین ہین اور خداوند تعالےٰ قوم ظالمین کو ہدایت نہین کرتا وہ لوگ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جان و مال سے خدا کی راہ مین جہاد کیا اونکا خدائے تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑا درجہ ہے اور وہی اصلی مراد کو پہونچے ہین تا آخر آیات بشارت بہشت وجہہ نزول آیات یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب سقایۃ حاج اور طلحہ عمارت مسجد الحرام پر حضرت علی مرتضیٰ پر اپنا فخر و مباہات بیان کرتے تہے اور علی مرتضیٰ اپنا ایمان لانا اور ہجرت اور جہاد کرنا باعث ناز قرار دیتے تہے تب یہ آیات مشعر فضائل حضرت مرتضےٰ اور عدم مساوات عباس و طلحہ کے نازل ہوئے ہین۔

مولوی صاحب نے کہان جاکر سرقہ کیا تفسیر ثعلبی مین یہ حال درج ہے اور ابن الاثیر نے جامع الاصول مین نسائی نے اپنی کتاب سنن مین جلال الدین سیوطی نے کتاب درمنثور مین حافظ ابونعیم نے کتاب فضائل الصحابہ مین اس قصہ کی اور نزول آیات کی اسی قصہ مین تصدیق کی ہے۔

مولوی صاحب نے یہ کچھہ نئی کارروائی نہین کی بلکہ اونسے بیشتر دیگر ائمہ وعلماے اہل سنت وجماعت نے بہت سے فضائل مرتضوی کو سرقہ کرکے داخل فضائل صحابہ کیا ہے کہ بارہا ذکر اونکا ہم اس رسالہ مین کرچکے ہین۔

تیسری آیت یہ تحریر فرمائی ہے۔

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۨالَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ یعنے ہماری طرف سے اون لوگون کوبہی اجازت ہوگی جنسے کفار قتال کیا کرتے تھے کیونکہ وہ مظلوم تھے اور اللہ اونکی مدد پر قادر ہے۔

اگرچہ یہ آیت بشارت ہے مہاجرین کے لیئے اونکو کفار سے قتال کرنے کی اجازت دیجائیگی۔

مگر جو لوگ جہاد سے بہاگتے تھے وہ مصداق اس آیت کے کسی طرح نہین ہوسکتے ہان جو لوگ ثابت قدم رہے اور کفار سے پورا عوض لیا وہ مصداق اس آیت کے ہین مگر پہر بہی اس آیت مین کوئی موقع فخر وناز کا نہین ہے بلکہ ایک واقعی حال کا بیان ہے کہ مکہ مین مسلمان حالت مظلومی مین تھے اور کفار اونکو تنگ کرتے تھے فقط رب کے ماننے پر گہرون سے نکالدیا تھا اور اونکو بہی اجازت ہوگی کہ کفار کو قتل کرین۔

جنکے لیئے مولوی صاحب نے اس آیت کو تلاش کیا اونہون نے اس اجازت کو

قبول ہی نہین فرمایا بلکہ خداوند تعالے اونکے لیئے سورہ آل عمران
شروع لن تنالوا مین یون فرمایا ہے۔
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ
وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔
حاصل معنے اس آیت کے بقول مفسران اہل سنت یہ ہے بدرستیکہ تم ازروے
اشتیاق لقاے الٰہی آرزومند موت یعنے شہادت کے تھے قبل اس سے کہ
اوسکے اسباب کو کہ حرب ہے مشاہدہ کرو پس یہ جو کچھہ تم طلب کرتے تھے اوسکو
تمنے دیکھا (یعنے لڑائی کفار کی) حالانکہ تم دیکھتے ہو کھڑے یارون و برادرون کو کہ وہ
مقتول ہوتے رہے اور مطلق ہاتھہ پیر نہ ہلائے) یا دیکھتے رہے پیغمبر خدا کو اور اونکو تنہا
چھوڑکر بھاگ گئے اور اپنی خلاصی کے لیئے کوشش کرتے تھے مفسران
کا قول ہے کہ اکثر مسلمان اوسوقت بھاگ کر عبداللہ بن ابی منافق کے
پاس گئے کہ ابوسفیان سے اونکی سفارش کرے اور امان دلوائے۔
ظاہر ہے کہ ابوسفیان سے امان طلب کرنے والے انصاری نہ تھے بلکہ حضرات
مہاجرین تھے اور بروے کتب معتبرہ اس رسالہ مین ثابت کیا گیا ہے کہ
شیخین اس معرکہ احد مین رسول خدا کو تنہا چھوڑکر مفرور ہوے اور حضرت
عثمان تو تین روز تک دستیاب نہوے جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے مفرورون کو ملامت کی تو یہ عذر کیا کہ ہم تمہارے قتل کی شہرت
اور آوازہ سنکر سراسیمہ ہوگئے۔ اس عذر کے لیئے خداے
تعالے نے فرمایا ہے۔
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ
أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ

فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ

یعنی محمدؐ فقط رسول ہے (خدا نہین ہے کہ ہمیشہ زندہ رہے) اور بتحقیق اوس سے بیشتر بہت سے رسول گذر چکے ہین (یعنے زندہ جاوید نہین رہے) آیا اگر یہ پیغمبر مر جاوے یا قتل ہو جاوے تو تم لوگ مرتد ہو کر واپس چلے جاؤ گے اور جو کوئی تم مین سے مرتد ہو کر واپس چلا جاوے گا تو وہ خدا کو کچھہ مضرت نہین پہونچا سکتا۔

سبحان اللہ جناب علی مرتضےٰ نے عین معرکہ احد مین یہی مضمون حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ جب سب اصحاب بھاگ گئے تو حضرت نے پوچھا کہ تم کیون نہ بھاگے تو آپ نے عرض کیا کہ مین ہی بعد ایمان لانے کے کافر ہو جاؤن۔ کذافی مدارج النبوت۔

بعد اسکے مولوی صاحب نے لکھا کہ پھر اسکے بعد انہین لوگون کی تعریف فرماتے ہین یعنے اَلَّذِيْنَ کے بعد۔

اَلَّذِيْنَ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔

یعنے وہ لوگ ایسے ہین کہ اگر اونکو زمین کا قابض بنا دین تو وہ قائم کرین نماز کو اور ادا کرین زکوٰۃ کو اور نیک باتون کا حکم کرین بری باتون سے منع کرین پس جبکہ آیت ماسبق کو حضرت ابوبکر سے علاقہ نہین تو اس آیت سے بھی اونکو تعلق نہین۔ اور مولوی صاحب کے فحوائے عبارت سے بھی ایسا ہی مطلب نکلتا ہے اونہون نے ترجمہ مین یہ لفظ زیادہ لکھا ہے کہ اگر اونکو زمین کا بادشاہ بنا دین تو اورون کی طرح وہ عیش وعشرت مین نہ گذرانین گے بلکہ ایسا ایسا کرین گے جو اوپر مذکور ہوا۔

اوروں سے مراد خلفاے سابقہ ہو سکتے ہین اور مصداق آیت علی مرتضےٰ
قرار پاتے ہین اور مضمون آیت بھی شرطیہ ہے کہ اگر ایسا کرین تو ایسا ہو۔
اگر اس آیت سے مراد خلافت ثلثہ لیجاوے تو پہلی آیت کے مطلب کا پورا
ہونا بھی ضروری ہے وہ بھی شرطیہ ہے اور اوسکی شرط وفات نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے پوری ہو چکی اسلیئے مفروران احد کا بعد وفات نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے مرتد ہو جانا ضرور قابل تسلیم ہوگا۔

علاوہ اسکے اگر اسپر زور دیا جاوے کہ یہ آیت دلیل خلافت شیخین سے ہے تو
جبتک اونکے امر معروف ونہی منکر ثابت ہو وہ کسی طرح مصداق اس آیت کے
نہین ہو سکتے۔ پامالی سعد بن عبادہ مقتولی مالک بن نویرہ منع وراثت فاطمہ
زہرا علیہا السلام ضبطی فدک اداے دیت مالک از بیت المال وغیرہ وغیرہ
اور امر معروفہ حضرت ابی بکر۔ وحکم رجم زن حاملہ وقصاص مجنون ومنع از دیاد مہر
وتنسیخ بعض احکام آلہی وعملدرآمد زمانہ رسالت پناہی۔ اور امر معروفہ حضرت
عمر لور حکم اخذ زکوۃ ممنوعہ بحکم آلہی ومدافعہ بقصاص قتل ہرمزان براے عبداللہ
بن عمر ومداہنہ حد شرب خمر ولید بن عقبہ وواپسی مروان بن حکم وموقوفی صحابہ
از حکومت امصار وتقرری فساق وحداث بنی امیہ برحکومت واخراج
افضل الصحابہ ابوذر غفاری وتعذیب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ وتدبیر قتل
محمد فرزند ابی بکر وغیرہ وغیرہ اور امر معروفہ حسنہ حضرت عثمان کے سمجھے جاوین تو یہ
آیت بھی متعلق بخلافت اصحاب ثلثہ سمجھے جاوین گے۔

چوتھی آیت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ
عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔

یعنے محمدؐ رسول اللہ اور جو لوگ کہ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں دیکھے جاتے ہیں وہ رکوع کرتے ہوے اور سجدہ کرتے ہوے طلب کرتے ہیں فضل و رضامندی خداے تعالےٰ سے۔

اس آیت سے آیت مابعد قصداً مولوی صاحب نے نہیں تحریر فرمائی۔ بعد اسکے سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ کے بعد صاف درج ہے ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ۔

توریت اور انجیل میں شیخین یا کسی صحابی کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں علماے اہل سنت قائل ہوے ہیں اس بات کے کہ ذکر حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کا توریت اور انجیل میں موجود ہے۔ جیسا کہ ملا جامی نے شواہد النبوت میں لکھا ہے کہ ایک روز ڈیرہ جناب امیر المومنین علی مرتضےٰ علیہ السلام کا دریا کنارے پر تھا ایک راہب نصاریٰ شمعون بن یوحنا نام حاضر ہوا اور کتاب سماوی آپکے سامنے پڑہی کہ جسمیں ذکر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام کا درج تہا یہ حال کتاب میں سنکر حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ اَکُنْ عِنْدَهٗ مَنْسِیًّا وَکُنْتُ فِیْ کُتُبِهٖ مَذْکُوْرًا اور بمقام دیگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْنِیْ عِنْدَهٗ مَنْسِیًّا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ذَکَرَنِیْ فِیْ کِتَابِ الْاَبْرَارِ۔

یہ راہب ایمان لایا اور حضرت کے ساتھ رہا لیلۃ الہریر میں شہید ہوا۔

دوسرے راہب کا قصہ صفین کو جاتے تھے دیر کے بعد چشمہ حضرت امیر علیہ السلام نے نکالا اور راہب حاضر ہو کر مسلمان ہوا اور کتب سماویہ میں جو مذکور آپ کا لکھا تہا سنایا اور آپ نے یہ کلمہ زبان سے فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ اَکُنْ عِنْدَهٗ مَنْسِیًّا وَکُنْتُ فِیْ کُتُبِهٖ مَذْکُوْرًا

شیخ زاہد یمنی کا قصہ جسنے قبل از پیدائش آپ کے ابوطالب کو بشارت دی تھی
پیشتر مذکور ہوا ہے اور اسی رسالہ مین عنقریب یہ ذکر مفصل درج ہوگا۔
ثابت ہے کہ آیت محمولہ اوسیکی منقبت مین نازل ہین کہ جسکا ذکر توریت
و انجیل مین بھی ہے اور جن لوگون کا ذکر کتب سابقہ مین نہین ہے وہ
مصداق اس آیت کے نہین ہین۔

علاوہ اس برہان قاطع کے یہ دلیل کافی ہے کہ شیخین مصداق اَشِدَّاءُ عَلَے
الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کے نہ تھے بلکہ اسکے برعکس تھے۔

کافرون پر اونھون نے کبھی شدت نہین کی بلکہ کافرون نے اونپر شدت کی
اور اس شدت کی تاب نہ لاسکے احد کے میدان سے مفرور ہوے خیبر سے
پسپا ہوئے حنین سے بھاگے کسی غزوہ مین جنگ آزمائی نہین کی جنگ
احزاب مین عمرو بن عبدود سے لڑنے کا باوجود حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حضرت عمر نے انکار کیا۔ حدیبیہ مین حضرت عمر نے بخوف کفار مکہ
جانے سے انکار کیا حضرت عثمان کسی معرکہ مین شریک جنگ نہ ہوے
احد کے بھاگے ہوئے تین دن کے بعد ملے۔

رُحَمَاءُ بَیْنَھُمْ کی یہ کیفیت کہ باوجود فرض ہونے محبت اہل بیت اور فرض
ہونے اونکی پیروی کے اصحاب ثلثہ نے اونسے رنجش رکھی اور طرح طرح کی
اذیت پہونچائی۔ خلافت کے دباؤ کے لیئے بضعۂ رسول خدا پر ظلم و
ستم روا رکھا سعد بن عبادہ مالک بن نویرہ وغیرہ صحابہ شہید کرائے گئے
ابوذر نکلوائے گئے عمار یاسر پٹوائے گئے۔ منافقین کو عروج دیا گیا پھر
کسی طرح اصحاب ثلثہ اس آیت کے مصداق نہین ہین۔
خیر یہ تو مولوی صاحب نے صحابہ کی منقبت مین آیات تحریر فرمائے اب خاص

احکام اور نصوص خلافت حضرت ابوبکر کی نسبت لکھا ہے کہ سورۂ واللیل میں یہہ آیت حکم خلافت ابوبکر صدیق کی ہے وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی یعنے بچاوے گا جلتی ہوئی آگ سے وہ بڑا متقی کہ جسنے اپنا مال پاک ہونے کے لیئے زکوٰۃ دی۔

سبحان اللہ یہ آیت آیات ماسبق سے بھی زیادہ بے محل مولوی صاحب نے تلاش فرمائی۔

اول تو دوزخ کا ذکر کیا تھا کہ جسمین سے نکالے ہوئے شخصون کی تلاش ہوئی علاوہ اسکے حضرت ابوبکر پر کیا خصوصیت ہے ہر زکوٰۃ دینے والا اس آیت کے مصداق ہے اگر فیاضی انھین پر ختم تھی تو دو سو روپیہ کے اونٹ کے لو سو روپیہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لینا چہ معنی دارد۔ ماسوا اسکے چہ خوش گفتہ سنت سعدی در زلیخی۔ اسکو خلافت سے کیا علاقہ ہے اور جو بشہادت آیت اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ اثبات فضیلت مدنظر ہے تو حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام سے زیادہ متقی ہونا کسی صحابہ کا ثابت نہین ہے۔

ایک مقام پر تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقویٰ نوح علیہ السلام سے القاب مرتقوی کو نسبت دی اور دوسرے مقام پر فرمایا۔ اُوْحِیَ اِلَیَّ فِیْ عَلِیٍّ ثَلٰثٌ اِنَّهٗ سَیِّدُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ یعنے بروے وحی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا ہے کہ علی مرتضےٰ سب متقیون اور مومنون کے امام و سردار ہین۔

اگر حضرت ابوبکر کا متقی ہونا ثابت ہو جاوے تو بھی وہ ماتحت حضرت علی کے رہے اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام باعتبار القا اونکے سردار ہین۔ پس یہ دلیل صاف طور پر مفید خلافت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ہے اور اگر اس آیت کو عوام کے لیئے

نہ سمجھو اور صرف حضرت ابو بکر ہی کے لیئے یہ آیت نازل ہوئی ہے تو حضرت عمر اور حضرت عثمان کو کسطرح جلتی ہوئی آگ سے بچا سکو گے۔

دوسری آیت نص خلافت حضرت ابو بکر صدیق مولوی صاحب۔

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ۔

تحریر فرماتے ہین حالانکہ اس آیت سے خلافت کو تو علاقہ نہین مگر اوس سے فضیلت بھی مطلق ثابت نہین ہوتی بلکہ ایک قسم کی توہین اور تہدید ہے ماحصل آیات ماسبق و مابعد کا یہ ہے کہ اللہ تعالے تمام ہمت صحابہ سے متوجہ ہو کر فرماتا ہی کہ اگر تم لوگ ہمارے رسول کی مدد نہ کرو گے تو ہمکو تمہاری مدد کی کچھہ پروا نہین ہے ہمارا نبی تمہاری مدد کا محتاج نہین ہے وہ ایسا ہے کہ دیکھو جب وہ فقط اکیلا کہ صرف اوسکے ساتھہ ایک ہی آدمی تھا غار کے اندر اور وہ ساتھی اوسکا بجاے اسکے ہمت بند ہوا تا تشفی کرتا اور اولٹا رونے لگا کہ جس سے نبی کو بھی ہراس ہو مگر ہم اوس ساتھی کے امداد کے بھروسہ پر نہ تھے بلکہ ہمنے اپنے نبی پر تسکین نازل فرمائی تھی اور نزول سکینہ ہی کا باعث تھا کہ ہمارا نبی اس ہمراہی کو اسطرح ہمت والا تھا کہ تو مت ڈر اور مت غم کھا خدا ہمارے ساتھہ ہے۔

اس مطلب سے کوئی کسی قسم کی فضیلت نہین نکلتی اگر لفظ مَعَنَا کہ بصیغہ متکلم مع الغیر ہے معیت خدا یا ابو بکر کی شہادت مین پیش کرو تو اونکے ساتھہ معیت خدا اس لفظ سے ثابت نہین ہوتی یہ لفظ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محاورہ کا ہے جیساکہ ہم لوگ بھی اپنی زبان کے محاورہ مین باوجودیکہ اکیلے ہوتے ہین مگر اکثر بصیغہ متکلم مع الغیر بولتے ہین۔

اور معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسولؐ خدا کا بھی محاورہ تھا۔ بقول علماے اہل سنت والجماعت معراج مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خداوند تعالے

کے روبرو کہا اَلسَّلاَمُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ - حالانکہ باتفاق جمہور اہل سنت معراج مین رسولؐ خدا تن تنہا تشریف لے گئے تھے بعضے ہندی کی چندی کرنے والے محقق یون کہتے ہین کہ اس عَلَیْنَا کی ضمیر مین گنہگاران امت محمدیؐ مضمر ہین مگر یہ قول محض بے سند ہے صوفیون کے سے خیالات ہین لیکن جبکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گنہگاران امت تک کو اپنے ساتھ شامل کرلیا تو حضرت ابوبکر کی اس سے کیا فضیلت نکل سکتی ہے علاوہ برین واقعات معاملہ سے بھی صاف ظاہر ہے کہ معیت خدا صرف جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی کیونکہ اثر معیت یہ تھا کہ قوی دل ہون حزن وملال پاس نہ آئے اور یہ کیفیت رسولؐ خدا کی تھی اور حضرت ابوبکر سراقہ کو دیکھکر نہایت خائف ومحزون ہوے تو معیت خدا اونکے ساتھ ثابت نہین اسکی مثال صاف طور پر یہ ہے کہ مثلاً دو شخص باہم ہم سفر ہین ایک ڈرپوک آدمی ہے دوسرا بہادر شخص سب سلاح لگائے ہوے ہے اور کسی منزل مین چورون یا غارتگرون کا خوف ہو اور وہ ڈرپوک آدمی رونے لگے اور وہ بہادر شخص جسکے پاس ہتھیار ہین یہ بولے کہ تو مت ڈر ہمارے ساتھ ہتھیار ہین - تو اگرچہ باعتبار ظاہر معیت سلاح گفتگو مین اوس ڈرپوک کے ساتھ بھی سمجھی جائیگی لیکن درحقیقت وہ ہتھیار وسی بہادر کے کمر مین رہین گے - اس کہدینے سے دوسرے ڈرپوک کی کمر مین تلوار نہ بندھ جائیگی -

اور نیز معیت سلاح کی تاثیر کہ جو تسکین اور قوی دل ہوتا ہے اوسی شخص کے دل پر پڑیگی کہ جسکے پاس ہتھیار ہین اور وہ ہتھیار کا استعمال کرنا بھی جانتا ہو - ایک بقال یا جولاہہ کو ہتھیار کی تقویت مطلق نہوگی اگر معیت خدا یکسان رسولخدا و ابوبکر کے نسبت ہوتی وہ دونون کے حزن وتسکین کی کیفیت یکسان ہوتی یہ نہوتا کہ ایک ڈر کے

یار ہے رو رہا ہے دوسرا خود مطمئن ہے اور دوسرے کا بھی اطمینان کر رہا ہے
پس صاف ظاہر ہے کہ معیت خدا صرف جناب رسول خدا کے لیئے ہے اور
اسی آیت سے آگے ظاہر ہوگیا کہ فرمایا خدائے تعالے نے کہ اَنْزَلَ عَلَیْہِ
یعنے نازل کی ہمنے اوسپر اپنی تسکین۔

یہان نزول سکینہ مین حضرت رسول خدا واحد ہین اگر معیت خدا دونونکی ساتھ
ہوتی تسکین مین حضرت ابوبکر الگ کیون رہجاتے۔ علاوہ ان سب امور کے
معیت خدا ہر فرد بشر کے ساتھہ بشہادت قرآنی ثابت ہے یعنی اللہ تعالے
فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنے مین تمہاری شہرگ سے زیادہ
تمسے قریب ہون پہر اس لفظ سے اثبات فضیلت اور خلافت کرنا بالکل مالیخولیا
ہوجانے کی دلیل ہے۔

جبکہ علماے اہل السنن کی کچھہ پیش رفت نہین جاتی تو وہ اثبات خلافت کے لیئے
نماز پڑہانے کے حکم کو دلیل لاتے ہین مگر وہ اصل حکم جعلی تہا مدارج النبوت شیخ
عبدالحق محدث دہلوی سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز ہرگز حضرت ابوبکر کو نماز پڑہانے کا حکم نہین دیا بلکہ
کیفیت اصلی یہ ہے کہ جب شدت مرض کی ہوئی اور حضرت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد مین تشریف نہ لیجاسکے تو بلال نے دریافت
کیا کہ کون نماز پڑہاوے حضرت کو اوسوقت بیہوشی تہی آپ کے بے اطلاع
ایک مرتبہ حفصہ نے کہدیا کہ حضرت عمر کے لیے نماز کا حکم ہوا ہے۔ اور
دوسری مرتبہ بی بی عائشہ نے حضرت ابوبکر کے لیئے ویسی ہی بلا اطلاع
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلال سے کہدیا۔

حضرت عمر کریہ الصوت تہے اونکی آواز سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم

چونک پڑے اور منع کر دیا دوبارہ جب عورتون نے حضرت ابوبکر کے لیے اذن نماز دیا اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر ہوئی باوجود ضعف و نقاہت کے خود مسجد مین تشریف لے گئے اور اوسوقت ابوبکر پیشنماز تھے اور حالانکہ بارہا رسول خدا کو ایسا اتفاق پیش آیا ہے کہ کوئی صحابی نماز پڑھا رہا ہے اور آپ تشریف لائے ہین اور اوسکو امامت سے معزول نہین کیا اور خود مقتدی بنکر نماز پڑھ لی مگر اوس روز عین نماز کے اندر ابوبکر صدیق کو امامت سے معزول کر کے مقتدی کیا اور خود نماز پڑھائی اور جبکہ یہ حال معلوم ہوا کہ عورتون نے یہ چالاکی کی ہے تو آپنے فرمایا اِنَّ هُنَّ صَوَاحِبُ یُوسُفَ وَاِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ ۔ پس جبکہ کوئی حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باجازت نماز پڑہانے کے حضرت ابوبکر صدیق کے نسبت نہین دیا بلکہ برخلاف اسکے ممانعت ثابت ہوئی تو پھر یہ کارروائی دلیل خلافت کسی طرح نہین ہوسکتی۔

مدارج النبوت مین دوسری روایت زہری کی درج ہے کہ عبداللہ بن ربیعہ سے فرمایا رسول خدا نے کہ لوگون سے کہدے کہ نماز پڑھ لین کسی کے نام کی تخصیص نہین بلکہ دوسری روایت مین عبداللہ نے قسم کھا کر کہا کہ مجھکو کسی کا نام لیکر حکم نہین دیا تہا بلکہ مفصل بیان اسکا عنقریب آتا ہے۔

علاوہ برین نماز پڑہانے کی کارروائی خلافت سے کچھ بھی متعلق نہین ہے بموجودگی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیرون نے نماز پڑہائی اور بقول علمائے اہل سنت حضرت مقتدی ہوگئے۔

اور خلافت جیسا کہ ہم بیشتر ثابت کر آئے ہین شعبۂ نبوت یہ ہے اوسمین صاف طور پر تبلیغ رسالت کا کام متعلق ہے اور نائب اپنے منیب کا ہر امر مین پورا قائم مقام ہوتا ہے جیسے حضرت ابوبکر صدیق بالتخصیص کار تبلیغ رسالت سے بحکم وحی ربانی

ممنوع ہو چکے ہین اور بوقت تبلیغ سورۂ برات یہ امر قرار پاچکا ہے کہ اس کام کو یا خود پیغمبر خدا کرین یا بعد اونکے ایسا شخص کرے جو انہین سے ہو اور بالتخصیص اس امر مین حضرت علی مرتضیٰ قابل انجام کار تبلیغ رسالت قرار پائے اور باوجودیکہ حضرت ابوبکر سورۂ برات لیکر کئی منزل چلے گئے تھے مگر عقب سے بموجب حکم وحی ابوبکر صدیق اس کام سے معزول کیئے گئے اور حضرت علی مرتضےٰ صلوات اللہ علیہ السلام روانہ کیے گئے اور تبلیغ سورہ برات کو انجام دیا۔

پس جبکہ ایک مرتبہ بزمانۂ حیات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت ابوبکر ناقابل انصرام کار تبلیغ رسالت قرار پاچکے تو پھر بعد وفات توکسیطرح ممکن نہین ہے کہ بموجودگی حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کے وہ جائز طور پر قابل اس عہدے کے تصور کیے جائین پورا حال اس قصہ کا ہم آئندہ تحریر کرینگے اور پیشتر بہی کسیقدر لکھہ چکے ہین حضرت ابوبکر کی خلافت کے احکام و نصوص تو بیان ہو چکے باقی حضرت عمر اور حضرت عثمان کی خلافت کے بارہ مین علمائے اہل تسنن کوئی حکم بیان نہین کرتے بجین حیات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی معاملہ استخلاف کا وقوع مین نہین آیا معاملات رسالت کبھی اشتراک بلکہ تعلق تک نہین رہا نہ کبھی رسول خدا صلعم نے اونکی پیروی کا حکم دیا۔

اب ہم متوجہ ہوتے ہین طرف احکام اور نصوص دالّہ بر خلافت حضرت علی مرتضےٰ صلوات اللہ علیہ السلام کے اور اس بیان کو ہم چند فصول جداگانہ مین منقسم کرین گے۔

فصل اول در بیان احکام دالّہ بر خلافت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام

اس فصل مین ہم فقط احکام خدا ور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بحث کرین گے

جو دربارہ خلافت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کے صادر ہوے ہین اور اس بیان کو ہم تین جملہ مین مذکور کرین گے - جملہ اول مین آیات قرآنی دالہ برخلافت مرتضوی مذکور ہونگے - اور جملہ ثانی مین کتب سماویہ سابقہ کی شہادت مذکور ہوگی اور جملہ ثالث مین احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دالہ برخلافت کا مذکور ہوگا

جملہ اول درباب آیات قرآنی جو دربارہ خلافت علی مرتضیٰ صادر ہوئین

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰے - اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ -

یعنے بجز این نیست کہ حاکم تمہارا خدا ہے اور رسول اوسکا وہ جو نماز پڑہتے ہین اور حالت رکوع مین زکوٰۃ دیتے ہین -

باتفاق جمیع مفسرین اہل سنت والجماعت یہ آیت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی شان مین ہے - چنانچہ حافظ ابن الاثیر نے کتاب جامع الاصول مین صحیح نسائی سے بروایت عبد اللہ سلام اور امام ثعلبی نے عبد اللہ ابن عباس اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم سے اس آیت کا حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی شان مین نازل ہونا جبکہ سائل کو بحالت رکوع انگشتری عطا فرمائی تھی لکھی ہین غرضکہ اس امر مین تو علماے اہل سنت والجماعت متفق ہین کہ یہ آیت حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی شان مین بوقت تصدق انگشتری بحالت نماز در رکوع نازل ہوئی - مگر بعض علما اس آیت کے معنی پر بحث کرتے ہین -

لیکن معنی آیت بہت صاف ہین کوئی اغلاق کسی قسم کا نہین ہے - معنے ولی باعتبار سیاق کلام بمعنی اولے بتصرف و حاکم و کارساز کے ہے - بعض نواصب

معنی ولی دوست و محبوب کے بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ معنی حاکم سے علاقہ نہین ہے مگر یہ توجیہ اونکی محض براہ دشمنی ہے۔ صحابہ کے اوصاف ایسے الفاظ سے جو کسی طرح صادق نہین آسکتے براہ توجیہات اخذ کرتے ہین اور فضائل مرتضوی کے صاف آیات مین لا یعنے توجیہات نکال کر اونکی تردید کرتے ہین تو صاف دلیل عداوت اہل سنت ہے ورنہ غور کا مقام ہے کہ آیت وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى کے بلے سے خلافت کو کیا علاقہ ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب نے اوسکو نص خلافت بوجہ لفظ اَتْقیٰ قرار دیا ہے۔ اور اس آیت مین لفظ وَلِیُّ صاف بمعنے حاکم وکارساز ہے اوسکو زبردستی بمعنے دوست قرار دیتے ہین۔ اس آیت مین تمام مسلمان مخاطب ہین اور اونکو صاف حکم دیا گیا ہے کہ خداوند کریم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضےٰ علیہ السلام تمہارے حاکم ہین۔

اور لفظ اِنَّمَا سے یہ ثابت ہوا ہے کہ سوائے ان تینون یعنے خدا اور رسول خدا اور امام کے اور کوئی تمہارا حاکم نہین ہے۔ لفظ اِنَّمَا صاف صاف معنی آیت ظاہر کرتا ہے یعنے تخصیص خدا اور رسول صلعم اور امام کی کرنا محبت کے لیئے نہین ہو سکتا کیا مسلمان باہم ایک دوسرے کے دشمن ہین اور اگر بمعنی دوستی ہے ولی سمجھا جاوے تاہم عمارت علی مرتضیٰ ثابت ہے کیونکہ جب یہ کہا جاوے کہ تمہارا سوائے خدا و رسول صلعم و علی مرتضیٰ کے اور کوئی دوست نہین ہے تو معلوم ہوا کہ ان تینون کا درجہ اعلےٰ ہے اور بعد خدا اور رسول خدا کے علی مرتضیٰ کو بھی ایک قسم کی خصوصیت ہے اور اگر ولی بمعنی دوست ہوتے تو اوسکے بیان ہی کی کیا ضرورت تھی دوسرے نعوذ باللہ من ذٰلک خداوند کریم کو بطریق مساوات یار دوست اپنا سمجھنا بڑی حماقت ہے بلکہ رسول خدا کا درجہ بھی باپ سے بڑا ہے اور اس آیت مین ہر سہ کے لیے ایک ہی لفظ ولی آیا ہے اگر خداوند کریم کو دنیاوی تعلقات مین سے کوئی نسبت دین تو البتہ تعلق حاکمی و پدری

ایسا ہے کہ اوس سے بڑہکر اور کوئی تعلق نہین اور علاقہ دوستانہ ایسا مساوی درجہ کا
تعلق ہے کہ خدا کو اوس سے نسبت دینا بڑی نادانی ہے۔ بلکہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو بہی اس لفظ سے نسبت دینا بڑی گستاخی ہے۔ بعضے بیوقوف
لفظ ولی اللہ کے معنے خدا کا دوست لگاکر اوسپر استدلال کرتے ہین اور
بیوقوفون کے سمجہانے کو کہدیتے ہین کہ کیا وہ حاکم خدا کے ہین۔ لفظ ولی اللہ
کے معنے اگر خدا کے حاکم لگائے جائین تو ناجائز نہین ہے یہ لفظ محاورہ کا ہے
ہم بہی اپنے محاورہ مین اسی طرح بولتے ہین۔ سلطان روم کا ایک حاکم
جدہ مین رہتا ہے انگریزون کا ایک حاکم بمبئی مین رہتا ہے بادشاہ کا حاکم
آیا تہا اور اوسی نے یہ حکم دیا۔

اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ خدا کی طرف سے حاکم مقرر ہوا ہے۔
یہ مطلب نہین ہوتا کہ وہ خدا کے اوپر حاکم ہے اہل سنت ولی اللہ کی لفظ
مین تو خدا کا دوست لگاتے ہین لیکن جب اوسکی ولایت کی جد قائم کرکے
اوسکو شاہ ولایت کہتے ہین وہان دوستی جاتی رہتی ہے اور وہی
حکومت آجاتی ہے ورنہ پہر یہ لازم آتا ہے کہ فلان ولی جد و دشہر دہلی مین
خدا کا دوست ہے اور پیر و نجات مین دشمن خدا ہے۔

بعض اوقات ولی بمعنی بندہ کے بہی آتے ہین اور ولی اللہ کے معنے بندہ خدا لگائے
جاتے ہین جس سے مراد بندہ خاص ہے یعنی بندہ مطیع و تابعدار کے ہین علی العموم
سب آدمیون پر اطلاق اس لفظ کا اسلیئے نہین ہوتا کہ اونمین بہت سے تابع
نفس اور بندۂ شیطان ہین غرضکہ اس آیت مین جو معنی ولی کے خدا کے
لیئے مستعمل ہوئے ہین وہی معنی رسول خدا اور علی مرتضیٰ کے لیے مستعمل کیے
جاوینگے کیونکہ تینون کے لیئے ایک ہی لفظ ولی کا آیا ہے۔

اگر بفرض محال قول علماے اہل سنت وجماعت کو مان بہی لیا جاوے اور ولی کے معنی دوست ہی کے لگائے جاوین جب بہی امارت و امامت وخلافت حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے مضمون آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمیع امت محمدی کو مخاطب ہے اور یہ بیان بہی کیا گیا ہے کہ خدا اور رسولؐ اور علی مرتضیٰؑ تمہارے دوست ہین مابین امت اور علی مرتضیٰؑ کے بہت بڑا فرق مابہ التمیز پیدا ہوگیا اور اونکو یعنے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اوس زمرہ مین داخل کردیا کہ جسکی اطاعت ہر امتی پر فرض ہے۔ معلوم ہوگیا ہے کہ علی مرتضیٰؑ مثل حضرت ابوبکر وحضرت عمر وغیرہ صحابہ کے عوام امت مین داخل نہین اونکو ایک بہت بڑا استحقاق مفاخرت اور ممتازی کا حاصل ہوا ہے کہ زمرۂ حکام مین شمار کیئے گئے ماتحتون اور تابعدارون مین داخل نہین کیئے گئے۔

خدا اور رسول کی حکومت مین تو شاید اہل تسنن کو انکار نہو گا والیسا ہی امت کے تابعدار خدا اور رسول ہونے کا بہی اقرار ہو گا اور اس آیت کے بموجب خواہ ولی کے کچھہ ہی معنی ہون مگر علی مرتضیٰ مثل شیخین وغیرہ کے تابعدارون مین داخل نہین کیئے گئے بلکہ اونمین داخل کیئے گئے ہین کہ جنکی اطاعت وفرمانبرداری امت پر فرض عین ہے۔

اون لوگون کی بہت بڑی خطا ہے کہ جو اس آیت کو نص خلافت علی مرتضےٰؑ قرار نہین دیتے اونہون نے اسی تردید کے لیئے معنے حاکم چہوڑکر معنی دوست لگائے تہے لیکن حق کبہی چہپتا نہین معنے دوست لگانے سے بہی حاکم ہونا ثابت ہوگیا۔

وَقَوْلُهُ تَعَالیٰ وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ

جِبْرَئِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

یعنے اگر تم دونون رسول خدا کے آزردہ کرنے مین ایک دوسرے کی پشت و پناہ ہوگے تو یاد رکھو کہ اوسکا یار و مددگار اللہ ہے اور جبرئیل و صالح المومنین یہان مولا بمعنے ممد و معاون ہے۔ یہ آیت سورہ تحریم مین ہے جہان بی بی عائشہ اور حفصہ کے اوصاف کا بیان ہے۔

اللہ تعالےٰ اون دونون سے فرماتا ہے کہ اگر تم آزار دہی رسول خدا مین باہم پشت ہوگے تو خدا اور جبرئیل اور صالح المومنین اور ملائکہ اوسکے مددگار ہین صالح المومنین مین سے جو نہایت صالح ہے بقول امام ثعلبی مندرجہ تفسیر ثعلبی و تفسیر مواہب علیہ از مجاہد و حافظ ابو نعیم مندرجہ کتاب مَانَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِیْ عَلِیٍّ۔ صالح المومنین علی مرتضیٰؑ ہین۔

بعضون نے جمیع صحابہ کو لکھا ہے لیکن لفظ صالح منافی جمیع صحابہ ہے بعضون نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر یدران ہر دو امہات المومنین کو لکھا ہے مگر فحوائے عبارت کے قطعی خلاف ہے۔ صالح لفظ جمع نہین بلکہ شخص واحد پر اوسکا اطلاق ہے اور علاوہ اسکے حضرت ابوبکر و عمر کا ذکر اس آیت سے آگے ایسی تہدید و تخویف کے ساتھ ہے کہ صالح المومنین کی لفظ سے بالکل مباین اور مخالف ہے۔

فرماتا ہے خداوند کریم یَاۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ۔ اے گرویدگان یعنے مسلمانان بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل اور فرزندون کو اوس آگ سے کہ جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین

معلوم ہوتا ہے کہ انکے اہل اور اولاد کا قصور نہین ہے بلکہ وہ بذات خود

اسمین شریک ہین - کہ اسکے آگے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے -
یَا اَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ الخ - اے مسلمانون توبہ کرو طرف اللہ کے توبہ نصوحا شاید کہ خداوند کریم تمہارے گناہون سے درگذر کرے جنکے گناہون سے درگذر ہونے مین شاید کا لفظ استعمال ہو اور کسی ایسی خطا مین ملوث ہون اونکے لیئے لفظ صالح المومنین استعمال ہونا بعید از قیاس ہے اور اگر صالح المومنین جمیع صحابہ کے لیئے قرار دیا جاوے تو یہان گروہ مسلمانان بہی سب کے لیئے مستعمل ہوگا اسلیئے معلوم ہوا کہ جملہ صحابہ بہی اس سے مراد نہین ہے -

اور یہ بہی ظاہر ہوتا ہے کہ سارے گروہ مسلمانان سے اس موقع پر قصور سرزد نہین ہوا بلکہ قصور اونکا ہی معلوم ہوتا ہے کہ جنکی دختران سے یہ خطاے عظیم صادر ہوئی ہے اور یہ تہدید عام کے لیئے نہین ہے بلکہ خاص کے لیئے ہے اس سے آگے اور بہی زیادہ تہدید ہے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاہد الکفار تو ہمیشہ بولے جاتے تھے مگر یہان جَاهِدِ الۡکُفَّارَ وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ وَ اغۡلُظۡ عَلَیۡهِمۡ وارد ہوا ہے حالانکہ منافقین سے جہاد کرنے کا حکم اور مقام پر نازل نہین ہوا - اَللّٰهُمَّ احۡفِظۡنَا مِنَ الۡکُفۡرِ وَ النِّفَاقِ -

پہر خداوند کریم اسکے بعد فرماتا ہے کہ جو کافر ہوگئے ہین اونکی امثال ایسی ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی زوجہ یا حضرت لوط نبی کی زوجہ تہین کہ قرب نبی نے اونپر کچہہ اثر نہین کیا اور عذاب الیم سے ماری گئین - خداے تعالےٰ اور اوسکا رسول ہی خوب جانتا ہے کہ کیا معاملہ ہے - اللہ اکبر قرآن شریف سے

سب امور صاف طور پر ظاہر ہین مگر افسوس کہ عوام لوگ ایسے اندھے ہو رہے ہین کہ نہین دیکھتے صاف طور پر حالات موجود ہین اور پھر بھی بیرون مین گٹھلیان رلاتے ہین۔

قولہٗ تعالےٰ۔ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور واسطے تمام قوم کے ہدایت کرنیوالا ہی حافظ ابو نعیم کتاب مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فِيْ عَلِيٍّ مین۔ اور تفسیر ثعلبی مین یہ آیت حضرت مرتضےٰؑ کی شان مین نازل ہونا مذکور رہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ازالۃ الخفا مین بذیل آیت وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ قول حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام درج کیا ہے قَالَ عَلِيٌّ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَلْمُنْذِرُ وَاَنَا الْهَادِيْ۔

قوم سے مراد مسلمانان امت محمدیؐ ہین اور ساری قوم سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اس سے مستثنےٰ نہین حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام سارے مسلمانون کے ہادی ہین۔ اور کچھ شک نہین کہ نبی کے بعد جو شخص ہادی امت ہو وہی نبیؐ کا برحق نائب اور خلیفہ ہے۔

وَقَوْلُهٗ تَعَالٰى۔ يٰاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

یعنے اسے رسول پہونچادے وہ حکم جو تجھپر نازل ہوا ہے تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہین تبلیغ کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ تو خدا کے پیغام نہین پہونچاتا ہے لوگون کو اور خدا تیری حفاظت کرے گا آدمیون سے۔ یعنے لوگون سے تجھکو گزند نہ پہونچنے دیگا۔

اللہ اکبر معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت بڑا معاملہ ہے اور زبردست پیغام ہے اور اور ایسا پیغام ہے کہ ہمارے حضرت کے یارون کو اوسکا پہونچنا ناگوارا

معلوم ہوتا ہے اور نا گواری ایسا ہے کہ شاید نبی پر دست درازی کرینگے مین اللہ
تعالیٰ نبیؐ کی تسکین فرماتا ہے کہ تو آدمیون سے مت ڈر ہم تجھکو اونکے ہاتھ سے
بچالینگے تو برابر ہمارا پیغام امت کو سنا دے اب مقام
حیرانی ہے کہ وہ کون ایسا نازک پیغام ہے کہ جسکا اسقدر انتظام ہوا
اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باوجود پیشتر حکم ہوجانے کے
بخوف امت اسکو عام طور پر ابلاغ نہین فرمایا اسلام کے بڑے رکن
نماز روزہ حج زکوٰۃ ہین اسکے احکام حضرت بارہا لوگون کو پہونچا چکے
اب کوئی ذی عقل آدمی ایسا ہے کہ خداوند تعالےٰ کی اس تمہید سے
صاف طور پر نہ پہچان لے کہ یہ حکم ضرور بالضرور تقرر خلافت کا ہے کوئی
امر سوائے اسکے اسلام مین باقی نہین ہے مرتضیٰ مانیان و مالیخولیا کی تو
کبھی نہین جاتی لیکن عقلمند آدمی یہ امر بھی ضرور سمجھ لے گا کہ یہ حکم ایسے شخص
کے خلیفہ مقرر ہونے کا ہے جس سے اکثر لوگ حسد رکھتے ہین اور
خود متر صد اس عہدے کے ہین اور حالات ماضیہ کے دیکھنے والون پر یہ
بھی مخفی نہین ہے کہ علی مرتضےٰ محسود خلائق تھے سب لوگ جانتے ہین
کہ یوم خیبر رایت عطا ہونے سے لوگون کو حسد ہوا روز حدیبیہ مشورہ
زیادہ دیر کرنے سے حسد ہوا او ر علی الاعلان لوگون نے کہا کہ آج تو

رسول خدا کا ابن عم سے بہت بڑا مشورہ ہوا۔

سب صحابہ کے دروازے جو مسجد کے اندر تھے بند کیئے گئے اور علی مرتضیٰ
کا دروازہ کھلا رکھنے کا حکم ہوا اور لوگون نے حسد کیئے اور نافرمانی رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی اور حضرت غضبناک ہوے اور
عذاب سخت سے ڈرایا جب دروازے بند کیئے تبلیغ سورۂ برات پر حسد ہوا

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد غایت درجہ لوگون کے دلون مین عناد
پیدا ہوا پس ظاہر ہے کہ یہی وجہ تھی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود
حکم کے اس معاملہ کو توقف مین ڈالے ہوئے تھے جب خداوند کریم نے باصرار تمام
حکم کیا اور وعدہ حفاظت از مردمان فرمایا تب آپ نے تبلیغ اس حکم کی فرمائی
علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر مین امام واحدی اسباب نزول مین عینی شرح
صحیح بخاری مین اس بات کو قبول کرتے ہین کہ یہ آیت حجۃ الوداع سے لوٹتے
ہوئے نازل ہوئی اور پیغمبر خدا نے غدیر خم پر سب لوگون کو بہ تعمیل اس
آیت کے جمع کرکے حکم سنا دیا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اور ایک
گروہ کثیر علماے اہل سنت نے اس خطبہ غدیر کو قبول کیا ہے اور داخل متواترات
سے ہے کہ مفصل حال اسکا فصل استخلاف مین مذکور ہے پس یہ حکم صاف
اور قطعی نص ہے خلافت مرتضوی پر اور بعد نزول اس آیت کے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع کرکے علی مرتضیٰؑ کو خلیفہ اور جانشین اپنا
مقرر کر دیا۔ بعد اختتام اس جلسہ استخلاف کے یہ آیت نازل ہوئی۔
قولہ تعالیٰ۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ یعنے آج کے دن کامل کیا
مین نے تمھارے لیئے تمھارے دین کو اور تمام کیا مین نے تم پر اپنی
نعمتون کو اور راضی ہوا مین تمھارے لیئے دین اسلام ہونے سے
باتفاق مفسران یہ آیت بعد خطبہ غدیر نازل ہوئی اور ظاہر ہے اوس
روز کوئی بہت بڑا امر اسلام مین واقع ہوا جسکی یہ خبر خداوند کریم دیتا
ہے اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ کوئی معاملہ دینی ایسا باقی نہ رہا تھا جو اوسدن
تمام کو پہونچا ہے سوا خلافت حضرت علی مرتضیٰؑ کے بعض لوگ جو بوجہ عداوت

اخفاے امامت علی مرتضےؑ کرتے ہین وہ کہتے ہین کہ بس اس آیت کا
یہی مطلب ہے کہ آجکے دن قران ختم ہوگیا لیکن ذوی العقول پر مخفی نہین
ہے کہ آیت ہذا مین ذکر تکمیل دین کا ہے تکمیل قرآن کا نہین ہے۔

اگر تکمیل قرآن اس آیت سے مراد ہوتی تو جو معاملہ سب سے بعد مین نازل ہوا تھا
اوسی پر اختتام ہوجاتا ایک خاص روز مین صرف اسیقدر آیت کا نازل ہونا
ضرور خبر دیتا ہے کہ اوس روز کسی بہت بڑے معاملہ کی تکمیل ہوئی اور
اتمام نعمت ربانی ہوا اور صاف بات ہے کہ دینیات سے اوس وقت
کوئی شئے تکمیل سے باقی نہ تھی سواے جانشینی اور نیابت حضرت
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور یہ امر ہم پیشتر ثابت کر چکے ہین
کہ تعین نائب رسول داخل دینیات بلکہ تکمیل دین ہے۔

علاوہ اسکے باسناد صحیحہ ثابت ہے کہ بعد نزول آیت ہذا کے حضرت رسولخداؐ
نے فرمایا۔ اللہ اکبر و الحمد للہ علی اکمال الدین و اتمام النعمت والرضاء الرب
برسالتی و ولایت علی ابن ابی طالبؑ من بعدی کہ تصدیق اسکی علامۂ
نیشاپوری اور امام واحدی اور عینی کرتے ہین۔ اور امام احمد حنبل نے ابوسعید خدری
سے روایت کی ہے کہ بعد نازل ہونے آیۃ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ۔ کے فرمایا
پیغمبر خداؐ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِکْمَالِ الدِّیْنِ وَ اِتْمَامِ النِّعْمَتِ وَرِضَائِہٖ بِرِسَالَتِیْ وَ
وِلَایَتِ عَلِیٍّ مِنْ بَعْدِیْ۔ اب کسی قسم کا شک وشبہ اس روایت مین پیدا نہین ہوسکتا۔
نواصب جو یہ توجیہ نکالتے ہین کہ معنی ولایت دوستی کے ہین انکو دندان شکن جواب خود
امام احمد بن حنبل لفظ مِنْ بَعْدِیْ سے دے رہے ہین اور ذرا عقل کا کام ہے کہ اس امر کے
اعلان سے کہ علیؑ مسلمانون کے دوست ہین کیا مطلب برآمد ہوسکتا ہے اور خصوصًا
جبکہ لفظ مِنْ بَعْدِیْ موجود ہے پھر دوستی سے کچھ علاقہ نہین رہتا مفصل بحث

اسکی اسی مقام پر کیجاوے گی جہان مفصل حال استخلاف اور ولیعہدی اور انعقاد مجلس کا جو رسول خدا نے فرمایا ہے مذکور ہوا ہے

جملہ ثانی دربیان ثبوت حقیت علی مرتضیٰ علیہ السلام از کتب سماویہ سابقہ

اول یہ امر قابل بحث ہے کہ آیا کتب سماویہ سابقہ یعنی توریت و انجیل مین کوئی ذکر علاوہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونکے کسی نائب و جانشین کا مندرج ہی یا نہین اس امر سے علماے اہل سنت والجماعت بہی انکار نہین کر سکتے کہ ذکر جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام کا توریت و انجیل مین موجود ہے کیونکہ یہ امر خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا اور اونکے ہمراہیان کا ذکر توریت و انجیل مین لکہا ہوا ہے منکر اسکا کافر ہے - اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ ہمراہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون شخص ہے - اوسکی تعریف بہی قرآن مجید مین موجود ہے اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ اور ہم بیشتر ثابت کر چکے ہین کہ یہ دونون امر سب سے زیادہ بوجہ احسن حضرت علی مرتضیٰ مین تہے اصحاب ثلثہ مین سے ایک بہی مصداق اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ کے نہین ہے کہ مفصل تذکرہ اسکا ہم اوپر لکہہ چکے ہین پس یہ قرآن مجید سے ثابت ہوگیا کہ علی مرتضیٰ علیہ السلام کا ذکر کتب سابقہ مین مندرج ہے بلکہ دوازدہ امام علیہم السلام کا ذکر اونمین موجود ہے اور آیت مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ مین جو ہمراہیان کی جمع بیان کی گئی ہے وہ بالیقین دوازدہ امام علیہم السلام کی طرف اشارہ ہے اور اگر کوئی عدم موجودگی کو منافی معیت سمجہے تو تفاسیر معتبرہ دیکہہ لیجئے کہ جلالین وغیرہ مین مَعَهٗ کی تفسیر اتبعہ درج ہے اور ہم عنقریب انشاء اللہ تعالے عبارت کتب سابقہ سے دوازدہ امام کی خبر درج کرین گے اگر کوئی شخص یون دعوے کرے کہ لفظ مَعَهٗ مین اصحاب ثلثہ داخل ہین اور اونکا ذکر بہی توریت و انجیل مین موجود ہوگا تو توریت و انجیل اب بہی موجود ہے کسی موقع پر نکالکر دکہلاوے یا پہلا عملدرآمد اونکے زمانہ کا ثابت کرے کہ کبہی کبہی راحب وغیرہ نے اصحاب ثلثہ کا مذکور

ہونا کتب سماویہ مین بیان کیا ہے جیسے کہ دو راہبون کا قصہ ہم چند بار نقل کرچکے ہین کہ خود بخود حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کتاب سماوی جسمین جناب رسول خدا صلعم و علی مرتضیٰؑ کا مذکور تھا پڑہکر سنایا - اول دوازدہ امام علیہ السلام کی نسبت توریت مین اسطرح پیشین گوئی درج ہے کتاب پیدائش باب ۱۷ - آیت (۲۰) مین لکھا ہے کہ خداوند کریم ابراہیم علیہ السلام سے فرماتا ہے - اور اسمٰعیل علیہ السلام کے حق میں - مین نے تیری سنی دیکھہ مین اوسے برکت دونگا - اور اوسے برومند کرونگا اور اوسے بہت بڑہاؤنگا اور اوس سے بارہ سردار پیدا ہونگے دوم کتاب استثنا توریت شریف مین ۱۸ - باب ۱۵ - سے لغایت ۱۹ - آیت جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی تمام قوم بنی اسرائیل سے بطور وصیت یہ فرمائی - اول حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی کل قوم سے مخاطب ہوکر فرماتے ہین کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بہائیون مین سے میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اوسکی طرف کان دہرلو پہر حضرت موسیٰؑ وحی کی نقل اسطرح کرتے ہین - اور خداوند نے مجھے کہا کہ اونہون نے کہا سو اچھا کہا مین اونکے لیے اونکے بہائیون مین سے تجہسا ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منہ مین ڈالونگا اور جو کچھہ مین اوس سے فرماؤنگا وہ سب اونسے کہیگا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتون کو جنہین وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے لونگا - دلیل اس امر کی کہ پیشین گوئی ہمارے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے یہ ہے کہ تیرے بہائیون مین سے تیرے مانند یعنی بنی اسرائیل کے بہائیون مین سے حضرت موسیٰؑ کے مانند نبی مبعوث کرونگا بنی اسرائیل کے بہائی ضرور بنی اسمٰعیل ہین - اور حضرت موسیٰ کی مانند سے یہ مراد ہے کہ ایسا ہی اولوالعزم صاحب سیف ہوگا کفار سے جہاد کریگا ہجرت کریگا چنانچہ سب امور مین جناب رسولخداؐ کو مشابہت اور مشارکت حضرت موسیٰؑ سے ہے اول یہ کہ حضرت موسیٰ کی اولاد رہی اور بہائی کی اولاد ہوئی دوسرے یہ کہ بہائی اونکا امورات

نبوت مین ممد و معاون رہا۔ تیسرے ہارون اور اونکی اولاد ظاہر کی گئی اور قدس مین سواے اونکے کوئی نہ رہ سکتا تھا۔ چوتھے حضرت ہارون کے اکثر لوگ اس اعزاز کے باعث شاکی ہوئے اور حضرت موسیٰ کی بددعا سے وہ سب غارت ہوے۔ حضرت موسیٰ نے ہجرت کی کفار سے جہاد کیا مال غنیمت مجاہدین مین تقسیم کیا عورات جہاد کی پکڑی ہوئی حلال ہوئین وغیرہ وغیرہ بہت امور مین مشابہت ہے فرق صرف یہ رہا کہ حضرت موسیٰ کا بھائی نبی ہوا اور ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ ہوے چنانچہ خود جناب رسولخداؐ فرماتے ہین یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ دوسرے جیسے حضرت ہارون علیہ السلام سے لوگ حسد رکھتے تھے ویسے ہی حضرت مرتضیٰ علیؑ سے عداوت رکھتے تھے مگر اخلاق محمدی مانع بددعا اور غارت ہونے شاکیان کا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میرے مانند ایک نبی مبعوث ہوگا صاف دلیل اس بات کی ہے کہ جیسے ہم دو بھائی نبوت کرتے ہین ویسے ہی وہ بھی دو بھائی ہونگے چنانچہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خود حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا تو صاف طور سے اس پیشین گوئی کی شہادت صاف حضرت رسولخداؐ دے چکے ہین۔ انجیل مقدس مین لکھا ہے کہ جب یوحنا یعنی حضرت یحییٰؑ بن زکریا مبعوث ہوئے اور دعوت بنی اسرائیل شروع کی تو بنی اسرائیل کے فقہا و علمانے اونسے یہ دریافت کیا کہ تو مسیح ہے یا ایلیا ہے یا وہ نبی ہے یوحنا نے جواب دیا کہ مین نہ مسیح ہون نہ ایلیا ہون نہ وہ نبی ہون مین جنگل مین پکارنے والے کی آواز ہون کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اس سوال و جواب سے معلوم ہوا کہ بروے پیشین گوئی انبیا علیہم السلام کے تین شخصون کی خبر تھی ایک مسیح علیہ السلام کی دوسرے نبی آخر الزمانؐ کی تیسرے ایلیا کی۔ یحییٰؑ نے تینون سے انکار کیا۔ مسیح علیہ السلام اسی زمانہ مین چند روز بعد مبعوث ہوے بعد اونکے دو شخص باقی رہے

ایک نبی آخر الزمان دوسرا ایلیا - اب اہل انصاف غور فرمائین کہ بعد مسیح علیہ السلام اسلام کے سواے حضرت رسول خدا صلعم کے اور کوئی نبی درمیان مین نہین ہوا - ایلیا کے بارے مین لوگون کو شک ہوا کہ کون ہے پہلے آچکا ہے یا آئندہ آئیگا چنانچہ لوگون نے حضرت مسیح سے دریافت کیا تو فرمایا کہ ایلیا آویگا اور تمہارے لئے سب کچھہ بحال کریگا - یوحنا کی انجیل مین یہ آیت موجود ہے - اور ایل نام خداوند تعالیٰ کا ہے لغت عبرانی ہے - عربی اور عبری زبانون مین بول چال محاورہ کا فرق ہے جیسے یسوع و عیسیٰ - ایلیا اور علی مین کچھہ فرق نہین ہے جیسا ایلیا خداے تعالیٰ کے نام سے مشتق ہے ویسے ہی علی اسم خدا اعلیٰ سے مشتق ہے اور علماے سابق نے ایلیا آپکے اسما مین داخل کیا ہے اور اسکو نظم کیا ہے ع
یا علیؑ یا ایلیا یا ابو الحسنؑ یا ابو تراب + اس سے زیادہ اور کیا پیشین گوئی ہوسکتی ہے نام صاف موجود ہے حضرت مسیح کی پیشین گوئی جو انبیاے سابقین نے کی تھی نام الٹ پلٹ ہونے سے یہودیون نے نہ مانا ہمارے حضرت کی پیشین گوئی مین نام فارقلیطا لکھا ہوا ہے اور نام آپکا محمدؐ ہے مگر حضرت علیؑ کی پیشین گوئی مین نام کا بھی فرق نہین ہے - اہل کتاب نے اکثر ایسے مقامات تحریف و تبدیل کر ڈالے مگر تب بھی بہت مقامات پر ذکر نکلتا ہے - یوحنا کے مکاشفات جو داخل انجیل مقدس ہین ملاحظہ طلب ہین باب دوازدہم سارا پیشین گوئی حضرت رسول خداؐ اور دوازدہ امام اور اہل بیت علیہم السلام کے ذکر سے -

(۱) ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اوسکے پاؤن تلے اوسکے سر پر بارہ ستارون کا تاج وہ عورت حاملہ تھی اور درد سے چلاتی اور جننے کو اینٹھتی تھی - پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھائی دیا دیکھو ایک بڑا سرخ اژدر جسکے سات سر اور دس سینگ تھے اور سات تاج اوسکے سرون پر تھے

اوسکے دم نے آسمان کے تہائی ستارے کہینچے اور اونہیں زمین پر ڈالا پہر اژدہا اوس
عورت کے آگے جو جننے پر تہی جا کہڑا ہوا کہ جب وہ جنے تو اوسکے بچہ کو نگل جاوے اور وہ
فرزند نرینہ جنے جو مقرر ہوا کہ لوہے کا عصا لیکر سب قوموں پر حکومت کرے اور اسکے
لڑکے کو خدا کے اور اوسکے تخت کے آگے اوٹہا لیگئی اور وہ عورت بیابان مین جہان
خدانے اوسکے لیئے جگہہ تیار کی تہی بہاگ گئی تاکہ وہان وے ایکہزار دوسو ساٹہہ دن
تک اسکی پرورش کریں پہر آسمان پر لڑائی ہوئی میکائیل اور اوسکے فرشتہ اژدہے
سے لڑے اور اژدہا اور اوسکے فرشتہ میکائیل سے لڑے لیکن اوپر غالب نہو سکے اور نہ
آسمان پر پہر اونکو جگہہ ملی سو بڑا اژدہا نکالا گیا وہی پرانا سانپ جسکا نام ابلیس اور
شیطان ہے جو سارے جہان کو دغا دیتا ہے وہ زمین پر گرایا گیا اور اوسکے فرشتہ
بہی اوسکے ساتہہ نکالے گئے پہر ایک آواز نہایت زور سے اسمان پر سنی گئی کہ اب
نجات اور قدرت اور ہمارے خدا کی سلطنت ظاہر ہوئی کہ جو رات دن خدائے تعالیٰ
کے روبرو ہمارے بہائیون پر تہمت لگاتا تہا نکالا گیا اور وہ عورت ایک زمان اور دو
زمان اور نیم زمان پرورش کرتی رہی اور وہ شیطان عورت پر غصہ ہوا اور اوسکی
باقی اولاد سے جو حکم خدا کا مانتے ہین لڑنے گیا۔ یہ روایات صادقہ حضرت یوحنا حواری
مسیح علیہ السلام کا ہے اور ظاہر ہے کہ بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایسا جلیل القدر
مولود سوائے حضرت ختمی مآب کے کوئی نہین ہے جو گمان کیا جاوے کہ کسی اور کی پیشین گوئی
ہے۔ سورج مراد رسول خدا صلعم سے ہے چاند جناب فاطمہؑ ہین بارہ ستارے
مراد ائمہ اثنا عشر ہین۔ عورت حضرت آمنہ ہین بیابان سے مراد عرب ہے۔
لغت مین عرب بمعنے بیابان ہے خدانے جو اوسکے لیئے جگہہ تیار کی تہی وہ بیت اللہ ہے
جسکی پیدائش کے روز شیطان کا آنا جانا آسمان سے بند ہوا ہے وہ باتفاق
جمہور علمائے اہل اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین حضرت

مسیح کے زمانہ تک برابر شیطان آسمان پر جاتا رہا مگر یوم پیدائش سرور کائنات علیہ افضل التسلیمات سے نکالا گیا ہے پس کسی صاحب عقل کو اس امر مین شبہہ نہین ہو سکتا کہ یہ پیشین گوئی حضرت خاتم الانبیا کی ہے۔ پس جبکہ آپکی پیشین گوئی ہے تو آخری فقرہ اس رویا کا بھی موید اسی کا ہے کہ اور وہ شیطان عورت پر غصہ ہوا اور اسکی باقی اولاد سے جو حکم خدا مانتے ہین لڑنے گیا جو لوگ کتب سماویہ سابقہ کے طرز عبارت سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ اتنا لفظ کہ فلانا حکم خدا کا مانتا ہے بڑے بڑے انبیا کے لیئے آیا ہے عوام لوگون کے لیئے اوسکا کبھی استعمال نہین ہوا۔ اور شیطان اور اخوان الشیاطین نے اون بزرگوارون کے ساتھہ جو کچھہ کیا وہ سب پر روشن ہے کہ اس امت نے اغوائے شیطانی سے کیا کیا اون بزرگوارون کے ساتھہ کیا۔

ہم تعجب کرتے ہین کہ اگر بعد حضرت رسول خدا کے خلفائے ثلثہ جانشین برحق ہوتے تو کتب سابقہ مین اونکا ذکر کیون نہوتا اور دوازدہ امام علیہم السلام مین سے کوئی بادشاہ نہین ہوا بلکہ کسی نے آسائش و آرام سے زندگی بھی بسر نہین کی اونکا مذکور کتب سماویہ مین ہونا پورے حقیقت کی دلیل ہے۔ اس روایت مین یعنے رویا مین لوہے کا عصا لیکر سب قوم پر حکومت کرنا جو مذکور ہوا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ دیگر انبیائے بنی اسرائیل صرف دعوت لسانی کرتے تھے اور فقط بنی اسرائیل کی قوم کے لیئے مبعوث ہوتے تھے جیسا کہ خود مسیح علیہ السلام فرماتے ہین کہ مین فقط اسرائیل کی گم ہوئی بھیڑون کی تلاش کرنے کو آیا ہون غیر قومون سے علاقہ نہین ہے اور ہمارے حضرت بجائے دعوت لسانی کے دعوت سنانے پر بھی مبعوث ہوئے اور حکم جہاد کا ہوا اور سب قومون پر مبعوث ہوئے یہی مراد ہے کہ لوہے کا عصا لیکر سب قومون پر حکومت کریگا اور ایک لفظ ایک ہزار دو سو ساٹھ دن کے

بحساب فی سال تین سو ساٹھہ دن کے برس بنائے جاوین تو ساڑھے تین برس ہوتے ہین اور ایک زمان اور دو زمان اور نیم زمان کو بھی جمع کیا جاوے تو ساڑھے تین زمان ہوتے ہین جو صاف طور پر بمعنے سال۔ اور اکثر روایات علماے تاریخ سے

اس مدت تک آپکی والدہ شریف کا زندہ رہنا ثابت ہے فقط

آج ہمارا بہت پرانا شک اس رویا سے رفع ہوا اور وہ شک یہ تھا کہ جناب رسولخداؐ باربار اپنی حیات مین واسطے جانشینی علی مرتضیٰ کے فرما گئے ولیعہد کر گئے مجمع اور مجالس مین حکم دیگئے پھر کیا وجہ تھی کہ آپکی وفات پاتے ہی امت نے اون معاملات کو یکسر دلون سے گرا دیا اور بعض اوقات یہ شبہ پڑ جاتا ہے کہ ایسا حضرت ابوبکر صدیق یا حضرت عمر وغیرہم کا ساری امت کو کیا رعب اور دباؤ تھا کہ ہزارون آدمیون سے ایک بھی حق کی طرف متوجہ نہوا اور سوا سے فقرا صحابہ کے کسی نے بھی حقوق مرتضوی کا لحاظ نہ کیا اور علماے اہل تسنن کو بھی بہت بڑا موقع حرف گیری کا حاصل ہوتا تھا کہ جب اسقدر اہتمام اس امر مین چند بار رسولخداؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا اور ہزار ہا مسلمان مین سے کسی نے اوس طرف توجہ نہ کی اور حقوق مرتضوی کو نظر انداز کر کے غیرون کو خلیفہ بنایا اور جبکہ بعد حضرت عمر کے شوریٰ ہوا اور اوسمین بھی حضرت علی کے حقوق پر لحاظ نہ ہوا بالآخر مرتبہ چہارم آپ خلیفہ بھی ہوئے تو گروہ صحابہ بیعت توڑ توڑ کر خود لڑنے لگے طلحہ و زبیر نے الگ گروہ باندھا معاویہ نے الگ لشکر کشی کی پانچ برس اسی نزاع مین گذر گئے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے وہ کچھہ امت نے کیا امام حسین علیہ السلام کا وہ حال کیا۔ کیا لاکھون مسلمان مین سے فقط ایک حُر شہید ہی جانتا تھا کہ یہ سبط رسول ہین اور لوگ اہل کوفہ اور شام نہ پہچانتے تھے کہ حسینؑ جگر گوشۂ رسولؐ خدا ہے پھر تا بہ امام آخر الزمان اوسی قسم کی نالائقی

کارروائی اس امت سے صادر ہوتی رہی - باوجودیکہ سب لوگ اونکے حقوق اور
استحقاق کو خوب جانتے تھے مگر حضرت یوحنا حواری کا خواب اور کشف کیسے
درست ہو جاتا بلا شبہ شیطان ملعون اون لوگون کے دلون پر پورا حاوی ہو گیا تھا
اور اوسنے اونکو اسقدر حق سے منحرف کیا تھا کہ اونکے دلون مین راست بازی کا
لگاؤ بھی باقی نہ رکھا تھا اور یہ کارروائی شیطان کی بوجہہ دشمنی پیدائش سرور کائنات
علیہ افضل التسلیمات کی تھی کہ وہ آسمان سے بند کیا گیا تھا اوسکا عوض بقیہ اولا
حضرت آمنہ سے کہ وہ ائمہ اثنا عشر ہین اوسنے لیا - اوہ بزرگوار لوگ بشہادت کتب
مقدسہ سابقہ خدا کے حکم ماننے والے تھے اپر شیطان کی تو کچھہ دسترس نہ تھی
ہان عام لوگون کے دلون مین شیطان نے گذر کر کے یہ سب معاملات کرا ے
مدت کے بعد آج یہ عقدہ مالاینحل کھلا ہے - اور دوسرا عقدہ بھی اس سے
کھل گیا کہ جناب امام حسین علیہ السلام نے باوجود اسقدر مصائب اور شدائد کے
کیون تقیۃً بیعت یزید کی نہ کرلی - یہ مقابلہ دراصل شیطان سے تھا یزید محض
درمیانی لوگون مین تھا صحف ایوبی سے مستنبط ہوتا ہے کہ شیطان حسب دستور
آسمان پر گیا تھا اور موافق عادت خود بندگان خدا کی بدگوئی کیا کرتا تھا رب العزت
نے فرمایا کہ میرا بندہ ایوب فرمانبردار ہے یہ مردود بولا کہ دھن دولت اولاد سب کچھہ
اسکو دے رکھی ہے یہ فرمانبرداری کرے تو کیا عجیب بات ہے ہان اگر اوسپر
تنگی ہو تو مضائقہ نہین کہ دیکھا جاوے کہ وہ بھی فرمانبردار ہے خداوند کریم نے
شیطان کو ہر طرح کا اختیار دیکر کہا کہ جو تیرا جی چاہے وہ اوسکے ساتھہ کر چنانچہ شیطان
نے تمام دنیاوی امور مین اوپر تنگی کی دھن دولت چارپایہ مویشی اولاد
وغیرہ سب کچھہ غارت ہو گئے بدن مین ثبور سوزان پیدا ہوے اونمین کیڑے پڑے
مگر فرمانبرداری حق سے باز نہ آئے بی بی تک جدا ہو گئی لیکن نبی اللہ تھے

سب کچھ جانتے تھے اس ملعون کے داؤن پیچ آئے حضرت آدم علیہ السلام تک تو
اس ملعون کو وہی ایک معمولی عداوت اولاد آدم کی تھی لیکن ہمارے حضرت کی
پیدائش کے وقت جو اوسکی آمد و رفت آسمانوں کی بند ہوئی تو اوسکو اور زیادہ
عداوت اور کاوش انکی اولاد سے ہوئی گویا بنی آدم سے ایک عداوت تھی اور آل محمد سے
دو گونہ عداوت ہوئی اس ملعون نے کوئی دقیقہ تکلیف و مصائب کا باقی نہ رکھا جو
یزیدیوں سے نہیں پہونچایا حتی کہ تین روز تک بے آب و دانہ رکھا - ادہر سے صرف یہ
درخواست تھی کہ یزید کی بیعت کر لو - ایسے موقع پر جبکہ بہت سی جانونکے ضائع ہونے
کا خوف ہو اور ایسے شدائد اور تکالیف ہوں تو بردے تقیہ بیعت کر لینا کسی
طرح بیجا نہ تہا لیکن وہ عام لوگوں کے مانند نہ تھے دیدۂ بصیرت اونکے روشن تھے
وہ اصلیت معاملہ کو خوب جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ اسوقت کا یزید سے بیعت
کر لینا بالکل مثل اطاعت شیطان کے ہے اور یزید اور اونکے ہمراہی کچھ وقعت نہیں
رکھتے بلکہ دراصل مقابلہ شیطان سے ہے اسلیئے آپ مع اور اعزہ اور اقربا کے جان پر
کھیل گئے اور اقرار بیعت زبان سے نہ نکالا - اگر آدمی ذرا غور سے دیکھے تو صبر امام
حسین علیہ السلام کا صبر ایوب علیہ السلام سے بہت بڑہا ہوا تھا وہاں دولت مال و
اولاد پر انکے بھی مصیبت پڑی تھی اور یہاں بھی یہی واقعہ درپیش آیا تھا - تین روز کی
بھوک پیاس سورج کی گرمی ریت کی طپش اعدا کا چاروں طرف سے ہجوم یہ زیادہ تھا
وہاں اگر بدن پر بھوڑ سوزان تھے یہاں تیر و شمشیر کے ہزاروں زخم تھے وہاں سوال
شیطانی بہت بڑا یہ تہا کہ خدا سے پھر جاؤ یہاں فقط یہ تھا کہ یزید سے بیعت خلافت
کر لو - مصائب امام حسینؑ حضرت ایوبؑ کے مصائب سے بڑھے ہوئے
تھے اور سوال اونکے سوال سے چھوٹا تھا مگر چونکہ مقابلہ شیطان سے
تھا اسلیئے اوس چھوٹے سوال کو باوجود کثرت مصائب کے قبول نہ فرمایا

اور جان نازنین پر جھیل گئے۔

جملہ سوم در بیان احادیث نبوی دالہ بر خلافت علی مرتضی سلام اللہ علیہ

اس موقع پر ہم صرف ذکر احادیث دال بر خلافت علی مرتضیٰؑ کا کرین گے۔ اور معاملہ ولیعہدی اور استخلاف وجمع ومجالس تقرر خلافت کا ذکر بعد مین کرین گے۔

اخرج الحاکم فی المستدرک عن ابی ھریرۃ قال قالت فاطمۃ علیھا السلام یارسول اللہ زوجتنی من علی ابن ابی طالب وھو فقیر لامال لہ فقال یا فاطمۃ اماترضین ان اللہ عزوجل اطلع علی اھل الارض فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک عن ازالۃ الخفاء۔ روایت کی ہے امام حاکم نے ابوہریرہ سے کہا فاطمہؑ نے کہ یارسول اللہ آپ نے تزویج میری علی ابن ابی طالب سے کی اور وہ فقیر اور بے مال ہین اسپر رسول خدا نے فرمایا کہ اے فاطمہؑ کیا تو اس بات پر راضی نہین ہے کہ اللہ جل شانہ نے تمام اہل روے زمین کے حالات پر اطلاع پاکر اونمین سے صرف دو آدمیون کو اختیار کیا ہے کہ ایک تیرا باپ ہے اور دوسرا شوہر تیرا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ موجودگی ایسے برگزیدہ کے اور کون شخص بعد نبیؐ کے مستحق خلافت ہو سکتا ہے۔

جامی نے شواہد النبوت مین روایت لکھی ہے کہ جناب فاطمہؑ نے رسول خدا سے ذکر کیا کہ علی مرتضیٰؑ سے زمین باتین کرتی ہے تو آپنے فرمایا۔ کہ خداے تعالیٰ فضیلت نہاد شوہر ترا بر سائر خلائق۔ وعن جابر بن عبد اللہ۔ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد المدینۃ فلیات الباب۔ جابر بن عبد اللہ کہتا ہے کہ سنا مین نے رسول اللہؐ کو فرماتے ہوے کہ مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اوسکا دروازہ ہے پس جو کوئی شہر مین آنا چاہے تو دروازے سے آوے اخرجہ حاکم وغیرہ من المحدثین ونقلہ فی ازالۃ الخفاء

اگر حضرت ابوبکر و یا حضرت عمر علم نبوی سے حصہ لینا چاہتے تو ضرور بموجب اس حکم کے انکو حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنا پڑتا اور اونکے شاگرد اور مرید ہوکر بیعت کرتے پس اہل انصاف خود غور کرین کہ خلافت کے لیئے احق کون ہے۔ اخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیۃ۔ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ علیا وفاطمۃ والحسن والحسین فقال اللّٰھم ھؤلاء اھلبیتی۔ صحیح ترمذی مین یہ روایت مباہلہ درج ہے اور ظاہر ہے کہ جناب مرتضیٰ علی کو حضرت رسول خدا کا نفس قرار دیا ہے پس جس شخص کو خداوند عالم نفس رسول قرار دے پھر وہان گنجائش فصل کہان ہے اور بموجودگی اونکے اور شخص کسطرح مستحق خلافت ہو سکتے ہین۔ بروایت صحاح ستہ بیوم خیبر بمقابلہ حضرات شیخین علی مرتضیٰ کو محب خدا اور رسول قرار دیا ہے اور انہین کے مقابلہ پر لفظ کرار غیر فرار جناب رسول خدا نے آپکی نسبت فرمایا ہے کہ روایت مذکورہ بیشتر بیان ہو چکی ہے پھر بمقابلہ علی مرتضیٰ کے شیخین مستحق خلافت نہین ہین۔ بیوم احزاب رسول خدا نے یہ فرمایا کہ علی ابن ابی طالب کی ایک لڑائی خندق مین کی دہ نیکے میری تمام امت کے اعمال سے کہ جو وہ قیامت تک کرین افضل ہے۔ پس ایسے دن مناقب شخص کے ہوتے ہوئے امتی لوگ کہ جنکے اور سب دیگر امتیو نکے اعمال ملکر اونکی ایک لڑائی کے برابر وقعت نہ رکھتے ہون کسطرح قابل خلافت ہو سکتے ہین۔ عن عائشۃ قالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادعوا الی سید العرب فقلت یا رسول اللہ الست سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ سید العرب کو بلاؤ پس مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ سید العرب
نہین ہین تو کہا آپ نے کہ مین سید اولاد آدم ہون اور علی سید العرب ہے عرب مین
شیخین اور جمیع صحابہ داخل ہین اور حضرت علی مرتضیٰ اون سبکے سردار ہین پس
بموجودگی سردار کے عام رعایا لوگ قابل امارت نہین ہو سکتے۔
ازالۃ الخفا مین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تصدیق القاب مرتضوی بالفاظ
وصی ووارث وولی رسول اللہ کرتے ہین اور حدیث نقل کرتے ہین فقال
رسول اللہ صلعم لعلی رضا انت ولئی فی الدنیا والاخرۃ اور قول مرتضی علی
علیہ السلام بروقت نزول آیت اَفَاِئنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَاللّٰہِ
اِنِّیْ لَاَخُوْہٗ وَوَلِیُّہٗ وَابْنُ عَمِّہٖ وَوَارِثُ عِلْمِہٖ۔ لکھتے ہین اور یہ سب الفاظ
دلالت خلافت بلا فصل پر کرتے ہین آیہ تطہیر کا حضرت علی کے لیے نازل ہونا
پیشتر مذکور ہو چکا ہے اور ازالۃ الخفا مین یہ حدیث مذکور ہے وعن ابی سعید
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لعلی یا علی لا
یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک سد ابواب
مسجد غیر از باب علی کہ پیشتر مذکور ہو چکا بہت بڑی دلیل فضیلت اور خلافت کی ہین
یہ صفات مشارکت صفات نبوت کے ہین۔ ایسے شخص کے مقابلہ مین غیر طاہر کب
جانشین رسول ہو سکتا ہے۔ وفی ازالۃ الخفاء اخرج الحاکم والنسائی عن
عمرو بن میمون وقال ابن عباس وسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبا وھو
طریقہ لیس لہ طریق غیرہ اور یہی روایت طولانی زید بن ارقم اور دیگر صحابہ سے
ہے اور صحیح بخاری مین بھی ہے اور شیخ ابن حجر نے شرح بخاری مین بشرح و
بسط لکھا ہے۔ بروز فتح مکہ دوش رسول پر سوار ہونا ہم پیشتر لکھ چکے ہین قول

رسول خدا بعبارت جامی نقل کرتے ہین - خوشا حال تو کہ کار حق میکنی و خوشا حال من کہ بار حق میکشم - اور پہر یہ فرمانا رسول خدا کا کہ بار خدایا جسطرف علی پہرے اودہر ہی حق کو پہیر کسدرجہ اثبات حقیت وخلافت و افضلیت ہے - ملا جامی لکھتے ہین کہ امیر المومنین

علی رضی اللہ عنہ گوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت کرد کہ تغسیل

وے من قیام نمایم کہ بغیر من ہر کہ را نظر بر عورت وے افتد نابینا گردد -

دوسرے مقام مین جامی نے قول امام کا لکھا ہے - کہ امام را جز امام نشوید پس نبی کے لیے لامحالہ ضرور ہے کہ نبی را جز امام نشوید - اگر حضرت ابوبکر مستحق خلافت ہوتے تو یہ کام ضرور اونسے لیا جاتا - ومن المتواترات علی منی وانا منہ یعنے فرمایا رسول خدا نے کہ علی مجہسے ہے اور مین علی سے ہون پس بموجودگی علی مرتضیٰ کے کوئی خلیفہ نہین ہو سکتا بحسب حکم اس حدیث کے گنجائش فصل نہین ہے اسلیئے علی مرتضے بلا فصل خلیفہ ہین اور خلافت چونکہ نیابت رسالت ہے اسلیئے ایسا ہی شخص درکار ہے کہ جو شخص مصداق انہ منی وانا منہ کے ہو جیساکہ بوقت تبلیغ سورہ برات کے حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور حکم پروردگار عالم کا سنایا کہ کار تبلیغ رسالت سوا اے تمہارے یا ایسے شخص کے جو تمسے ہو دوسرا انجام نہین دے سکتا چنانچہ حضرت ابوبکر کو اس کام سے معزول کر کے حضرت علی مرتضے کو مقرر کیا پس صاف ثابت ہے کہ نیابت رسالت اوسی شخص کی جائز ہے کہ جو نبی سے ہے اور نبی اوس سے ہے -

ازالۃ الخفا مین ابن عباس سے روایت ہے - قال ابن عباس - وقال لہ یعنے علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انت ولی کل مومن بعدی ومومنۃ یعنے فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے علی کے لیے کہ تو میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کا حاکم وسردار ہے اس سے زیادہ اور کیا حکم خلافت بلا فصل کا ہو سکتا ہے - اور جو لوگ

بوجہ عداوت ہرمقام پر ولی کے معنے دوست کے قرار دیتے ہین انکی آنکھون مین خاک پڑگئی اور جواب دندان شکن انکو لفظ من بعدی نے دیدیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب سا متعصب سُنی اس حدیث کو ازالۃ الخفا مین لکھے یہ قدرت خدا ہے جو ولی کے معنی دوست بیان کرتے ہین اونسے پوچھا جاوے کہ اگر یہ لفظ بمعنے دوستی ہوتا تو مِن بَعدِی کی کیون قید ہوتی حضرت حیات رسولؐ خدا مین مومنین کے دشمن نہ تھے جو بعد وفات رسولؐ خدا کے دوست مومنین کے ہوجاینگے یہ حدیث صاف دلیل خلافت بلافصل کی ہے۔

وعن زید ابن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من یرید ان یحیی حیواتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ الخلد التی وعدنی ربی فلیتول علی ابن ابی طالبؑ فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال اخرج الحاکم فی المستدرک ونقلہ فی ازالۃ الخفاء وحدیث مندرجہ باب فضائل نمبر ۹۷ کتاب ہذا مین درج ہے ولا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایتہ والبراءت من اعدائہ بڑا تعجب ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؑ کا تولّا اور اونکے اعدا سے تبرا داخل ایمان سمجھا جاوے اور خلفاے ماتقدم کی نسبت ایسا حکم نہو اسلیئے حضرت علی مرتضیٰؑ بالضرور بلافصل خلیفہ ہین۔ امت کو تاکید محبت علی مرتضیٰؑ رسولؐ خدا نے نہایت درجہ فرمائی اور محب انکا مومن اور دشمن انکا منافق قرار پایا اور محبان کے لیئے وعدہ بہشت اور دشمنان کے لیئے وعدہ دوزخ فرمایا یہ بڑی دلیل خلافت کی ہے ورنہ اس شدومد واہتمام سے ایسے احکام صادر نہوتے وعن عمار بن یاسر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول لعلی یا علی طوبی لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک۔ محبت اور تصدیق علی مرتضیٰؑ کی کرنے والا بہشتی ہے

اور اونسے بغض رکھنے والا اور تکذیب کرنیوالا جہنمی ہے تصدیق و تکذیب کا ذکر دلالت بر
خلافت کرتا ہے ومن احب علیا فقد احبنی ومن ابغض علیا فقد ابغضنی
ولا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق بطرق متعددہ بیان ہوے ہیں
اخرجہ الحاکم۔ وعن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم
دخل علی فاطمۃ فقال انی ایاک وھذا النائم یعنی علیا وھما یعنی الحسن
والحسین ھی مکان واحد یوم القیامۃ اخرجہ الحاکم فی المستدرک۔ اگر
خلفاے ثلثہ جانشین برحق ہوتے تو وہ بھی اسی مکان مین ہوتے وعن عبد اللہ
بن سعد بن زرارہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
اوحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین وامام المتقین وقائد الغر المحجلین
اخرجہ الحاکم فی المستدرک ونقلہ فی ازالۃ الخفا۔ صفحہ ۲۶۳ مقصد دوم
ولی کل مومن مین تو محبت کے لگاتے ہین لیکن سید المومنین مین کیا
توجیہ نکالین گے۔ یہ صاف صاف حکم خلافت اور امارت ہے۔
حبیب السیر وغیرہ کتب مین بروایات صحیحہ یہ لکھا ہے خرضائیل فرشتہ کے کتف پر
یہ لکھا ہوا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب مقیم الحجۃ
در قصۂ ازدواج جناب فاطمہ ایضا قصۂ معراج مین لکھا ہے۔ قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم لما اسری بی الی السماء اذ العرش مکتوب
فیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ لعلی۔ وعن زید بن ارقم
عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لعلی وفاطمۃ والحسن والحسین
انا حرب لمن حاربتم وانا سلم لمن سالمتم اخرجہ الحاکم فی المستدرک
جنگ وصلح کا مذکور یہی خلافت کی دلیل ہے واخرج الحاکم عن ابی اسحاق قال
سئلت قثم بن العباس کیف ورث علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

دونکم قال لانہ کان اولنا بہ لحوقا واشدنا بہ لذوقا۔ اگر یہ قول مسلمہ
اہل سنت وراثت مال انبیا مین نہین ہے تو لا محالہ خلافت سے مراد ہے۔

فصل در بیان استخلاف بحین حیات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما یتعلق بہا

واضح ہو کہ اس فصل مین بیان اس امر کا ہے کہ آیا بحالت بیان خلافت کے کسی
شخص کو حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حین حیات مین اپنا ولیعہد
یا خلیفہ مقرر کیا ہے یا نہین۔ اور چونکہ مشارکت اختیارات نبوت مین اور حکم اتباع وپیروی
خلیفہ متعلق اس فصل سے ہین اسلیئے انکو علیحدہ بیان کرنا خالی از لطف ہے اسلیئے
ہم ان دونون جملون کو اسی فصل مین مذکور کرینگے۔

واضح ہو کہ بمعائنہ کتب اہل سنت والجماعت یہ امر بخوبی ثابت ہے کہ جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حین حیات مین کبھی حضرت ابوبکر یا حضرت عمر یا حضرت
عثمان کو اپنا خلیفہ یا جانشین مقرر نہین فرمایا۔ نہ کبھی معاملات نبوت واختیارات
رسالت مین انکو مشارکت ہوئی نہ کبھی رسول خدا صلعم نے امت کو انمین سے
کسی کے ساتھہ تمسک اور پیروی کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام
کے استخلاف اور ولیعہدی اور بالخصوص خلافت کا مذکور ہوتا ہے اوسوقت علماے
اہل التسنن بجواب اسکے یہ بیان کرتے ہین کہ مرض الموت مین رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حضرت ابوبکر کو نماز پڑھانے کو حکم دیا ہے مگر یہ روایت محض دروغ اور مصنوعی
ہے اسکی مطلق اصلیت نہین ہے علماے محض براہ عداوت علی مرتضی
ودوستی حضرت ابوبکر کے محض مصنوعی بات بنائی ہے اول تو غور کرنا چاہیے
کہ اگر کچھہ اصلیت ہوتی تو بروقت انعقاد بیعت خلافت اور بوقت نزاع سقیفہ
بنی ساعدہ اسکا مذکور ہوتا۔ مگر وہان مطلق اسکا ذکر نہین آیا۔ علاوہ اسکے خود
احادیث وروایات اہل سنت سے اس قول کا مصنوعی ہونا بخوبی ثابت ہے

یہ احادیث جو بروایت عائشہ بیان کی گئی ہے اسمین لوگونکو یقین دلانے کے لیے
وہ اصرار موجود ہے جو وضعی کلام مین ہوا کرتا ہے یعنی بی بی عائشہ فرماتی ہین کہ جب
بلال نے اذان نماز کے لیئے دی تو رسول خدا نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز
پڑہا دین مین نے عرض کی کہ ابوبکر رقیق القلب ہے انکو حکم نماز پڑہانے کا نہ
دیجئے اور نہ اپنے آپکی جگہ کھڑا ہنوا جائیگا تب مین نے حفصہ سے کہا کہ تو رسول خدا سے
عرض کر چنانچہ حفصہ نے بہی یہ عرض کیا اور رسول خدا نے نہ مانا بلکہ یہ کہا تم اے عورتون
صواحب یوسف ہو یعنی تمہارے کچہہ اور ہے کہتی کچہہ اور ہو۔

اب اہل انصاف غور فرمائین کہ اگر فی الواقع حضرت ابوبکر کی یہی کیفیت تہی تو رسول خدا
کو بے تجہیز و تکفین چہوڑ کر خلافت کرنے سقیفہ مین کیسے چلے گئے اور جس شخص
کو ایک وقت کی نماز مین جانشین ہونے رسول خدا کا تحمل نہوئے تو وہ
دو آدمی جانشینی کا کیسے تحمل کر سکتا ہے۔ تہوڑی دیر کے لیئے رسول خدا
کی جگہ پر کہڑا ہونے سے جسکو گریہ و زاری طاری ہو وہ سقیفہ مین خلافت کی
بحث کرنے کو جائے اور رسول خدا کو بے تجہیز و تکفین چہوڑے اور ایک قطرہ
آنسو کا نہ بہا دے اور بعد وفات رسول خدا صرف یہ کہکر چلدیے کہ آپنے رونے کو
منع نہ کیا ہوتا تو مین آنکہون سے ندیان بہا دیتا کسی طرح قابل قبول نہین ہے
اور اسکے جو کچہہ کارروائی اس بارے مین ابوبکر سے واقع ہوئی وہ شاہد اس
امر کی ہے کہ وہ مدت سے اسوقت نامبارک کے مترصد تہے کہ ہم آئندہ
بخوبی سرعت و اضطراب بیعت و تخلف جیش اسامہ وغیرہ وجوہات سے ثابت
کرینگے پس کب ممکن ہے کہ باپ تو ایک امر کا مدت دراز سے امیدوار
ہو اور بیٹے اوسوقت یہ اولٹی چال نہ چلے اور ایسے بیٹے کہ مان باپ کی محبت
مین جسنے خدا اور رسول کی اطاعت سے گردن کشی کی کہ جسکے صدہا مین خلاف وندا کے

سورہ تحریم مین اونکا مذکور کرتا ہے اور باپ کی نسبت بہی تذکرہ فرمایا ہے کہ مسلمانون
اپنے نفس اور اولاد کو دوزخ سے بچاؤ اگر توبہ نصوحا کروگے تو شاید تمہارے گناہ
معاف ہون اور پہر انکو زن نوحؑ سے کہ کافرہ تہین خداوند تعالی نے مثال
دیتا ہے اور خود اسی روایت سے جبکہ انکی اسقدر بے اعتباری ہے کہ حضرت
رسول خدا فرماتے ہین کہ تم صواحب یوسف ہو کہ تمہارے دلمین کچہہ اور ہے اور زبان
پر کچہہ اور ہے تو دروغ گوئی صاف طور پر ظاہر ہے پس جبکہ نبی خود اونکو دروغگو فرمائے
تو انکی روایت کا کیا اعتبار ہے غالباً یہ فقرہ اس روایت مین مزید اعتبار کے
لیئے جمایا گیا تہا مگر قدرت خدا سے گلے مین گونکلے لگا اس بارمین جس روایت پر زیادہ اعتبار کیا
گیا ہو وہ روایت زہری کی ہے کہ اونسے عبد اللہ بن ربیعہ سے یہ روایت کی ہے کہ مرض الموت مین عبد اللہ بن ربیعہ
سے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اے عبد اللہ تو لوگون سے کہدے کہ وہ نماز پڑہلین
عبد اللہ جسوقت مسجد مین آیا تو حضرت عمر کو پایا اونسے اونسے وہی پیغام کہدیا چنانچہ
حضرت عمر نماز پڑہانے اوٹہے ہوئے تو یہ جہیر الصوت تہے آواز اونکی رسول خدا
صلعم کو ناگوار ہوئی اور اونکو بند کردیا۔

سخت افسوس کا مقام ہے کہ جسکے سبب سے رسول خدا صلعم کو ایک وقت کی
نماز مسلمانون کو پڑہانا گوار نہوا اوسکے بعد یہ فعل بگردہ دس برس تک جاری رہا اور
فرمایا کہ ابوبکر سے کہدو کہ وہ نماز پڑہاوے۔

مدارج النبوت صفحہ ۲۴۹ جلد دوم حضرت واضع نے یہان بہی کارسازی کی
کر دوسری روایت مین یہ بنایا کہ عبد اللہ بن ربیعہ سے رسول خدا نے یہ فرمایا
کہ ابوبکر سے کہدے کہ نماز پڑہادے مگر جب عبد اللہ مسجد مین آیا تو ابوبکر
نہ ملے اور عمر سے کہدیا کہ تم نماز پڑہاؤ اور جبکہ حضرت عمر کا نماز پڑہانا ناپوجہہ

اگر سختی آواز کے حضرت کو مکروہ معلوم ہوا تو انکو بند کر دیا اسپر عمر نے عبداللہ سے
کہا کہ تو نے بڑا کام کیا کہ مجھسے بلا اذن رسول خدا کے یہ کہدیا اوسوقت عبداللہ
نے خدا کی قسم کہا کر یہ بات کہی کہ مجھسے رسول خدا نے کسیکا نام لیکر نماز
پڑہانے کو نہین کہا عام بات کہی تہی کہ نہین نے اپنے سے کہدی۔

مدارج النبوت صفحہ ایضاً۔ اہل انصاف ذرا واضح کی قوت حافظہ کو غور فرمائین
کہ شروع روایت مین تو آپ یہ لکھتے ہین کہ رسول خدا نے عبداللہ بن ربیعہ سے
کہا کہ ابوبکر سے نماز پڑہانے کو کہدے اور آخر مین قسمیہ قول ابن ربیعہ کا خود ہی درج کرتے ہین کہ مجھسے رسول خدا نے
کسی کام کو نہین لیا بہر حال ثابت ہے کہ حضرت رسول خدا نے ہرگز ہرگز کسی کا نام لیکر حکم نماز پڑہانے کو
نہین دیا اسلیئے یہ حکم کسیطرح اس معاملہ مین کار آمد نہین ہو سکتا۔ اگر بعد
مکروہ معلوم ہونے آواز حضرت عمر کے بفرض محال یہ فرمایا ہو کہ ابوبکر سے
کہدو کہ وہ نماز پڑہاوین تو اس سے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ آواز سخت
نہ تہی اسلیئے اجازت دیدی اور حضرت عمر کو سختی آواز کیوجہ سے منع کر دیا
ہرگز ہرگز یہ حکم ارادتاً ثابت نہین ہے۔

بلکہ دیگر روایات سے جو اسی ضمن مین صاحب مدارج النبوت نے بعد ان
روایات کے لکھے ہین صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کو
اوسوقت ابوبکر کا نماز پڑہانا بھی ناگوار معلوم ہوا کہ اول تو حضرت عمر کو نماز پڑہانے
سے منع کیا پھر جب ابوبکر کی آواز آئی تو خود مسجد مین چلے گئے اور خود نماز پڑہائی
اور عین نماز مین ابوبکر امام سے مقتدی ہوئے حالانکہ بیشتر ایسا اتفاق ہو چکا
ہے اور صحابہ کے پیچھے رسول خدا صلعم نے مقتدی ہو کر نماز پڑہی تہی جیسا
کہ مدارج النبوت سے ظاہر ہے۔

پس صاف طور پر ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے ہرگز کسی ارادہ خاص سے کسیکو نماز پڑھانے کا حکم نہین دیا پھر اہل سنت کو اسپر فخر اور ناز کرنا محض بیجا ہے علاوہ اسکے یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ اگر رسول خدا صلعم کو حضرت ابوبکر کا خلیفہ کرنا منظور ہوتا تو جیش اسامہ مین اونکو متعین نکرتے دیکھو اسامہ کی ماتحتی مین اونکو اور حضرت عمرؓ و عثمان و غیرہم کو حضرت نے تعینات کر دیا حالانکہ اونکو ناگوار بھی نہین ہوا اور مرتکب عدول حکمی کے ہوئے اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت کو ہرگز اونکا خلیفہ کرنا منظور نہ تھا بلکہ علی مرتضٰے کا خلیفہ ہونا مدنظر تھا ورنہ جب اکابر مہاجرین کو متعین کیا تھا تو حضرت علیؑ کو بھی متعین کرتے اونکا متعین نکرنا صرف بوجہ خلافت کے تھا۔

یہ حال تو نصوص اور احکام خلافت شیخین کا ہے۔ اب اختیارات رسالت مین مشارکت کا ہونا بھی نسبت خلفاء ثلثہ کے ثابت نہین ہے نہ تو وہ مثل انبیاء و مرسلین کے معصوم ہین نہ طاہر ہین نہ اونسے معجزات ظاہر ہوئے ہین نہ سوائے السنان کے اور کسی طبقہ نے اونکو خلیفہ قبول کیا ہے نہ علم لدنی سے اونکو حصہ پہونچا ہے یہی امور اختیارات نبوت کے مشارکت کے ہین اونمین سے کوئی امر بھی خلفاء ثلثہ کی نسبت ثابت نہین ہے بلکہ برخلاف اسکے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی کام متعلقہ تبلیغ رسالت حضرت ابوبکر کے سپرد کر دیا تھا کہ اوسوقت جبرئیل امین حکم رب العالمین لائے کہ تبلیغ رسالت تمہارا کام ہے تم خود جاؤ یا ایسے شخص کو بھیجو کہ جو تمسے ہو حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ ایسا شخص کون ہے جبرئیل بولے کہ علی مرتضٰے ہین چنانچہ قصہ تبلیغ سورہ برائت مشہور ہے کہ باوجودیکہ ابوبکر صدیق سورہ برائت لیکر مکہ معظمہ کو روانہ ہو چکے تھے کہ عقب سے حضرت علی مرتضٰی علیہ السلام کو سورہ برائت دیکر بحکم خداوند تعالے اسلئے روانہ کیا گیا۔

اور ابوبکر اس سے معزول کیے گئے۔

ہمنے پوری روایت باب فضائل مرتضوی مین بہ نمبر ۵۷ درج کی ہے۔ اور جبکہ حضرت ابوبکر نے واپس ہوکر سبب اپنی معزولی کا دریافت کیا تو رسول خدا نے یہ فرمایا ولکن الامین ھبط الی عن اللہ عزوجل بانہ یودی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فی اھلی وامتی ولعدای یقضے دینی ولا یودی عنی الا علی۔ یعنی ولیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل امین نازل ہوئے اور وحی لائے کہ کوئی شخص تمہاری طرف سے تبلیغ رسالت نہین کرسکتا مگر خود تم یا وہ شخص جو تمسے ہے اور علی مجھسے ہے وہ میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے اور میرا خلیفہ ہے میرے اہل اور امت مین اور بعد میرے میرا قرض ادا کریگا اور سوائے اسکے اور کوئی شخص میری طرف سے تبلیغ رسالت نہین کرسکتا۔

علمائے اہل سنت وجماعت اس روایت سے نہایت درجہ نادم ہوتے ہونگے لیکن چونکہ یہ حدیث متواترات سے ہے اسلیئے کچھہ دم زدنی نہین کرسکتے مگر اونکو سخت افسوس ہے کہ یہ روایت اونکے کتب مین کیون درج کیگئی ہے۔ ایک ذراسے معاملہ نماز پڑہانے کو علمائے اہل سنت نے کسقدر طول دیا ہے حالانکہ وہ تبلیغ رسالت سے متعلق نہین خاص جناب رسول خدا کے زمانہ مین ہزاروں مساجد کے اندر لوگ امام بنکر نماز پڑہاتے تھے اسمین کوئی فخر اور ناز کا موقعہ تھا نہ رسول خدا نے کسی کا نام لیکر حکم دیا خود ہی فرما فرماے بنکر امام ہوگئے تھے اور جلدی ہی دونون صاحب یکے بعد دیگرے بند کیئے گئے۔

علمائے اہل سنت کو معزولی حضرت ابوبکر تبلیغ سورہ برأت کے بابت کوئی جواب نہین ہے اور یہ بہت بڑی دلیل خلافت بلا فصل حضرت مرتضیٰ علیہ السلام

کی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ سارا قصہ معزولی کا بیان کر جاتے ہین اور پھر ہٹ دھرم کیے جاتے ہین کہ حضرت ابوبکر معزول نہین کیے گئے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین بعد درج کرنے روایت محمد بن اسحاق و ابن عباس کے یہ تحریر فرماتے ہین

فقیر گوید کہ بعض روات را خطا واقع شدہ است کہ میگویند ابوبکر صدیق را باز گردانید اصل قصہ آنست کہ ابوبکر بلا نزاع امیر الحج بود سورۂ برأت اول بدست ابوبکر صدیق دادہ بودند بعد ازان جبرئیل فرود آمد و امر کرد کہ از دست حضرت علی مرتضےٰؓ باید فرستاد۔

اب اہل انصاف غور کرین کہ راویون کی کیا خطا ہوئی اور ابوبکر کیسے بلا نزاع امیر الحج رہے تعجب ہے کہ خود ہی شاہ صاحب معزولی اونکی بحکم وحی لکھ رہے ہین پھر اپنی سمجھ کی خطا راویون پر کیون ڈالتے ہین اور امیر الحج رہنے ہی تو کیا تھا تبلیغ سورہ برأت کی ناقابل قرار پا چکے اور پھر بھی دلیل نیابت رسالت کی ہے افسوس ہے شاہ صاحب کے خداوند تعالے اور جبرئیل علیہ السلام پر کچھ بس نہین لگے اسلیئے راویون کو لتاڑ ڈالا۔ یہ ایک اور افسوس ہے کہ اہل سنت اثبات خلافت ابوبکر کے لیئے بہت چھوٹی چھوٹی اور بے وجہ باتون کو سند گردانتے ہین پھر ایسے بڑے عہدے امیر الحج کو کیون کبھی استدلال خلافت مین پیش نہین کرتے۔

نکتہ سبحان اللہ نبوت حقہ اوسکا نام ہے کہ جناب رسول خدا صلعم پر سب کچھ جو ہونیوالا تھا بالکل واضح اور روشن تھا اور جو سورۂ برأت حضرت ابوبکر کے ہاتھ بھیجی اور پہلے سے ہی علی مرتضےٰ علیہ السلام کو نہین بھیجا اسمین یہ نکتہ تھا کہ یہ معاملہ علی مرتضےٰ علیہ السلام کی خلافت پر جسکو اعتیان ناحق پسند قبول

نہ کرینگے سند کامل ہو جائے اور اوسی شخص کے مقابل مین قابل استدلال ہو جاوے کہ جو سب سے اول دعویدار حق ہووے۔

فائدہ- جس شخص مین فقط تبلیغ سورۂ برائت کی قابلیت نہ تھی بڑا التعجب ہے کہ ایسا شخص کسطرح حامل بار نیابت رسالت سمجھہ لیا گیا یہ تو صریح تعصب اہل سنت پر دلالت کرتا ہے کہ جب رسول خدا بحکم وحی صاف فرماتے ہین کہ کار تبلیغ رسالت مین خود ہی کر سکتا ہون اور نیابتاً فقط علی مرتضیٰ کر سکتے ہین کہ جو مجھہ سے ہین غیر شخص اس کام کو نہین کر سکتا- جو شخص زندگی رسول خدا مین کار نیابت انجام دے سکتا تھا وہ بعد وفات تو کسیطرح بہی نائب قرار نہین پا سکتا حین حیات نبی مین تو ایک معاملہ خاص کے بابت نیابت تہی جب اوسی کے ناقابل قرار پا چکے تو عام امورات رسالت مین نیابت کی قابلیت کا حاصل ہونا غیر ممکن او رمحال ہے

اب رہی یہ بات کہ آیا لوگون کو حضرت ابوبکر کے ساتھہ تمسک کرنے کا حکم دیا ہے یا رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہم کو یہ حکم دیا ہے کہ تم میرے بعد میرے اہل بیت اور قرآن کی پیروی کرنا چنانچہ صحاح ستہ اہل سنت مین یہ حدیث متواترہ درج ہے اور جملہ محدثین نے اسکی تصحیح کی ہے اور متواترات سے لکھا ہے کہ کتب ستہ احادیث کے علاوہ مسند احمد بن حنبل اور مستدرک حاکم اور دیگر کتب احادیث و معارج النبوت و روضۃ الاحباب وغیرہ کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہے بلکہ کتب مناظرہ مین علمائے متعصبین نے بہی اسپر جرح و قدح کسی قسم کی نہین کی بلکہ اوسکی صحت کو قبول کیا ہے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفار عن خلافت الخلفار مین اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ مین اس حدیث کو قبول کیا ہے عن جابر قال رأیت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم العرفہ وھو علی ناقۃ القصوے یخطب فسمعتہ یقول یاایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی

واہلبیتی - رواہ الترمذی -
دیکھو صحاح مین اور زیادہ مضمون بھی اسکا ہے ہم عنقریب اپنے موقع پر پورا تذکرہ
اسکا کرین گے پس جبکہ رسولؐ خدا نے اپنی وفات کے بعد اہل بیت کی پیروی
کرنیکا حکم امت کو جسمین شیخین بھی داخل ہین دیا ہے تو صاف بات ہے کہ امام
اہل بیت نبوی ہین اور ساری امت خواہ صحابی ہو یا غیر صحابی سب کے سب
تابع اور ماموم اور مامور بہ تقلید اہل بیتؑ ہین - اس حدیث کے جوابمین بھی
واضعان نے اپنا کام دکھلایا ہے اور ایک روایت مجہول بیان کیجاتی ہے اقتدوا
بالذین من بعدی - ابوبکر و عمر - لیکن جو حدیث کہ لکھوکھا آدمیون کے مجمع مین حضرت
رسولخدا صلعم نے فرمائی اور خود اہل سنت والجماعت اوسکو متواتر بیان کرتے ہین تو
اوسکے مقابلہ پر اس روایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے اول تو خود اس روایت کا مضمون
عقیدہ اہلسنت کے برخلاف ہے کیونکہ اونکے نزدیک چار خلافت راشدہ ہین اور
حدیث صرف دو خلیفونکی بابت یکجا حکم ہے تو بقیہ دو خلافت قابل اقتدا نہین ہین
اور چونکہ اونکے عقیدے کے خلاف ہے اسلیئے نامعتبر ہے اصلیت اسکی یہ ہے کہ
یہ حدیث معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ مین وضع ہوئی واضع
غریب کو کیا معلوم تھا کہ اونکے بعد کون کون خلیفہ ہوگا اسلیے اوسنے صرف
دو ہی خلفا پر جو گذر چکے تھے اکتفا کیا اگر بزمانہ معاویہ بنائی جاتی تو ضرور چارون
خلافت کا نام ہوتا چنانچہ اوس زمانہ کے موضوعات مین صاف طور پر بہ تسلسل
چارون خلافتون کا مذکور ہوتا علاوہ اسکے حدیث ثقلین آخری وصیت رسولخدا
کی ہے کہ حجۃ الوداع اور بیوم غدیر اور بیوم وصیت در مرض الموت اسیکا
اعادہ ہوا ہے پس اسکے قبل کا اگر کوئی حکم تسلیم بھی کر لیا جاے تو منسوخ
سمجھا جائیگا دیکھو عین مرض الموت مین قریب وفات پھر رسول خدا نے اسی کا

اعادہ فرمایا کہ بخاری شریف مین روایت ہے هلموا اکتب لکم کتابا لم تضلوا بعدہ
اس سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ وصیت رسول خدا گمراہی سے بچانے والی ہے اور
حدیث ثقلین اور خطبہ غدیر سے یہ امر صاف ہو چکا ہے کہ گمراہی سے بچانیوالی دو شی
ہین پیروی قرآن و پیروی اہل بیت نبوی پس صاف ظاہر ہے کہ وصیت مین
اسی کا اعادہ تھا اور خود حضرت عمر کے قول سے بھی ظاہر ہوگیا ہے کہ رسول خدا
صلعم کی مرضی اسی امر کے اعادہ کی بابت تھی اور بار بار جو رسول خدا صلعم باصرار
اس امر کو بیان فرماتے تھے ورنہ وہ خوب جانتے تھے کہ امت اسکی تعمیل بخلاف
اسکے کریگی اسلیے بار بار اسکا تذکرہ بنابر اتمام حجت فرمایا ہے ورنہ ایک مرتبہ جلسۂ
عام مین فرما دینا کافی تھا خطاب هلموا اکتب لکم کے بعد جو کچھ حضرت عمر نے
زبان سے فرمایا کتب سیر و احادیث مین مندرج ہے چنانچہ محدث دہلوی نے
مدارج النبوت مین قول حضرت عمر کا درج فرمایا ہے کہ جو انہون نے جناب ختمی مآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان مین کہا ہے۔ شخص در شدت مرض چیزہا میگوید کہ از
اختیار او بیرون است و شاید کہ این سخن نیز مثل آن سخنان باشد۔ مثل آن
سخنان سے صاف ہویدا ہوا ہے کہ حضرت عمر سمجھتے تھے کہ یہ بھی اپنے اہلبیت کے
لئے فرماتے ہین کیونکہ لم تضلوا شاید موجود ہے۔ وصیت آخری رسول اللہ صلعم کی جو حضر
اصحاب ثلثہ و دیگر مہاجرین سے مسجد نبوی مین رسول خدا صلعم نے جلسۂ عام مین فرمائی
بقول صاحب مدارج النبوت یہ ہے۔ وصیت میکنم مہاجرین اولین را کہ بایکدگر
نیکی کنید پس خواند سورہ والعصر تا آخر و این آیت فهل عسیتم ان تولیتم ان
تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ یعنے پس آگاہ ہو کہ اگر شاید
تم والی امر کیے جاؤ تو زمین پر فساد پیدا کرو اور قطع رحم کرو اس سے مرا
یہ ہے کہ میرے اہل بیت کے ساتھ تم لوگ بد سلوکی کروگے پھر فرمایا۔ وصیت میکنم

شما را در شان انصار فرمود اے انصار بعد از من جماعتے را بر شما ایثار و اختیار خواہند کرد و بر شما ترجیح خواہند داد انصار گفتند یا رسول اللہ بگو کہ با ایشان چہ کنیم فرمود صبر کنید تا زمانے کہ در لب حوض کوثر بمن رسید - پھر لکھتا ہے کہ حضرت صلعم نے حق صحابہ میں یہ وعظ کیا - نمی ترسم بر شما کفر را و شرک را ولیکن می ترسم از دنیا کہ رغبت کنند در آن و تغافل کنند بیک دیگر - اور یہ جملہ حالات مرگیاً مبطل خلافت ثلثہ ہین -

بیان استخلاف علی مرتضیٰ صلواۃ اللہ وسلامہ علیہ

واضح ہو کہ جناب رسول خدا صلعم نے چند بار بحین حیات خود حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا اور لفظ وصی اور وارث اور خلیفہ آپکی نسبت فرمایا اور امت کو آپکی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیا چنانچہ مفصل بیان اسکا مرقوم ہے -

استخلاف مرتبہ اول

یہ استخلاف مکہ معظمہ مین قبل از ہجرت وقوع مین آیا اور صاف طور پر رسول خدا صلعم نے تمام اہلیان خاندان مین سے حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کو باوجود صغر سنی وارث اور خلیفہ اپنا قرار دیا و بموجودگی اعمام و بنی اعمام حضرت مرتضیٰ کو وارث گردانا کہ بشرح و بسط اس قصہ کو شاہ ولی اللہ نے کتاب ازالۃ الخفا مین درج کیا ہے باین عبارت - و از انجملہ آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلعم با او معاملت منتظر الخلافت کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ است بجا آوردند -

اخرج النسائی فی کتاب الخصائص عن ربیعۃ بن ناجیہ ان رجلا قال لعلی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ یا امیر المومنین لم ورثت ابن عمک دون عمک قال جمع رسول اللہ صلعم او قال دعا رسول اللہ صلعم بنی عبد المطلب فصنع لہم مدا من طعام قال فاکلوا حتے شبعوا و بقی الطعام

کما ھو کان لم یمس ثم دعا بعمرۃ فشربوا حتی رووا و بقی الشراب کان لم یمس ولم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بعثت الیکم خاصۃ والی الناس عامۃ وقد رائیتم من ھذہ الامت ما قد رائیتم وایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی ووارثی فلم یقم الیہ احد فقمت الیہ وکنت اصغر القوم قال اجلس ثم قال ثلث مرات کل ذلک القوم فیقول اجلس حتی کان فی الثالثۃ ضرب بیدہ علی یدی ثم قال فبذالک ورثت ابن عمی دون عمی حاصل مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ کسی شخص کے سوال دربارہ حدیث وراثت ابن عمی دون عمی کے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام نے یہ قصہ بیان کیا ہے کہ جسکو امام نسائی نے کہ منجملہ ائمہ حدیث اہل سنت کے ہے کتاب الخصائص بین ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا ہے کہ جمع کیا رسول خدا نے تمام اولاد عبد المطلب کو اور اونکی ضیافت کی اور غذا و شربت اونکے لیے مہیا کیا کہ سب نے خوب کہایا پیا اور بجنسہ بچ رہا بعد الفراغ اکل و شرب کے آپ نے اپنے خاندان یعنی آل عبد المطلب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین عام لوگون پر مبعوث ہوا ہون لیکن تمپر بالخصوص مبعوث ہون اور اس قوم کا جو کچھ میرے ساتھہ حال ہے اوسکو تم دیکھتے ہو حاجت بیان کی نہین ہے اب تمکو لازم ہے کہ میرے ساتھہ اس بات کی بیعت کرو کہ تم میرے بھائی اور صحابی اور وارث ہو۔ لیکن رسول خدا کے اس فرمانے پر اونمین سے کوئی نہ اوٹھا مگر مین باوجودیکہ صغیر سن تھا یعنی حضرت مرتضیٰ فرماتے ہین کہ مین اوٹھا مگر رسول خدا نے مجھسے فرمایا کہ تو بیٹھہ جا بعد اسکے پھر اس کلمہ کا تین مرتبہ آپ نے اعادہ فرمایا اور ہر مرتبہ مین اوٹھکر کھڑا ہوا اور رسول خدا نے مجکو بیٹھنے کا حکم دیا حتی کہ جب مین تیسری مرتبہ اوٹھا تو رسولخدا صلعم نے اپنا ہاتھہ میرے ہاتھہ پر مارا اور یہی کلمہ فرمایا کہ ورثت ابن عمی دون عمی یعنے وارث کیا مین نے اپنا اپنے چچازاد بھائی کو

اور نہ کیا وارث چچا کو۔

صدر عالم نے معارج العلے میں اس استخلاف کو بروایت متعددہ بیان کیا ہے
اور واخرج ابن اسحاق وابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ وابونعیم
وبیہقی معاً فی الدلائل عن علی قال لما نزلت ہذہ الآیۃ علی رسول اللہ
صلعم وانذر عشیرتک الاقربین دعانی فقال یا علی ان اللہ امرنی
ان انذر عشیرتی الاقربین فضقت بذلک ذرعاً وعرفت انی مہما
ابادہم بہذا الامر اری منہم ما اکرہ فصمت علیہا حتی جاءنی جبرئیل
فقال یا محمد انک ان لم تفعل ما تومر بہ یعذبک ربک فاصنع لی
صاعاً من طعام واجعل علیہ رجل شاۃ واجعل لنا عساً من لبن
ثم اجمع لی بنی عبد المطلب حتی اکلمہم وابلغ ما امرت بہ ففعلت
ما امرنی بہ ثم دعوتہم لہ وہم یومئذ اربعون رجلا یزیدون او ینقصونہ
فیہم اعمامہم ابو طالب وحمزہ والعباس وابولہب فلما اجتمعوا الیہ دعانی
بالطعام الذی صنعتہ لہم فجئت بہ فلما وضعتہ تناول النبی صلعم جذبۃ من
اللحم فشقہا باسنانہ ثم القاہا فی نواحی الصحفۃ ثم قال کلوا بسم اللہ
فاکل القوم حتی نہلوا عنہ حتی ما نری الا آثار اصابعہم واللہ ان کان
الرجل الواحد منہم لیاکل مثل ما قدمت لجمیعہم ثم قال اسق القوم
یا علی فجئتہم بذلک العس فشربوا منہ حتی رووا جمیعاً وایم اللہ ان
کان الرجل منہم لیشرب مثلہ فلما اراد النبی صلعم یکلمہم بدرہ
ابولہب الی الکلام فقال لقد سحرکم صاحبکم واللہ فتفرق القوم ولم
یکلمہم النبی صلعم فلما کان الغد قال یا علی ان ہذا الرجل قد سبقنی
الی ما سمعت من القول فتفرق القوم قبل ان اکلمہم فغد لنا بمثل الذی صنعت

بالامس من الطعام والشراب ثم اجعلهم لی ففعلت ثم جمعتهم ثم
دعانی بالطعام فقربته ففعل کما فعل بالامس فاکلوا وشربوا حتی نهلوا
ثم تکلم النبی صلعم فقال یا بنی عبد المطلب انی واللہ ما اعلم شابا فی العرب
جاء قومه بافضل عما جئتکم به انی جئتکم بخیر الدنیا والاخرة وقد امرنی اللہ
ان ادعوکم الیه فایکم یوازرنی علی امری هذا فقلت وانا احدثهم سنا وارمصهم
عینا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیه فاخذ
برقبتی ثم قال هذا اخی خلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا فقام القوم یضحکون
لابی طالب ویقولون قد امرک ان تسمع وتطیع لعلی واخرج ابن
جریر عن علی قال قال رسول اللہ صلعم یا بنی عبد المطلب
انی قد جئتکم بخیر الدین وقد امرنی اللہ ان ادعوا الیه فایکم
یوازرنی علی هذا الامر علی ان یکون اخی ووصی وخلیفتی فیکم قال
فاحجم القوم عنها جمیعا وقلت انا یا نبی اللہ اکون وزیرک علیه فاخذ
برقبتی ثم قال هذا اخی ووصی وخلیفتی فاسمعوا له واطیعوا واخرج احمد
وابن جریر والضیاء عن علی انه قیل له کیف ورثت ابن عمک دون عمک
فقال جمع رسول اللہ صلعم بنی عبد المطلب وهم رهط اکلهم یاکل
الجذعة ویشرب الفرق فصنع لهم مدا من طعام واکلوا حتی شبعوا
وبقی الطعام کما هو کانه لم یمسوا ولم یشرب فقال یا بنی عبد المطلب
انی بعثت الیکم خاصة والی الناس عامة وقد رایتم من هذا الامر
ما رایتم فایکم یبایعنی علی ان یکون اخی وصاحبی ووارثی فلم یقم الیه
احد فقمت الیه وکنت من اصغر القوم فقال اجلس ثم قال ثلث مرات
کل ذلک اقوم الیه فیقول لی اجلس حتی کان فی الثالثة ضرب بیده علی یدی

قال فذلك ورثت ابن عمی

استخلاف حضرت مرتضیٰ علیہ السلام بمرتبہ ثانی

بیوم ہجرت واقع ہوا کہ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو واسطے ادا امانات کے مکہ معظمہ میں خلیفہ کیا اذ چونکہ تمام قریش آپکو امین اور دیانت دار سمجھتے تھے اسلیئے امانات سپرد کرتے تھے اسلیے بوقت روانگی مدینہ منورہ کے آپنے علی مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر کیا واسطے اداے امانات کے اور باسو اسکے قائم مقام اپنا کیا اور خاص اپنے بستر پر سلوایا اور اپنا کپڑا اوڑھایا تاکہ کفار کو معلوم ہو کہ رسول خدا گھر میں موجود ہیں یہ قصہ کتب سیر میں موجود ہے۔

استخلاف بمرتبہ ثالث

اوس سال میں ہوا ہے کہ جس سال میں بیعت الرضوان واقع ہوئی چنانچہ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں۔ وہم درین سفر با مرتضیٰ علی معاملہ منتظر الخلافت بجا آوردند۔

اخرج النسائی والحاکم واللفظ النسائی عن علی قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانك وحلفائك وان من عبید نا قد اتوك لیس الھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فاردوھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانك وحلفائك فتغیر وجہ النبی صلعم ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانك وحلفائك فتغیر وجہ النبی صلعم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین اویضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلك الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیاً نعلہ لیخصفھا

حاصل مطلب اس روایت کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ کچھ قریش کے قوم کے لوگ

رسولخدا صلعم کے پاس آئے اور یہ کہا کہ ہم لوگون کے بعض غلام تمہارے پاس
آ گئے ہین نہ اونکو دین مین رغبت ہے نہ فقہ مین اور ہم تمہارے پڑوسی اور
حلیف ہین اگر تم اون لوگونکو واپس کر دو تو بہتر ہے اسپر حضرت رسول خدا صلعم
نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو وہ بولے کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین بیشک
آپکے پڑوسی اور ہم نہم ہین پس متغیر ہوگیا چہرہ رسول خدا صلعم کا اور حضرت عمر
کیطرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو وہ بولے کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین بیشک
اپکے پڑوسی اور حلیف ہین اسپر بھی رسول خدا صلعم کا چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا
کہ اے گروہ قریش قسم ہے خدا کی اللہ تعالےٰ تمپر مبعوث کریگا ایک مرد کو
تم مین سے کہ اللہ تعالےٰ نے اوسکے ایمان قلبی کا امتحان لے لیا ہے اور
البتہ وہ تم لوگون کو دین پر ماریگا یا بعضون کو تم مین سے ماریگا اسپر ابوبکر بولے
کہ یا رسول اللہ صلعم کیا وہ شخص مین ہون آپنے فرمایا کہ نہین عمر بولے کہ کیا وہ
شخص مین ہون آپنے فرمایا کہ نہین بلکہ وہ شخص یہ ہے کہ جو اسوقت جوتے مرمت
کر رہا ہے اور درحقیقت علی مرتضیٰؑ کو آپنے نعلین شریف مرمت کرنے کو دی تہی
اور آپ وہان بیٹھے ہوئے اوس جوتے کو گانٹھہ رہے تھے۔

۱ استخلاف علی مرتضیٰؑ بمرتبہ رابع

بوقت تبلیغ سورہ برات کے ہے۔ اور یہ استخلاف بعزولی حضرت ابوبکر
کے واقع ہوا اسلیئے اونکے مقابلہ پر زیادہ تر احتجاج اور استدلال کے قابل ہے
چنانچہ ہمنے پوری روایت اسکی کتاب ازالۃ الخفا اور مدارج النبوت وغیرہ کتب
معتبرہ سے باب فضائل مین نمبر ۵۷ درج کی ہے اور اعتراف علما گروہ اہل السنت کا
لکہا ہے اور احادیث نبوی نقل کی ہین۔ اور اول رسولخدا صلعم نے سورہ برات
حضرت ابوبکر کو دی تہی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم لائے کہ تبلیغ رسالت تمہارا

کام ہے یا تم خود جاؤ یا علی مرتضےٰ کو کہ تم اوس سے ہو اور وہ تمسے ہے بھیجو چنانچہ جناب رسول خدا صلعم نے علی مرتضےٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور نائب کرکے مکہ کو بعقب ابوبکر روانہ کیا اور آپ نے سورہ برائت کے احکام حج مین سنائے۔

چنانچہ کتاب اعلام الوری مین اور حبیب السیر وغیرہ کتب معتبرہ مین یہ روایت درج ہے۔

ولکن الامین ہبط الی عن اللہ عزوجل بانہ لایودی عنک الا انت او رجل منک وعلی منی وھو اخی ووصیی ووارثی وخلیفتی فی اہلی وامتی ولعدا یقضی دینی ولایودی عنی الا علی۔

وفی ازالۃ الخفاء قال محمد ابن اسحاق حدثنی حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف۔ انہ قال لما نزلت براۃ علی رسول اللہ صلعم وقد کان لعث ابابکر لیقیم للناس الحج فقیل لہ یارسول اللہ لو بعثت بھا الی ابی بکر فقال لایودی عنی الا اھلبیتی ثم دعا علی ابن ابیطالب فقال اخرج بھذہ القصۃ من صدر برات فاذن فی الناس یوم الحج الاکبر اذا اجتمعوا بمنی انہ لایدخل الجنۃ کافر ولا یحج بعد العامہ مشرک ولا یطوف بالبیت عریان فخرج علی ابن ابی طالب علی ناقۃ رسول اللہ الی اخر الحدیث۔

وایضاً۔ قال ابن عباس ثم بعث رسول اللہ صلعم فلاناً بسورۃ التوبۃ فبعث علیاً خلفہ فاخذھا منہ فقال لایذھب بھا [ای ابوبکر ۱۲] الا رجل ھو منی وانا منہ۔ یہ معاملہ استخلاف بہت بڑا صاف معاملہ ہے اور اسمین علمائے اہل سنت کو مطلق حرف گیری کا موقع نہین ملا اور یہ معاملہ

خاصکر بمقابلہ حضرت ابوبکر کے ہو اور ایسا بدیہی امر خیال کیا گیا کہ باوجودیکہ حضرت کئی منزل روانہ ہو چکے تھے مگر تب بہی خدا اور رسول نے گوارا نہ کیا کہ تبلیغ سورہ برائت معرفت حضرت ابوبکر کے ہوسے کیونکہ رسالت کے کام کو سوائے رسول یا نائب رسول کے اور شخص انجام نہین دیسکتا۔

جس شخص مین ذرا سا بہی مادہ عقل ہو گا اور کچہہ بہی دل مین انصاف رکھتا ہو گا اور تعصب اہل بیت سے بری ہو گا صاف سمجہہ جائیگا کہ جب فقط ایک سورہ برائت کی رسالت بحین حیات نبی صلعم معرفت حضرت ابوبکر کے خدائے تعالیٰ کو اور رسول خدا کو گوارا نہوئے اور علی مرتضےٰ صلوات اللہ علیہ مامور کیے گئے تو بعد نبی صلعم نیابت رسالت دوسرے شخص کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے اور خصوصًا اوس شخص کو جسکی معرفت ایک سورت کی تبلیغ منظور نہوئی

علمائے اہل لتسنن اس معاملہ مین مثل سکوت خاموش ہو جاتے ہین اور کوئی جواب بن نہین سکتا مگر بمقتضائے طبیعت بعض متعصب علمانے اسقدر جبیع کی ہے کہ جن راویون نے معزولی ابوبکر بیان کی ہے اونہون نے خطا کی ہے بلکہ وہ بلانزاع امیر الحج رہے مگر تبلیغ سورہ برائت اونسے متعلق نہ رہی اور بحکم وحی عقب سے علی مرتضےٰ بجہت تبلیغ سورہ برائت روانہ کیئے گئے مگر مطلب ہمارا امیر الحج نہین ہے جو ہم اس امر مین بحث کرین ہمارا مقصود اس امر سے ہے کہ رسالت کی نیابت سے وہ معزولی ہوئے اور عدم قابلیت اونکی اوس امر مین ظاہر ہوکر علی مرتضےٰ مقرر کیئے گئے اسمین اون متعصب علما کو بھی کلام نہین ہے۔

مگر دراقع یہ کلام بہی اون علما کا اپنے گروہ کی اشک شوئی کے لیئے ہے جب بالکل ہنڈیا چورا ہے مین پھوٹ گئی تب اوسپر یہ تلا چڑہایا ہے ورنہ کیسے امیر الحج اور کیسی تعلیم مناسک بجمیع روایات اہل لتسنن سے معزولی حضرت ابوبکر کی اور تقرری علی مرتضےٰ کی

بحکم وحی ثابت ہے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین بعد تحریر روایات یہ لکھا ہے فقیر گوید کہ بعض روایات را خطا واقع شدہ است کہ میگویند ابوبکر صدیق را باز گردانید۔ اصل قصہ آنست کہ ابوبکر بلانزاع امیر الحج بود وسورہ برات اول بدست ابوبکر صدیق دادہ بودند بعد ازان جبرئیل فرود آمد وامر کرد کہ آنرا بدست حضرت مرتضےٰ باید فرستاد۔

سبحان اللہ ذرا غور کا مقام ہے خود ہی لکھ رہے ہین کہ اول سورۂ برأت بدست حضرت صدیق روانہ کی اور پھر بموجب حکم وحی وجبرئیل حضرت مرتضےٰ کے ہاتھ روانہ کی پھر امیر الحج کہان رہے۔

بلکہ تحریر شاہ صاحب سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ روایات اونکے کتب مین یہی ہین کہ حضرت ابوبکر راستہ سے واپس کیئے گئے کوئی وجہ غلطی روایت کی بیان نہین کی گئی فقط شاہ صاحب کے کہدینے سے سہو راوی ثابت نہین ہوسکتا۔

ہان محدث کا یہ حق ہے کہ راوی کی غیر معتبری ظاہر کرے یہ روایت کو موضوع بیان کرے مشتبہ ظاہر کرے لیکن یہ منصب محدث کو نہین ہے کہ روایت کو تسلیم کرکے کسی امر خاص مین راوی کے مشاہدہ کی نسبت سہو وخطا بیان کرے۔

اگر اس اعتبار پر راویون کا سہو نسبت واپسی حضرت ابوبکر تسلیم کیا جائے کہ اونہین سے بعض کی روایت مین واپسی کا تذکرہ نہین ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اوسی راوی کو سہو ہوا ہو اور واپسی بیان کرنا بھول گیا ہو لفی کے لیئے تعجب ہے کہ کیون طالب شہادت ہین قطع نظر ان سب امور کے ہمارا مطلب تبلیغ برات حاصل ہوگیا۔

استخلاف علی مرتضیٰؑ بمرتبۂ خامس

یہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلعم نے کہ علی مرتضےٰ تمام عرب کا سردار ہے
چنانچہ مستدرک مین امام حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے اور
نقل کیا ہے اسکو شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالۃ الخفا مین۔

عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلعم ادعوالی سید العرب فقلت یا
رسول اللہ الست سید العرب قال انا سید ولد آدم

عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ سردار عرب کو میرے پاس
بلاؤ تو مین نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ سردار عرب نہین تو فرمایا کہ مین سردار
اولاد آدم ہون اور علیؑ سردار عرب ہے۔

استخلاف حضرت مرتضیٰؑ بمرتبۂ سادس

یہ ہے کہ روایت کی امام حاکم نے مستدرک مین اور نقل کی اوسکی شاہ ولی اللہ
دہلوی نے کتاب ازالۃ الخفا کے مقصد دوم مین بصفحہ ۲۶۳ -

وعن عبد اللہ بن سعد بن زرارہ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلم اوحی الی
فی علی ثلث انہ سید المومنین و امام المتقین وقاعد الغر المحجلین

متقی لوگون کا امام اور ایمان دارون کا سردار بروے وحی علی مرتضیٰؑ
ہین پھر خلافت بلافصل مین کیا حجت ہے ہان مومنین اور متقین نے
اونکو بحسب حکم الٰہی و فرمان رسالت پناہی اپنا امام اور سردار سمجھا اور جو لوگ
اس صفت سے خالی تھے اور بہ شہادت انجیل مقدس مکاشفات
یوحنا شیطان اون کے دلون پر حاوی تھا وہ آپ کی امامت
اور سرداری سے منحرف ہوئے۔

مولوی محمد قاسم صاحب نے بجواب سوالات راقم حضرت ابوبکر کی خلافت پر

یہ نص لکھی تھی وسیجنبہا الاتقی الذی یوتی مالہ یتزکے یعنی بچایا جائیگا
جلتی ہوئی آگ سے وہ متقی کہ جسنے اپنا مال زکوۃ مین دیا۔ اگرچہ سخاوت وایثار علی مرتضیٰ
صلوات اللہ وسلامہ علیہ منصوص بآیات قرآنی ہے کہ شاہد عادل سورۂ ہل اتی
اور آیت انما ولیکم اللہ ہین اسمین خاص منقبت مین تو بقول اہل سنت بھی
کوئی حضرت مرتضیٰ سے سبقت نہین لے گیا لیکن اگر تسلیم کر لیا جاوے
کہ کسی مفسر نے آیت مذکورہ بالا کو حضرت ابوبکر کی شان مین لکھہ بھی دیا (کیونکہ
یہ آیت عام زکوۃ دہندگان کے لئے ہے کسیکی خصوصیت نہین) تاہم روایت
استخلاف سادس کے روسے جناب علی مرتضیٰ علیہ السلام بالخصوص حضرت
ابوبکر کے بھی امام ثابت ہوتے ہین یعنے جبکہ حضرت ابوبکر متقی ثابت ہوے
اور علی مرتضیٰ بروے وحی الٰہی امام المتقین قائم ہوے تو ظاہر ہو گیا کہ حضرت
مرتضیٰ امام ہین اور حضرت ابوبکر ماموم فھو المقصد۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ سابع

یہ ہے کہ کتاب ازالۃ الخفا مین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے حضرت مرتضیٰ علیہ السلام سے
کہ تو میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کا امام اور سردار ہے۔

ھکذا عبارت ازالۃ الخفاء لمولوی ولی اللہ الدہلوی۔ قال ابن عباس وقال
لہ یعنے علی رسول اللہ صلعم وانت ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ
اگرچہ بعض مقامات مین علماے اہل سنت معنی ولی دوست لگاتے ہین
اور یہ صرف بوجہ عداوت اور بغض حضرت مرتضیٰ علی علیہ السلام کے ہے
اس مقام پر لفظ من بعدی نے ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ سواے
خاموش ہو جانے کے لب کشائی نہین ہو سکتی اس مقام پر دوستی کے معنے

زبان سے نہین نکال سکتے کیونکہ اگر یہان ولی بمعنی محبوب لگائے جاوین تو لازم آئیگا حیات رسول خدا مین غیر محبوب مومنین ہونا اونکا اور یہ امر محض لغو ہے۔

اور دوسرے باوجود لفظ من بعدی پھر بھی ولی بمعنے غیر محبوب لیئے جاوین تو لازم ہوگا یہ امر کہ سب صحابہ و خلفا غیر محبوب مومنین ہین بعد رسول خدا کے اور یہ بھی واہیات ہے اسلیئے صاف طور پر معنے ولی حاکم اور کارساز اور خلیفہ اور امام کے ہین۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ ثامن

یہ ہے کہ مسجد نبوی مین اکثر صحابہ کے دروازے تھے کہ ناگاہ وحی نازل ہوئی کہ صرف علی مرتضیٰ کا دروازہ کھلا رہے اور باقی سب اصحابون کے دروازے مسدود کیئے جاوین کہ مفصل تذکرہ اسکا گذر چکا اور یہ حکم بھی موید اسکے ہے کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ اے علی یہ مسجد سوائے میرے اور تیرے کسی مرد جنب پر حلال نہین ہے اور یہ مثال رسول خدا صلعم نے فرمائی کہ موسیٰ کو حکم ہوا کہ پاک مسجد بناے اور ساکن ہوا وسمین کوئی سوائے تیرے اور ہارون اور پسران ہارون کے اور یہی حکم مجکو ہوا کہ بناؤ مسجد طاہر اور نہ رہے اوسمین کوئی سوائے میرے اور علی مرتضیٰ اور اونکے پسران کے۔

یہ استخلاف ایک بہت بڑے مجمع مین ہوا اور لوگون کو اس سے غایت درجہ حسد ہوے کہ عبارت جذب القلوب مین پیشتر نقل کی ہے مع عبارت شرح صحیح بخاری شیخ ابن حجر کے۔

اور یہ بھی قابل ذکر ہے کہ ہمراہ دیگر صحابہ کے دروازہ حضرت امیر حمزہ علیہ السلام کا

بھی بند کیا گیا تاکہ کسیکو یہ کہنے کی گنجائش نہ ملے کہ سب بنی ہاشم کے دروازے کھلے رہے ہونگے۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ تاسع

یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے سن عاشرہ میں حضرت مرتضیٰؑ کو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرکے اپنے شتر پر سوار کرکے اپنے ہاتھ سے دستار حضرت امیر المومنین کے سر پر اسطرح باندھکر کہ ایک شملہ بجانب قدام بقدر یک ذرع اور ایک شملہ بجانب خلف بقدر ایک بشر چھوڑ کر تین پیچ لگائے اور یہ کہکر روانہ کیا کہ اگر ایک شخص احد بھی علی مرتضےٰؑ کے ہاتھ پر ایمان لائیگا تو وہ دنیا وما فیہا سے افضل ہوگا۔

اور دعاء اللّٰھم ثبت لسانہ واھد قلبہ آپکے لیے فرمائی اور سب لوگون مین آپکے لیے منقبت ظاہر فرمائی اقضاکم علیؑ یعنے تم سب مین علیؑ بہت بڑا قاضی اور حکم کنندہ قضایا ہے۔

مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰ جلد دوم مین یہ حال درج ہے۔

استخلاف مرتضوی بمرتبہ عاشر

یہ ہے کہ ملک یمن کے غنائم سے جناب علی مرتضےٰ علیہ السلام نے بموجب اوس اختیار کے کہ اونکو مال غنیمت مین سے لینے اور خمس کے تقسیم کردینے کا حاصل تھا ایک کنیزک لے لی۔

اور آپ واسطے انتظام ملک یمن اور ہدایت کفار واخذ خمس غنیمت کے تشریف لیگئے تھے خالد بن ولید کہ آپسے بغض رکھتا تھا اوسکو اس معاملہ سے بہت حسد پیدا ہوا۔ لوگون کو ترغیب دیکر رسول خدا صلعم کے پاس

شکایت کے لیے بہیجا۔

ازانجملہ بریدہ نے بہی رسول خدا صلعم سے شکایت علی مرتضیٰ علیہ السلام کی کی کہ جسپر بوجہ غصہ کے چہرہ رسول خدا صلعم کا سرخ ہوگیا اور فرمایا بالعبارت مدارج النبوت وفرمود کہ در شان علیؑ گمان بد مبر کہ او از من است و من از اویم و او ولی شما ست ہر کس کہ من مولاے اویم علیؑ مولاے اوست یعنی علیؑ تمہارا حاکم ہے اور جس شخص کا کہ مین حاکم ہون علی بہی اوسکا حاکم ہے۔

استخلاف حضرت مرتضیٰ بمرتبہ حادی عشر

یہ ہے کہ محدثین اہل سنت نے بطریق متعددہ روایت کی ہے کہ جب رسول خدا صلعم تبوک کو تشریف لے گئے (بارادہ غزا با رومیان) تو آپ نے مدینہ منورہ مین حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کرکے چہوڑا چونکہ یہ بہت بڑا فخر کا مقام تہا اور علی مرتضیٰ علیہ السلام کو بہت بڑی منقبت حاصل ہوتی تہی اسلیئے منافقون نے چاہا کہ اس عالیشان مرتبہ کو اونکے دل سے اوتارین اسلیے اونہون نے براہ فریب یہ کہا کہ رسول خدا صلعم کے دل مین کچہہ کدورت حضرت مرتضیٰ علیہ السّلام کی طرف سے آگئی ہے اسلیئے اونکو مدینہ مین چہوڑا یہ سنکر علی مرتضیٰ نے ہمراہ جانا چاہا کہ جسپر پیغمبر خدا صلعم نے حضرت ہارون و موسےٰ علیہما السلام کی نظیر دی کہ تم میرے نزدیک ایسے ہو جیسے موسیٰ کے نزدیک ہارون تہے پس جب موسیٰ میقات پر تشریف لے گئے تو ہارون کو قوم پر اپنا خلیفہ مقرر کر گئے اسلیئے مین بہی تمکو اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہون چنانچہ روایات مندرجہ ذیل سے حال ظاہر ہوتا ہے اخرج البخاری عن مصعب بن سعد عن ابیہ ان رسول اللہ صلعم خرج الی تبوک واستخلف علیا فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء

قال الا ترضے ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ
لیس نبی بعدی۔

روایت کی ہے امام بخاری نے معصب بن سعد سے اور اونے اپنے باپ سے کہ جب
حضرت رسول خدا صلعم تبوک کو تشریف لیگئے تو اپنا خلیفہ مقرر کیا علی کو تو علی بولے
کہ کیا آپ مجکو بچون اور عورتون پر خلیفہ مقرر کرتے ہین یعنے مرد تو آپکے ساتھ
جہاد مین جاتے ہین مدینہ مین تو بچے اور عورتین باقی این۔ اسپر رسول خدا صلعم نے
فرمایا کہ اے علی آیا تو اس بات پر راضی نہین کہ تو میرا ایسا ہوئے جیسا موسیٰ
علیہ السلام کا ہارون تھا صرف اسقدر فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہے
وروی ابن عباس ھکذا۔ وزید۔ الا انہ لیس بعدی نبیی انہ
لا ینبغی ان اذھب الا وانت خلیفتی۔

حضرت ابن عباس نے فقرہ متذکرہ بالا اسی روایت مین زیادہ کیا ہے جسکا مطلب
یہی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہین ہے کہ جو تم نبی کیئے جاؤ۔ لیکن تم میرے خلیفہ ہو
وقال محمد ابن اسحاق۔ وخلف رسول اللہ صلعم علی ابن ابی طالبؑ علی
اھلہ وامرہ بالاقامت فیھم فارجف بہ المنافقون وقالوما خلفہ
الا استثقالا لہ وتخففا منہ فلما قال ذلک المنافقون اخذ علیا
سلاحہ ثمّ خرج حتیٰ اتی رسول اللہ صلعم وھو نازل بالجوف فقال
یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انّما خلفتنی استثقالا لی فقال
کذبوا فقد خلفتک لما ترکت درای فارجع فاخلفنی فی اھلی واھلک
افلا ترضے یا علی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسے الا انہ
لا نبی بعدی فارجع علی الی المدینۃ ومضے
رسول اللہ صلعم علی سفرہ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت مین صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے اقتباس کرکے ترجمہ روایت کا زبان فارسی مین اس طرح کیا ہے۔ بخاری ومسلم از سعد بن وقاص روایت کردہ اند کہ چون رسول خدا صلعم از مدینہ عزم بیرون رفتن کرد علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ را در اہل خود خلیفہ گردانید پس علی مرتضیٰ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ در ہیچ غزوہ تخلف نہ نمودہ ام چگونہ است کہ این نوبت مرا میگذاری و گفت گذاشتی مرا یا رسول اللہ در خوردان و زنان فرمود آیا راضی نیستی تو اے علی کہ باشی تو بمن بمنزل ہارون نسبت بموسیٰ لیکن فرق انست کہ ہارون نبی بود و بعد از من ہیچ کس را نبوت نخواہد بود چو موسیٰ علیہ السلام بمیقات رفت گذاشت ہارون را کہ برادر وے بود و خلیفہ گردانید اورا در قوم خود چنانکہ فرمود۔

واذ قال موسیٰ لاخیہ ھارون اخلفنی فی قومی۔

جو لوگ تعصب کے ہاتھ سے لاچار ہین اونہون نے اس روایت مین یہ گنجائش حرف گیری نکالی ہے کہ رسول خدا صلعم نے اپنے اہل وعیال پر خلیفہ مقرر کیا تھا عام مدینہ کے لوگون پر خلیفہ نہ کیا تھا۔ حالانکہ بڑی کم سمجھی کی بات ہے کہ جب رسول خدا کے اہل وعیال پر آپ خلیفہ رسول اللہ مقرر ہوے تو وہ کیا عوام اہل مدینہ کے اہل وعیال سے کم رتبہ تھے نعوذ باللہ من ذلک کتنی بڑی عداوت ہے یہ نہین سمجھتے کہ جو شخص نبی کے اہل وعیال پر خلیفہ مقرر ہوا اوسکے آگے عوام کی کیا حیثیت باقی رہی۔
علاوہ اسکے مضمون روایت سے اور نظائر جو رسول خدا صلعم نے فرمائے ہین اونسے صاف طور پر ثابت ہو رہا ہے کہ تمام مدینہ پر بلکہ عملداری اسلام پر

خلیفہ مقرر ہوے۔

حضرت ہارون کی نظیر دے رہی ہین اور یہہ بیان کر رہے ہین کہ موسی نے ہارون کو اپنی قوم پر خلیفہ مقرر کیا تہا آیت قرآنی کا حوالہ دی رہے ہین اور یہہ فرما رہے ہین کہ جنکو ہمنے پیچہے چہوڑا اونپر تمکو خلیفہ مقرر کیا۔

اور ذکر اہل جو رسول خدا صلعم نے فرمایا تو اس سے اور زیادہ منقبت ظاہر ہوتی ہے عوام پر خلیفہ مقرر ہونے سے نبی کے اہل پر اختیار خلافت نہین پہونچ سکتا ہے اسلیئے رسول خدا صلعم نے اوسکی تشریح فرمائی ہے مگر دشمن ہنر کو ہی عیب ہی سمجہتا ہے اسکا کچہہ علاج نہین۔

نواصب نے سخن پروری مین یہانتک زور مارا ہے کہ بعضون نے یہانتک بہی روایت وضع کر دی کہ حضرت نے مدینہ پر خلیفہ محمد بن مسلمہ کو اور دوسرا کہتا ہے کہ سباع بن عرفطہ کو چہوڑا تہا مگر خود ہی اونکے محققین علماء اون روایات کو دروغ بیان کرتے ہین کہ روایت صحیح وہ ہے کہ جسمین یہہ بیان ہے کہ مدینہ منورہ پر بہی علی مرتضیٰ ہی خلیفہ مقرر کیئے گئے تہے چنانچہ محقق دہلوی نے بحوالہ ابن عبد البر روایت خلافت علی مرتضیٰ کو صحیح اور دیگر روایت کو غلط لکہا ہے۔

لیکن ہم کہتے ہین کہ خلافت اہل و عیال نبی عوام کی خلافت سے بدرجہا اعلیٰ و افضل ہے نواصب کو باوجود اس ایمان فروشی کے بہی وہی حسرت و افسوس عاید حال ہا

استخلاف حیدر کرار بمرتبہ ثانی عشر بفرمودہ حضرت داؤد

واضح ہو اس سے پیشتر جو گیارہ مرتبہ استخلاف واقع ہوا وہ اظہار ولی عہدگی ہوا ہے اور اس مرتبہ جو استخلاف آخری واقع ہوا ہے یہہ اظہار ولی عہدی نہین ہے بلکہ نصب خلافت ہے اور رسول خدا صلعم نے اپنا جانشین مطلق قرار دیدیا ہے اور یہہ جانشینی مجلس اور مجمع منعقد کر کے اوسی طرح قائم ہوی جیسے سلاطین

نامدار اپنی ولی عہد کو بحین حیات خود تخت نشین کیا کرتے تھے۔ کتب سیر و احادیث اہل سنت مین یہہ قصہ اس طرح درج ہے کہ سنہ ہجری مین جناب رسولخدا صلعم نے تمام قبائل عرب مین منادی کرائی کہ رسول خدا صلعم حج کو تشریف لیئے جاتے ہین جس کسیکو شریک حج ہونا منظور ہو وہ مدینہ مین آجاوے اور ہمراہ رسول خدا صلعم کے حج کو جاوے چنانچہ ہزارہا آدمی قبائل عرب سے مجتمع ہوگئے اور رسول خدا صلعم تشریف فرما مکہ معظمہ ہوے حضرت مرتضی علیہ السلام یمن مین تشریف رکہتے تھے وہ بہی اودہر سے براہ راست مکہ کو چلے۔

جب رسول خدا صلعم مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت مرتضی بہی مکہ مین ملاقی ہوگئے رسولخدا صلعم نے مناسک حج لوگونکو تعلیم فرمائے انتظام ہدی و قربانی کیا سب لوگون نے اپنے اپنے ہدی قربانی کا انتظام کرلیا حضرت مرتضی علیہ السلام ایکسو کئی شتر ہدی کے یمن سے لائے تہے جناب رسولخدا صلعم اور علے مرتضےٰ ہدی قربانی مین شریک اور شامل رہے اور لوگون کے علیحدہ علیحدہ ہدایا رہے بہ یوم عرفہ رسولخدا صلعم نے نہایت بلیغ و فصیح خطبہ بیان فرمایا۔

ازانجملہ یہہ ارشاد بہی فرمایا کہ اب وفات میری بہت نزدیک ہے کہ فرستادہ خدائے عزوجل آوے اور مین لبیک کہون پس اپنے بعد تم لوگون مین دو چیز عالیقدر چہوڑتا ہون کہ وہ ایک دوسرے سے بڑے ہین اور باہم جدا نہون گے تاوقتیکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین اگر تم لوگ اونکی پیروی کروگے اور اونسے تمسک کروگے تو گمراہی مین نہ پڑوگے اور وہ دو چیز عالیقدر قرآن مجید اور میری اہلبیت ہین اخرج الترمذی عن جابر قال رائیت رسول اللہ صلعم فی حجۃ یوم العرفۃ وھو علے ناقۃ القصوی یخطب فسمعتہ یقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی۔

وعن سعد ابن ابی وقاص یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان اخذتم
بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی رواہ الترمذی۔ تحفہ اثنا عشریہ
مین کہ کتاب مناظرہ مؤلفہ شاہ عبد العزیز دہلوی ہے یہہ روایت اسطرح درج
ہے قال رسول اللہ صلعم۔ باید دانست کہ باتفاق شیعہ وسُنی ثابت کہ پیغمبر خدا
صلعم فرمود انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ وعترتی۔
شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین بہی اسکو لکہا ہے اور یہہ حدیث صحیح اور متواترات
مین سے ہے اسمین کسیکو گنجائش گفتگو نہین ہے موید اسکی حدیث سفینہ ہے
کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن
تخلف عنھا غرق یعنے اہلبیت میرے مانند کشتی نوح علیہ السلام کے ہے کہ جو کوی
اوسپر سوار ہوا وہ بچ گیا جو کوئی اوس سے پہرا وہ ڈوب گیا اس خطبہ سے صاف
صاف مترشح اور ظاہر ہو گیا کہ جناب رسولخدا صلعم نے اپنے اصحاب اور
امت کو یہہ حکم دیا کہ تم میرے بعد میرے اہلبیت اور قران مجید کی پیروی کرنا
اور یہہ امر ہم کئی موقع پر ثابت کر چکے ہین کہ لفظ اہلبیت جہان کہین استعمال
ہوا ہے اوس سے مراد علے مرتضی اور فاطمہ زہرا اور حسنین علیہم الصلوۃ والسلام
ہین اور ظاہر ہے کہ انہین سے افضل اور اعلے قابل تمسک وپیروی حضرت علی مرتضی
ہین اور اونکی بعد حسنین ہین مگر افسوس ہے کہ اس حکم کی کچہہ تعمیل بعض صحابہ رسول اللہ
نے نکی اور صاف طور پر اس سے تخلف کیا حالانکہ اس امر کی تائید اور چند کلام
نبوی سے ہوتی ہے کہ نصوص خلافت مین ہم بیان کر چکے ہین۔
عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلعم من یرید ان یحیی حیواتی و
یموت مماتی ویسکن الجنۃ الخلد التی وعدنی ربی فلیتول علی ابن

ابی طالب فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال۔
وحدیث دیگر القران مع علیؑ وعلیؑ مع القران فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض والحق مع علی۔ وقال علیہ السلام رسول اللہ المنذر وانا الھادی وغیرہ وغیرہ بہت روایات مؤید اسی خطبہ کی ہین۔

الغرض بعد انفراغ حج جناب رسول خدا صلعم مع جمہور مسلمین واپس تشریف لیچلے واضح ہو کہ بمعائنہ کتب معتبرہ اہل سنت ثابت ہے کہ اس سے پیشتر چند بار جناب رسول خدا صلعم کو حکم الٰہی ہوا کہ علی مرتضی کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کردین لیکن چونکہ رسول خدا صلعم کو یہہ خیال تہا کہ کوئی ایسا وقت ملے کہ اختلاف سے خالی ہو اوس موقع پر اس امر کو ظاہر کیا جائے اور بعض لوگون کے طبایع مین حضرت مرتضی علیہ السلام کی طرف سے بغض وعناد پایا جاتا تہا اس لیئے خوف فتنہ اور اختلاف کا تہا اسلیئے اس معاملہ کو تعویق مین ڈال رکہا تہا وقتاً فوقتاً اظہار اوسکا فرماتے ہے جیسا کہ احکام کثیرہ اس بارہ مین مروی ہین اور ہمنے لکہے ہین مگر کوئی موقع ایسا نہ ملتا تہا کہ اہل اسلام بکثرت مجتمع ہون اور مجلس عام مین جانشین کردیا جاوے۔ موقع حج کہ جسکو حجۃ الاسلام اور حجۃ الوداع کہتے ہین البتہ اس امر کی قابلیت رکہتا تہا کہ ہر اطراف وجوانب مین مسلمان موجود تہے لیکن جناب رسولخدا صلعم نے اوسی خوف سے صاف طور پر حضرت مرتضی علیؑ کو عرفہ کے روز خلیفہ وجانشین نہین کیا بلکہ مجمل طور سے صحابہ اور امت کو اہل اور قران شریف کی پیروی کا اپنے بعد مین حکم دیا اور مکہ سے کوچ کردیا اور مقام غدیر خم تک کہ نواحی جحفہ سے ہے پہونچ گئے اور وہ ایسا مقام تہا کہ وہان سے گروہ گروہ ہر اطراف وجوانب کے جانیوالے جدا ہوتے۔
چونکہ رسولخدا صلعم نے بخوف معاندان ومتخلفان تعمیل حکم الٰہی مین توقف کیا ہہ

بات جناب باری مین ناپسند ہوئی ذیحجہ کی اٹھارہوین تاریخ قریب وقت ظہر رسولخدا
صلعم کے پاس کہ مقام غدیر خم تک پہونچے تھے اور جمہور اہل اسلام اوس مقام تک
آپکے ہمراہ آئے تھے جبرئیل امین نازل ہوے اور خطاب رب العزت لائے یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس
حاصل مطلب آیت کریمہ یہہ ہے کہ ای رسول پہونچادے وہ پیغام امت کو کہ جو تیرے
پروردگار کیطرف سے تجھپر نازل ہوا ہے پس اگر یہہ نہین کرتا ہے تو گویا ہمارے
پیغام اور رسالت کی تبلیغ نہین کرتا۔ اور اللہ تعالے تجکو آدمیونکی شر و فساد سے بچاویگا
اسپر جناب رسول خدا صلعم وحی کے نازل ہوتے ہی ٹھہر گئے جو لوگ آگی چلے گئے تھے
اونکو واپس بلایا اور جو لوگ پیچھے تھے اونکا انتظار کیا جبکہ سب لوگ جمع ہوگئے تب
آپنے نماز پڑھی اور چار کجاوونکا منبر بنایا اور سب امت کو مخاطب کرکے کہ بقول
اصح سب ستر ہزار آدمی کے قریب جمع تھے خطبہ ولایت علی مرتضے سنایا اور
جلسہ عام مین علی مرتضی کو اپنا جانشین اور خلیفہ اور مسلمانون کا حاکم اور امام
مقرر کردیا کہ صحاح اہل سنت مین یہہ روایت بطرق متعدد درج ہے اور متواترات مین داخل ہے
علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر مین امام واحدی اسباب نزول مین شرح صحیح
بخاری مین آیت مذکورہ بالا کا نازل ہونا خم غدیر مین اور خطبہ مین من کنت مولاہ
فعلی مولاہ بیان فرمانا تحریر کرتے ہین اور علمائے اعلام اور ائمہ اہل تسنن بالعموم
اس استخلاف اور امامت کے روایت کرتے ہین۔ امام احمد بن حنبل اپنے مسند مین
زید بن ارقم عطیہ ابو مریم سعد بن وقاص وغیرہم سے روایت کرتے ہین ترمذی
اپنی صحیح مین ابو داؤد سنن مین امام مالک موطا مین صاحب مشکوٰۃ مشکوٰۃ مین
امام غزالی سر العالمین مین علے ہمدانی اپنی کتاب مین امام حاکم مستدرک مین شاہ
ولی اللہ ازالۃ الخفا مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوت مین شیخ

جمال الدین محدث روضۃ الاحباب مین اور اور بہت سے کتب اہل سیر و احادیث
مین یہہ سارا قصہ جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے لکھتے ہین۔
اخرج الحاکم و ابو عمر و غیرہما و ھذا لفظ الحاکم عن زید بن ارقم لما رجع رسول
اللہ صلعم من حجۃ الوداع و نزل غدیر خم امر بدرجات فقم من قال کانی قد
دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ
تعالی و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی یردا علی
الحوض ثم قال ان اللہ تعالی عز و جل مولائ و انا ولی کل مومن ثم اخذ بید
علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت ولیہ فھذا ولیہ اللھم وال من والاہ و عاد
من عاداہ و انصر من نصرہ و اخذل من خذلہ روایت کی ہے اس حدیث کی امام احمد
بن حنبل نے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے اور درج کیا ہے اسکو صاحب مشکوۃ
نے اور ذکر کیا ہے اسکا معہ ترجمہ صاحب مدارج النبوت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
نے اسطرح پر۔ در اثنای طریق مراجعت چون بمنزل غدیر خم رسید کہ از نواحی جحفہ
درمیان مکہ معظمہ و مدینہ مطہرہ است روی مبارک سوی یاران کردہ فرمود۔
الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم۔ آیا نمی دانند شما کہ من نزدیک تر و
دوست ترم بمومنان از ذاتہای ایشان چنانکہ در قرآن ہم مذکور است کہ النبی اولی
بالمومنین من انفسھم۔
و در روایتے آمدہ است کہ سہ بار فرمود این لفظ را و معنے آنست کہ من امر نمیکنم
مومنان را مگر بانچہ صلاح و نجات و خیریت دنیا و آخرت ایشان دران باشد
بخلاف نفوس ایشان کہ گاہے بشر و فساد نیز میخوانند قالوا بلی گفتند صحابہ
آری تو نزدیک ترین و دوست ترین بمومنان ہستی از نفوس ایشان و در
روایتے آمدہ است کہ فرمود گویا مرا بآن عالم خواندند و من اجابت نمودم۔ بہ

اگہ سن در میان شما دو امر عظیم می گذارم ویکے از دیگری بزرگ تر است قرآن و اہلبیت
من بہ بینید و احتیاط کنید کہ بعد از من باین دو امر چگونہ سلوک خواہید کرد و رعایت
حقوق آنہا بچہ کیفیت خواہید نمود و آن دو امر بعد از من از یکدیگر ہرگز جدا نخواہد
شد تا در لب حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود خدا مولائے من و من مولائے
جمیع مومنانم بعد از ان دست علے را بگرفت و فرمود۔
اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ خداوندا کسی کہ من مولائے اویم
پس علی مولائے اوست اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ خداوندا دوست
دار کسی را کہ علے را دوست دارد و دشمن دار کسی را کہ علے را دشمن دارد و در روایتے
این زیادہ آمد کہ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ یاری دہ کسی را کہ
یاری دہد علے را و فروگذار ویاری مدہ کسی را کہ فروگذارد و یاری ندہد علی را وَدِرِ
الْحَقَّ حَیْثُ دَارَ وبگردان حق را با علے ہر سو کہ بگردد۔ وآمدہ است کہ ملاقات
کرد علے را عمر رضی اللہ عنہ بعد ازین حکایت وگفت گوارندہ باش و شاد باش
اے پسر ابی طالب کہ صبح کردی و شام کردی وگشتی مولائے ہر مومن مرد و زن
روایت کردہ اند این حدیث را احمد از براء بن عازب و زید بن ارقم کذا فے
شیخ صاحب نے اس قصہ کو شروع روایت سے آغاز کیا ہے اور کچھہ تمہید اسکی
بیان نہیں فرمائی کہ کیون پیغمبر خدا نے ایسا فرمایا کیا وجہ ہوئی کسطرح
یہہ ارشاد ہوا حکم باری اس بارہ مین کیا نازل ہوا تہا۔ وجہ اغماض اور
طرح دینے کی خود اونکے بیان سے ثابت ہو گئی کہ اونکو اول ہی سے یہہ خوف
پیدا ہوا کہ یہہ حدیث کامل استخلاف مرتضوی ہے اور خلافت خلفاء بالکل
ساقط کرتی ہے چنانچہ بعد اس حدیث کے وہ خود فرماتے ہین۔
ولیکن در دلالت وی بر استخلاف علے رضی اللہ عنہ ونصب او بامامت

نزد اہل سنت وجماعت سخن است وشیعہ تمسک کردہ اند در ادعای نص قطعی
بامامت بدلیلی وقول آن حضرت الست اولی بکم الخ۔ ومبالغہ نمودن ودعا
کردن درحق وی دلیلی قطعی است برامامت وی نہ مشعر بہ ناصر ومحبوب والا احتیاج
بجمع کردن صحابہ رضی اللہ عنہم وخطاب کردن بادیشاو این مبالغہ نمودن ودعا
کردن مراو را رضی اللہ عنہ نبود زیراکہ میداالسنت وی وہمین شناخت آنرا ہر یکی
از صحابہ واین حدیث صحیح است وروایت کردہ اند جماعتی ترمذی ونسائی واحمد
وطرق او کثیر است وروایت کردہ اند جمعی کثیر از صحابہ وگواہی دادند بدان مر علی را
در وقتیکہ نزاع کردہ شد باوی در ایام خلافت وی وبسیاری از اسانید وے
صحاح وحسان است والتفات نیست بقول کسیکہ سخن کردہ است در صحت
وی ونہ بقول بعضی کہ گفتہ اند زیادت وال من والاہ موضوع است زیراکہ وارد
است از طرق متعددہ کہ تصحیح کردہ است آن ذہبی وغیر وی۔
بڑا افسوس ہمکو شیخ عبد الحق کی تحریر پر ہے کہ باوجود درجہ اجتہاد کی اپنی رائے
تحریر کرنے سے اغماض کیا عالم مجتہد کا یہہ کام نہین ہے کہ ایسے معاملات مین خود
سکوت اختیار کرے اور اسیقدر تحریر پر اکتفا کرے کہ سنت وجماعت کو اسمین
سخن ہے اور یہہ متمسک نص قطعی ہونے امامت کے ہین۔
معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک بھی یہہ حکم نص قطعی امامت کی ہے اگر ایسا نہوتا تو اپنی
رائے ظاہر کرتے مگر شیخ قابل معذوری یون ہوسے کہ ہزار سالہ مذہب کے قطعی او کھڑتے تھے
مگر شیخ کسیقدر آفرین کے بھی قابل ہے کہ جہلا سے جان بچانا بھی فرض تھا اور اظہار
حق بھی فرض تھا اسلیئے بین بین کارروائی فرمائی اہل سنت وجماعت کی طرف
سے صرف جائے سخن لکھکر خاموشی اختیار کی اور شیعونکی طرف سے دلائل محکم بیان کیے
بعد اسکے شیخ نے ابن حجر سنگدل کی عبارت مندرجہ صواعق محرقہ جو مخالف مذہب

شیعہ ہے اور اوسنے اپنے نزدیک الزام لگاے مین تحریر کرکے واللہ اعلم بالصواب لکھدیا ہے اور اپنی راے وہان بھی تحریر فرمائی انشاءاللہ ہم عبارت ابن حجر متعصب عنقریب مع اوسکی تردید کے تحریر کرین گے ہے۔

یہہ وہی ابن حجر اور صواعق محرقہ ہے کہ جسکے اور صواقع کابلی کی نقل و ترجمہ کرکے شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ مین نام آوری پیدا کی ہے

شاہ ولی اللہ دہلوی نے بھی ازالۃ الخفامین یہہ سارا خطبہ نقل کیا ہے اور اس حدیث کی ایک جماعت کثیر صحابہ اور ایک گروہ عفیر تابعین و محدثین نے روایت کی ہے اسلیئے داخل متواترات ہے۔

تواتر حدیث کے لیئے محدثین نے آٹھہ صحابیون کا روایت کرنا کافی سمجھا ہے اور اس حدیث و خطبہ کے راوی ایک گروہ کثیر صحابہ کا ہے اس لیئے شاہ صاحب نے بھی باوجود کمال تعصب اوسکو داخل متواترات کیا ہے۔

امام غزالی کی کتاب سر العالمین کے چوتھے مقالہ مین بابت اس خطبہ کے یہہ عبارت لکھی ہے ولکن اسفرت الحجۃ وجھھا واجمع الجماھیر علے متن الحدیث من خطبۃ فی یوم الغدیر الخم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنۃ فھذا تسلیم ورضاء وتحکیم ثم بعد ھذا غلب الھواء فی فعۃ الریاست والتباد ازدحام الخیول وفتح امصار سقاھم کاس الھواء فعادوا الی الخلاف الاول فنبذ الحق وراء ظھورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون۔ بعد فراغت پائے خطبہ یوم غدیر کے یہہ آیت نازل ہوی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً یعنے آجکے دن کامل کیا مین نے دین تمہارا اور تمام کیا تمپر اپنی نعمت کو اور راضی ہوا

ہین تمہارے لیئے دین اسلام ہے۔
چنانچہ تصدیق اسکے علامہ نیشاپوری اور امام واحدی اور عینی کرتے ہین اور یہہ لکہتے ہین کہ بعد نزول آیت ہذا رسول خدا صلعم نے فرمایا۔
اللہ اکبر والحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت ورضاء الرب برسالتی وولایت علی ابن ابی طالبؑ۔
اور امام احمد بن حنبل نے کہ ائمۂ اربعہ اہل سنت سے ہین لکہا ہے کہ بعد نازل ہونے آیت الیوم اکملت لکم دینکم کے یہہ فرمایا رسولخدا صلعم نے۔
الحمد للہ علی اکمال الدین واتمام النعمت ورضاء برسالتی وولایت علی من بعدی۔ کتاب حبیب السیر مین قصہ غدیر خم اسطرح لکہا ہے۔ وسبب نزول دران منزل آن بود کہ قبل ازآن حضرت مقدس نبوی بحسب وحی سماوی مامور شدہ بود کہ جناب ولایت مآب مرتضوی را بخلافت خویش نصب فرماید وآن اظہار این صورت را جہتے دریافتہ وقتیکہ از اختلاف مامون باشد در عقدہ تاخیر انداختہ بود وچون بموضع غدیر خم رسید معلوم شد کہ پس از تجاوز ازان مکان طوائف مسلمانان از موکب ہمایون جدا شدہ بطرف منازل خود خواہند وارادہ ازلی مقتضی آن بود کہ تمامی آن مردم از عنایت شاہ ولایت وقوف یابند این آیت نازل شد۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یعنی استخلاف علی والنص علیہ بالامامۃ فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس وچون بہ تنزیل کریمہ مذکورہ وجوب نصب امیر المومنین بخلافت تحقیق انجامید حضرت رسالت دران موضع منزل گزید وفرمود تا سایہ بعضے از درختان را صفا دادہ پالان ہائے شتران را جمع ساختہ بر زیر یکدیگر نہادند وبلال حسب فرمودہ رسول رب متعال ندا کرد کہ الصلوٰۃ جامعہ وبروایتے آواز بر آورد کہ

حیّ علیٰ خیر العمل وخلائق مجتمع گشته رسول صلعم بر بالای آن پالانها بر آمده علی مرتضیٰ
نیز بفرموده آن حضرت بالا رفته بر یمین سید المرسلین بالیستاد و آن سرور بعد
از ادای حمد و ثنای باریتعالی از انتقال خویش بعالم فنا مردم را آگاه گردانید
و فرمود که من در میان شما دو چیز عظیم می گذارم که اگر متمسک بدان کنید گمراه نشوید
و یکی ازان دو بزرگتر است از یکدیگر و آن دو گرانمایه قرآن و اہلبیت من است
واین ہر دو از یکدیگر جدا نشوند تا لب حوض کوثر بمن رسند پس بفرمود که ایہا
الناس الست اولیٰ بانفسکم آیا نیستم من اولیٰ بشما از نفسہای شما از اطراف
جوانب آواز بر آمد که بلے۔ آن حضرت فرمود که ہر کہ من اولیٰ ام باو از نفس او علی
بدو اولیٰ است از نفس او و آنگاه شاہ ولایت را گرفته گفت۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر
من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث کان۔ آن گاه شاہ ولایت
صلوٰة اللہ علیہ بموجب فرموده حضرت رسالت صلعم در خیمه نشست تا طوائف
خلائق بملازمتش رفته لوازم تہنیت بتقدیم رسانیدند و از جمله اصحاب عمر ابن الخطاب
رضی اللہ عنه جناب ولایت مآب را گفت۔

بخ بخ لک یا بن ابی طالب لقد اصبحت مولائی ومولیٰ کل مومن ومومنة
یعنی خوشحال ای پسر ابوطالب که بامداد کردی در وقتیکه مولاے من ومولاے ہر مومن
ومومنه بودی۔ بعد ازان امہات مومنین بر حسب اشارت سید المرسلین بخیمه امام
المسلمین رفته شرط تہنیت بجا آوردند و بروایت علمای مذہب امامیه آیت کریمه
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً
درین روز نازل گشت وحضرت رسول اللہ صلعم فرمود که اللہ اکبر علی اکمال الدین
واتمام النعمت ورضی الرب برسالتی وولایت علی ابن ابی طالب فقط

واضح ہو کہ صاحب حبیب السیر نے نزول آیت مذکورہ بقول علمای اہل سنت بروز حجۃ الوداع لکھا ہے اور بقول علمای امامیہ یوم غدیر خم لکھا ہے لیکن یہہ اونکی ناواقفیت کا باعث ہے ہم اوپر ثابت کر آئے ہین کہ علما بلکہ ائمہ اہل سنت قائل ہین کہ یہہ آیت بروز غدیر خم نازل ہوی اور دعاء مذکورہ بالا بھی نقل کرتے ہین اب ہم متوجہ ہوتے ہین اون اعتراضات اور الزامات کیطرف کہ جو ابن حجر نے صواعق محرقہ مین بمادہ نص خلافت مرتضوی تحریر کیئے ہین اول اونکا اعتراض یہہ ہے کہ شیعہ تواتر حدیث پر اعتبار کرتے ہین جبتک حدیث متواتر نہو وہ صحت امامت کا استدلال نہین کر سکتی اور یہہ حدیث اگرچہ صحیح ہے اور مخالف اسکا مردود ہے مگر متواترات سے نہین ہے اسلیئے شیعہ اسپر استدلال نہین کر سکتے۔

جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ حدیث متواترات سے ہے محدثین نے اسکو داخل متواترات کیا ہے اور قاعدہ کلیہ یہہ قرار دیا ہے کہ آٹھہ صحابی جس حدیث کی روایت کرین وہ متواتر ہے اور اس حدیث کی روایت ایک بہت بڑی جماعت صحابہ نے کی ہے علاوہ اسکے اگر موقع حجت ہووے تو شیعونکو ہوے اہل سنن کے نزدیک جبکہ صحت حدیث امامت کے لیئے کافی ہے اور تواتر کی حاجت اونکے لیئے نہین ہے تو اونکو حجت و اعتراض کا موقع ہی نہین لو فرضنا اگر شیعونکو اسپر حجت بھی ہووے اور وہ بوجہ عدم تواتر اس حدیث کو نص خلافت نہ سمجھین تو مفید اہل سنت نہین ہے اگر دیگر امور مین بھی ابن حجر مقلد تشیع ہوتے تو اسمین بھی ہونا واجب تھا اور جبکہ اونکو بحسب عقیدہ مذہب خود کوی موقع گفتگو کا حاصل نہین ہے اور حدیث کو صحیح مانتے ہین تو بہر امامت اس حدیث کو نہ ماننا داخل بے ایمانی ہے کیونکہ وہ خود اسکے مخالف کو مردود لکھہ چکے ہین۔

اگر بفرض محال شیعہ اس حدیث پر جرح و قدح عدم تواتر کی کرین تو کرنے دو لیکن تم

جبکہ قائل صحت حدیث ہو تو تمکو اپنے مذہب کی برخلافی کرنی سیدھا جہنم مین لیجاویگی
دوم شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ہم تسلیم نہین کرتے کہ اس مقام پر معنی مولی کے حاکم
اور والی کے ہین بلکہ مولی بمعنی محبوب وناصر ہے کیونکہ مولی مشترک ہے معانی متعددہ
مین یعنے معتق وعتیق ومتصرف در امر وناصر ومحبوب اور تعین معانے مشترک
بے دلیل قابل اعتبار نہین۔

جواب ذرا اہل انصاف غور فرماوین کہ معاملہ غدیر کا ایسا اہتمام اور ایسا اصرار
اور تاکید عمل مین آوے اور بروئے احکام وحی مجمع منعقد ہو کر بتاکید تمام نصب امامت
کیا جائے اور اوسپر معاند اور حاسد یہہ کہین کہ مولی بمعنے والی اور حاکم نہین ہے بلکہ دوست مراد ہے
حالانکہ رسول خدا صلعم نے اسی خطبہ مین اس امر کو صاف کردیا ہے وہ فرماتے ہین کہ
خدای تعالے میرا مولی ہے اور مین مومنین کا مولی ہون پس جسکا مین مولی
ہون علے اوسکا مولی ہے۔ کیا رسولخدا صلعم نے خدای تعالے کو اپنا مولی بمعنے یار
و دوست کہا ہے یا اپنے آپکو مومنین کا مولی بمعنے دوست قرار دیا ہے کیا رسولخدا
صلعم اللہ تعالے کو حاکم یا والی نہین کہتے یا اپنے آپکو مومنین کا حاکم اور والی بیان نہین
فرماتے ہین۔ عجب بیحیائی اور سخت منافقیت ہے کہ ادنی ادنی علماء بلکہ بھنگ نوش
فقراء کے لیئے اہل تسنن لفظ مولانا بمعنے والی اور حاکم بولین اور رسولخدا کے لیئے اس
لفظ کو بمعنے دوست قرار دین اور بمعنے حاکم یا والی گوارا نکرین بلکہ خداوند تعالے کے لیئے
بھی پسند نکرین پس جس قسم کی اولویت رسولخدا نے خداوند تعالے کے لیئے اپنی بابت
قرار دی ہے ویسی ہی حکومت واولویت امت کے بابت اپنے اور علی مرتضی کے
لیئے قرار دی ہے۔ محبت اور دوستی کا نکوی موقع ہے نہ تعلق ہے سبحان اللہ کلام
الہی سے تو یہہ مستنبط ہوتا ہے کہ کسی ایسے امر کی رسالت کی تبلیغ ہے کہ جسمین رسولخدا کو
حاسدان ومعاندان سے کسی قسم کا خوف ہے اور اس وجہ سے تبلیغ حکم مین توقف

فرمایا تہا کہ پہر سخت تاکید عتاب آمیز ہوی تب آپنے بڑے اہتمام سے وہ حکم امت کو
پہونچایا اور بڑا اہتمام عمل مین آیا اور پہر خداوند تعالے نے فرمایا کہ آج مین نے تمہارا
دین کامل کیا اور اپنی نعمت تمام کی اور رسول خدا شکر کرتے ہین اوپر رضامندی
خدائے تعالے کے بہ نسبت رسالت خود و ولایت علی ابن ابی طالب کے اور اہی
تک براہ تعصب یہی فرمارہے ہین کہ یہہ حکم دوستی رکہنی کا تہا کہ رسول خدانے فرمایا
کہ خدا میرا دوست ہے اور مین مومنین کا دوست ہون جسکا مین دوست ہون
علے اوسکا دوست ہے صاف صاف قرینہ اولویت اور حکومت کا ہے ورنہ
محبت اور دوستی کے لیئے اسقدر اہتمام کی کیا حاجت تہی اور جو قصہ بریدہ کو
نظر لاتے ہین کہ اوسنے رسول خدا سے علے مرتضے کی شکایت کی تہی اور رسولخدا
صلعم نے اوسوقت بہی یہی فرمایا تہا تو ظن غالب ہے کہ یہہ حکم بہی محبت رکہنی کا تہا۔
جاے غور ہے کہ ایک شخص نے اگر شکایت بہی کی تہی تو اوسکے لیئے ایسا اہتمام
نہین ہوسکتا اور چہ جائے کہ اوس روایت مین یہہ بہی ہے کہ بریدہ اوس روز
سے بہت ہی زیادہ علی مرتضی کو محبوب رکہنے لگا پہر کہیئے کہ کیا ضرورت اس
اہتمام کی تہی اور دین اسلام مین بغیر حکم محبت کیا کمی تہی کہ اوس روز پورا ہوا
اور اگر مولی بمعنے محبت ہی قرار دیا جاوے اور اہل سنت کی اس واہی دلیل کو
مان ہی لیا جاوے تو بجاے اس حکم کے امت کو یہہ حکم ہوتا کہ تم علے مرتضی سے
محبت رکہو یہہ کیون ہوتا کہ اطلاع امت کو دیجاوے کہ علے مرتضے تمسے محبت
رکہتے ہین اس لیئے ثابت ہے کہ یہہ حکم صریح نصب امامت کا ہے لیکن اگر ہم
ان سب امور سے قطع نظر کرین اور بفرض محال تسلیم ہی کرلین کہ مولے بمعنے محب
ہے تاہم یہہ خطبہ نصب امامت کی دلیل کامل ہے کیونکہ رسول خدانے یہی فرمایا
ہے کہ خدا میرا مولی ہے اور مین مومنین کا مولی ہون اور جیسا مین مومنین کا مولی

ہوں ویساہی علی مرتضے ہے مولی کسی معنی مین ہو مگر یہہ ظاہر ہو گیا کہ علی مرتضی
مثل حضرت رسول خدا مومنین کے مولی ہین۔
ہم یہہ نہین کہتے کہ تم خواہ مخواہ مولی کے معنے بادشاہی کے سمجھو بلکہ اسکے معنے
کچھہ ہی سمجھو حتے کم سے کم غلام کے معنی لو مگر جانشینی مطلق رسول خدا کی اس سے
نسبت علے مرتضے علیہ السلام ثابت ہے اگر اہل تسنن حضرت رسولخدا صلعم کو
مولی بمعنے حاکم اور والی نہین سمجھتے صرف اپنا دوست ہی سمجھتے تھے تو علی مرتضی کو
بہی ایساہی سمجھین مطلب جانشینی اور ولیعہدی سے یہی ہے کہ جس معنی مین
رسول خدا کو مولی سمجھتے ہو اوسی معنے مین علی مرتضے کو بہی بحکم اس حدیث
کے سمجھنا پڑیگا۔ اس لفظ پر بحث محض فضول ہے یہہ لفظ صرف تنہا حضرت
مرتضے کے لئیے ہے ستعمل نہین ہوا بلکہ مثل رسول خدا صلعم کے علے مرتضے ہی
مولائے مومنین قرار دیئے گئے ہین اور ثابت ہوا ہے کہ خداوند تعالے اور رسولخدا
صلعم اور علے مرتضی صرف تین ہی مولائے مومنین ہین اب مولی کے معنے کچھہ ہی
ہو ہمکو اس سے بحث نہین مگر مطلب یہہ ہے۔ حضرت ابو بکر یا حضرت عمر وغیرہ
مثل آن ہر سہ کے مولائے مومنین نہین ہین۔
سوائے اسکے اگر مطلب اس خطبہ سے محب ہوتا تو رسول خدا یہہ فرماتے کہ تم لوگ
علے سے محبت رکھو یا یہہ کہتے کہ جو مجکو دوست رکھتا ہے وہ علے کو دوست
رکھے تو یہہ حکم ہی ہو جاتا اور یہہ کہنا کہ جسکا مین دوست ہوں اوسکا علے دوست
ہے امت کے لئیے کوی حکم نہین ہے بلکہ اطلاع ہے اور حکم اوسوقت ہے جبکہ
بمعنے حاکم ستعمل ہو یعنے اطلاع دیجاتی ہے کہ جسکا مین حاکم ہوں اوسکا حاکم علے
ہے پس سب پر اتباع اس حکم کا واجب ہو گیا۔
پھر شیخ صاحب فرماتے ہین کہ کسی اہل لغت نے مولی کے معنے اولی نہین لکھے نہ شرعًا

نہ عرفاً مروج ہے بلکہ یون کہا جاتا ہے کہ فلان سے فلان اولی ہے یہہ نہین کہا جاتا
کہ فلان سے فلان مولی ہے۔

جواب یہہ فقرہ تو محض مغالطہ دہی ہے کہ اولی کے معنے مولی نہین آتا اس حدیث
مین اگر یہہ مذکور ہوتا کہ فلان سے فلان بہتر ہے اور اس موقع پر مولی ہوتا تو
جائے اعتراض تہا جیسا کہ خود رسول خدا نے اوس موقع پر مولی نہین فرمایا
بلکہ اولی فرمایا الست اولی بانفسکم۔

اب سمجھنا چاہیئے کہ خدا سے بڑھکر کوئی حاکم نہین ہے ہم اگر کہین گے تو یہی کہین گے
کہ خدا ہمارا مولے ہے یہہ نہ کہین گے کہ خدا ہمارا اولی ہے۔ اولی کی جگہہ اولی مستعمل
ہوتا ہے اور مولی کی جگہہ مولی مستعمل ہوتا ہے۔

مگر بڑا افسوس ہے کہ ادنی اعلے مولویون اور فقیرونکو مولی بمعنے اولی کہنے مین دریغ نہ
کرین اور خدا اور رسول اور علے مرتضے کے لیئے اس معنے مین گوارا نہ کرین مولانا شاہ
عبد العزیز صاحب یا مولانا ضیاء الدین صاحب برابر بمعنے اولی استعمال کرتے ہین
اور در آنحالیکہ خود جناب رسول خدا صلعم نے خدائے تعالے کو اپنا مولی بیان
کیا ہے اور وہ بمعنے اولی بتصرف ہے تو پہر گنجائش حرف گیری نہین۔

آجتک کسی عالم یا اہل لغت یا ادیب کی زبان سے لفظ مولی بمعنے دوست نہین سُنا
گیا بلکہ عموماً بمعنے اولی بتصرف مشہور و مروج ہے۔ مولویون اور درویشون
تک کو کوئی مولا بمعنے دوست نہین کہتا بلکہ بمعنے اولی کہتے ہین پہر بڑی ہٹ دہرمی
کی بات ہے کہ ادنی ادنی لوگونکے لئے تو مولی بمعنے اولی مشہور ہو اور علی مرتضی کیلیئے بالتخصیص
اسکو اسکے معنے مین قبول نکیا جاوے۔

جو یہہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ بعضے طرق روایات مین ذکر اہل بیت عموماً آیا ہے
اور ذکر علے مرتضے خصوصاً آیا ہے اسلیئے دلالت بر محبت تاکید ہے۔

جواب اسکا یہہ ہے کہ جو ذکر بالعموم اس روایت مین ہوا ہے وہی شاہد خلافت و امامت ہے کیونکہ اوس حکم مین صاف طور پر حکم پیروی اور تمسک اہل بیت کا ہے اور یہہ ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ حضرات ایسے بزرگ ہین کہ تا دم واپسین نہ قرآن اونسے جدا ہو گا نہ وہ قرآن سے جدا ہونگے چنانچہ یہی صفت انکی انجیل مین بھی موجود ہے کہ وہ خدا کا حکم ناننے والے ہین۔

پس جبکہ اتباع اور پیروی اہل بیت کی واجب ہوئی تو یہہ بھی لازم آنا کہ یہہ امر قرار دیا جاوے کہ اہل بیت مین سے کون اول بعد نبی خلیفہ مقرر کیا جاوے کیونکہ پیروی چند اشخاص کی ایک وقت مین نہین ہو سکتی اور اگر خدا بھی دو ہوتے تو انتظام دنیا بگڑ جاتا چہ جائیکہ امام ایک زمانہ مین دو ہون اسیوجہ سے تو اوس موضوعہ حدیث پر اعتبار نہین ہو سکتا کہ جسمین یہہ لکھا ہے کہ اقتدوا بالذین من بعدی ابوبکر و عمر کیونکہ دو شخصونکی پیروی محال و غیر ممکن ہے اور کوئی حکم خدائے تعالے یا رسول اللہ کا ایسا نہین ہے کہ جسکی تعمیل غیر ممکن ہووے اور طرفہ یہہ ہے کہ اجماع اہل سنت و جماعت کو بھی یہہ حدیث باطل کرتی ہے کہ وہ خلفاے اربعہ کے قائل ہین اور نص دو کی پیروی ایک زمانہ مین پیش کرتے ہین اور ہمیشہ موضوعات کا ایسا ہی حال ہوتا ہے خدا اور رسول پر اتہام لگنا بڑا دشوار امر ہے ضرور صنعت کھلجاتی ہے اسلیئے ضرور ہوا کہ رسول اللہ صلعم منجملہ اہل بیت کے یہہ قرار دین کہ اول علی مرتضےٰ امام اور حاکم کیئے جاوین۔

ذکر عموم اہل بیت موید بر خلافت مرتضوی ہے لیکن اصل یہہ ہے کہ دشمن کی نظرون مین ہنر بھی عیب دکھلائی دیتا ہے اہل انصاف ذرا اکابر علماے اہل سنت کے ان خرافات پر غور کرین ہم اسی ضمن مین اسکا یہی جواب دیتے ہین جیسا کہ وہ لکھتے ہین کہ سارے صحابہ بھول گئے تھے یا سارے صحابی بغض و عناد رکھتے تھے کہ فضائل و احکام خلافت

مرتضوی کو اخفا کرتے اسکا جواب اونکے بعد کے علمائے اہل سنت وجماعت کا عمل درآمد ہے کافی ہے ہر عالم یہی کوشش کرتا ہے کہ جیسا اسلاف نے احکام و نصوص خلافت مرتضوی کو اخفا کیا ویسا ہم بہی کرین یا لگہو کہا علما ہین کوئی بہی صاحب انصاف نہین کیا سارے ہی فاسق اور منافق ہین۔

وجہ اسکی سوائے پیشین گوئی حضرت یوحنا حواری کے اور کچہہ نہین ہے کہ شیطان آل نبی سے بدلا لینے کو ان لوگونکے دلونمین اثر کر گیا اور اوسنے ایسا اندہا کر دیا کہ علے مرتضے اور حضرات اہل بیت کے فضائل اونکو معیوب نظر آتے ہین اور یہہ تو فضائل ہی کے دیکہنے مین اندہے ہوئے ہین اونکے اسلاف کو تو شیطان نے ایسا اندہا کیا تہا کہ صحیح وسالم مجسم کہڑے ہوئے ائمہ معصوم اونکو نظر آتے تہے ہزار ہا مردود وملعون یزیدیونکے شامل تہے ہزار ہا معاویہ کے ساتہہ تہے ہزار ہا ولگہو کہا مطیع وفرمان بردار آل مروان وآل عباس تہے اور کسیکو نظر نہ آتا تہا کہ یہہ علے مرتضی نفس رسول ہین یہہ حسنین جگر گوشگان رسول خدا ہین یہہ ائمہ اطہار ذریت نبی ہین پھر اب ان علما کی کیا شکایت ہے۔

پھر شیخ ابن حجر لکھتے ہین کہ مولی بمعنے اولی نہین ہے جو دلیل خلافت وامامت ہو اور سلمنا کہ مولی بمعنے اولی ہو تو کیسے ثابت ہے کہ اولے بمعنے امامت ہے اور سلمنا کہ بمعنے امامت ہی ہو تو یہہ کیسے ثابت ہے کہ مراد خلافت فی الحال سے ہو جواب اسکے تو یہہ معنے ہین کہ ہمارا دل یہہ نہین چاہتا کہ زبان سے اقرار امامت مرتضوی کرین فلعنت اللہ علے الظالمین۔

ذرا اہل انصاف غور کرین کہ خود ہی معنے مولی مین یہہ حجت کرتے ہین کہ یہہ بمعنی اولی نہین ہے پھر کسطرح شیعہ خلافت پر استدلال کرتے ہین۔

اس سے معلوم ہوا کہ اونکے نزدیک بھی اولی سے مراد خلافت ہے پھر شق دوم مین

مولی کے معنے اولے تسلیم کرکے کیو حجت کرتے ہین کہ اولی بمعنے امامت نہین ہے اگر اولی بمعنے نہ تہا تو معنے مولی مین کیون حجت کی تہی کہ اسکے معنے اولی نہین سالہا مین پہر شیعہ دلیل امامت کس طرح گردانتے ہین۔

شیخ ابن حجر کی اس ناانصافانہ اور منافقانہ اعتراض پر مجہکو ایک حرامزادے نوکر کا قصہ یاد آیا کہ آقا نے حکم دیا کہ فلان طبیب کے مکان پر جاکر میرے لیے نسخہ لکہوا لا وہ حرامزادہ کاہل الوجود بڑا باتونیا تہا بولا کہ اگر حکیم صاحب نہ ملین آقا نے کہا ضرور ملین گے تو اونکے مکان پر جا۔

حرامزادہ بولا کہ سلمنا وہ ملے بہی اور نسخہ نہ لکہا۔ آقا نے جواب دیا کہ نہین ایسا نہین ہوسکتا وہ ضرور لکہدین گے۔ حرامزادہ بولا کہ سلمنا اونہون نے نسخہ لکہہ بہی دیا اور وہ دوائی بازار مین نملی آقا غریب بولا کہ تو جا تو سہی کیسے دوا بازار مین نہ ملے گی۔

حرامزادہ بولا کہ سلمنا دوا مل بہی گئی اور آپکو آرام نہوا تو کیا فائدہ میری تکلیف دینے سے آپکو ہوگا۔

بعینہ یہی نقل شیخ ابن حجر سنگین دل کی ہے کہ سب کچہہ سہی یہہ بہی سلمنا اور وہ بہی سلمنا لیکن زبان سے کسطرح کہدین کہ یہہ حدیث خلافت مرتضوی پر دلالت کرتی ہے پس ایسے ہٹے گہوڑون کا علاج بجز سر کاٹ ڈالنے کے اور کیا ہوسکتا ہے سپرد خدا سیعلمون الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

قرائن اثبات استخلاف مرتضوی

اول قرینہ استخلاف مرتضوی یوم غدیر خم کا یہہ ہے کہ اگر اس جلسہ و مجمع غدیر خم سے مراد خلافت و امامت نہوتی تو حضرت عمر ابن الخطاب بحسن عقیدت مبارکبادی کس بات کی دیتے اور بخ بخ لک یا ابن ابی طالبؑ کیون زبان مبارک سے

دوم دعاے نبوی وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ بڑی دلیل خلافت مرتضوی کی ہے اگر مراد خلافت سے ہو تو نصرت وترک نصرت کی کیا ضرورت تہی سیوم اس استخلاف کے بعد منافقین صحابہ کو سخت صدمہ ہوا اور اونہون نے جناب رسول خدا صلعم کی ہلاکت کا منصوبہ کیا اور ایک شب اسی سفر مین کہ استخلاف کے ایک دو روز ہی کے بعد کا ذکر ہے سولہہ یا سترہ منافقان بیدین نے رسولخدا صلعم پر کہ وہ براہ عقبہ شتر پر سوار عمار بن یاسر مہار پکڑے ہوے فقط حذیفہ شتر کو ہانکتے ہوے جاتے تہے اور سارا لشکر براہ وادی جارہا تہا گہوڑون پر سوار ہو کر اور مسلح ہو کر حملہ آور ہوے - چونکہ اس بارہ مین جو آیت نازل ہوئی تہی اوسمین اللہ جلشانہ نے جناب رسولخدا صلعم سے یہہ وعدہ بہی فرمایا ہے کہ واللہ یعصمک من الناس یعنے ہم تجکو آدمیون سے بچا دینگے اسلئے جناب رسول خدا صلعم کو مطلق خوف وہراس نہوا اور حذیفہ کو حکم دیا کہ دیکہہ کون کون ہین حذیفہ نے جاکر اونکے گہوڑون کے مونہہ چابک مارنے شروع کئے کہ وہ کچہہ دلمین سمجھکر مفرور ہوگئے حذیفہ سے پوچھا رسولخدا نے کہ کون کون تہے حذیفہ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ان حرامزادون نے مونہہ باندہ رکہے تہے لیکن مینے سواریونکو پہچان لیا کہ فلانے اور فلانے کی ہین - اس روایت کو علماے اہل تسنن نے اسی طرح نقل کیا ہے فلانے فلانے نے لیکن فلانے کا نام کسی راوی نے ظاہر نہین کیا یہہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ راویون حملہ آورون کا نام کیون چھپایا -

علماے شیعہ صاف صاف فلان فلان جگہہ کے نام اصحاب ثلثہ ودیگر صحابہ کے تحریر فرماتے ہین مگر ہم کہتے ہین کہ شاید شیعون نے عناد کیوجہ سے انکا نام قرار دیا ہو مگر علماے اہل تسنن کا اغماض اور اخفا نام حملہ آوران دول شبہہ پیدا کرتا ہے کیونکہ

اگر کہلے ہوئے منافق ہوتے تو علماے اہل تسنن برابر اونکے نام ظاہر کردیتے اور اگر ظاہری منافقون سے بھی انکا ساز باز ہے تو پھر محل گفتگو ہی کیا ہے لیکن اس روایت سے بھی جو ملا جامی بنے شواہد النبوت مین لکھی ہے اسقدر تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ حملہ آور لوگ صحابی تھے گو نام سے اونہون نے بھی اغماض کیا اس روایت مین یہہ ذکر صاف درج ہے کہ جب اسید بن حضیر نے رسولخدا سے عرض کیا کہ آپ اون حرامزادے لوگون کا نام بتلاوین تا کہ ہم اونکو قتل کرین تو رسولخدا نے فرمایا کہ لوگ یون نہین کہین گے کہ جب لڑائی ختم ہوچکی تو محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین۔

اگرچہ علماے شیعہ صاف صاف اصحاب ثلثہ کا نام ان حملہ آوران مین لکھ رہے ہین مگر ہمنے اول وعدہ کیا ہے کہ اس رسالہ مین روایات اہل تشیع پر استدلال نکرین گے اس لئے اسکے بابت ہم کچھ نہین کہہ سکتے مگر اسقدر کہہ سکتے ہین کہ بیشک وہ لوگ صحابی تھے جیسا کہ روایات اہل تسنن سے ثابت ہے اب اگر کسیکو یہی شوق ہو کہ بروے روایات اہل تسنن نام اون لوگون کے تشخیص کرے تو میری راے مین یہہ وہی لوگ ہین کہ جنکو رسول خدا نے نام بنام جیش اسامہ مین نامزد کیا ہے کہ بحالت بیماری متواتر تاکید اونکی روانگی کی کی ہے اور وجہ اسقدر اصرار اونکی روانگی مین کرنے کی یہی معلوم ہوتی ہے کہ رسول خدا صلعم کو یہہ گمان تہا کہ یہہ لوگ خلافت مرتضوی مین مخالفت کرین گے فہرست اون لوگونکی جنکو بماتحتی اسامہ بن زید رسول خدا صلعم نے نامزد کیا ہے کتب تواریخ درج ہین تاریخ واقدی کو ملاحظہ کرلو اور مجھے معاف رکھو۔

قرینہ استخلاف علی مرتضیٰ کا یہہ ہے کہ جب جناب رسولخدا مکہ سے مدینہ منورہ مین واپس تشریف لائے اور لوگونکی نفاق اور مخالفت کا حال معلوم

ہوا اور ظاہر ہوا کہ یہہ لوگ ضرور استخلاف مرتضوی کی مخالفت کرین گے
اوسوقت آپنے رومیون سے جہاد کرنے کے لیئے ایک لشکر کی تیاری کا حکم دیا
اور امیر لشکر اسامہ بن زید کو کیا اور سواے علے مرتضیٰ کے اجلہ واکابر مہاجرین
کو مثل ابوبکر صدیق اور فاروق وعثمان غنی وغیرہ کو ماموری لشکر فرمایا۔
مگر رسولخدا صلعم نے ہرچند چاہا کہ یہہ لوگ مدینہ سے روانہ ہوجاوین لیکن سب نے
عدول حکمی رسولخدا کی گوارا کی اور باوجود سخت تاکیدات کے ایک بہی مدینہ سے
باہر نہ نکلا حالانکہ رسولخدا صلعم نے یہہ بہی فرمایا جہزوا جیش اسامہ لعن
اللہ من تخلف عنہا۔
مگر متخلفین نے لعنت خدا کو گوارا فرمایا اور مدینہ نچہوڑا یہہ امر ایک بڑا نازک مقام ہے
اور اہل سنت کی بہت سی آرزوؤن اور تمناؤن کو خاک مین ملاتا ہے ہم تعجب
کرتے ہین کہ اگر رسولخدا صلعم کو یہہ منظور تہا کہ ابوبکر میرے بعد خلیفہ ہون تو اونکو
اس لشکر مین بماتحتی اسامہ ہرگز نامزد نکرتے اور باوجودیکہ رسولخدا اپنی وفات
کے قرب کو بخوبی جانتے تہے ہرگز ایسا نکرتے کہ جسوقت غفلت مرض سے کچھہ
بہی افاقہ ہوتا اور ہوش درست ہوتے تو یہی فرماتے کہ لشکر اسامہ کیون روانہ نہین
ہوا اونکو کہو کہ جلد روانہ ہون اگر روانہ نہونگے تو اونپر خدا کی لعنت ہوگی۔
اگر حضرت ابوبکر کا خلیفہ کرنا منظور ہوتا تو اونکو باہر جانے کے لیئے کیون سخت
تاکید ہوئی۔ حکم نماز پڑہانے پر جو اہل سنت کو ناز ہے اور ہم بروایت صحیحہ
ثابت کرچکے ہین کہ جناب رسول خدا صلعم نے کیکا نام لیکر نماز پڑہانے کو نہین
فرمایا تہا یہہ حکم روانگی جیش اسامہ اس پیشنماز کی بنیاد کو ہی منہدم کرتا ہے
کیونکہ اگر رسولخدا صلعم نے حضرت ابوبکر کے نسبت نماز پڑہانے کا حکم دیا ہوتا
تو اونکو باربار تاکید اسامہ کے ساتہہ جانے کی نہوتی۔ اللہ اکبر۔ اگر کبہی حضرت

علی مرتضیٰ کے نسبت کسی اکابر یا مہاجر و انصار کی ماتحتی مین بہی جہاد کرنیکا حکم
ملجاتا تو بیشک علمائے اہل سنت آسمان و زمین ہلا ڈالتے اور یہان ایک غلام
کی ماتحتی مین شیخین ذوی النورین تعینات ہوے اور اسلاف نے اس تحقیر پر
بہت کچھہ سر پہوڑا اگر ممکن ہے کہ علمائے اہل سنت کی زبان پر آجاوے انصاف کا
تو خاتمہ بالخیر ہوچکا جہانتک ممکن ہوتا ہے فضائل اہل بیت رسالت مین بہی
توجیہات پیدا کرتے ہین اور فریق ثانی کے ایسے حالات مین بہی ایسے خاموش
ہوتے ہین کہ مطلق لب کشائی نہین کرتے۔

مدارج النبوت مین حال تعینائی مہاجرین و انصار بماتحتی اسامہ بن زید اسطرح لکھا ہے
وحکم عالی چنان صادر شد کہ اعیان مہاجر و انصار مثل ابوبکر صدیق و عمر فاروق
و عثمان ذوالنورین و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ بن جراح وغیرہم الا علی
مرتضیٰ را رضی اللہ عنہم اجمعین کہ ہمراہ نکردہ دران لشکر ہمراہ اسامہ باشند و این
معنے بر خاطر بعضی گران آمد کہ غلامے را برا کابر مہاجرین و انصار امیر گردانید
و در مجلس این جماعہ سخنان ازین باب بظہور می آید در ودی یافت چون
ازین اخبار بسمع شریف رسید خاطر مبارکش رنجیدہ شد و بغضب درآمد۔ کذا
فی مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۴۳۳۔

یہہ رنجیدگی اور غصہ رسولخدا صلعم کا عین قریب وفات ہے اور دو چار روز
کے بعد ہی وفات آپکی ہوئی اور یہہ غصہ آپکا فرو نہوا اور جناب رسولخدا صلعم
صحابہ مذکورہ سے رنجیدہ اور غضبناک ہو کر دنیا سے رحلت فرما گئے اور صحابہ
نے باوجود رنجیدگی رسولخدا صلعم کے مطلق اس حکم کی تعمیل نکی اور مہاجرین
اکابرین سے کوئی بعد وفات رسولخدا بہی لشکر اسامہ مین نہین گیا حضرت
ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان ابو عبیدہ وغیرہ کوئی نہین گیا پس اب ہم علمائے

اہل السنت سے فتوے طلب کرتے ہین کہ جن لوگون سے جناب رسولخداؐ رنجیدہ
اور غضبناک تشریف لے گئے اونکے بارہین مسلمانونکو کیا عقیدہ رکھنا چاہئے
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اب اہل سنت پر فرض ہے کہ یا تو اوسکے بعد منع
ہوجانا رسولخدا صلعم کا صحابہ مذکور سے ثابت کرین یا تنسیخ تجہیز جیش اسامہ
ثابت کرین مگر ہر دو امور غیر ممکن ہین آخری وقت مین وفات سے گھڑی دو
گھڑی پہلا خطاب صحابہ مذکور سے رسولخداؐ کا یہہ ہے تو موانے نکل جاؤ
میرے پاس سے۔ کذا فی الصحیح البخاری۔ یہہ دوسری عدول حکمی کی
رنجیدگی اور غضب ہے تنسیخ تجہیز جیش اسامہ مین عمل نہین آئے بلکہ باوجود
شدت تپ و دردسر رسولخدا صلعم منبر پر تشریف لے گئے اور صحابہ کو بہت
کچھہ سمجھایا لیکن کسی نے حکم رسول خداؐ کا نمانا حتّیٰ کہ زبان مبارک سے یہہ حکم دیا
جہزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا مگر شیخین وغیرہم ہرگز آمادہ
روانگی نہوے۔ مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ بحسب تاکید رسولخداؐ اسامہ
سوار ہونے کو تہا کہ خبر نزع پہونچی مگر ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہم مدینہ ہی مین موجود تہے۔
پنجم ایک قرینہ خلافت و امامت علی مرتضیٰ کا یہہ ہے کہ جناب رسولخدا صلعم
نے قبل از وفات خود اپنے سلاح اور دواب اور پوشاک حضرت علی مرتضیٰ کو مرحمت فرمائی
یک ادنیٰ درویش بہی مریدون مین سے کسیکو خلیفہ اپنا مقرر کرتا ہے تو وہ خرقہ
اور جبہ اوسکو عطا کرتا ہے لیکن ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کو کوئی شئے حضرت
رسولخدا صلعم نے عطا نہین فرمائی نہ کسی قسم کی اونکو وصیت کی نہ برکت عطا
فرمائی پھر کس ذریعہ سے اونکو خلیفہ رسول اللہ کہہ سکتے ہین امارت دوسری شئ
ہے اگر لوگون نے جمع ہوکر اونکو اپنا حاکم بنالیا تو اونکے بادشاہ ہوگئے لیکن
خلیفہ رسول اللہ تو وہی شخص ہوگا جسکو رسولخدا صلعم نے بحین حیات خود

مقرر کر دیا اور جسکو وصیت کی برکت دی اپنے ہتھیار اپنی پوشاک اپنی سواری عطا فرمائی لہٰذا اوسکا کتب معتبرہ اہل سنت وجماعت مین مفصل موجود ہے اور یہہ قصہ ہی بذات خود ایک کامل استخلاف ہے۔

استخلاف مرتضوی بہنگام قرب وفات رسولخدا صلعم بوقت عطاء اسلحہ وپوشاک وسواری

سید علی ہمدانی کہ علمائے معتبرین اہل سنت والجماعت سے ہین کتاب مودۃ القربیٰ مین لکھتے ہین

عن ابی حمزۃ الثمالی رضی اللہ عنہ عن ابی جعفر الباقر عن ابائہ علیہم السلام قال لما مرض رسول اللہ مرضہ الذی قبض فیہ کان راسہ فی حجر علی والعباس یذب عنہ والبیت غاص بالمھاجرین والانصار فقال علیہ السلام یا عم اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فقال انا رجل کبیر السن وکثیر العیال فقال یا علی اتقبل وصیتی وتنجز عداتی فخنق علیاً العبرۃ وما استطاع ان یجیبہ فاعادھا علیہ فقال علی بابی انت وامی نعم فقال رسول اللہ صلعم انت اخی ووصیی ووزیری وخلیفتی ثم قال یا بلال ھلم سیف رسول اللہ صلعم ذوالفقار فجاء بہ بلال فوضع بین یدی رسول اللہ صلعم ثم قال یا بلال ھلم مغفر رسول اللہ ذا الجبین فجاء بہ فوضع ثم قال یا بلال ھلم فرس رسول اللہ صلعم المرتجز فاتی بہ فاوثقہ ثم قال یا بلال ھلم ناقۃ رسول اللہ العضباء فجاء بھا فاوثقھا ثم قال یا بلال ھلم بردۃ رسول اللہ السحاب فجاء بھا فوضعھا ثم قال یا بلال ھلم قضیب رسول اللہ الممشوق فجاء بہ فوضعہ فلم یزل یدعو بالشیئ بعد شیئ حتی یا العصابۃ التی کان یعصب بھا بطنہ فی الحروب ثم نزع الخاتم فدفعہ الی علی ثم قال یا علی اذھب بھا جمع فاستودعھا بیتک بشہادۃ المھاجرین والانصار لیس لاحد ان ینازعک فیھا بعدی فانطلق امیر المومنین حتی وضعھا فی منزلہ ثم رجع

حاصل ترجمہ اس روایت کا یہہ ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے وقت قرب وفات حضرت
عباس سے فرمایا کہ اے چچا تم میری وصیت کو قبول کروگے اور میرے وعدیکو وفا کروگے
عباس نے کہا کہ مین بوڑھا آدمی ہون اور کثیر العیال ہون تب حضرت نے علی مرتضی
سے فرمایا کہ اے علی میری وصیت قبول کرتے ہو اور میرے وعدونکو وفا کروگے
اول مرتبہ حضرت مرتضیٰ بوجہ گریہ کے قادر جواب پر نہوسکے حضرت نے دوبارا اعادہ
اس خطاب کا کیا اوس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے
مان باپ آپ پر فدا ہون بہت اچھا۔
جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تو میرا بہائی ہے اور میرا وصی ہے اور میرا وزیر ہے
اور تو میرا خلیفہ ہے بعد اسکے بلال کو حکم دیا کہ میری سیف ذوالفقار لاؤ بلال نے
روبرو حضرت کے لاکر حاضر کردی پہر فرمایا کہ اے بلال مغفر رسول اللہ کہ جسکا نام
ذو والنجدین ہے لاؤ بلال نے وہ بہی حاضر کی اسیطرح درع ذات الفصول طلب
کی اور پہر گہوڑا جسکا نام مرتجز تہا طلب کیا پہر ناقہ عضبا اور بردہ سحاب اور
ممشوق وغیرہ طلب کئے یہانتک وہ عصابہ کہ جس سے حرب مین رسولخدا
شکم باندہتے تہے طلب کیا اور بلال نے سب اشیا حاضر کین اور جناب رسالتمآب
نے انگشتری اونگلی سے اوتار کر حضرت مرتضی علیہ السلام کو عطا فرمائی (مہر کی
انگوٹھی بغیر خلیفہ اور جانشین کے اور کسی دوسرے کو نہین دیجاتی ہے) اور ارشاد
کیا کہ اے علی ان سب اشیا کو لیجاؤ اور اپنے گہر مین رکہو شہادت مہاجرین
وانصار کے کسیکو ان اشیا پر دعوی نہین پہونچتا کہ میرے بعد تمسے انکی بابت
نزاع کرے چنانچہ حضرت امیر المومنین اون سب اشیا کو اپنے گہر مین لیگئے
اور وہان رکہکر واپس تشریف لائے اگر حضرت ابو بکر کو خلیفہ کرنا منظور
ہوتا تو ضرور انگشتری عطا ہوتی۔

ششم یہہ کہ ہر شخص جس کسیکو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کرتا ہے وہ ضرور اپنے متعلقہ امور کے بابت وصیت کرتا ہے جنانچہ اسیطرح رسول خدا صلعم نے علے مرتضیٰ کو وصیت کی اور اپنا وصی قرار دیا حضرت ابو بکر سے کوئی وصیت نہین کی نہ اپنے وفات کے وقت انکا مدینہ مین رہنا پسند کیا کہ جیش اسامہ کی کیفیت ہم اوپر لکھہ چکے ہین۔

ثبوت وصیت قرینہ پنجم مین بہی مذکور ہوچکی ہے اور نیز دیگر مقامات رسالہ ہذا مین مفصل مذکور ہوچکا ہے۔ رسول اللہ صلعم کی آخری وقت کا حال اس طرح مدارج مین لکہا ہے کہ۔

بعد ازان فرمود کہ برادر من علے را بیارید علے بیامد و بر سر بالین آنحضرت نشست و سر مبارک بر زانوئے خویش نہاد و آن سرور صلعم فرمود اے علے فلان یہودی پیش من چندین مبلغ دارد کہ از وے برائے تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ حق او را از ذمہ من ادا کنی و فرمود اے علے تو اول کسی خواہی بود کہ در لب حوض کوثر بمن برسی و بعد از من مکروہات بتو خواہند رسید باید کہ دلتنگ نشوی وصبر کنی و چون بہ بینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی

پھر مدارج مین لکہا ہے کہ رسول خدا نے وصایا کا لکہوانا چاہا لیکن اسقدر مہلت نہ ملی اور حضرت علے نے بخوف قبض روح عرض کیا کہ زبانی ارشاد فرمایئے چنانچہ رسول خدا صلعم نے وصایا فرمانا شروع کین۔

علی رضی اللہ عنہ گوید کہ حضرت با من سخن می گفت و آب دہن وی بمن میرسید و حال بروی متغیر شد

اب اہل انصاف غور کرین کہ وصیت ادائے دین خاص جانشین اور خلیفہ متعلق ہے یہہ قرض حضرت کے ذاتی کام کا نہ تہا بلکہ لشکر اسامہ کی تجہیز کا قرض تہا جو متعلق برسالت ہے اگر حضرت علے خلیفہ نہوتے تو یہہ وصیت اونسے کیون کیجاتی۔

ملبب حوض کوثر پر اول رسولخدا کے پاس علی مرتضی کا پہونچنا اور خلفاء دیگر
جو آپسے پہلے فوت ہوئے ہین نہ پہونچنا تعجب کی بات ہے بعد وفات حضرت
کے مکروہات کا پہونچنا صاف صاف پیشین گوئی غدر امت کی ہے۔
لوگونکا دنیا اختیار کرنا پوری پیشین گوئی اس بات کی ہے کہ بطمع دنیاوی اور لوگ حقوق مرتضوی
غصب کرینگے۔
حضرت ابوبکر سے وقت اخیر ملاقات تک نکرنا اپنے پاس تک نہ آنے دینا بلکہ قوم
عنی۔ کہکر اوٹھا دینا بروایت صحیح بخاری ثابت ہے۔
ہفتم بڑا قرینہ خلافت مرتضوی پر یہہ ہے کہ آخر وقت مین رسول خدا نے
امت سے عہد نامہ لکہنا چاہا اور حضرت عمر وغیرہ مانع ہوے۔ حالات جو بعد قصہ
غدیر خم کے مابین رسول خدا صلعم اور صحابہ کے وقوع مین آئے وہ ہم شروع جا
چند بار تحریر کر چکے ہین۔
حملہ بر رسول خدا بمقام عقبہ۔ تخلف از جیش اسامہ باوصف تاکید شدید و
رنجیدگی وغضب رسولخدا بر صحابہ تا دم واپسین وغیرہ وغیرہ اوسکے بعد
حضرت صلعم نے امت سے دربارہ خلافت مرتضوی کے عہد نامہ لکہنا چاہا
لیکن اس حکم سے بہی صحابہ نے عدول کیا۔ یہہ عہد نامہ عبد الرحمن بن ابی بکر
کے قلم سے لکہوانا چاہا اور کاغذ وقلمدان لانے کا اوسکو حکم دیا مگر حضرت
عمر مانع ہوے کذا فی المدارج۔
بعض بیوقوف متعصب علمانے جاہلونکے سمجہانے کو یہہ لکہدیا ہے کہ عبد الرحمن
سے عہد نامہ لکہوانا دلیل ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے لئے عہد نامہ لکہواتے
تہے حالانکہ ہرگز ایسا قاعدہ نہین ہے کہ کسی امر کے مدعی سے یا اوسکے رشتہ دار
سے اوسکے لئے سند لکہا یا جاے ایسی سند غیر معتبر ہوتی ہے اگر بفرض محال

حضرت ابو بکر کی خلافت کے لیئے لکھواتے تو علے مرتضی سے لکھواتے اسلیئے بالکل قرینہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت علی کی خلافت کا عہد نامہ لکھا جاتا تھا بڑا تعجب یہہ ہے کہ ایسے علما کیا عقل سے بالکل خالی تھے یا جان بوجھکر مغالطہ دہی کرتے تھے کبھی حیات رسولخدا مین کوئی قرینہ خلافت حضرت ابو بکر کا ظاہر نہین ہوا تمام معاملات اوسکے برخلاف ہوتے رہے رسولخدا تو اوسوقت مین ایکدم کو اونکا مدینہ مین رہنا گوارا نہین کرتے اور وہ بیوقوف یا سخت ہٹ دھرم وہی اولٹا قرینہ پیدا کرتے چلے جاتے تھے۔

ایسی لایعنی تحریرات خواہ مخواہ طبیعت مین غصہ اور جوش پیدا کرتی ہین کہ ہر قرینہ برعکس لیا جا رہا ہے جیسا کہ صاحب مدارج نے بھی قرینہ عکسیہ پسند کیا۔

قصہ طلب کاغذ و قلمدان مندرجہ صحاح اہلسنت

صاحب مدارج النبوت نے لکھا ہے کہ در کتب صحاح مذکور مسطور است کہ آنحضرت صلعم در حین اشتداد مرض کہ اصحاب در حجرہ شریف مجتمع بودند فرمود کہ دوات و صحیفہ و در روایتے شانہ برائے من بیارید تا برای شما وصیتی بنویسم کہ بعد از من ہرگز گمراہ نشوید۔

پس اصحاب اختلاف کردند بعضے گفتند انچہ فرمودند بر آن عمل باید کرد و دوات و صحیفہ باید آورد تا حضرت ہرچہ می خواہند بنویسند و بعضے گفتند مناسب نیست آن سرور را درین محل مشغول بکتابت داریم کہ وقت وی صلعم تنگ است و عمر رضی اللہ عنہ درین جانب بود و گفت کہ درد و الم بر حضرت مستولی است و قرآن مجید درمیان ماست و ما را بس است و در بعضے روایات این نیز زیادہ آمدہ است کہ مرد در شدت مرض چیزہا میگوید کہ از دائرہ اختیار او بیرون است شاید کہ این سخن نیز مثل سخنان باشد۔

بعد اسکے سخنان کی تفسیر و تشریح بھی اسطرح فرمائی یعنے مبادا بعضے مردم
از منافقان وغیرہم را راہ سخن پیدا شود و بگویند وخیال کنند کہ ہذیان می گویند
چنانکہ بیماران در وقت سختی بیماری می گویند و جمعی دیگر نیز موافق عمر بودند و جمع مخالف
تا اختلاف او فتاد و آوازہا بلند شد پس آن حضرت صلعم فرمود برخیزید از پیش من
کہ منازعت و رفع اصوات بحضور رسول خدا مناسب نیست با وجود آن سہ
وصیت فرمود یکے آنکہ مشرکان را از جزیرہ عرب اخراج کنند
دوم آنکہ جماعہ خور کہ نزد شما بیایند ایشان را جائزہا و صلہا بدہند چنانکہ من میدادم
و وصیت سوم راوے فراموش کرد یا در اظہار آن مصلحتے ندید

اب اہل انصاف غور فرماوین کہ ہر شخص پر بحالت بیماری وصیت پس ماندگان
فرض ہوتی ہے چہ جائیکہ نبی آخر الزمان پر تو نہایت ہی ضرور تھا کہ اپنی امت
کے لیئے ایسی وصیت فرماتے کہ گمراہی سے اونکو نجات ہوتی چنانچہ صلحاے
صحابہ کے خیالات سے بھی یہہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ وصیت کہ جسکو رسولخدا
لکھوانا چاہتے تھے نہایت ضروری تھی اور موجب رفع خلاف و نزاع کے ہوتی
چنانچہ عین الحق ایسی عبارت مقتذکرہ بالا کے مدارج مین روایت سعد بن
جبیر کی درج ہے کہ وہ کہتا ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس کہا کرتے تھے
کہ روز پنجشنبہ چہ روزے بود روز پنجشنبہ کہ این قضیہ واقع شد و بگریست۔
ابن عباس تا اشکہا بر مثال مروارید در رشتہ کشیدہ بر روے او فرود آمد
و این قصہ را کہ گفتہ شد ذکر کرد تا در فہم ابن عباس چہ در آمد و در خیال وی چہ بود
یعنے چیزے را آخر وقت حیات ازان حضرت وصیتی بوجودے آمدے موجب
رفع خلاف و نزاع مے شد۔

نکتہ اسلام مین ہفتاد و دو فرقہ ہوجانا اور باہم اختلاف شدید واقع ہونا جنگ

جمل و صفین وغیرہ وقوع مین آنا سبطین رسول الثقلین کا بیکسی و تنہائی کی حالت
مین مسموم و شہید ہونا وغیرہ وغیرہ انقلابات کا ظہور ہونا صرف بوجہ منع وصیت ہوا ہے
اگر آخری وصیت رسول خدا کی عمل مین آتی تو مطلق کوئی فساد کسی قسم کا باقی نہ رہتا
اور غالبًا شرق سے غرب تک اسلام پہیل جاتا اور ایک مذہب رہتا۔ مانعین وصیت
کی نسبت مومنین صادق الاعتقاد کی دلونسے پوچہنا چاہیئے کہ کیا فتوی دین گے۔
اب ہر شخص جسمین کچہہ بہی مادۂ عقل ہے بخوبی سمجہہ سکتا ہے کہ وہ وصیت
بہی بمادۂ خلافت مرتضوی تہی اور مانعین وصیت بخوبی سمجہہ رہے تہے کہ یہہ
وصیت بہی مثل اون وصایا کے ہے کہ جو حجۃ الوداع اور غدیر خم مین بمادہ
امامت علے مرتضی علیہ السلام کے فرمائی تہی چنانچہ شاید کہ این سخن نیز مثل
آن سخنان باشد۔ دلیل اس امر پر کرتا ہے۔ علاوہ اسکے انبیاء مرسلین ہذیان
سے مبرا ہین اونکا ہر قول و فعل ہر حالت کا سند لیا جاتا ہے۔
مرسل پر یہہ گمان کرنا کہ ہذیان کہہ رہے ہین کفر ہے اور یہہ گمان کرنا بہی فسق
و نفاق ہے کہ مبادا نبی ہذیان بکنے لگے اور منافقونکو موقع حرف گیری کا ملے۔
سبحان اللہ اگر خاص مرض ہذیان کا بیمار بہی بوقت قرب وفات وصیت
کرنے کو کہے تو سمجہا جائیگا کہ اسکے ہوش و حواس درست ہوگئے ہین کیونکہ
وصیت مرض الموت مین بیمار کا فرض ہے اور جس بیمار نے اپنے فرض کو یاد رکہا
یہہ اوسکے صحت حواس اور ثبات عقل کی دلیل ہے
مگر یہان بالکل برعکس مضمون ہے عجب اولٹی عقل کے لوگ تہے۔
کہ نبی کی وصیت کرنے کو ہذیان کہین۔ نہین نہین اولٹی عقل کے لوگ نہین
بلکہ بڑے چالاک اور ہوشیار اور پکے دنیادار تہے اونہون نے اس پیرایہ مین
اپنا کام نکالا ذریت نبی جو دیندار اور اہل اللہ لوگ تہے وہ ان دنیادار لوگونکو

بھلا کیون وہ غاوفریب سے شخص ناآشنا تھے
اگر کچھ بھی دنیا داری کا لگاؤ حضرت مرتضےٰ علیہ السلام مین ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ کوئی
شخص خلافت کا نام بھی لے سکتا۔
سبحان اللہ جنکو کوئی تعلق سا بقہ نہ تھا وہ تو نہ مان مین تیرا نہان رسولخدا
خلیفہ کرین یا نہ کرین خود فرمائینگے۔ دنیا داری کی چالین ایسی ہی ہوتی
ہین۔ یہہ کوئی صاحب نہ سمجھے کہ یہہ امر مین اپنی رائے سے لکھہ رہا ہون بالکل
روایات صحاح اہل سنت کا ترجمہ بیان کر رہا ہون۔ اسی باب مین وہ روایت
ہم لکھہ چکے ہین کہ رسول خدا نے صحابہ سے یہہ فرمایا کہ بت پرستی وغیرہ کا
تمہاری نسبت مجھے خوف نہین ہے بلکہ تم میرے بعد دنیا کی طمع مین ملوث
ہو جاؤگے اور یہہ روایت بھی ابھی تحریر ہو چکی ہے کہ رسول خدا صلعم نے
حضرت علی ع سے وصیت کی کہ جب تم دیکھو کہ لوگون نے دنیا کو اختیار کیا
تم آخرت اختیار کرنا چنانچہ پچیس ۲۵ برس تک اسی پر عمل کر کے صبر کیا بالآخر
خلیفہ سوم کے وقت مین جبکہ انتظام اسلام بگڑ گیا اور فساق و فجار کا دین
غلبہ ہوا بحکم ضرورت آپنے خلافت ظاہری اختیار فرمائی گو ہر وقت آپ
بنا بر اتمام حجت اظہار اپنے حق کا فرماتے رہے اور باوجودیکہ امت نابکار نے
آپکے حقوق تلف کیے لیکن تاہم آپکے منصب نیابت رسالت مطلقہ مین
کچھہ فرق نہین آیا اور آپ مسلم الثبوت نائب برحق رسولخدا کے بلافصل رہے
بعد اس قصہ کے نقل روایت ابن عباس کے مدارج مین لکھا ہے۔ کہ بیشتر آنچہ در
فہم مردم می آید و بخیال ایشان می افتد آنست کہ مقصود آن حضرت علیہ السلام
تعین خلیفہ بود کہ بعد از وی کہ خواہد بود۔
اب حضرت عمر کا تخلف کرنا صاف دلیل اس بات کی ہے کہ خلافت مرتضوی کے

لیئے وصیت فرمانا چاہتے تہے کیونکہ حضرت عمر مدد و معاون حضرت ابوبکر کے تہے اور انہین کی سعی و کوشش و حیال بازی سے یہہ خلافت قائم ہوئی اگر حضرت ابوبکر کی خلافت کے لیئے حکم ہوتا تو شاید معاونان اہل بیت مانع ہوتے نہ کہ حضرت عمر۔ اور سوا اسکے یہہ امر بہی ظاہر ہے کہ اسوقت ایسے شخص کی خلافت کے لیئے تحریر کراتے تہے کہ جسکو پیشتر نصب کر چکے ہین کیونکہ لوگون پر یہہ حال منکشف ہوگیا حالانکہ حکم وصیت مین ہنوز رسول خدا صلعم نے کسیکا نام نہین لیا تہا تو ظاہر ہے کہ علے مرتضیٰ ہی ایسے تہے کہ جنکے لیئے ابہی غدیر خم مین خلافت قائم ہوئی تہی اور مقولہ حضرت عمر کہ شنائبہ این سخن نیز مثل آن سخنان باشد۔ غدیر خم کی خبر دیتا ہے۔

اور قول حسبنا کتاب اللہ صاف صاف مخالفت خطبہ غدیر ظاہر کر رہا ہے کہ رسول خدا تو صاف صاف دو شے عظیم القدر کی پیروی اور تمسک حکم دے رہے ہین اور وہ یعنے حضرت عمر صاف کہہ رہے ہین کہ ہم تمہارے اہل بیت کو نہین مانتے ہمکو کتاب اللہ کافی ہے۔

حالانکہ گمراہی سے بچانیوالی ہر دو شئے ہین باہم متفق قرآن و اہل بیت اگر کوئی شخص انمین سے ایک کو مانیگا اور دوسریکو نہ مانیگا وہ قطعی گمراہی رہا یہہ امر قابل بحث اس موقع کے نہین کہ رسولخدا کی نسبت ہذیان کا یقین کرنا کفر ہے اور ایسا گمان کرنیوالا بہی منافق ہے۔

ہفتم قرینہ خلافت مرتضوی بلا فصل یہہ ہے کہ اگر رسولخدا نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ کرنا چاہا ہوتا تو اونکو ایسا اضطراب نہوتا کہ جسد مطہر رسولخدا کو بلا تجہیز و تکفین چہوڑ کر عمر ابن الخطاب و ابو عبیدہ بن الجراح کو ہمراہ لیکر سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچ جاتے اور چٹ پٹ بلا کسی کی صلاح و مشورہ کے خود خلیفہ بنجاتے۔

نبی کی خلافت کی بحث تھی مسجد نبوی مین اجماع ہوتا قضیہ زمین بر سر زمین
جملہ انصار مین کیا موقع تھا۔
پس ضرور ہے کہ اوسوقت یہہ خیال کیا ہوگا کہ اگر علے مرتضی حضرت کی تجہیز و تکفین
سے فارغ ہو جائینگے تو ہمکو نوبت اس منصب کی حاصل ہونے کی قیامت
تک نہ پہونچے گی خوب اجماع ہوا۔ ایک ملی بھگت والے انصاری نے کہا منا
امیر و منکم امیر۔ ادہر سے جواب ہوا کہ فرمایا ہے رسولخدا نے۔ الائمۃ من
القریش۔ پس اسپر طوطے مینا کی نقل ہوگئی کہ اے گروہ مردم عمر ابن الخطاب
اس کام کے قابل ہین اونکے ہاتھہ پر بیعت کرو وہ بولے کہ والله تم مجھسے افضل
ہو اور لاؤ ہاتھہ مین بیعت کرتا ہون ہاے لو وہ بیعت ہوگئی حضرت عمر نے بیعت
کرلے پھر دو مرے منیر لیعنے ابو عبیدہ نے بھی بیعت کرلے۔
سبحان الله شورہ و اجماع اسی کا نام ہے۔ یہہ فرمایئے تو سہی کہ قریش پر ہی
اگر انحصار خلافت تھا تو آپ قریش مین سے کس شمار و قطار مین تھے۔
بنظر قربت رسولخدا صلعم جبکہ انصار پر قریش کو ترجیح دیگئی تو سارے قریش پر
اقرب رسول خدا حضرت ابوبکر یا حضرت عمر ہی تھے قریش مین اوسی قربت
نبی کی وجہ سے افضل القریش بنی ہاشم تھے پھر بنی ہاشم مین بھی بلحاظ اوسی
قربت کے قریب رشتہ داران نبوی تھے اور اعزا و اقربا مین افضل علی مرتضی
تھے حکم الائمۃ من القریش کے بموجب وہ خلیفہ کیئے جاتے۔ آپ کیا سارے قریش
کے اجارہ دار تھے کہ کوئی پوچھنے کے بھی قابل نہ تھا نہ صلاح و مشورہ کی ضرورت
تھی ہم کہتے ہین کہ اگر حضرت ابوبکر کے لیئے رسول خدا نے فرمایا تھا
تو اوسیوقت کیون استدلال نہین کیا۔
۔ اگر اونکے لیئے فرمایا تھا تو اول حضرت ابوبکر کو یہہ کہنا کیا ضرور تھا کہ اے لوگون

عمر ابن خطاب اس امر کے قابل ہے انسے بیعت کرو اسمین تواضع کی کیا حاجت تہی ایسی کارروائی کو کوئی شخص اجماع جائز نہین کہہ سکتا سبحان اللہ خلافت کیا ہوئی امیرا میرا ٹہگونکا قصہ ہوگیا۔

علمائے اہل سنت وجماعت ابتک اس ناسور پر مرہم لگاتے ہین مگر کارگر نہین ہوتا اور لوگونکو مغالطہ دیتے ہین ایمان کا بہی خیال نہین کرتے ذرا اونکے اقوال بغور ملاحظہ کرنیکے قابل ہین ناصر الدین بیضاوی طوالع الانوار مین لکہتے ہین الحق لعلی الا انہ اعرض عنہ تقیہ قلنا کیف وکان ہو فی غایۃ الشجاعۃ والشہامت وکانت فاطمۃ الزہراء مع علو شانہا زوجۃ لہ واکثر صنادید القریش وساداتہم منہم کالحسن والحسین والعباس مع منصبہ۔ وکان ابو بکر شیخا ضعیفا خاشعا سلیما عدیم المال قلیل الاعوان۔

یعنے مطلب یہہ ہے کہ حضرت علی تقیہ کیون کرتے وہ بڑے شجاع تہے اور فاطمہ زہرا مع علو شان اونکے زوجہ شریفہ تہین اور اکثر روسا اور سرداران قریش مثل حسن اور حسین اور عباس اونکے ساتہہ تہے اور ابوبکر بوڑہا ضعیف مفلس بیکس تہا سبحان اللہ کیا رعایت اور طرفداری ہے یہہ کلام دو حالت سے خالی نہین کہ یا تو یہہ شخص محض احمق خالی از عقل تہا یا غایت درجہ چالاک اور دغاباز آدمی تہا اوسنے لوگونکو سخت دہوکا دینا چاہا۔

روسا و سرداران قریش مین امام حسن اور امام حسین اور عباس کو لکہا اور اپنے ذہن مین خیال کیا کہ کوئی اوسکی تنقیح و تحقیق کیا کرے گا میرا لکہا ہوا آیت وحدیث سمجہہ جاوینگے۔

ارے ظالم بوقت انتقال جناب رسول خدا صلعم حسنین علیہم السلام نہایت صغیرسن بچے تہے پانچ پانچ چہہ چہہ برس کی عمر مین تہین ایسا مغالطہ دینے سے

کیا نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے وہ بچے کیا معاونت کرسکتے تہے اور صنادید قریش
سے تو یہہ مطلب نکلتا ہے کہ بہت سے رئیس لوگ آپکے ساتہہ تہے اور
روساء مین حسن اور حسین علیہما السلام کا لکھہ دیا ہے اگرچہ وہ سادات
قریش ہیں کیا معنے سادات جن و ملک سے ہین لیکن جس معاملہ مین آپنے تحریر
فرمایا ہے اوس سے اون بچون کو کیا علاقہ تہا بجز اسکے کہ آپکا مطلب جاہلونکو
دہوکا دینے تہا اور کچھہ نتیجہ اس تحریر سے نہین نکل سکتا ہے وان وانصار
اسی کا نام ہے ایک بوڑھا چچا دوسرے عفیفہ زوجہ گہر کی بیٹھنے والی تیسرے وصغیر بچے
خدا کا غضب ایسے بے ایمان لوگون پر نازل ہووے کہ ناحق جہلا کو مغالطہ دیتے
ہین اور علم ناحق کی پیروی مین اپنا ہی ایمان خراب کرتے ہین۔

ہشتم قرینہ خلافت مرتضوی یہہ ہے کہ آپنے حضرت ابوبکر سے بیعت نہین
کی اور اپنے حق کے طالب رہے باوجودیکہ سب لوگون نے بوجہ عناد اہل بیت
نبوی آپس مین اتفاق کر رکھا تہا اور منجانب متخلفین نص غدیر جناب علے
مرتضے علیہ السلام پر جبر و تشدد بہی عمل مین آیا مگر آپنے مطلق بیعت نکی
اور حضرت ابوبکر نے بہی جب دیکھا کہ جوابات جو علے مرتضی دے رہے ہین دندان شکن
ہین اور لوگونکے دل پر اونکا اثر بڑہتا ہے بیعت لینے سے اعراض کیا اور اصرار موقوف
کرکے رخصت کر دیا۔

پس علے مرتضی علیہ السلام کا بیعت ابوبکر سے انکار کرنا چہوٹی بات نہین ہے
اور ویسی اتفاقی عام لوگونکی سی بات نہین ہے جبتک کہ کوئی وجہ کافی نہو
حضرت مرتضی علیہ السلام نے بیعت حضرت ابوبکر سے انکار اور اپنے حق پر اصرار
کیا ہوگا اور درانحالیکہ حضرت مرتضی علیہ السلام بشہادت آیہ تطہیر معصوم
ثابت ہین تو آپکا انکار و اصرار مسلمانونکے نزدیک قابل استدلال ہے۔

علامہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامت والسیاست میں عبارت مندرجہ ذیل لکھی ہے
ابایت علی ابن ابیطالب بیعۃ ابی بکر ثم ان علیا اتی بہ ابوبکر و ہو یقول انا
عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل لہ بایع ابوبکر فقال انا احق بہذا الامر
منکم لا ابایعکم وانتم اولی بالبیعۃ لی اخذتم ہذا الامر من الانصار واحتججتم
علیہم بالقرابت من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتاخذوہ منا اہل البیت
غصبًا الستم زعمتم للانصار انکم اولی بہذا الامر منہم لما کان محمد منکم فاعطوکم
المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فانا احتج بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن
اولی برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیًا ومیتًا فانصفونا ان کنتم
تومنون باللہ وتخافون اللہ والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال لہ عمر انک
لست متروکا حتی تبایع فقال لہ علی ابن ابی طالب احلب حلبا لک
شطرہ اشددہ لہ الیوم یردہ علیک غدا ثم قال واللہ یا عمر لا اقبل قولک
ولا ابایعہ فقال لہ ابوبکر فان لم تبایعنی فلا اکرھک فقال ابو عبیدہ
بن الجراح لعلی یا ابن عم انک حدیث السن وہؤلاء مشیخۃ قومک لیس
لک تجربتہم ومعرفتہم بالامور ولا اری ابابکر الا اقوی علی ہذا الامر
منک واشد احتمالا واستطلاعا فسلم ہذا الامر لابی بکر فانک ان تعش
ویطل بک بقاء فانت بہذا الامر خلیق وحقیق فی فضلک ودینک
وعلمک وفہمک وسابقتک ونسبک وصہرک فقال علی یا معشر
المہاجرین اللہ اللہ لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب من دارہ وقعر
بیتہ الی دورکم وقعور بیوتکم وتدفعون اہلہ عن مقامہ فی الناس
وحقہ فواللہ یا معشر المہاجرین لنحن احق الناس بہ لانا اہل البیت۔
ونحن احق بہذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین

الله العالم بسنة رسول الله المضطلع بامر الرعية المدافع عنهم الامور
السيئة القاسم بينهم بالسوية والله انه لفينا ولا تتبعوا الهوى فتضلوا
عن سبيل الله فتزدادوا من الحق بعدا فقال قيس بن سعد لو كان هذا
الكلام سمعته الانصار منك يا علي قبل بيعتها ابابكر ما اختلف عليك
اثنان قال وخرج علي يحمل فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه واله و
سلم علی دابة ليلا في مجالس الانصار يسئلهم النصرة فكانوا يقولون
يا بنت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قد مضت بیعتنا لهذا الرجل
ولو ان زوجك وابن عمك سبق الينا ابابكر ما عدلناه به فيقول علی
افكنت ادع رسول الله في بيته لم ادفنه واخرج انازع الناس سلطانه
فقالت فاطمة ما صنع ابو الحسن الا ما كان ينبغي له قد صنعوا ما الله حسيبهم
وطالبهم به حاصل مطلب اس عبارت کا یہہ ہے کہ جناب علی مرتضی علیہ السلام
نے ابوبکر سے بیعت کرنے کا انکار کیا جسوقت وہ حضرت ابوبکر کے پاس آئے
تو یہہ فرمایا کہ انا عبد اللہ واخو رسول اللہ پس اونسے کہا کہ ابوبکر سے
بیعت کرو تو آپنے فرمایا کہ مین بہ نسبت تمہارے اس امر کا زیادہ تر مستحق
ہون مین تمہاری بیعت نہین کر سکتا بلکہ میری بیعت تمکو کرنا چاہیئے تم لوگون نے
قرابت رسول پر حجت پکڑ کے اس امر کو انصار سے لیا ہے اور ہم اہل بیت نبوت
سے براہ غصب تمنے یہہ حق چہینا ہے آیا تمکو تم کو یہہ زعم نہین ہے کہ تم انصار
سے واسطے اس امر خلافت کے اولے ہو اسوجہہ سے کہ یہہ جگہہ محمد صلعم کی ہے
اور انصار نے اسی قربت رسول اللہ صلعم کے لحاظ سے امارت چہوڑ دی اور تمکو
تسلیم کر دی پس اب مین وہی حجت تم پر پکڑتا ہون جو تمنے انصار پر حجت
پکڑی تہی مین زندگی اور موت مین اولے ہون ساتہہ رسول خدا صلعم کے

پس اگر تم لوگون کا ایمان خدا پر ہے اور خدا سے ڈرتے ہو تو ہمارا انصاف کرو ورنہ
یہہ بات ہے کہ تم دیدہ و دانستہ اور جان بوجھکر ظلم کرتے ہو اسپر عمر نے کہا کہ ہم
تجکو نہین چھوڑینگے جب تک کہ تو بیعت نہ کریگا
اسپر علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ تو نے اپنا حصہ اسمین ٹھیرایا ہے آج تو ابوبکر کے لیے
مضبوطی کرتا ہے اور اوسکو خلافت پر قائم کرتا ہے وہ کل تجکو رد کریگا یعنے اپنے
بعد تجکو اپنا جانشین کریگا
پہر فرمایا خدا کی قسم ہے عمر تیرا قول مین کبھی نمانونگا اور ہرگز ابوبکر سے بیعت نکرونگا
اسپر ابوبکر نے کہا کہ اگر تم میری بیعت نہین کرتے تو مین تمکو مجبور نہین کرتا۔
اسپر ابوعبیدہ بن جراح بولا حضرت علی سے کہ اے میرے چچا کے بیٹے تو ابھی کم
عمر ہے اور یہہ تیری قوم کے بوڑھے ہین اونکا سا تجربہ اور معرفت امور تمکو
نہین ہین اور مین ابوبکر کو بہ نسبت تمہارے اس امر مین زیادہ اقوی اور اشد
متحمل پاتا ہون پس تم بھی ابوبکر کے لیے یہہ امر تسلیم کرلو اور یہہ امین الامت
ہین جو کہتے ہین کہ اپنا بیل یہہ ہے سینگ مین بیچ دو اور ابھی تم بہت دنون تک زندہ
رہوگے ابھی بچے ہو یہہ تو چند روز مین مرجائیگا۔
پس تو اس امر خلافت کے لیے نہایت درجہ مستحق ہے اور بوجہ اپنے فضل
و بزرگی اور اپنے دین اور علم اور فہم اور سابقہ اور نسبت اور دامادی کے
تو مستحق تر ہے۔ پس فرمایا علی مرتضیٰ نے ای گروہ مہاجرین اللہ اللہ محمد
صلعم کی سلطنت عرب اونکے مکان اور گھر سے خارج کرکے اپنے گھرون مین
مت لیجاؤ اور رسولخدا کے اہل کو رسول اللہ کے مقام سے نہ نکالو اور
اونکا حق دور مت کرو قسم ہے خدا کی اے معشر مہاجرین البتہ مین سب
آدمیون مین زیادہ تر مستحق ہون اسکا کیونکہ مین اہل بیت نبی مین ہون

اور تم لوگونکی بہ نسبت مین خلافت کا حقدار ہون قسم ہے خدای تعالی کی کہ ہم کوئی
قاری کتاب اللہ اور فقیہ دین اللہ اور عالم سنت رسول اللہ اور متطلع بامر رعیت
اور دافع امور سیئہ از ایشان اور قاسم بینہم بالسویہ ہے وہ البتہ ہم مین ہی ہے
پس تم لوگ ہوا و ہوس کی پیروی مت کرو پس تم لوگ راہ خدا سے گمراہ ہو گئے ہو اور حقیقت سے دور
جا پڑے ہو۔ اس پر قیس بن سعد انصاری بولا کہ یا علی اگر یہہ گفتگو آپکی انصار لوگ
ابو بکر کی بیعت کرنے سے پہلے سنتے تو ہرگز دو آدمی بھی تمہاری خلافت پر اختلاف
نکرتے اور سب بیعت کر لیتے۔
راوی کہتا ہے کہ رات کو حضرت علی جناب فاطمہ کو سوار کرا کر انصار کے مکانات
مین لیگئے اور اونسے نصرت امداد طلب کی مگر اون لوگون نے جواب دیا کہ اے
دختر رسول خدا صلعم ہم لوگون نے اوس شخص کی یعنے حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی
ہے اگر تمہارا شوہر اور ابن عم ابو بکر سے پیشتر ہمارے پاس آتا تو ہم ہرگز اونکی فرمانسے
عدول نکرتے۔ علمائے اہل سنت اعتراض کرتے ہین کہ اگر خطبہ غدیریہ نص خلافت
ہوتا تو سب لوگ کیسے تامل نکرتے اسلیئے نص محبت ہے۔
لیکن مین کہتا ہون کہ والنصر من نصرہ واخذل من خذلہ مین تو کیسکو کلام نہین
انصار ترک نصرت کر کے کیون مخذول ہوے کیا دو ماہ کے اندر اوسکو بھول گئے
تھے اصل یہہ ہے کہ شیطان نے سبکو اندھا کر دیا تھا جب انصار نے یہہ قول
جواب دیا تو حضرت مرتضی نے فرمایا کہ کیا مین بھی رسول خدا صلعم کو بے تجہیز و تکفین
گھر مین پڑا رہنے دیتا اور لوگون سے خلافت کی نزاع کرنیکو نکل آتا الخ۔
اسی کتاب مین دوسرے موقع پر لکھا ہے کہ جب ابو بکر کو خبر پہونچی کہ کچھہ لوگ
تیری خلافت کی بیعت سے خلاف ہو کر علی کے پاس موجود ہین تو عمر ابن خطاب کو
تعین کیا اور عمر ابن الخطاب نے سوختہ وغیرہ جمع کرا کر واسطے نکالنے آدمیو

گھر جلانے کی دہمکی دی اور جناب فاطمہؑ نے بہت سا لعنت و ملامت کیا کہ تم لوگ جنازہ رسول خدا صلعم کو چھوڑ گئے اور خود خلیفہ بن گئے اور ہمارے حقوق کا لحاظ نہ کیا تب عمر ابن الخطاب واپس آئے اور ابوبکر صدیق سے کہا کہ اس متخلف سے بہی بلاکر بیعت لی۔ اور قنفذ غلام کو حضرت علیؑ کے بلانے کو بہیجا۔ قنفذ نے دروازہ پر جاکر آواز دی کہ آپکو خلیفہ رسول اللہ بلاتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ بہت جلدی تمنے رسول خدا صلعم پر جہوٹ بولا چنانچہ یا بن عبارت لکھا ہے۔

فذهب قنفذ الى على فقال ما حاجتك قال يدعوك خليفة رسول الله قال على لسريع ما كذبتم على رسول الله فرجع قنفذ فابلغ الرسالت۔

پہر بتحریک و اشارہ عمر ابن الخطاب ابوبکر صدیق نے قنفذ کو بہیجا کہ یہ کہہ کہ امیر المومنین بلاتے ہیں امیر آپ نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اوس امر کا دعوی کرتا ہے کہ جو اوسمیں نہیں ہے۔

فقال ابوبكر لقنفذ عد اليه فقل امير المومنين يدعوك لتبايع فجائه قنفذ فادى ما امر به فرفع على صوته فقال سبحان الله لقد ادعى ما ليس له فرجع قنفذ فابلغ الرسالة۔

پہر لکھا ہے کہ بہت سے آدمی عمر ابن خطاب لیکر حضرت علیؑ کو پکڑنے گئے اور جب مکان حضرت پر پہونچے تو حضرت مرتضیؑ اور اہلبیت کے رونے کی آواز بلند تہی اور یہ فریاد کرتے تہے۔

نادت يا على صوتها باكية يا رسول الله ماذا لقينا بعدك من ابن الخطاب وابن ابى قحافه۔

پہر لکھا ہے کہ یہ آوازیں دردناک اور جگر سوز سنکر اور لوگ تو روتے ہوئے لوٹ گئے اور عمر ابن خطاب مع ایک گروہ کے باقی رہ گئے (وہ بہی ایسے ہی سنگدل ہونگے)

پہر حضرت کو قتل کی دہمکی دی گئی تو آپنے فرمایا کہ کیا عبد اللہ و اخو رسول اللہ کو قتل کروگے۔
قال عمر اما عبد اللہ فنعم و اما اخا رسول فلا و ابو بکر ساکت لا یتکلم۔

حضرت عمر نے حضرت علیؑ کے اخو رسول اللہ ہونے سے انکار کیا۔
احکام نبوی کی خوب اطاعت کرتے تہے۔ لفظ عبد اللہ کے معنے نہین سمجھتے تہے
ورنہ اس سے بہی انکار کرتے۔ یہ خیال کیا کہ جیسے ہما وشما بندگان خدا کہلاتے ہین
ویسا ہی یہ بہی دعوی ہے لیکن انبیا اور وارثان انبیا کی اصطلاح مین عبد اللہ
بہت بڑے درجہ کا لفظ ہے جسکو کتب سماویہ دیکہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب
پہچانتا ہے کہ بڑے بڑے مرسلین کے لیئے یہ لفظ قریہ مستعمل ہوا ہے چنانچہ مرتضے
علیہ السلام بہی بطور فخر و مباہات فرمایا کرتے تہے۔

انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ صلعم۔ پہر یہ استغاثہ حضرت مرتضیٰؑ کا درج کیا ہے
فلحق علی بقبر رسول اللہ صلعم یصیح ویبکی وینادی یا ابن ام ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ ترجمہ۔ پہر لپٹ گئے علی مرتضیٰؑ رسول اللہ کی
قبر سے اور چیخ مار کر روئے اور فریاد کی کہ اے میرے ماںجائے اس قوم نے میرے
ضعیف کر دینے اور قتل کر دینے کا ارادہ کیا ہے۔

مولانا جمال الدین محدث کتاب روضۃ الاحباب مین لکہتے ہین۔ جمعے از اہل
تواریخ آوردہ اند کہ چون از مہم بیعت فارغ شدند ابو بکر صدیق از وجوہ مہاجرین
واعیان وانصار مجمع ساختہ کس فرستادہ علی مرتضیٰ را کرم اللہ وجہہ بآن مجلس
طلبیدہ وے اجابت نمودہ در آن مجلس حاضر شد و در محل لایق خود بہ نشست
واز موجب طلب خویش پرسید عمر فاروق گفت موجب آنست کہ میخواہیم
کہ چنانچہ سائر اصحاب با ابو بکر بیعت کردند تو ہم بیعت کنی علی گفت من ہمان سخن
کہ شما بر انصار حجت ساختہ این منصب را گرفتید بر شما حجت میگردانم راست گوئید

کہ بحضرت رسالت پناہ صلعم اقرب کیست عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت کنی
گفت اول این سخن مرا جواب بصواب بگوئید بعد ازان از من بیعت جوئید
ابو عبیدہ گفت اے ابو الحسن تو بواسطہ سبقت در اسلام و فضل و قرابت
قریبہ با سید انام علیہ السلام سزاوار حکومت و خلافتی ولیکن چون صحابہ
بر ابو بکر اتفاق و اجماع نمودند مناسب آنست کہ تو نیز قدم در دائرہ وفاق
داری علی گفت اے ابو عبیدہ تو امین این امتی بقول رسول مختار بمقتضائے
امانت راستی است در گفتار و کردار و موہبی کہ حق سبحانہ و تعالیٰ بخاندان
نبوت کرامت فرمودہ در بند آن می باشید کہ بجائے دیگر نقل کنید مہبط قرآن
و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و علم ماییم و بواسطۂ
این امور خلافت را شائستہ و امارت را سزا ایم۔
بشیر ابن سعد انصاری گفت اے ابو الحسن کہ اگر این داعیہ کہ تو امروز ظاہر
میکنی پیش ازین معلوم مردم می شد ہر آئینہ با تو مضائقہ و منازعت نمی کردند
با تو بیعت می نمودند لیکن چون بخانہ خود نشستی در اختلاط با مردم بستی
ایشان را این گمان شد کہ تو از خلافت کنارہ می کنی و دفع دایاے این امر
را از خود چارہ می کنی اکنون کہ جماعت مسلمانان کس دیگر را قبول کردہ اند
بہ پیشوای ازپے در می آئی و خود در طرز دیگر می نمائی۔
علی مرتضیٰ گفت کہ اے بشیر تو روا میداری کہ من جسد اطہر و قالب انور سید
عالم صلعم را غسل نا دادہ و تجہیز و تکفین نہ نمودہ از دفن او فراغت حاصل
ناکردہ دم از خلافت و حکومت زدمی و با مردم در منازعت و مخاصمت شدمے
و ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکے از انہا مقابل
صد کلمہ بل ہزار ست از راہ رفق و مدارا آورد و گفت اے ابو الحسن مرا

گمان این بود کہ ترا با من درین امر مضائقہ نباشد و اگرمے دانستیم کہ بعد از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز قبول نمی کردم اکنون کہ بر من مردم اتفاق نمودند اگر تو نیز با ایشان موافقت نمائی ظن مرا مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین امر تامل نمائی ہیچ حرجے بر تو نیست پس علی از مجلس برخاست و متوجہ خانہ شد۔

عجب مجلس تھی اور عجب چالباز لوگ جمع تھے۔ ایک امیر المومنین دو ہوا خواہ ابو عبیدہ اور ابن الخطاب ایک گرم دوسرا نرم ٹھگون کا سا قصہ ہے۔ اول عمر نے گرمی کی مگر جب لاجواب ہوئے تو نرم یار نے کارروائی شروع کی اور حقوق مرتضوی سے اقبال کیا۔

منشی دھنالال صاحب فوجدار نے ایک مقدمہ میر بخشیان کی رشوت ستانی و جعل و فریب مین یہی نظیر دی ہے کہ اونکے ماتحت اہلکاران مین ایک نرم بنا دوسرا گرم اور ناجائز مطالب برآری کا یہی قاعدہ ہے کہ سپاہی گرم اور تیز بنتا ہے دوسرا نرم اور حلیم ہو جاتا ہے اسطرح ناجائز کارروائی والے اپنا حصول مطلب کیا کرتے ہین۔

واقعی فریب و دغا بغیر ایسی کارروائیون کے چل نہین سکتی۔ عجب حال ہے کہ حقوق مرتضوی کو تسلیم کرتے جاتے ہین اور پھر خدا و رسول کا کچھہ خوف نہین حضرت ابوبکر سے جو عام لوگون نے بیعت کی اوسکی وجہ فی الواقع وہی ہے جو بشیر ابن سعد نے بیان کی۔

بوقت وفات جناب رسول خدا صلعم کے حضرت علی مرتضیٰ تو مصروف تجہیز و تکفین مین رہے۔ اور چالباز لوگون نے یہ خبر اوڑا دی کہ حضرت علی خلافت کرنے سے انکار کرتے ہین اور اونکو خلیفہ ہونا منظور نہین ہے۔

حضرت ابوبکر جو یہ فرماتے ہین کہ اے ابوالحسن میرا یہ گمان تہا کہ تمکو میرے ساتہہ اس امر خلافت مین مضائقہ نہوگا اگر مین ایسا جانتا تو ہرگز قبول نہ کرتا اچہا اگر ان سے صریح کسی کا گہر لوٹ رہے ہین اور گہر والا وجہہ پوچہے تو یہ فرماوین کہ ہمکو یہ گمان نہ تہا کہ تمکو میرے ہاتہہ سے اپنا گہر غارت کرانے مین مضائقہ ہوگا۔

اجی حضرت طرف ثانی مین واللہ لوگ مل گئے تہے ہنوئے کوئی مد مقابل ہمتو آپکی منصف مزاجی جب سمجہتے کہ لوگون نے بیعت کر لی تہی اوسیوقت ادعا خلافت کو ترک کرکے علی مرتضیٰ سے بیعت کر لیتے یہ صرف دغا و فریب کی باتین ہین اور خود عبارت روضۃ الاحباب سے ثابت ہے کہ جب حضرت ابوبکر نے یہ دیکہا کہ کلمات علیٰ جملہ محکم اور استوار ہین ہر کلمہ مقابل صد کلمہ بلکہ ہزار ہے تب رفق و مدارا پر آئے اور اسطرح کا رفق و مدارا وضعی اور فریبی کہلاتا ہے اور اسکا مرتکب دروغگو و کاذب کہلاتا ہے۔

ناظرین اس رفق و مدارا کو یہ نہ سمجہین کہ حضرت ابوبکر نے برعایت قرابت رسول اللہ یا باعث وصیت رسول اللہ یا بسبب خوف خدا کے تہی کیونکہ جب اونکے افعال سے رسول اللہ صلعم بہی رنجیدہ اور غضبناک تشریف لے گئے اور اونہون نے مطلق رعایت حقوق رسول اللہ کی نہ کی اور آخری وقت مین پے درپے عدول حکمیاں رسول خدا کی کرین اور خطاب آخری رسول اللہ کا اونسنے بجز از تخلف جیش اسامہ اور عتاب نبوی قوموا عنی ہوا تو قرابت رسول اللہ کا اونکو کیا لحاظ تہا اور وصیت نبوی پر وہ کیون عمل کرتے جب احکام صریحہ اور واجب التعمیل سے بعین حیات رسول عمداً تخلف کیا گیا تو وصیت کس شمار و قطار مین تہی اور سارے معاملات خوف خدا پر منحصر ہین اگر کچہہ بہی خوف خدا ہوتا تو ایسا ظلم صریح سرزد نہوتا یہ سب رفق و مدارا اسوجہہ سے تہا کہ اگر زیادہ گفتگو اسوقت کی جاویگی تو رہی سہی ہماری قلعی او کہڑ جائیگی مبادا لوگ ہمسے مخالف ہوجاوین ورنہ غور کا مقام ہے کہ

وہ خلافت کو تو کیا خوف خدا سے ترک کرتے اونہون نے بلا کسی اپنی منفعت کے محض براہ عداوت رسول صلعم بضعہ رسول اللہ کو ترکہ پدری سے محروم کیا مشکوۃ شریف صحیح مسلم سے روایت طویل بیان کی گئی ہے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے ترکہ پدری مما افاء اللہ علی النبی بالمدینۃ وافدک طلب کیا تو حضرت ابو بکر نے بنظر عداوت رسول خواہ بوجہ سیاست تخلف بیعت خلافت خود یہ حدیث وضع کر گئے کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ انا معشر الانبیاء لانرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہین نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو کچھہ ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے یعصومہ کو ترکہ پدری سے محروم کیا اول تو اہل انصاف جناب سیدہ کے دعوی پر خیال کرین کہ وہ معصومہ دعوی ترکہ پدری کرے اور حضرت ابو بکر غصب خلافت پر اکتفا نہ کر کے ترکہ سے بہی اونکو محروم کرین کیا رعایت قربت نبی اسی کا نام ہے اور یارون کو بہی لازم تہا کہ بعد انتقال اپنے یار مزعوم اہل سنت کے اونکی اولاد کو ایذا اسطرح دیوین - اول تو غور کا مقام ہے کہ اگر متروکہ جناب رسولخدا صدقہ ہوتا تو کیا وہ اپنے وارثان سے اسکا ذکر نہ فرماتے اور بفرض محال اگر جناب رسول خدا سے اس حدیث کے سننے کا جناب سیدہ کو اتفاق نہوا تہا تو کیا وجہ تہی کہ حضرت ابو بکر سے سنکر یقین نہ فرمایا بلکہ آپ غضبناک ہوئین کہ روایت مشکوۃ و صحیح مسلم مین لکہا ہے فغضبت فاطمۃ ولم تتکلم حتی ماتت اور غصہ بہی آپکا اس درجہ بڑہا کہ بوقت انتقال یہ وصیت فرمائی کہ ابو بکر و عمر میرے جنازہ پر نہ آنے پاوین چنانچہ اسی روایت مین لکہا ہے لما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلاً ولم یوذن بہا ابابکر - اور مدارج مین صاف لکہا ہے کہ ابو بکر نے علی مرتضیٰ سے دوسری اور شکایت کی کہ ہمکو

اطلاع نہ دی کہ جنازہ پر حاضر ہوتے تو علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ بوجہ انکی وصیت
کے میں نے ایسا کیا ذرا یہ امر بھی غور طلب ہے کہ جناب سیدہ وفات پائیں اور
باپ کے اصحاب امیدوار اطلاع کے ہوں اگر کوئی شادی کا معاملہ ہوتا تو
مضائقہ نہ تھا کہ بُلا دا دیا جاتا یہانتک کہ قطع رحم اور بے تعلقی ان لوگوں نے
اہل بیت نبی سے کی کہ جناب فاطمہؑ کی وفات تک کی خبر نہ کی نہ حاضر ہوئے
اور ادہر سے کوئی موقع اطلاع دینے کا نہ تھا جبکہ یہ لوگ رسول خدا کے جنازہ پر
حاضر نہوے تو غریب سیدہ مرحومہ کے جنازہ سے کیا غرض تھی افسوس اُسوقت
کے مسلمانوں کے حال پر ہے کہ سب منافق تھے یہانتک کہ خاندان رسول اللہ
سے مغائرت اور دشمنی رکھیں اور پھر بھی اونکو خلافت سے معزول کریں
جن لوگوں کو خدا نے کچھہ بھی ادراک بخشا ہے وہ ضرور معلوم کر سکتے ہیں
کہ ان لوگوں کا ایمان و اسلام کس درجہ پر تہا جو حدیث ابوبکر نے دربارہ منع
ترکہ بیان فرمائی ہے وہ بالکل رسول خدا پر تہمت ہے ہرگز ہرگز رسول خدا
صلعم نے یہ حدیث بیان نہیں فرمائی - وجوہات اس حدیث کے موضوعی
ہونے کے یہ ہیں کہ اول تو حدیث مخالف قرآن ہے وہ بلاشبہ موضوعی
ہے قرآن مجید میں اول تو بہ تعمیم نبی و اہل اسلام ذکر فرائض و احکام ترکہ موجود
ہیں اگر نبی کے متروکہ میں وراثت جائز نہوتی تو مستثنیٰ کیے جاتے دوسرے
بالتخصیص رسول اللہ کے وارثوں کا حق قرآن میں تسلیم کیا گیا ہے -
وات ذی القربیٰ حقہ - صاف نازل ہے اگر ذی القربیٰ کا کوئی حق نہوتا
تو خداتعالیٰ کیوں فرماتا سوائے اسکے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو ضرور تہا کہ تمام
انبیاء ترکہ پدری سے محروم رہتے اور انکی اولاد بھی انبیاء کے ترکہ سے محروم
رہتی مگر یہ قول بالکل مردود ہے جملہ انبیاء نے اپنے آبا و اجداد کا ترکہ پایا ہے

اور خود اپنی اولاد کو ترکہ تقسیم کیا ہے خود قرآن مجید اسکا شاہد ہے و ورث داؤد سلیمان، و دعاء ذکریا علیہ السلام بنا بر تولد فرزند یرثنی ویرث ال یعقوب قرآن مجید مین موجود ہین۔ انبیاء سابق کے حالات وراثت توریت و دیگر صحائف مین موجود ہین سب نے میراث پائی اور اولاد انبیا کو میراث ملی۔ اول ابراہیم علیہ السلام کا ذکر توریت کتاب پیدائش باب ۱۵ آیت ۲ و ۳ و ۴ مین اسطرح موجود ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے خدائتعالیٰ سے عرض کی کہ مین تو بے اولاد جاتا ہون اور میرے گھر کا مالک و مختار ایلیعاذر دمشقی ہے پھر ابراہیم نے عرض کی کہ اے خداوند تو نے مجھے فرزند نہ دیا کیا ایلیعاذر خانہ زاد غلام میرا وارث ہوگا تب خداوند کا کلام ابراہیم پر اوترا کہ ایلیعاذر تیرا وارث نہین ہوگا بلکہ جو تیرے صلب سے پیدا ہوگا وہی تیرا وارث ہوگا۔ کتاب پیدائش ۲۵ باب آیت ۶ و ۷۔ ابراہیم کا سب مال و دولت اسحٰق کو ملا۔ اور جو کئی پسر حرم سے بعد مرنے سارا کے پیدا ہوئے تھے اونکو ابراہیم نے اپنے حین حیات کچھ انعام دیکر اور ملک مین بھیجدیا تھا۔ اسحٰق اور اسمٰعیل نے تجہیز و تکفین ابراہیم کی کی۔ کتاب پیدائش ۹ و ۴ باب ۲۲ آیت اور اسرائیل نے یوسف کو کہا کہ دیکھہ مین مرتا ہون لیکن خدا تمہارے ساتھہ ہوگا اور تمکو تمہارے باپ دادا کی زمین مین پھر لیجائے گا اور اوسکے سوا (یعنی موروثی زمین کے سوا) مین نے تجھے تیرے بھائیون کے بہ نسبت ایک حصہ جو مین نے اموریون کے ہاتھہ سے اپنی تلوار اور کمان سے نکالا زیادہ دیا نبی کو ورثہ دیتا ہے اور انبیاء کی موروثی جائداد تقسیم ہوتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لیکر تا بہ مسیح علیہ السلام جسقدر انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے سب نے اپنے باپ دادا کا ورثہ پایا ہے اور اولاد

انبیاء سے نے برابر ترکہ انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھوکا ننگا نہیں ہوا حضرت ابراہیم ہزارہا اونٹ گھوڑے بیل گائے بھیڑ بکری رکھتے تھے اونکے کسی یار نے اوسکو صدقہ قرار دیکر اولاد کو محروم نہیں کیا۔ ایسا ہی حضرت اسحٰق کا متروکہ عیص و یعقوب سے نہیں چھینا گیا حضرت یعقوب کے لاانتہا مواشی اولاد میں تقسیم ہوئی موروثی جائداد کھیت باڑی بیر بسیع اور بیرحی الراے اور قریہ اربع ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے چلی آتی تھی وہ یعقوب علیہ السلام نے پسران کو تقسیم کی اور حضرت یوسف کو علاوہ دیگر پسران کے مکسوبہ جائداد حضرت یعقوب نے دی حضرت یوشع بن نون کے وقت میں جو ملک اسباطہ بنی اسرائیل میں تقسیم ہوا اور ہر سبط میں انبیاء پیدا ہوئے اور اونکو ترکہ پہونچا پس جبکہ انبیاء کو ترکہ ملنا اور انکا متروکہ اولاد میں تقسیم ہونا ثابت ہے تو یہ حدیث جو حضرت ابوبکر نے بیان کی صاف موضوعی ہے اور جناب رسولخدا صلعم پر اتہام دروغ لگایا گیا ہے اور علاوہ اسکے یہ امر ثابت ہے کہ حضرت عمر کی خلافت کے ایام وسط میں فدک حوالہ ورثاے پیغمبر صلعم کیا گیا۔ پس اگر یہ حدیث صحیح تھی تو کیا وجہ اوسکی برخلافی کی ہوئی اور اگر حدیث مذکور وضعی تھی تو حضرت ابوبکر کو کیا جواب ہے دونون صورت میں شیخین ملزم مین ہیں۔ قرینہ خلافت مرتضوی یہ ہے کہ جسد مطہر رسول خدا صلعم کو آپ ہی نے غسل دیا اور فرمایا۔ کہ ملا جامی شواہد مین لکھتے ہین کہ۔ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ گوید

کہ رسول صلعم وصیت کرد کہ بغسل وے من قیام نمایم کہ بغیر من ہر کہ نظر بر عورت وے افتد نابینا گردد۔ نیز شواہد النبوت سے ثابت ہے کہ ائمہ اہلبیت میں سے ہر امام کو امام نے ہی غسل دیا اور یہ مقولہ درج ہے کہ امام را جز امام نشوید

جبکہ امام کے لیئے یہ احتیاط ہے تو نبی کے لیئے بدرجہ اولے ہے اور
یہی وجہ ہوئی کہ علی مرتضیٰ نے غسل دیا پس یہ جملہ قرائن دلالت اس
امر پر کرتے ہین کہ رسول خدا نے علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور خلافت
حضرت ابوبکر بلا مرضی رسول خدا ہوئی۔

مشارکت نائب در اختیارات رسالت و حقوق نبوت

اگرچہ ہم مجملاً و مفصلاً اکثر مقامات پر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام
کو بہت سے حقوق نبوت اور اختیارات رسالت مین جناب رسول خدا سے
مشارکت حاصل تھی اور اونمین سے پانچ صفات مقالات مستقلہ مین
ہم بیان کر چکے ہین کہ ازانجملہ۔ معجزات اور خارق عادات مثل رسول خدا
صلعم کے حضرت مرتضیٰ علیہ السلام سے صادر ہوئے دوسرے حضرت مرتضیٰ مثل
جناب رسول خدا صلعم کے طاہر و معصوم تھے تیسرے جناب رسول خدا صلعم روز
پیدائش سے اصنام پرستی سے پاک تھے کبھی مثل اصحاب ثلثہ کے بت پرستی
نہین کی چوتھے جیسے سوائے طبقہ انسانی دیگر طبقات ملائک و جن و حیوانات
و نباتات وغیرہ قائل رسالت جناب رسول خدا صلعم تھے ویسے ہی علی مرتضیٰ
کی امامت کے قائل ہوئے ہین اصحاب ثلثہ کی پیروی انسان کے سوا
دیگر طبقات نے نہین کی پانچوین جیسا علم لدنی رسول خدا صلعم کو حاصل
تھا ویسا ہی علی مرتضیٰ کو حاصل تھا اصحاب ثلثہ کو اسمین کچھ حصہ نہین ملا
یہ پانچون امور ہم مفصل ثابت کر چکے ہین علاوہ انکے امورات مندرجہ
ذیل ہین مشارکت علی مرتضیٰ با رسول خدا صلعم ثابت و متحقق ہے۔
اول مشارکت نور۔ دوم مشارکت خلقت و طینت سوم مشارکت
دم و لحم چہارم مشارکت نسب و قومیت پنجم مشارکت اشتقاق اسم

باسم الٰہی۔ ششم مشارکت اولاد۔ کہ سادات آل رسول بھی ہین اور علوی بھی ہین چنانچہ رسول خدا نے فرمایا ہے حضرت مرتضیٰ کی نسبت الوَلدی ہفتم مشارکت در ذکر کتب سابقہ سماویہ کہ مثل جناب رسول خدا صلعم کے علی مرتضٰے کا بھی ذکر درج ہے ہشتم علی مرتضیٰ کا بشمول نام رسول تحریر ہونا لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ وایدناہ بعلی۔ نہم عرضائیل فرشتہ کے کتف پر ہمراہ اسم مبارک رسول خدا کے علی ابن ابی طالب مقیم الحجۃ تحریر تھا۔ دہم قرآن شریف مین علی مرتضیٰ نفس رسول اللہ سے تعبیر کئے گئے ہین۔ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم۔ الخ۔ اخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص لما نزلت ھذہ الآیۃ فدعا رسول اللہ صلعم علیا وفاطمۃ والحسن والحسین فقال اللھم ھولاء اھلبیتی۔ یازدہم خود بارہا جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ انہ منی وانا منہ دوازدہم جیسے مسلمانون کے مولا رسول خدا ہین ویسے علی مرتضٰے ہین بشہادت خطبہ غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ سیزدہم مسلمانون پر جیسے فرمان برداری رسول اللہ کی واجب و فرض ہے ویسی ہی علی مرتضیٰ کی فرمان برداری فرض ہے بشہادت آیت۔ انما ولیکم اللہ آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ چہاردہم ثابت ہے کہ خداوند جل وعلیٰ نے اہل زمین مین سے دو شخصون کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا ایک رسول اللہ دوسرے علی مرتضیٰ۔ کہ امام حاکم نے مستدرک مین ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ عن ابی ھریرۃ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنھا یارسول اللہ زوجتنی من علی ابن ابی طالب وھو فقیر لا مال لہ فقال یا فاطمہ اما ترضین ان اللہ

عزوجل اطلع علی اهل الارض فاختار رجلین احدهما ابوك والآخر
بعلك - پانزدہم سرداری مین علی مرتضیٰ کو رسول خدا کے ساتھ مشارکت تھی
قال رسول اللہ صلعم انا سید ولد آدم وعلی سید العرب - شانزدہم
مسجد نبوی مین سواے رسول خدا اور علی مرتضیٰ کے اور کوئی شخص جنب
نہین جاسکتا تہا سب پر بحالت جنابت سواے ہر دو حضرات کے مسجد
کے اندر جانا حرام تہا - فی ازالۃ الخفاء عن ابو سعید الخدری قال رسول
اللہ صلعم لعلی یا علی لایحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری
وغیرك - ہفتدہم مسجد نبوی مین کسیکو رہنے کی اجازت نہ تہی بحکم وحی الٰہی
رسولؐ خدا اور علی مرتضیٰؑ وسبطین کے رہنے کا حکم ہوا -
جذب القلوب مین محدث دہلوی لکہتے ہین کہ جب صحابہ نے اپنے دروازون
کے بند ہونے اور علی مرتضیٰ کے کہلے رہنے کے بابت شور کیا اور رسولؐ خدا
کی عدول حکمی کی تو آپکو نہایت درجہ غصہ آیا - باین عبارت - آنحضرت در
غضب شدند بر منبر رفت وحمد وثناء مولیٰ گفت وفرمود حق سبحانہ تعالیٰ
وحی فرستاد بر موسیٰ کہ مسجدے بنا کن موصوف بصفت طہارت وساکن
نشود در وے جز تو وپسران ہارون شبر وشبیر - ہمچنین وحی کرد بر من کہ مسجدے
سازم طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من وعلی وپسران او حسن وحسین الخ -
ہیجدہم جیسے مشارکت موسیٰ وہارون مین تہی سواے نبوت کے ویسی ہی
مشارکت علی مرتضیٰ اور رسول خدا صلعم مین تہی صرف نبوت اور نزول وحی
کا فرق ہے - چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے یا علیؑ - انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی - نوزدہم تبلیغ رسالت رسول خدا صلعم
کر سکتے تہے یا علی مرتضیٰؑ انکی طرف سے کر سکتے تہے اور نہ بڑی صفت نبوت اور

اختیارات رسالت کی ہے جیسا کہ قصہ تبلیغ سورہ برات سے ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکر معزول کیے گئے اور علی مرتضیٰؑ تبلیغ سورہ برات کے لیے مامور کیے گئے اور بروایت صحیحہ و متواترہ اہل سنت ہمنے بھی اس رسالہ مین ثابت کیا ہے۔

بستم بت شکنی بیت اللہ حرم مین رسولؐ خدا اور علی مرتضیٰؑ کو شرکت ہوئی اور راکب دوش رسول اللہ ہوئے۔

بست و یکم۔ فقال رسول اللہؐ صلعم من سبّ علیا فقد سبنی یعنی جسنے علی مرتضیٰؑ کو برا کہا اوسنے رسول خدا کو برا کہا۔ بست و دوم۔ قال رسول اللہ صلعم انا حارب لمن حاربہم و انا سلم لمن سالمہم یعنے جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ جو کوئی علی مرتضےٰ اور فاطمہ زہرا اور حسنین سے لڑے ہین اوس سے لڑون اور جو کوئی اونسے صلح کرے ہین اوس سے صلح کرون۔

بست و سیوم شرط ایمان مسلم یہ ہے کہ علی مرتضےٰ سے تولّا اور اونکے دشمنون سے تبرا کرے چنانچہ باب فضائل مین ہمنے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا حضرت رسولؐ خدا نے لا یقبل اللہ ایمان عبد الا بولایت علی بن ابی طالب والبراۃ من اعدائہ معلوم ہوا کہ اقرار آپکی ولایت کا داخل رکن ایمان ہے اور یہ بہت بڑی شرکت حقوق نبوت کی ہے۔

بست و چہارم جیسا نبی صلعم پر نماز مین درود بھیجنا فرض ہے ویسا ہی علی مرتضیٰ اور جناب فاطمہ اور حسنین علیہم السلام پر فرض ہے۔

بست و پنجم۔ قیامت کے روز رسول خدا اور علی مرتضیٰ مع جناب فاطمہ و حسنینؑ علیہم السلام مکان واحد مین ہونگے۔ جیسے کہ روایت حاکم مندرجہ مستدرک مین ابی سعید خدری سے ظاہر ہے اور باب فضائل مین مذکور ہے۔

بست و ششم۔ جیسے زیارت رسول خدا صلعم داخل عبادت تھی ویسی ہی

زیارت علی مرتضیٰ داخل عبادت تھی کہ امام حاکم نے مستدرک مین روایت کی ہی۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلعم النظر الی وجہ علی عبادتہ۔ بست وہفتم علی مرتضیٰ کو مال غنیمت اور خمس مین اور اوسکی قسمت وغیرہ مین مثل رسول خدا صلعم کے اختیار حاصل تھا اب کہانتک شمار کرون عاقلون اور ذیفہم وادراک لوگون کے لیئے تو یہ بہت کافی ہی اور متعصب نافہم موٹی عقل والون کے آگے یہ بیان بالکل ایسا ہی کہ جیسا بھینس کے آگے بین کا بجانا۔

حکم اطاعت وپیروی نائب رسول اللہ

واضح ہو کہ نائب رسول اللہ کی پیروی اور اطاعت بموجب حکم الٰہی فرض ہے جیسا کہ آیت یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم سے ثابت ہے اب باقی یہ امر رہا کہ اولی الامر بعد نبی کے کون شخص ہے چنانچہ قرآن شریف مین وارد ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ۔ الخ۔ اور بشہادت تفاسیر اہل سنت یہ آیت حضرت کی شان مین نازل ہوئی اور احکام نبوی مفصل اور شرح اس امر مین صادر ہوئی چنانچہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا علی منی وانا منہ وھو ولیکم بعدی دوسرا حکم من کنت مولاہ فعلی مولاہ انہ سید المومنین وامام المتقین قائد غر المحجلین۔ انا سید ولد ادم وعلی سید العرب وارثی ابن عمی دون عمی انت منی بمنزلت ھارون من موسیٰ وھو وصی ووارثی وخلیفتی اقضاکم علی۔ اللھم ادر الحق معہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی۔ یہ حکم جناب رسول خدا کا عام امت کے لیئے ہے کہ میرے بعد اونکی پیروی کرو ورنہ گمراہی مین پڑجاؤگے۔ اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف

عنہا غرق۔ جو کوئی اہلبیت کی پیروی کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو اونسے تخلف کرے گا وہ مثل امت نوح کے غرق ہو جاوے گا اس زمانہ کی پیروی تو ایک نقل ہے مگر خاص اون حضرات کے زمانہ کے لوگون کو دیکھنا چاہیئے کہ جنسے جناب رسول خدا نے بالخصوص مخاطب ہو کر یہ احکام فرمائے اونہون نے اہل بیت نبوی کی پیروی کس طرح کی اور اونکے احکام کو مانا یا نہین لیکن جن لوگون نے تخلف کیا اور اونکی پیروی نہین کی اور اونسے تمسک نہین کیا بلکہ اونکو اپنا مطیع اور فرمانبردار کرنا چاہا اور اس امر مین طرح طرح کی اونکو ایذا اور رنج پہونچائے وہ مصداق کس حکم کے ہوئے۔

اہل سنت وجماعت نے جب کہین کوئی سہارا کسی حکم نبوی مین نسبت خلافت حضرت ابو بکر کے نہ پایا تو حسب عادت بیہودہ خود فضائل اہل بیت مین سے سرقہ کیا اور یہ روایت محض مصنوعی اور دروغ بنائی۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر و عمر جسکا نہ سیاق درست ہے نہ ربط کلام صحیح ہے اور موضوعات کی ہمیشہ یہی کیفیت ہوا کرتی ہے۔ افسوس ہے کہ اس حکم کے ارشاد کا کوئی مشہوری موقع اہل سنت بیان نہین کرتے ویسے ہی مجہول قول بیان کرتے ہین۔ نہ آجتک یہ کہلا کہ کس مقام پر یہ ارشاد ہوا اور کن لوگون سے فرمایا حدیث ثقلین اور خطبۂ غدیر کے اور حدیث سفینہ وغیرہ کے یہ حدیث مخالف ہے اور احادیث مذکورہ ماسبق باجماع اہل سنت صحیح اور متواترات مین سے ہین ان احادیث کے مخالف جو قول ہے وہ باجماع محدثین مردود ہے اور بعد حدیث ثقلین اور نص غدیر کے کوئی موقع شیخین کو ایسا نہین ملا کہ رسول خدا اونسے راضی بہی ہوئے ہون بلکہ بعد اس خطبۂ غدیر کے برابر شیخین سے رسول اللہؐ کی عدول حکمیان صادر ہوئین اور بذریعہ جیش اسامہ جبکہ مدینہ منورہ سے

مقصد ان کو باہر بھیجدینا تجویز ہوا اونمین نام شیخین کا درج ہے جو کچھہ شیخین نے دربابِ امارت اسامہ بن زید رسول اللہ پر اعتراضات کیئے وہ موجب نہایت درجہ رنجیدگی اور غضب رسول خدا کے ہوئے اور بالآخر متخلف جیش کے لیئے لعنت خدا کی صادر ہوئی اور مخالفین کا تخلف تا دم واپسین رسول خدا کے باقی رہا۔ آخری وقت مین شیخین نے دوسرے امر مین رسول خدا کو غضبناک کر کے منقبت قوم واعنی حاصل فرمائی پہر کو لنسا موقع اس امر کا ملا کہ امت کو پیروی دو شخصون کا آن واحد حکم دیا ہے یہ خدا کی قدرت ہے کہ جسقدر احادیث براہ سرقہ فضائل اہل بیت علیہم السلام کے علماے اہل سنت وجماعت دا سطے شیخین کے وضع کی ہین اونمین ضرور کچھہ نہ کچھہ ایسا فرق رہگیا ہے کہ ہر شخص اوسکو شناخت کر لے کہ یہ وضعی حدیث ہے۔

اب اسی حدیث پر غور فرماوین کہ اہل سنت چار خلافتون کے قائل ہین۔ اس حدیث کی رو سے دو خلافتین باطل قرار پاتی ہین علاوہ اسکے ایک وقت مین دو شخصون کی پیروی محض غیر ممکن ہے ایسا حکم کبھی نہین ہو سکتا کہ دو شخصون کی پیروی آن واحد مین کرو اگر خدا بھی دو ہوتے تو انتظام دنیا بگڑ جاتا چہ جائیکہ حاکم دو ہون اور باہم اونکے سر نہ ٹوٹین بہر حال اونمین سے ایک حاکم ہوگا اور دوسرا محکوم ہوگا اور جب محکوم ہوا اور حاکم بھی ہوا اجتماع نقیضین ہے اور محال ہے علاوہ اسکے اقتدا رسے کے لیئے ضروری امر یہ ہے کہ وہ عالم بھی ہون اگر کوئی امتی اون سے سوال کر بیٹھے تو ایسے ہی خفیف ہونا پڑے جیسے حضرت عمر سوالات قیصر کو دیکھکر خفیف ہوئے تھے اور یہ امر منافی امامت ہے۔

سبحان اللہ کیا مسلمان اونکا اقتدار کر کے مجنون سے قصاص لینا حاملہ عورت رجم کرنا سیکھین گے سوائے اسکے غدیر خم اور حجۃ الوداع مین صرف دو چیز

قابل پیروی رسول خدا نے بیان فرمائی ہین قرآن اور اہل بیت اگر دو یہ بھی شامل
ہوتے تو چار چیز کا نام رسول خدا لیتے لیکن یہان تو محبان شیخین کو یہی مد نظر تہا کہ
بجواب حدیث ثقلین بجاے دو شئے عظیم القدر قرآن و اہل بیت کے ان
دونون کو قرار دیدین اور راوی کاذب نے اسی وجہ سے دو شخص کی پیروی کو د
واجب مین قرار دیا ہے تاکہ پورا جواب ثقلین کا ہوجاوے فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

تمام شد

خاتمہ در التماس مؤلف

ناظرین با انصاف کی خدمت مین گذارش ہے کہ ہمنے جو مقدمۂ کتاب مین یہ امر
قرار دیا ہے کہ اب بوجہ امتداد زمانہ و وقوع حوادث کثیرہ علماے فریقین کی تحریرات سے
یہ اشتباہ رفع نہین ہو سکتا کہ بعد رسول اللہ صلعم کے اونکا جانشین اور خلیفہ برحق
کون ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مذہب کی تائید کرتا ہے چونکہ انبیا و مرسلین کو علم
ما کان و ما یکون حاصل ہوتا ہے اسلیئے جناب رسول خدا صلعم کو معلوم ہو گیا تھا
کہ اگر آخر وقت مین اونکے لیئے صاف صاف احکام ضبط تحریر مین نہ آوینگے تو
باہم اختلاف پیدا کرکے گمراہ ہو جاوینگے لہذا آنحضرت نے اپنے نزدیک
نہایت ضرور سمجھا تھا کہ دربارہ خلافت و جانشینی و دیگر امور متعلقہ ہدایت آئندہ
احکام قید تحریر مین آجائین کہ پھر کسی متنفس کو یہ گنجائش باقی نہ رہے کہ یہ حدیث
صحیح ہے یا نہین ہے اور اگرچہ یہی خیالات کرکے لکھوانا چاہا مگر مسلمانون کی
بدقسمتی دامنگیر ہوئی کہ بعض حضرات مانع تحریر ہوے
اسلام مین پہلا تخم عناد و فساد و اختلاف کا یہی بویا گیا اسمین کچھ شک نہین ہے
کہ حضرات مانعین تحریر وصیت نبوی نے اپنے ذاتی مفاد کے پیچھے قیامت تک
کے مسلمانون کا سخت نقصان کیا۔ اگر بحسب زعم شخص مانع وصیت

جناب رسول خدا صلعم اگر کسی ایسے شخص کے لیئے حکم خلافت لکھواتے کہ پھر
اون تک اوسکا پہونچنا غیر ممکن ہوجاتا تو اونکو اوسپر صبر کرنا چاہیئے تھا اور آپنے
چند روزہ عروج و امارات پر نظر نہ کر کے کروڑون مسلمانون کی گمراہی پر خیال
کرنا چاہیئے تھا۔ جس اہل انصاف کے روبرو اس قصہ کو بیان کیا جائے گا
وہ صاف یہی کہے گا کہ مسلمانون مین جو کچھ اختلاف مذاہب ہے وہ محض بوجہ
منع وصیت ہے ورنہ فرض کیجئے کہ اگر اوس وصیت نامہ مین حضرت ابوبکر کی ہی
خلافت کے لیئے تحریر ہوجاتا تو کیون حضرت علیؑ بیعت سے انکار کرتے اور کیون اونکی
ذریت اور معتقدین سب و لعن اصحاب ثلثہ کے مرتکب ہوتے کسیکو مطلق اعتراض
کا موقع نہ ملتا یا اگر حضرت علیؑ کے لیئے لکھا جاتا تو خلفاے دیگر کیون ملزم غصب
حقوق مرتضوی ہوتے ادہر سُنی فقرے بنا رہے ہین سب الشیخین کفر ادہر شیعہ
کہہ رہے ہین کہ جب تک علی مرتضیٰ کو بلا فصل خلیفہ نہ سمجھے مسلمان نہین ہے
اور جب تک اونکے دشمنون پر تبرا نہ کرے اوسکا ایمان کامل نہین ہے۔ کمبختی ہم
لوگون کی کہ کسکے کہنے پر یقین کرین۔
اس اختلاف مذہب کے بابت اگر مجھسے سوال ہوا اور زبان نے بھی یاری
دی تو خدا کے روبرو مین صاف کہدونگا کہ جسنے نبی صلعم کو وصیت تحریر کرانے
سے ممانعت کی اوس شخص سے اسکا جواب لیجئے اور کچھ بعید نہین ہے کہ یہ عذر
قبول کیا جائے اور بجائے کروڑون بے گناہون کے ایک ہی شخص ملزم قرار پاجائے
لیکن اگرچہ یہ عذر ہمارا معقول ہے مگر تاہم خدا یتعالےٰ کیطرف سے یہ جرح و قدح
ہوسکتی ہے کہ تمکو عقل لطیف عطا کی گئی تھی نیک و بد کی کیون تمیز نہین کی گئی تو
پھر ہمکو کچھہ جواب نہین ہے وہ یہی تو دریافت کریگا کہ کیا تم ایسے احمق تھے کہ اگر
تمہارے سامنے کوئی آدمی الوہیت کا دعویٰ کرتا تو تم بغیر سوچے سمجھے اوسکو خدا

مان لیتے ضرور دلیل کرتے کہ بھائی تو کیسا خدا ہے ہماری طرح ناپاکی اور آلائش حیض و نفاس مین ڈوبا ہوا پیدا ہوا اور عرصہ دراز تک ایسی عاجزی اور ناتوانی کی حالت مین رہا کہ نہ بول سکتا تھا اور نہ چل پھر سکتا تھا نہ کسیکو نفع و نقصان پہونچا سکتا تھا جیسے ہم پابند ستہ ضروریہ ہین ویسا ہی تو بھی ہے کبھی رنج و فکر و بیماری وغیرہ بھی تجھپر لاحق ہوتی ہے کبھی اتفاق سے بے فکر و تندرست بھی ہو جاتا ہے پھر تو کیسا خدا ہے۔

ایسا ہی حال دعویٰ نبوت و امامت کا ہے کہ ایسا کون شخص ہے کہ جسکو سرداری اور افتخار پسند نہو ہر شخص یہ دعویٰ کر سکتا ہے لیکن تم لوگ بھی تو اندھے نہ تھے کہ بغیر تحقیقات اوسکے حالات کے اوسکو نبی یا امام مان لیتے اور خداوند تعالیٰ نے صرف ہم لوگون کی محبت کے لیئے انبیاء و مرسلین کو بے سند پیدا نہین کیا اسلیئے ہمارا فرض ہے کہ انبیا و آئمہ علیہم السلام کو خدائے تعالیٰ نے بصفات متعددہ متصف کیا ہے اون پر کامل غور سے نظر کرین کہ وہ صفات مدعی مین موجود ہین یا نہین اگر موجود ہین دعویٰ اوسکا راست اور ایمان اوسپر لانا فرض ہے اور اگر مدعی مذکور مین وہ صفات نہین ہین تو کاذب اور غادر اور خائن ہے اور دغاباز ہے اگر وہ زندہ موجود ہے تو اہل ایمان کے نزدیک واجب القتل ہے اور مسلمانون کا فرض ہے کہ حتی المقدور اوسکے دفع کرنے مین کوشش کرین اور اگر موجود نہین ہے اور زمانہ اوسکا گذر چکا ہے تو اپنے عقیدہ مین اوسکو کاذب اور غادر اور خاین و دغاباز اور واجب القتل سمجھین اور علی ہذا اوسکی معاون اور رہمراہی اور ساز باز والے لوگ بھی ایسے ہی سمجھے جاوینگے اگر عیاذاً باللہ ایسے واجب القتل لوگون کی نسبت ہم بغیر سوچے سمجھے مثل

صادقون اور صالحون کے نیک ذات سمجھکر اونکو اچھا کہین گے اور اونکی پیروی کرین گے تو کچھہ شک نہین ہے کہ ہم بھی اوہی زمرہ مین شامل کیئے جائینگے اس لیئے ہر انسان پر فرض ہے کہ ہمہ تن مصروف ہوکر اسکی تحقیقات کرے اور چونکہ بوجہ عوارضات و حوادثات جنکا مجملاً ذکر ہو آیا ہے بسہولیت اس امر کی تحقیقات ہوسکنا ذرا دشوار ہوگیا تھا اس لیئے ہمنے قطع نظر ثبوت نصی اور احکام کے ساتھ صفات نائب نبی کے ایسے قایم کیئے ہین کہ جس شخص مین وہ پائی جاوینگی وہ سچا اور برحق جانشین پیغمبرؐ کا ہے اور جس مین وہ صفات موجود نہ ہونگے وہ صاف طور پر مدعی کاذب ہے اور ایسے شخص کے معتقد اسلام سے خارج ہوجاتے ہین۔ اگرچہ اسلام سے خارج ہونا کفر ہے اور کافر اوسکو کہتے ہین جو خدا سے پھرا ہوا ہو۔ لیکن یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو شخص نبی یا نائب نبی نہین ہے اور وہ دروغ دعوی نبوت یا نیابت رسالت کا کرتا ہے وہ صریح خدا اور رسول پر تہمت لگاتا ہے اور اوسکے تمام معتقد اس جرم مین اوسکے ساتھہ ہین اسلیئے اون لوگون کی سخت غلطی ہے جو اس معاملہ کو سرسری سمجھکر متوجہ بہ تحقیقات نہین ہوتے ہین اور اگر صرف مقاصد دنیا کے لیئے اونکو بادشاہ یا حاکم سمجھین اور نیابت رسالت کے معتقد نہون تو مضائقہ نہین پس ہمنے خداوند کریم کے فضل و کرم سے ہر صفت کے بابت تحقیقات کامل طور پر کی ہے اور جملہ مدعیان کے نسبت بعد تحقیقات نتیجہ برآمد کیا ہے کہ فلان صفت نیابت رسالت فلان مدعی خلافت مین موجود تھی یا فلان مین موجود نہ تھی اس لیئے اس امر مین روایات اہل التشیع مطلق استدلال نہین کیا کیونکہ ہمکو بھی ابتدا مین مثل تمام متعصبین کے یہ خیال باطل تھا کہ یہ باتین شیعون اپنے تراش لی ہین۔ اور کتب اہل سنت مین کچھہ مذکور نہین ہے اسلیئے ہمنے کتب معتبرہ اہل سنت سے ہی تمام معاملات اخذ کیئے ہین۔

اب ہم اون امور کا اور اونکے نتیجہ تحقیقات کا مکرر اعادہ کرتے ہین جو ہمنے اس رسالہ مین ثابت کیے ہین اور ہر صفت کے نتیجہ کو جدا جدا مرقوم کرتے ہین۔

معجزات وخوارق عادات

معجزات وخوارق عادات جو مرسلین اور انبیاء کے تقرر کی سند کامل ہے بروے تحقیقات اصحاب ثلثہ مین پائے نہین جاتے نہ اہل سنن کو اس امر کا دعویٰ ہے بلکہ صدور معجزات وخوارق عادات حضرت علی مرتضیٰؑ ونیز بقیہ ائمہ اثنا عشر مین بخوبی اور بکثرت پائے گئے بلکہ انبیاء سابقین سے بڑھکر ان حضرات سے معجزات ظاہر ہوئے ہین پس بمقابلہ اوس شخص کے جسکے پاس اوسکے دعوے کی سند کامل موجود ہے دعویدار بے سند کی کچھہ وقعت نہین یہ قول کہ خلیفہ کے لیئے معجزہ ضروری نہین ہے قطعی مردود ہے ہان اگر منجملہ مدعیان خلافت کسی سے بہی معجزات صادر نہوے ہوتے تو یہ قول تسلیم کرلیا جاتا لیکن جب ایک جماعت کثیر بارہ شخصون کی سند لیئے ہوے کھڑی ہوئی ہے تو تین شخص بے سند کے لیئے یہ تسلیم نہین کیا جائیگا کہ سند کی کچھہ حاجت نہ تہی اور چونکہ عطاے معجزہ منجانب اللہ ہے اسلیئے تقرر خلافت بہی منجانب اللہ ہے۔ لہذا اسکا عقیدہ بہی ضرور موثر بر ایمان ہے اور یہ قول محض لغو ہے کہ تقرر خلیفہ رسول باختیار امت تہا بہت موٹی بات ہے کہ مکتب مین اوستاد کا خلیفہ جو مقرر ہوتا ہے اوسکو طفلان مکتب مقرر نہین کرتے بلکہ خود اوستاد مقرر کرتا ہے اور اگر بانتظام مدرسہ ہے تو اوستاد کا حاکم اوسکے نائب کو بہی مقرر کرتا ہے لڑکون کا مقرر کیا ہوا سردار ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ کہیل مین ایک لڑکے کو کوتوال بنا دیتے ہین لیکن اوستاد یا خلیفہ کے روبرو اوس کوتوال کی ویسی ہی حقیقت ہے جیسے اوس دوسرے لڑکے کی ہے جو چور بنایا گیا تہا وہ کہیل تماشہ کی ایک گہڑی کا کوتوال ہے اور انجام کار وہی کھریہ دہی جالی ہے

پس خلیفہ برحق وہ شخص ہے کہ جسکو خدا تعالیٰ نے مقرر کرکے سند عطا فرمائی ہے

دوم عصمت و طہارت

عصمت و طہارت صفات مرسلین و انبیاء ریمین سے اعلیٰ درجہ کی صفت ہے اور چونکہ ہدایت خلق اور تبلیغ رسالت بغیر اس صفت کے غیر ممکن ہے اسلیئے نیابت رسالت مین بھی عصمت و طہارت ضروری ہے - اب جہانتک ہمنے تحقیقات کی ہے خلفاے ثلثہ سے عصمت و طہارت کو لگاؤ بھی نہین پایا گیا نہ اہل سنت کو اس امر کا دعویٰ ہے مگر حضرت علی مرتضیٰ بلکہ باقی ائمہ علیہم السلام کہ اہل بیت نبی ہین معصوم اور طاہر ثابت ہین اور اور نص جلی بلا خلاف اس امر مین نازل ہے کہ آیہ تطہیر شاہد عادل موجود ہے اب اہل سنت وجماعت کا یہ کہنا کہ خلیفہ کے لیے ضرورت طہارت وعصمت کی نہین ہے نہایت درجہ بے وقعت بات ہے اور یہ بات ایسی ہی لغو ہے جیسے کہ معجزہ کے لیے اونکا قول ہے بہت موٹی بات ہے کہ بمقابلہ طہارت کوئی شخص غیر طہارت کو پسند نہین کرتا چہ جائیکہ نبی صلعم ایک شخص طاہر مثل وہم جنس اپنے کو چھوڑکر غیر طاہر اور غیر جنس کو اپنا خلیفہ مقرر کرین ہرگز عقل تجویز نہین کرسکتی - مکتب کا ملا بھی اوسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہے کہ جسمین مثل اوستاد کے لیاقت علمیت و رعب وداب ہو ایسا کبھی نہین ہوسکتا کہ مثل اپنے لایق و فایق شاگرد کو چھوڑکر کسی ذلیل یا جاہل لڑکے کو بڑا کے خلیفہ کرے ۔

اگر بے معجزہ اور بے طہارت خلیفہ مقرر کردینا جائز ہوتا تو ایسے لوگ پھر کس کام کے لیے پیدا کیے گئے ہین کہ جسمین معجزہ اور طہارت دونون صفت موجود ہین نبوت تو جناب رسالت مآب پر ختم ہوچکی اور خلافت بے معجزہ

اور یہ طہارت اشخاص کو ملی تو پہر معجز نما اور طاہر اشخاص کی پیدائش کس غرض کے لئے ہوئی - اس لیے ثابت ہے کہ بعد نبی صلعم کے علی مرتضیٰ اور اونکی بعد گیارہ امام جو اونکی اولاد مین سے ہین خلیفہ برحق ہین -

سوم برات از شرک وکفر

حضرت آدم سے لیکر تا بہ جناب ختمی مآب صلعم کوئی مرسل یا نبی جو نائب مرسل ہین ایسے نہین گذرے کہ اونہون نے خدا کی ذات مین کبہی کسی کو شریک کیا ہو روز پیدائش سے تادم مرگ کبہی اصنام کو سجدہ نہین کیا اس لیئے ضرور ہے کہ ہمارے رسول اللہ کے نائب بہی ایسی صفت سے متصف ہون کہ اونہون نے بہی روز پیدائش سے تادم واپسین کبہی شرک نہ کیا ہو بت پرستی کے پاس نہ پہٹکے ہون اب ہمکو مدعیان خلافت کے حال پر نظر کرنا چاہیئے کہ اس صفت سے کون متصف ہے یہ امر بہت صاف ہے کہ خلفاء ثلثہ چالیس چالیس برس کی عمر تک مشرک اور بت پرست رہے پس شعبہ رسالت کو کہ خلعت الہی است ایسے اجسام نجس طاہرہ مین کہ بتون کو سجدہ کرتے تہے اور مشرک ہو کر اپنے نفس پر ظلم کرتے تہے کبہی تعبیہ نہین کیجاتی جیسا کہ قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ جسوقت پروردگار عالم نے حضرت ابراہیمؑ سے خطاب کیا کہ انی جاعلک للناس اماماً یعنے مین نے تجھکو آدمیون پر امام مقرر کیا قال تو ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی ومن ذریتی یعنے اور میری اولاد کو بہی اے باری تعالےٰ امام مقرر کریگا تو ارشاد ہوا قال فرمایا اللہ پروردگار عالم نے لاینال عھدی الظالمین یعنے میرا عہد ظالمون کو نہ پہونچے گا - یعنے اے ابراہیم تیری ذریت مین سے جو ظالم ہین اونکو امام مقرر نہین کر سکتا - اور یہ بات باجماع فریقین ثابت ہے کہ کفر اور شرک سے بڑہکر کوئی ظلم نہین اس لیئے امامت کے لیئے ویسا شخص درکار ہے کہ کبہی مرتکب ظلم نہوا ہو - دیکھیئے حضرت مرتضےٰ کی نسبت

کہہ سکتے ہین کہ وہ کبھی ظلم کے مرتکب نہین ہوئے یوم پیدائش سے کفر وشرک سے بری رہے
اگرچہ بحسب ظاہر قبل از بلوغ سات یا نو سال کی عمر مین ایمان لائے لیکن بوجہ
مشارکت نور محمدیؐ حضرت علیؑ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے
بھی مومن تھے جیسا کہ حدیث نور سے اوسوقت مین بھی تحلیل و تقدیس باری تعالےٰ
کی کرنا ثابت ہوا ہے تبلیغ سورہ برات سے حضرت ابوبکر کی معزولی اور حضرت امیرؑ کی
تقرری اسی لیئے تھی کہ نبی صلعم کی حیات مین بھی کوئی کام متعلقہ رسالت سوائے
ہمجنس رسول اللہؐ کے کوئی شخص انجام نہین دے سکتا تھا۔

چہارم انقیاد دیگر طبقات مخلوقات غیر از انسان

ثابت ہے کہ ملائک اور جن اور حیوانات و نباتات و جمادات وغیرہ جمیع طبقات
عالم قائل رسالت جناب رسول خدا صلعم کے ہین لہذا ضرور ہے کہ یہ جملہ طبقات
نائب رسول اللہ صلعم کے بھی مطیع و منقاد ہوئے ہون مگر تحقیقات سے کوئی تعلق
ان جملہ طبقات کا خلفائے ثلثہ سے پایا نہین گیا اور برخلاف اونکے علی مرتضیٰؑ اور
دیگر ائمہ اہل بیت علیہم السلام سے برابر تعلق ملائکہ اور جنات اور روحانیات و افلاک
و عناصر و حیوانات و جمادات وغیرہ جمیع موجودات کا ویسا ہی پایا گیا جیسا کہ رسول
خداؐ سے تھا پھر ہم کسطرح یقین کر سکتے ہین کہ وہ اشخاص بھی خلیفہ برحق ہین کہ جنکا تعلق
مثل رسول اللہؐ و ائمہ اثنا عشر دیگر طبقات موجودات سے نہین پڑا۔ طبقہ انسانی کا اجماع
بمقابلہ اجماع ملائکہ و جنات وغیرہ کے ہرگز قابل اعتبار نہین کیونکہ انسان بے ایمانی
کر سکتا ہے مگر اور طبقات نہین کر سکتے۔

پنجم علم لدنی

علم لدنی اہم صفات رسالت و نبوت سے ہے بغیر اسکے رسول اور نبی نہین ہو سکتا نبوت
صرف رسالت کی نیابت ہے خلیفہ برحق اور نبی مین صرف نام کا فرق ہے بغیر حصول علم

لدنی کوئی شخص رسول اللہ صلعم کا جانشین نہین ہو سکتا۔ منشی کا نائب منشی ہی ہوگا نہ داف یا جولاہے سے کام نہ چلیگا ایسا ہی عالم کا نائب عالم ہی ہوگا نہ کہ جاہل اور یہ بات باجماع اہل سنت ثابت ہے کہ حضرات خلفاے ثلثہ کو علم لدنی سے کچھہ بھی نہین ملا اور کیسے ملتا یہ بات قرار پا چکی ہے کہ رسول خدا صلعم علم کے شہر ہین اور علی مرتضیٰ اوسکے دروازے ہین جو کوئی علم حاصل کرنا چاہے وہ دروازے سے داخل ہو یعنے بغیر حضرت علیؑ کے شاگردی کے یہ علم حاصل نہین ہو سکتا تھا اور یہ داخل عار تھا اور اگر اہل سنت اس امر کو ثابت بھی کرین کہ خلفاے ثلثہ نے حضرت علیؑ کی شاگردی کی اور تلمذ اونکا مان بھی لیا جاوے تو امامت اوستاد پر ہی زیبا ہوگی نہ کہ شاگردون پر لہذا یہ صفت خلافت بھی صرف حضرت علیؑ مین ہی ثابت ہے اور غیر مین نہین۔

ششم علم قرآن وسنت

علم قرآن وسنت جیسا کہ حضرت مرتضیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا اونکا عشر عشیر بھی کسیکو حاصل نہ تھا بروایات متعددہ ہمنے ثابت کر دیا ہے اور یہانتک قرآن مجید پر عبور ثابت ہوا ہے کہ ایک رکاب سے دوسری رکاب مین پیر پہونچنے تک تلاوت قرآن ختم کرتے تھے اور عمل بھی قرآن پر آپکا ایسا ہی تھا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے القرآن مع علی وعلی مع القرآن اور یہی حضرت نے فرمایا لن یتفرقا یردا علی الحوض یعنے کہ میرے اہلبیت اور قرآن ایک دوسرے سے جدا نہونگے تا آنکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچین اسمین تمام ائمہ اہلبیت علیہم السلام شامل ہین پس چونکہ حضرت مرتضیٰؑ عالم قرآن وسنت تھے اور منقبت اقضاکم علی حاصل کر چکے تھے اسلیئے رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر وعمر اور حضرت عثمان وغیرہ اکابر مہاجرین وانصار کو یہ حکم دیا تھا کہ اگر تم میرے بعد قرآن اور میرے

اہل بیت کی پیروی کرو گے تو گمراہی میں نہ پڑو گے مگر افسوس ہے کہ حضرت صحابہ نے اہل بیت نبوی کی مطلق پیروی نہین کی اب اہل انصاف فتوی دین کہ جن لوگون نے اہل بیت کی پیروی اور تمسک کو ترک کیا وہ گمراہ ہوے یا راہ راست پر رہے یہان وہی نقل ہوگئی کہ گئے تھے نماز بخشوانے اور اولٹے روزے گلے پڑے خلافت و امامت تو در کنار رہے وہ بیچارے عدم پیروی اہل بیت نبوی کے ملزم قرار پاتے ہین مگر اہل سنت وجماعت کو اسمین ایک یہ جواب ہے کہ وہ رسول خدا کے منہ پر جواب دیچکے تھے کہ ہم پیروی تمہارے اہل بیت کی نہ کرین گے صرف قرآن پیروی کے لیے کافی ہے یعنے حسبنا کتاب اللہ کہا تھا جسکا جواب قوموا عنی رسول خدا سے سُنا لیکن یہ جواب اور رہی سہی عزت کو ضایع کرتا ہے۔

ہفتم افضلیت خلیفہ از امت و محبت خدا و رسول اللہ

یہ صفت بھی اصحاب ثلثہ مین پائی نہین گئی اور حضرت علی مرتضیٰ؏ مین بوجہ احسن پائی گئی اور روایات کثیرہ سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے ازانجملہ شرف اتحاد نور و طینت و خلقت و تکفل و پرورش و اخوت رسول اللہ و فضائل ذاتی درج کیے گئے ہین ازانجملہ حدیث مبارزت علی ابن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ ہے کہ اصحاب ثلثہ تو کیا جملہ صحابہ و تابعین و تمام امت محمدی جسقدر قیامت تک نیک اعمال کرین اون سب سے حضرت علی؏ کی ایک لڑائی خندق کی افضل ہے۔

ایسے ہی بروز خیبر بمقابلہ شیخین منقبت یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ حاصل کی۔ دیگر صفات مثل شجاعت و سخاوت و عدل زبان زد عوام ہین اور ہمنے بہ تشریح تمام ثبوت پیش کیا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ ان اوصاف مین آپکا

بعد رسولخدا صلعم کوئی نظیر نہ تہا بلکہ عشر عشیر بہی نہ تہا۔

ہشتم احکام ونصوص خلافت

اسکی یہ کیفیت ہے کہ باجماع اہل سنت وجماعت یہ امر ثابت ہے کہ کوئی کسی قسم کا حکم نسبت خلافت خلفاے ثلثہ کے صادر نہین ہوا بلکہ خلافت حضرت ابوبکر کی بذریعہ اجماع قائم ہوئی اور حضرت عمر کو اونہون نے اپنا ولیعہد کیا اور پیشین گوئی حضرت مرتضیٰ مندرجہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری پوری ہوئی یعنی آپنے حضرت عمر سے فرمایا احلب حلبا لك شطره اشدده له اليوم يرده عليك غدا۔ اور خلافت حضرت عثمان شورے سے مقرر ہوئی اور واقعی شورہ ایسے مشورے سے قائم کیا گیا تہا کہ صریح تدبیر قتل جناب علی مرتضیٰؑ کی لیگئی تہی۔ غرضکہ ثابت ہے کہ خلافت خلفاے ایسی ہی بے نص ہین جیسے خلافت ال ابوسفیان و آل مروان۔ اور حضرت علی مرتضیٰؑ کی خلافت کے بارے مین نصوص واحکام کثیرہ ہمنے کتب اہل سنت سے ثابت کیے ہین اور صریح اور صاف الفاظ مین امامت وخلافت وسرداری اور ہادی امت ہونا وصی رسولؐ ہونا مولاے مومنین ہونا اونکا وارد ہے بلکہ علاوہ احکام متفرقہ کے چودہ مرتبہ استخلاف اور ولیعہدی آپکی بحکم خدا ورسول عمل مین آنا کتب اہل سنت مین درج ہے ازانجملہ بمقام غدیر خم بموجب وحی سماوی خلیفہ وجانشین رسول اللہ صلعم کے مقرر ہوگئی اور مبارک سلامت کی نوبت بہی پہونچگئی مگر کیا کیجے بعضے طماع ہٹ دہرم مبارکبادد یکر پلٹ گئے اور تب پہر بوقت وفات نبی صلعم نے بذریعہ وصایا متعلق رسالت واداے دین تجہیز لشکر اسامہ وعطاے ملبوس خاص واسلحہ ودواب وتسلیم انگشتری مہردار جانشینی اور خلافت حقہ قائم فرمائی اور خلفاے ثلثہ مین سے کسیکو حضرت کے پاس تک بہی جانا نصیب نہوا یہانتک کہ جنازہ

کی نماز بھی نہ ملی پس جبکہ خلفاے ثلثہ کے بارے مین نہ کوئی حکم صادر ہوا ہے
نہ اوصاف خلافت اونمین متحقق ہین تو صاف ثابت ہے کہ حضرت مرتضےٰ
بعد رسول اللہ صلعم بلا فصل خلیفہ برحق ہین اور خلافت خلفاے ثلثہ بلا کسی
استحقاق کے قائم ہوئی صرف اوس زمانہ کے آدمیونکو ترکیب سے اپنی طرف
رجوع کرلیا اور فرقہ السنانی کی بھیڑیا چال مشہور رہے۔

کتب اہل سنت سے ظاہر ہے کہ جس روز رسول خدا صلعم نے وفات پائی تو
یہ لوگ جانتے تھے کہ رسول خدا صلعم کی وفات کا علی مرتضیٰ کو سخت صدمہ ہے
وہ بغیر تجہیز و تکفین کے گھر سے باہر قدم نہ رکھین گے یہ وقت اون لوگون نے غنیمت
سمجھا اور جسد مطہر جناب رسالتمآب صلعم کو بے غسل و بے کفن چھوڑکر اپنے
معاونون کو ساتھہ لیکر سقیفہ بنی ساعدہ مین پہونچ گئے اور اول یہ امر مشہور کردیا
کہ علی مرتضیٰ خلافت کرنا نہین چاہتے ہین چنانچہ خود بشیر بن سعد انصاری
کے بیان سے جو ممد و معاون حضرت ابوبکر کا تھا ظاہر ہوگئی اسکے بعد انصار نے
کہا کہ منا امیر و منکم امیر تب حضرت ابوبکر اور اونکے ہمراہیان نے الائمۃ
من القریش پر استدلال کیا اور انصار مین سے جو اونکے ہمساز تھے گواہ
ہوگئے صرف اسقدر کارروائی اوسوقت ہوئی جسکو اجماع کے نام سے
موسوم کرتے ہین۔

اگر اجماع ہوتا تو اوس سے یہ مقصد تھا کہ قابل خلافت کون شخص ہے نہ یہ کہ خلیفہ
انصاری ہونا چاہیئے یا قریشی جبکہ یہ امر قرار پاچکا تھا کہ خلیفہ قریش مین سے
اسلیئے ہونا چاہئے کہ نبی صلعم کی قوم ہے پھر دیکھنا واجب تھا کہ قریش مین سے
وہ خاص قبیلہ کون ہے کہ جسمین رسول خدا صلعم ہین اور پھر اوس قبیلہ سے قریبتر
رشتہ دار کو دیکھنا چاہیے تھا مگر یہہ کچھہ نہین ہوا اس امر کی گفتگو ہوتی ہے کہ خلیفہ قریشی ہو

حضرت ابوبکر نے حاضرین سے کہا کہ عمر ابن الخطاب اور ابوعبیدہ (جو آپکے ساتھ تشریف لیگئے تھے) بڑے بزرگ ہین انسے بیعت کرو اونہون نے بجواب اسکے فوراً باشارہ ہشتم حضرت صدیق یہ کہکر کہ آپ ہمسے افضل ہین اور قابل خلافت ہین حضرت صدیق سے بیعت کرلی اوسوقت سواے اون دو شخصون کے اور کسی نے بیعت نہین کی صحابہ مین سے جو مومن اور صالحین اور متقی تھے وہ رسول اللہ کے غم مین از خود رفتہ تھے طماعون اور دنیاداروں کی بھیڑ سقیفہ مین پہونچ گئی تھی مگر تاہم سواے دو شخصون کے کسی نے بیعت نہین کی مگر یہ مشہور کردیا گیا کہ فلان شخص کی بیعت پر خلافت ہوگئی اور جبتک کہ رسول خدا صلعم دفن نہون اور اوسمین دو دن منقضی ہوے تھے بہت لوگون سے متحلف طور پر بیعت لی گئی تھی جسکو جرگہ والا دیکھا اوسکو حکومت وامارت کی طمع سے شامل کرلیا۔ خالد۔ ابوعبیدہ یزید بن ابی سفیان معاویہ وغیرہ کو امارت لشکر اور حکومت امصار دینے کے عہد و پیمان کرلیے غرضکہ جسوقت حضرت علی مرتضیٰ کو دفن رسول اللہ سے فراغت ہوئی ہزارہا آدمیون پر بیعت کی نوبت پہونچ چکی تھی اسلیے ایسے اجماع کو کسی طرح جائز نہین کہہ سکتے۔

سعد بن عبادہ انصاری جو رئیس انصار تھا ہنگامہ بیعت مین پامال ہوکر مرگیا یہ امر بھی غور کے قابل ہے دیہات کے اصحابون جرگہ والون مین مالک بن نویرہ رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے گویا دو اصحاب کے خون سے خلافت کی بنیاد کا پتھر جمایا گیا۔

بیعت خلافت مین اسقدر عجلت کہ انتظار دفن رسول خدا صلعم نہین کیا گیا محض اس لیے تھی کہ بنی ہاشم اور اہل بیت پیغمبر خدا صلعم اور مومنین و صالحین صحابہ فرصت مداخلت نہ پاسکین لیکن اس عجلت واضطرابی کی عیب پوشی معتقدان خلفا اسطرح کرتے ہین کہ حضرت ابوبکر کو خبر پہونچی تھی کہ اعراب یعنی بادیہ نشین اور

دیہات کے لوگ خبر رحلت جناب سرور کائنات سنکر مرتد ہو جانے کا ارادہ
رکھتے ہین - یہ روایت بہی اہل سنت کی ایسی پوچ ہے جیسے اور موضوعات
لغو ہین - کیونکہ حضرت ابوبکر تو رحلت حضرت سے پانچ منٹ کے بعد ہی ثقیفہ
مین پہونچ گئے اور پہر ایسی جلدی کے ذریعہ سے دیہات مین حضرت کے وفات
کی خبر پہونچی اور پہر کس نے دیہات سے تار برقیان حضرت ابوبکر کے پاس روانہ کین
کہ جنسے حال ارتداد اعراب کا معلوم ہوا یہ محض مصنوعی اور دروغ باتین ہین
ماسوائے اسکے آپکو ایسی دلسوزی کی کیا وجہ تہی ابہی تو چند سال ہوئے تہے
کہ جنگ احد مین ابوسفیان سے عفو تقصیرات ہو کر آبائی مذہب پر لوٹ جانا تجویز
ہوا تہا پہر دوسرون کے ارتداد کی کیا فکر تہی اور پہر آپ کچہہ اسلام کے ٹہیکہ دار
بہی نہ تہے پہر اگر کوئی متوحش خبر بہی سنتے تہے تو اقربائے رسول صلعم سے اوسکی اطلاع
کرتے تہے اور اگر بہت ہی زیادہ اسلام کا خیال تہا تو حضرت علیؑ سے فوراً بیعت
کرکے اوسکے انتظام مین مصروف ہو جاتے کیا بغیر خلیفہ بننے کے حمایت اسلام کفر
تہی - یہ تو خوب جانتے تہے کہ بارہا رسول اللہ نے حضرت علیؑ کو سید المومنین اور
امام المتقین سید العرب ولی کل مومن و مومنۃ من بعدی فرمایا ہے جنگ تبوک
کو جاتے ہوئے خلیفہ کیا ہے -

حجۃ الوداع مین ہم سبکو اونکی پیروی کا حکم دیا ہے غدیر خم مین امامت پر اونکو قائم
کردیا ہے پہر عین وقت وفات اونکو وصی اور خلیفہ کرکے خاتم رسالت یعنی مہر کی
انگوٹہی اور ملبوس خاص عطا فرمایا ہے - علاوہ اسکے اگر خدانخواستہ کوئی نزاع
مرتدین کا واقع بہی ہوتا تو آپ بری الذمہ تہے کیونکہ حضرت رسول خداؐ نے تو انکو
اسامہ کے لشکر مین تعینات کردیا تہا گو براہ عدول حکمی روانہ نہوے تہے - اور ان
سب باتون کو جانے دیجیے یہ ملاحظہ فرمائیے کہ رسول صلی اللہ کی تجہیز و تکفین سے اہل بیت

نبوی کو انفراغ غایت درجہ دو تین روز مین ہوا اور اس عرصہ مین اعراب کی کوئی روک تھام نہین کی گئی بلکہ قریب ایک ماہ کے بعد خالد وغیرہ کو اپنی خلافت کا رعب جمانے کے لیئے دیہات کے دورے کو بھیجا نہ کوئی مرتد ہوا نہ کسی مرتد سے لڑائی ہوئی ہان ایک صحابی مالک بن نویرہ محبت اہل بیت اور طرفدار علی مرتضےٰ کی وجہ سے شہید کیئے گئے اور خالد نے اوسی شب مین اونکی زوجہ عفیفہ سے زنا کیا پس صاف ثابت ہے کہ یہ عجلت بیعت فقط اس لیئے تھی کہ بنی ہاشم اور مخلصین صحابہ اور اہل بیت پیغمبر تجہیز و تکفین رسول خدا صلعم سے فارغ ہو جائین اور پھر ایسا وقت ہمکو کیسے ملے اب یہ امر متحقق ہو گیا کہ خلافت خلفاے ثلثہ ناجائز اور بلا استحقاق و بحق تلفی حقدار قائم ہوئی ہین مگر چونکہ وہ وقت تو باقی نہین رہا کہ اہل انصاف جمع ہو کر حق کو اپنے مرکز پر قائم کرین اور مدعی ناحق کو خلافت سے معزول کرین لیکن اسقدر استحقاق اہل انصاف کا اب بھی باقی ہے کہ جو شخص امام برحق اور رسول اللہ کا جانشین مطلق ثابت ہوا ہے اوسکی امامت بلا فصل کو اپنے ایمان کا رکن سمجھین اور جن لوگونکی خلافت بلا حکم خدا و رسول و بلا کسی استحقاق کے ثابت ہوئی ہے اونکو ہرگز خلیفہ برحق نہ سمجھین نہ اونکی بزرگی و صحابیت کا اعتقاد رکھین نہ اونکے روایات و اجتہاد پر عمل کرین اگرچہ بحسب اقوال علماے اہل السنن خلفاے ثلثہ مجتہد نہ تھے حضرت ابوبکر و عثمان تو اجتہاد کے نام سے واقف بھی نہ تھے حضرت عمر کا اجتہاد پنچایتی اجتہاد کہلاتا ہے جسمین ابو موسیٰ زید بن ثابت ابن مسعود۔ ابی ابن کعب شامل ہین۔ اہل سنت کے امام اربعہ نے اسی پنچایتی اجتہاد کو مذہب و اجتہاد فاروقی نامزد کرکے تدوین کیا ہے۔ خود حضرت عمر قابلیت اجتہاد نہ رکھتے تھے جیسا کہ روایات اہل سنت سے ثابت ہے کہ مجنون سے قصاص اور حاملہ کو رجم کرنے کا حکم

دیدیا تھا۔ حضرت علی مرتضیٰؑ نے روکا جسپر حضرت عمر نے فرمایا۔ لولا علیؑ لہلک عمر یعنی اگر علی نہوتے تو عمر مارا ہی گیا تھا اب باقی رہا یہ امر کہ اسلاف و اخلاف اہل سنت نے پیروی و تقلید بموجب ارشاد نبوی قرآن و اہل بیت پیغمبر کی کمی یا اونکو ترک کرکے ہوا و طمع دنیاوی سے خودسری اختیار کی۔ ثبوت اس امر کا دشوار نہیں ہے بلکہ بہت آسانی سے ظاہر ہو سکتا ہے اول قرآن شریف کا یہ حال ہے کہ خود حضرت رسولؐ خدا فرما چکے تھے القران مع علی و علی مع القران۔

اور دوسری وہ روایت کہ اہل بیت اور قرآن تا برسیدن حوض کوثر ایک دوسرے سے جدا نہونگے تو امت پر واجب تھا کہ حضرت علیؑ مرتضےٰ سے قرآن سیکھتے۔ اونسے ہی تلمذ کرتے اونکے اخذ کیئے ہوئے مسائل پر عمل کرتے لیکن برخلاف اسکے یہانتک مخالفت کی کہ حضرت علی کے جمع کیئے ہوئے قرآن کو قبول نہ کیا اور زید بن ثابت سے جمع کروایا اور پھر جب وہ پندرہ برس کے بعد ناپسند ہوا تو حضرت عثمان نے دوسرے طور پر ترتیب دیا مگر حضرت علی کا جمع کیا ہوا قرآن شائع نہ کیا گیا۔ ایسا ہی عملدرآمد کا حال ہے کہ قرآن کی صریحی مخالفت کرتے ہین اپنے اختیار سے آیات قرآنی کو منسوخ و کالعدم کرتے ہین۔ مسح رجل اور آیہ متعہ کو کالعدم و منسوخ کرتے ہین اجتہادی مسائل مین بحکم نبوی تقلید و پیروی علی مرتضیٰؑ کی واجب تھی مگر اونکی تقلید کو قصداً ترک کرکے ایسے لوگون کی تقلید کی گئی جو خود معترف اپنی ناواقفیت کے ہین اور طرفہ یہ ہے کہ مناظرہ مین اپنے آپ کو مقلد قرآن و اہلبیت ظاہر کرتے ہین حالانکہ یہ امر پوشیدہ نہین رہ سکتا تقلید و پیروی زبانی لپ لپ کو نہین کہتے۔ فقہ اہل سنت کی موجود ہے اور حدیث کی کتابین بھی تلف نہین ہوئین اونسے صاف ظاہر ہے کہ اجتہاد مرتضوی سے قصداً مخالفت کرکے اسلاف و اخلاف نے ابوموسیٰ ابن مسعود زید بن ثابت وغیرہ کی پنچایتی اجتہاد کو تدوین کیا ہے خود شاہ ولی اللہ

صاحب ازالۃ الخفا مین مشرح لکھ رہے ہین کہ ائمہ اربعہ نے جو مجتہد منتسب ہین اجتہاد
مرتضوی سے قطع نظر کر کے اجتہاد پنجابی کو مدون کیا۔ مسئلہ نزاع وراثت زوجہ
قبل از دخول ہین شیخ عبدالحق شرح مشکوٰۃ مین صاف لکھ رہے ہین۔ کہ مذہب علی
مرتضیٰ اور انکے شیعون کا یہ ہے کہ ورثہ پائے گی۔ اور مذہب ابن مسعود کا یہ ہے کہ فقط
مہر پاوے گی اور چونکہ مذہب ہمارا ابن مسعود کا مذہب ہے اسلیے ہم قول ابن مسعود پر عمل
کرین گے زیادہ تر تعجب اس بات پر ہے کہ جب مذہب اہل سنت خلاف مذہب اہل بیت
قائم ہوا ہے تو کیون دروغگوئی سے دعویٰ پیروی اہل بیت کا کیا جاتا ہے۔
بڑے بڑے علما رفقط لفظ الزام رفع کرنے کو ادعار تمسک اہل بیت کا کرتے ہین چنانچہ شاہ
عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین۔

عبارت تحفہ اثنا عشریہ

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی ثابت کہ پیغمبر خدا فرمودانی تارک فیکم الثقلین ان
تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدیہما اعظم من الاخر کتاب اللہ وعترتی
پس معلوم شد کہ در مقامات دینی و احکام شرعی مارا پیغمبر خدا حوالہ باین دو چیز عظیم القدر
فرمودہ۔ پس مذہبی کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدہ او باطل است و ہرگاہ
انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین۔ پس حالا در تحقیق باید افتاد کہ ازین دو
فرقہ یعنی شیعہ و سنی کدام یک متمسک باین دو حبل متین است و کدام یک استخفاف
این دو چیز عظیم القدر میکنند و درین بحث نیز از کتب معتبرہ شیعہ منقول نخواہد بود۔
اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجہ اعتبار ساقط شدہ مثل توریت و انجیل قابل
اعتبار نماندہ زیرا کہ تحریف بسیار در آن یافتہ و احکام بسیار منسوخ ازان شدہ پس
حالا نزد ایشان در قرآن مجید محفوظ و درمیان توریت و انجیل فرقے نماندہ۔ اما عترت
رسول کہ باجماع اہل لغت عرب شخص اقارب را گویند و اینہا نسبت بعض عترت را

انکار میکنند مثل حضرت رقیہ و ام کلثوم لبعضے را در عترت داخل نمی کنند مثل حضرت عباس عم آنحضرت و اولاد وے ومثل حضرت زبیر ابن صفیہ عمہ رسول صلعم الخ۔

الحمد للہ کہ یہ اچھا موقع امتحان کا ہاتھ آیا اور یہ امر مسلمہ اہل تسنن ہو گیا کہ بعد نبی صلعم فقط قرآن واہل بیت قابل تمسک ہین اور شاہ صاحب نے جو تحریر فرمایا ہے کہ مارا پیغمبر خدا صلعم حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمود۔ اسمین امت مابعد ہے مقصر نہین ہے بلکہ اصل مخاطب اس حکم کے خلفائے ثلثہ اور صحابہ ہین ہم لوگ تو اسکے مصداق مین داخل ہو سکتے ہین اسلیئے نہ فقط اس زمانہ کے لوگون کے عقائد قابل تحقیقات ہین بلکہ اون لوگون کے عقائد کی تحقیقات کرنی چاہیئے کہ جنسے مخاطب ہو کر رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا اور جسکی پیروی ابتک اہل تسنن کر رہے ہین۔

اسکی تحقیقات کے ہم بھی دو جزو قائم کرتے ہین اول قرآن مجید کی نسبت غور کرنا چاہیئے کہ کسنے اوسپر عمل کیا اور کسنے برخلافی کی اور کسنے اوسکی تعظیم وتوقیر فرمائی اور کسنے توہین واستخفاف کا ارتکاب کیا جہانتک کتب معتبرہ اہل سنت پر نظر کیجاتی ہے ثابت ہوتا ہے کہ خلفاء ثلثہ نے بالتخصیص برخلافی اور زنا فرمائی قرآن پاک کی کری۔

اول برخلافی یہ ہے کہ اسی روایت مین جسکو شاہ صاحب نے کسی وجہ سے پورا نقل نہین کیا ہے یہ موجود ہے کہ قرآن واہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہوینگے تا آنکہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہون اور ایک اور روایت اہل سنت مین یہ ہے کہ علی قرآن کی ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے مگر خلفاء وصحابہ نے حضرت علی کے جمع کیئے ہوئے قرآن کو عمداً نا قبول نہ کرکے ایک شخص غیر معتبر یعنی زید بن ثابت سے جمع کرایا۔ شیعہ ہرگز منکر قرآن نہین ہین بلکہ اوسکے تمام احکام کو دل وجان سے مانتے ہین اور عقیدہ رکھتے ہین کہ اوسکا نہ ماننے والا اوسکے حکمون کا کالعدم۔ منسوخ کرنے والا اوسکی توہین واستخفاف کرنے والا کافر مطلق ہے۔ نقص ترتیب اور کمی بعض سورتون کی جیسے شیعہ

قائل ہین ویسے ہی سُنّی بھی قائل ہین۔ مشکوٰۃ شریف کی کتاب القرآن مین روایات کثیرہ دربارہ تبدیل بعض الفاظ مثل واسطے والعصر وغیرہ دوبارہ کمی سورہ وآیات مروی ہین نقص ترتیب خلاف تنزیل سے خود ثابت ہے کہ مدنی سورتین اکثر اول لکھی ہوئی ہین اور مکی بعد مین یا اول سورہ اقرا نازل ہوئی اور ترتیب مین سبکے بعد پھر شیعون کی کیا خطا ہے اونکا قرآن موجود کی نسبت صاف عقیدہ یہ ہے کہ تحریف اور بیشی اسمین نہین ہے اور نہ یہ ممکن ہے۔ رہا عمل کرنا احکام قرآنی پر سو یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ شیعہ کسی حکم آلہی کی برخلافی نہین کرتے بلکہ اہل سنت اور خلفار ثلثہ کی نسبت کامل طور سے برخلافی احکام قرآنی ثابت ہے۔

اول حضرت ابوبکر نے آیت انما ولیکم اللہ الخ۔ اور ایت تطہیر اور آیت مباہلہ اور آیت بلغ ما انزل اور آیت الیوم اکملت لکم۔ کی برخلافی کرکے اپنی خلافت قائم کی اور باقی صحابہ نے تائید اور مخالفت کی۔ اسکے چندروز بعد آیت یوصیکم اللہ وآیت وات ذی القربی حقہ وآیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کی مخالفت صریحی کرکے مصداق یُوْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ کے ہوئے۔ انسے بیشتر حیات رسولؐ خدا مین قرآن کی اوس مشہوری حکم کی خلاف تھی کہ نبی کے حضور مین بلند آواز سے مت بولو اور اسپر خلعت گرانمایہ قوموا عنی کا بروایت صحیح بخاری عطا ہوا تھا۔ پھر آیت قصاص سے مخالفت کرکے مالک بن نویرہ کا قصاص خالد سے نہ لیا پھر آیت تعزیر زنا مندرجہ سورۂ نور سے مخالفت کرکے خالد کو بجرم زنا سے محرمہ ساتھہ زوجہ مالک کے حد زنا نہ ماری۔ حضرت عمر نے آیت متعہ سے برخلافی کی بلکہ اوسکو باختیار خود منسوخ کردیا۔ آیت وضو کی مخالفت کرکے پیرون کا دہونا اپنی عقل سے تجویز کیا حالانکہ آیہ تیمم اسکی تائید مین شاہد عادل موجود تھا۔ مخالفت قرآن کرکے حاملہ کے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ مجنون کو قابل قصاص تجویز کیا حضرت عثمان نے تخت پر

جلوس فرماتے ہی بمخالفت قرآن عبداللہ بن عمر سے قصاص ہرمزان کا نہ لیا۔ ثعلبہ بن حاطب کے لیئے قرآن شریف مین کہ مخالفت زکوۃ لینے کی ہوئی تہی اور رسول خدا نے اوس سے باوجود اوسکے منت کش ہونے کے نہ لی تہی اور صاف فرمایا تہا کہ مجہے مخالفت قرآن کا اختیار نہین ہے مگر حضرت عثمان نے صریح مخالفت حکم الٰہی کرکے اوس سے زکوۃ لے لی۔ کہانتک ان لوگونکی مخالفت قرآن کا ذکر کرون جو مجہے مقامات زبانی یاد تہے لکہدیئے۔ اگر بالاستیعاب اسکی تفتیش کیجاوے تو دوسری انوار الہدیٰ اور لکہنی پڑے۔ اب قرآن شریف کا ہتک حرمت بہی انہین حضرات کی نسبت ثابت ہے کہ حضرت عثمان نے اپنی خلافت کے نصف ایام گذرنے کے بعد تمام ممالک اسلام سے قرآن طلب کرکے نہایت توہین کے ساتہہ جلادیئے۔

بروایت معتبرہ اہل سنت ثابت ہے کہ جب ام المومنین عائشہ کا قرآن جلانے کے لیئے خلیفہ ثالث نے طلب کیا تو آپ سخت ناراض ہوئین اور خلیفہ پر تکفیر کا فتویٰ دیکر مسلمانون کو اونکے قتل کرنے کا حکم ان الفاظ مین دیا۔ اقتلو نعثلا یعنے اس نعثل کو قتل کرو۔ نعثل نام ایک یہودی کا تہا جو حضرت عثمان سے ہمشکل تہا۔

اہل سنت انہین بزرگون کی پیروی کو قرآن کی پیروی سے افضل سمجہے ہین اور مخالفت قرآن ہین اونکے قدم بقدم ہین فاعتبرو یا اولی الابصار۔

پیروی عترت نبی کی یہ کیفیت ہے کہ شاہ صاحب نے جو اونکے تمسک اور پیروی کا ذکر نہ کرکے فقط تسلیم رشتہ کو تمسک سمجہہ لیا ہے کہ وہ شیعون پر یہ اعتراض کرتے ہین کہ حضرت رقیہ اور ام کلثوم کو داخل عترت ہونے سے انکار کرتے ہین۔ اور عباس اور زبیر کو داخل عترت نہین کرتے۔

یہ امر ذرا اہل انصاف کے غور کرنے کے قابل ہے کہ یا تو شاہ صاحب نے دیدہ و دانستہ دہوکہ دیا ہے یا ختم اللہ علی قلوبھم کا مضمون ہے۔ پیروی اہل بیت کا نام نہین ہے کہ فقط نبی صلعم کے رشتہ دارون کے نام کی تسبیح پہیرا کرے یا سب کا شجرہ نسب یاد کرلے رسول اللہ صلعم نے

اونکی تقلید اور پیروی کرنے کا حکم دیا ہے اور خود شاہ صاحب جس حدیث پر استدلال کر رہے
ہین اوسمین صاف یہ درج ہے کہ مین تمہاری ہدایت کے لیئے اہل بیت یعنی عترت اور
قرآن کو چھوڑتا مون اگر انسے تمسک کروگے تو گمراہی مین نہین پڑوگے تو اب شاہ
صاحب کے صدق و کذب کی تحقیقات کے لیئے یہ دیکھنا ضرور ہوا کہ رقیہ اور ام کلثوم بوقت ارشاد
نبوی بقید حیات تہین یا بہت عرصہ پیشتر فوت ہو چکی تہین اور یہ امر ایسا عام مشہور ہے کہ
عام مسلمان جانتے ہین کہ رقیہ اور ام کلثوم حضرت کی وفات سے بہت عرصہ پیشتر فوت ہو چکی
ہین پہر اہل انصاف شاہ صاحب کی تحریر پر غور فرمائین کہ کس منشاء سے یہ اعتراض کیا گیا
علاوہ اسکے جس عترت اور اہل بیت کی پیروی کا حکم ہے تو اوسکو عام لوگ جانتے ہین کہ
عورتون سے کوئی علاقہ نہین۔ ایسا ہی حضرت عبّاس کا حال ہے گو وہ آپکے علاتی
چچا ہین لیکن محض عمومیت نبی مستلزم تمسک نہین ہے فضائل ذاتی کا ہونا ضرور ہے
ابولہب بہی تو چچا تہا۔ اسلیئے جناب سرور کائنات نے عترت و اہل بیت کا لفظ سواے فاطمہ
اور علیؑ اور حسنین علیہم السلام کے اور کسی کے واسطے نہین فرمایا اور اس موقع پر بہی عترت
انہین سے مقصود ہے۔ زبیر ابن العوام پہوپہی کا بیٹا ہونے سے داخل اہل بیت نہین ہو سکتا
یہ شاہ صاحب کی زیادتی ہے مگر ہمکو عقل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب نے کسی بڑے
مقصد کی تخم ریزی کی ہے یعنے خود تو پہوپہی کے پسر کو شامل اہل بیت قرار دیگئے ہین آئندہ
کوئی اونکا ہم مشرب اس تحریر شاہ صاحب کی جرأت پر خسر کو داماد کی اہل بیت مین داخل کر سکے
اور بعید نہین ہے کہ او... اتباع اسکی بہی پیروی کرین۔ شیعہ کسی رشتہ دار کے رشتہ سے
انکار نہین کرتے حضرت عباس کو حضرت کا علاتی چچا۔ زبیر کو صفیہ کا بیٹا کہتے ہین لیکن کیا
اسقدر کہنے سے تعمیل حدیث ثقلین ہو سکتی ہے۔ جبکہ مطلب فقط پیروی اہل بیت سے
ہے تو ظاہر ہے کہ عترت نبی مین سب سے اعلی اور افضل قابل تمسک و پیروی بالشہادت و
اجماع فریقین حضرت علی مرتضی تہے اور اونکی وفات کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ تہے

حضرت عباس نہ بمقابلہ حضرت مرتضیٰؑ علم و فضل سے آراستہ تھے نہ اونکے برابر قربت قریبہ
رکہتے تھے نہ کبہی رسول خدا صلعم نے حضرت عباس کو اپنی عترت مین مثل آل عبا کے
داخل کیا نہ کبہی اپنا وارث اور وصی قرار دیا دیکہیئے بوقت نزول آیت تطہیر حضرت عباس
داخل اہل بیت نہین ہین بیچارے زبیر کا تو کیا علاقہ - آیت مباہلہ مین کہین عباس کا پتہ نہین
پہر جنکو خدا اور رسول نے اہل بیت مین داخل نہین کیا ہے اونکے داخل کرنے کے مجاز تو
سُنی لوگ ہی ہین کہ ہمیشہ اسلاف و اخلاف مخالفت کے عادی رہے ہین - اول تو یہ غور
کرنا چاہیئے کہ حضرت رسول خدا نے عترت کی پیروی کا حکم کیون دیا کیا سنیون کا یہ عقیدہ ہے
کہ حضرت نے فقط برعایت رشتہ داری ایسا حکم دیدیا - اسکی خاص وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ قابل
تقلید و تمسک صرف وہ شخص ہوا کرتے ہین جو خود گناہون سے پاک اور معصوم ہون اور جنکے
نسبت شائبہ گناہ ہو سکتا ہے وہ قابل تمسک اور پیروی کے نہین ہین - اب چونکہ آیت تطہیر
صرف حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ اور حسنینؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے اور عباس اوس زمانہ
مین پورے مشرک اور مثل خلفاء ثلثہ مصداق لاینال عہدی الظالمین کے تہے
اسلیئے حدیث تمسک اہل بیت مین عباس داخل نہین ہین - مگر واہ رے رجال اہل سنت و جماعت
کہ اونہون نے حضرت عباس کی بہی پیروی نہ کی - وہ تو تلوار گہماتے پہرتے تہے کہ خلافت
میرے بہتیجے کا حق ہے اور صحابہ مین سے کسی نے نہ سُنا -

یہ بات ہم نہایت تشریح کے ساتھہ چند بار ثابت کر چکے ہین کہ تمام طبقہ صحابہ اور اہل
تسنن مخالف حدیث ثقلین کے ہین ازالۃ الخفا مین صاف موجود ہے کہ مذہب اہل سنت کی
مجتہد مستقل ابن مسعود عمر ابن الخطاب زید بن ثابت ابی بن کعب ابو موسیٰ اشعری ہین اور
مجتہد منتسب ابو حنیفہ شافعی احمد و مالک ہین اہل بیت کے مسائل کو قبول نہین کرتے اونکی
روایات کو ضعیف کہتے ہین بدرجہ مجبوری حضرت علیؑ سے وہ روایات لی ہین کہ جن ابواب فقہ
مین اونکے مجتہد عاجز ہوئے ہین - اہل تشیع کے مجتہد مستقل اول علی مرتضیٰ ہین اونکے بعد

امام حسنؑ اونکے بعد امام حسینؑ اونکے بعد علی ابن الحسینؑ اسیطرح تا امام آخر الزمانؑ ہین اگر
نہین ہیں کسی زمانہ کے سُنّیون نے کسی کی پیروی کی ہو تو نشان دو۔ مامون خلیفہ عباسی حضرت
امام رضا علیہ السلام سے معتقد تہا اوسنے آپ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تہا ایکمرتبہ عید کی نماز
پڑہانے آپ عیدگاہ مین تشریف لیگئے تو تمام سُنّی اونکے پیچھے نماز پڑہنے سے انکاری ہوگئے
کہ یہ تو اپنے طریقہ پر نماز پڑہاوینگے سنی کیون نہ انکار کرتے وہ تو امام فاسق و فاجر کے پیچھے نماز
پڑہنے کے عادی تھے امام معصوم کے پیچھے کس طرح نماز پڑہتے۔

اسبار فقط اعزاز یا ہتک حرمت اہل بیت اسمین بھی بحمد اللہ کہ شیعہ قابل اعتراض نہین حتی المقدور
جان و دل سے فرمانبردار بلکہ النعلین بردار اہل بیت کے رہے ابتک باوجود گزر جانے پشتہا
پشت کے سادات کی حرمت کرتے ہین۔ اہل سنت کے اسلاف و اخلاف کی تحقیقات
ہم کو کی کہ پیروی تو درکنار حضرت ابوبکر و عمر وغیرہ نے طرح طرح پر ایذائیں پہونچائین مال اونکا
غصب کیا رنج اونکو پہونچایا گھر اونکا جلانے کو موجود ہوگئے تھے اونکے توڑے قرابت رسولؐ
سے اونکا انکار کیا۔ یہ تمام روایات ہم اسی رسالہ مین کتب معتبرہ اہل سنت و جماعت
سے ثابت کر چکے ہین۔ اور لکھ چکے ہین کہ ابن قتیبہ دینوری نے کتاب الامامت والسیاست
مین لکھا ہے کہ جب حضرت عمر مع ایک جماعت ہمجنس خود عتبہ عالیہ پر بارادہ گرفتاری علی مرتضیٰؑ
پہنچے تو حرم محترم سے آواز حضرت علیؑ اور اہل بیت کے رونے اور فریاد کرنے کی آرہی تھی
کہ یا رسول اللہؐ ہمکو عمر اور ابوبکر نے کیسا عذاب پہونچا رکھا ہے بایں عبارت نادت یا علی
باکیہ یا رسول اللہ ماذا لقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافہ
صفحہ پر اسی کتاب مین ہے کہ علی مرتضیٰؑ قبر رسول خدا سے لپٹ کر چیخ مار کر روئے
اے ابن عم مجھے تیری قوم نے ضعیف کردیا اور میرے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہین
بایں عبارت فلحق علی بقبر رسول اللہ صلعم یصیح ویبکی وینادی یا ابن العم ان القوم
استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ حضرت عمر نے باعلان فرمایا کہ تم رسول اللہؐ کے بھائی نہین ہو

یعنے حضرت علی مرتضیٰ جسوقت مجمع صحابہ مین تشریف لائے تو آپنے فرمایا انا عبد اللہ و
اخو رسول اللہ یعنے مین بندہ اللہ کا ہون اور بہائی رسول اللہ کا ہون قال عمر اما
عبد اللہ فنعم واما اخا رسول اللہ فلا یعنے عمر نے کہا کہ ہان عبد اللہ تو ہو مگر رسول اللہ
کے بہائی نہین ہو۔ حالانکہ بروایات صحیحہ اہل سنت مروی ہے کہ فرمایا رسولخدا نے علی مرتضیٰ
سے انت اخی فی الدنیا والاخرۃ یعنے اے علیؑ تو دین و دنیا مین میرا بہائی ہے
دیکہو انکار صریحی اسکو کہتے ہین اس موقع پر اہل انصاف سے میری یہ التجا ہے کہ براہ
کرم شاہ صاحب کی عبارت کو پہر ایک نظر ملاحظہ فرماوین خصوصاً اس فقرہ کو۔ ہر گاہ کہ
انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین است اور پہر مجہہ داد خواہ کا انصاف کرین۔
یہ حال تو اسلاف اہل سنت کا ہے اخلاف کی سُنیئے معاویہ حضرت مرتضیٰ سے باغی ہو کر
لڑا۔ امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوایا۔ جب پانچوان خلیفہ اور منجملہ سفینون کے بارہ امامون
کے پانچوان امام قائم ہوا پہر اونکے چہٹے امام یزید نے امام حسینؑ کو معہ تمام اونکے اہل بیت
واقربا کے نہایت مظلومی کی حالت مین شہید کیا اونکے حرم محترم کو لوٹا خیمے جلائے
شتران بے کجاوہ پر سوار کرا کے شہر بشہر مشتہر کیا طوق و زنجیرون مین قید کیا امام حسین
علیہ السلام کے سر بریدہ کی توہین کی۔ مروان وغیرہ اور اوسکی اولاد نے کوئی دقیقہ قتل و
غارت وہتک حرمت خاندان رسالت مین باقی نہ چہوڑا۔ بنی عباس جنکے پیرو
شاہ صاحب ہین اور اہل بیت مین فقط اونہین کو حدیث ثقلین کی تعمیل کے
لیئے پسند کیا ہے جب خلافت پر مسلط ہوے منصور دوانقی سے لیکر آخری خلیفہ
تک سب کے سب دشمن آل رسول رہے لاکہون بنی فاطمہؑ کا بے گناہ خون کیا
جب خدا نے ترکون سے اونکا قلع وقمع کرایا جب سادات کا قتل عام موقوف
ہوا مگر بجاے حملہ سنانے کے حملات لسانی اہل سنت وجماعت کی
طرف سے اب تک آل رسول پر ہوتے ہین جلا[illegible] کے مقلدین کو

یہ دعوی ہے کہ ہم حق پر ہین اور آل رسول ناحق پر ہین کوئی کہتا ہے کہ سید آل رسول ہی نہین ہین - ہندی جلاہے - حبشی غلام دعوی کرتے ہین کہ آل محمد تو ہم ہین کوئی تخصیص سادات کی نہین ہر مسلمان آل محمد ہے اور اپنے اثبات دعوے کے لیے آل فرعون کی نظیر پیش کرتے ہین -

اب اہل انصاف غور کرین کہ منجملہ ہر دو فرقہ شیعہ و سنی کے قرآن و اہل بیت پیغمبر کی پیروی کسنے کی ہے اور ثقلین کی عزت و آبرو کسنے کی ہے اور اب کون کر رہا ہے اور انکا ہتک حرمت کسنے کیا ہے اور کون کر رہے ہین -

کیون مسلمانون تمہارے تفریق مذاہب کے وقت عترت و اہل بیت نبوی مین سے کیسے کیسے لائق و فائق معصوم امام موجود تھے مگر تمہاری آنکھون پر کیون تاریکی کا پردہ پڑا ہوا تھا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام جیسے امام برحق کو چھوڑ کر ابو حنیفہ وغیرہ کی پیروی تمنے کی اونکے بعد بھی ایک سے ایک اعلی و افضل چھہ امام اہل بیت نبوی مین مبعوث ہوے اور تم اونسے نفرت ہی کرتے رہے اونکو چھوڑ کر غیرون کی پیروی کرنا کس طرح جائز تھا اور پھر اوسپر یہ ظلم کہ جو لوگ اونکے مقلد اور پیرو کار ہوے اونکو گمراہ خیال کرتے ہو اور خود جو گمراہی مین پڑے ہوے ہو اوس گمراہی کو برحق جانتے ہو -

اگر سنی لوگ حضرات آ[illegible] [illegible] بیت [illegible]ین کوئی برائی یا سقم ظاہر کرتے تو ہمکو صبر آجاتا اور جبکہ [illegible]ہ بھی نہین [illegible] پھر بھی اونسے اور اونکے مقلدون سے بغض ہے تو [illegible] [illegible] [illegible]ٹری لو اسکا بجز اسکے کچھہ نہین ہے - وسیعلمون

[illegible]ت

[illegible]بہ مطابق ۱۲ - ماہ فروری سنہ ۱۹۰۱ عیسوی

تقریظ

جناب حبر علام بحر طمطام جامع المعقول
والمنقول حاوی الفروع والاصول ماخذ الادباء
تاج الشعراء حسان زمانہ وسحبان آوانہ افصح الفصحا
ابلغ البلغاء اصدق من الجوزاء وافطق من القطاء
فرید الدھر وحید العصر علامہ زمانہ وفہامۂ
آوانہ العالم العامل والبحر الذی لیس لہ ساحل النور
الشعانی والبحر العلوم الثانی جناب مولوی علی جعفر
صاحب دام ظلہ العالی مدی الایام واللیالی
رئیس کرھان تحصیل محمد آباد گوہنہ اعظم گڈہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی لم یترکنا سدی۔ والنورقلو[illegible] بانوار الہدی۔ والصلوٰۃ
والسلام علی من بہ الاسلام قد دجی۔ واہلبیتہ [illegible] ذی مثلہم کمثل سفینۃ
نوح من تخلف عنہا غرق ومن رکبہا نجی۔
کالندی۔ الکتاب المستطاب المعنون [illegible]
ومرغم لاناف المخالفین۔ الذین ی[illegible]
فمن اضل ممن اتبع ہواہ۔ بغیر توفیق [illegible]

وهاد العمی من ضلالتهم - اعنی به الفاضل الفائق - والعالم البارع - المحقق الشریف
والسمیدع الغطریف امثل القوم - فخر اللیل والیوم - الذی یقبل التحقیق
بیدایه - والصحیح حتی الحقیق لدیه - سمی رسول الله الاحد - جناب المولوی
الشیخ احمد - القاه الله الصمد - ما اغار الحجیج والنجد - ووقاه شر کل حاسد
اذا حسد - بجاه نبینا محمد - وآله ذوی المجد والسودد - صلوات الله علیه وعلیهم
الی الابد - فاذا اقتبسنا من باطن ذلک الکتاب والظاهره - واستضئنا بنوره
عن آخره - الفیناه کانه ماء سلسال - او سحر حلال - او در منثور او بحر
مسجور - او حدیقة ذات بهجة - قد غرس نخیلها من مواصدق بهجه و
وجدناه احلی من العسل والسکر واذکی من المشک والعنبر - واخضر
من نخل لها انوار - وازهار وانضر من ریاض تجری تحتها الانهار - حاوی الاشارات
انیقه - محتویا علی عبارات رشیقه ولعمری لمربات بمثله الزمان علی هذا الطرز
والعنوان - وانه لهدی ورحمة للمسلمین - وسند کامل لطالبی الحق والیقین
وکما قیل شعر - حری ان یلقق فی حریر - ویخزن فی العیون مدی الزمان -
عزیز المثل حدواه عزیز - قلیل اللفظ مستوفی المعانی - بل حقیق بان
یکتب بالنور - علی وجنات الحور - وان یقرء مکررا فی النادی -
ویطرب باستماعة النادی - فانه شعر هو المسک ماکررته یتضوع
نیه ینقل کووبناو [illegible] شکرا حلو بنار تقر عیوننا - فطوبی لمصنفه
[illegible] ثبر - ما احسن ترتیبه - واتقن تهذیبه والله
[illegible] حیث احسن الینا بتالیف هذا الوجیز -
لجوهر العزیز - وابین الحق ببراهین قویه - واظهر
ضا من الاستشهاد بکتب الشیعه واقوال

تلک الفرقة المحقة المنیعه - اخذا بمنهج الصواب والسداد وناحیا
عما یسلکون بالسنة حداد - فنسأل من خصه بهذه الهبة البهیة
والمنحة الطیبة وجعله من العلماء الراسخین - والبصراء المحققین - ان
جعل سعیه مشکوراً - وجزاه عنا جزاءً موفوراً - کما نشکره علی ما آتاه
حکما وعلماً - واعطاه فقها وحلماً - ثم المامول من الفحول الاعیان - وارباب
العقول والاذهان - الذین یبعدون عن الاعتساف - ان ینظروا فیه بعین
الانصاف - للقرظ علی هذا الکتاب - الجامع للعجب العجاب ــــ ۵

کتاب فائق حق صریح لہ حسن وشان ای شان وجیز مستطاب عبقری
ومزرٍ بالزبرجد والجمان لحبرٍ ناقد فذ خبیر حماه اللّٰه من حوج الستان
لقد وافی الینا من خلیل فشکراً للاله المستعان مؤلفه اقر اللّٰه عینیه
وسلمه من آفات الزمان ذبرت هذه السطور الشهیة شاکراً علی تلک نعمة البهیة
فی منتصف الشهر الثانی من الربیعین - سنه ۱۳۰۹ من هجرة رسول الثقلین
سلام اللّٰه علیه وآله المصطفین - مادام الضوء للفرقدین

اطلاع

جس کتاب پر مُہر و دستخط راقم کے نہوں، وہ کتاب [illegible] سمجھی جاوے [illegible] خریداری سے
پرہیز کرنا لازم ہے فقط -